

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.znzlibrary.com/>

<https://www.znz.today>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں سب سے پہلے رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

باس میں موجود ناولز پاکستانی لکھنے والے ناولز ہونے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

[Novel Name : Yaar E Sitamgar](#)

[Jaan E Aziz Novel By Dua Khan](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Teri Rahguzar Novel By Kitab Chehra](#)

[Bismil Novel By Mehrunnisa Shahmeer](#)

[Shiddat E Yaar Novel By Zoya Ali Shah](#)

[Ishq E Maknoon Novel By Maryam Jutt](#)

[Saza E Ishq Novel By Shahzmeen Mehdi](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

Novels Categories

[Web Special](#)

[Short Novels](#)

[Long Novels](#)

[Digest Novels](#)

[Romantic Novels](#)

[Facebook Novels](#)

[Ebook Novels PDF](#)

[Youtube Novels PDF](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

مکمل ناول

ظالم عشق

تحریر بائے: میرب



موضوع / تقسیم: ونی بیسڈ، فورس میرتج بیسڈ، ہلکی آنچ پہ رومینٹک ٹچ بھی

ہے۔۔۔

مکمل ناول: "ظالم عشق" بائے میرب۔۔۔

:کہانی کا خلاصہ

یہ کہانی شروع ہوتی ہے ایک ایسے کردار سے جو اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینے کے لیے اپنے دوست کی بہن کو زبردستی اپنی زندگی میں شامل کرتا ہے۔۔۔

یہ کہانی ہے ایک ایسی لڑکی کی جس کو بنا کسی جرم کے سزا بھگتنی پڑی۔ اسے اذیت و کرب سے گزرنا پڑا۔

یہ کہانی ہے ایک ایسی ماں کی جو اک لمبا عرصہ اپنی بیٹی سے دور رہی۔ اس کی محبت میں تڑپتی رہی۔

یہ کہانی ایک ایسے کردار کی ہے جس نے عشق کی انتہا کر دی، لیکن پھر اسے اپنی آنی کی خاطر اپنی محبت سے دستبردار ہونا پڑا، جس نے اپنی محبت کو ظالم عشق کا نام دیا۔۔۔

یہ کہانی اور ایسے کرداروں کی جنہوں نے اپنی زندگی میں بہت کچھ سہا، بہت کچھ غلط کیا اور پھر ان غلطیوں سے سیکھا بھی۔۔۔

نوٹ: یہ میرا پہلا ناول ہے، اگر اس میں کہیں کوئی غلطی ہوئی ہو تو پیشگی

معذرت۔۔۔

oooooooooooooooo

وہ بڑی وجاہت سے چلتا ہوا آ رہا تھا۔۔ سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ کسی ریاست کے شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔ وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا ملازموں کی گردنیں جھکتی جا رہی تھیں۔۔ آنکھوں میں غصے سے لکیریں صاف واضح ہو رہی تھیں۔۔۔

سلیم"۔۔۔ آواز اتنی شدت سے دی گئی تھی کہ سب ملازم دو قدم پیچھے ہوئے تھے۔۔۔ سلیم جو کہ ارجم کا سب سے خاص بندہ تھا۔۔۔ جس سے وہ ہر بات شیئر کرتا تھا۔۔۔ ارجم کی آواز سنتے جلدی سے اس کے پاس آیا

"!۔۔۔۔۔ جی سر۔۔۔

میری صبح کی حمد ان کے ساتھ جتنی میٹنگز ہیں سب کینسل کروادو۔۔۔
 ار حم آنکھوں میں اشتیال لیے بولا تھا۔۔۔
 " لیکن سر۔۔۔

سلیم ابھی کچھ بولنے ہی لگا تھا ار حم نے اس کو ٹوکا۔۔۔ بس ایک دفعہ کہہ دیا
 تو مزید مت بولا کرو۔۔۔ تم سب جاؤ اب۔۔۔ ار حم کہتا ہوا سیڑھیوں کی
 طرف بڑھا۔۔۔ سب ملازم جا چکے تھے۔۔۔ جب کہ ار حم سیڑھیوں
 چڑھتا کسی گہری سوچ میں تھا۔۔۔

اوپر پہنچتے اس نے اپنی سوچ کو جھٹکا اور آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھولا
 ۔۔۔ کمرے میں ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔ ار حم جو پہلے
 ہی غصے میں تھا اسے مزید غصہ آیا۔۔۔ وہ آگے بڑھا، اور کمرے کی لائٹ
 ان کی۔۔۔ وہ چلتا ہوا پریشے کے قریب آیا، اور اسے بالوں سے پکڑ کر ایک
 " جھٹکے سے کھڑا کیا۔۔۔ " اور ایک زوردار تھپڑ مارا۔۔۔

ارحم جو کمرے سے نکلتے ہی احمر کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔
 دروازے پر آ کے رکا۔۔۔ اور ہتھیلی سے اپنی آنکھیں صاف کی۔۔۔ وہ رو
 رہا تھا۔۔۔ ہاں وہ رو رہا تھا۔۔۔ ایک جوان 28 سالہ مضبوط مرد رو رہا تھا
 ۔۔۔ آنسو صاف کرتے وہ آگے بڑھا۔۔۔ اور دروازہ کھولتے کمرے میں
 داخل ہوا۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ایک الگ سے احساس نے اس کا استقبال کیا تھا
 ۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی طرف گیا۔۔۔ اور احمد
 کی تصویر اٹھا کر سینے سے لگاتا وہ بیٹھتا چلا گیا۔۔۔ کب اس کی آنکھوں سے
 آنسو کی قطار شروع ہوئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔
 اگر اس منظر کو کوئی اور دیکھتا تو دھنگ رہ جاتا۔۔۔ ایک 28 سالہ مضبوط
 انسان جس کی ایک دھاڑ سے لوگ ڈر جاتے۔۔۔ وہ بچوں کی طرح رو رہا تھا
 ۔۔۔ احمر یار تو نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں اچھا لگتا۔۔۔ تو پلیر واپس اجا۔۔۔
 میں جانتا ہوں تو مجھے تنگ کر رہا ہے۔۔۔

میں تجھے کبھی نہیں ڈانٹوں گا۔۔۔ بس تو واپس آجا۔۔۔ دیکھ تیرا بھائی تجھے
مس کر رہا ہے۔۔۔ آ جا پلینز، وہ بچوں کی طرح ضد کر رہا تھا۔۔۔ کچھ سوچتے
ایک نظر کمرے میں دوڑائی اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

احمر کی تصویر کو واپس اس کی جگہ پہ رکھتا ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آیا، اور اس
کی استعمال کی چیزوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

احمر میرے بھائی، میرے جگر کے ٹکڑے، میں تمہارے قاتلوں کو خون
کے آنسو رلاؤں گا۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ سکندر عثمان اپنی اکلوتی بیٹی کی شکل دیکھنے کو
ترس جائے گا۔۔۔ اور وہ حمدان سکندر اپنے ہاتھوں سے اس کے سینے میں
گولی اتاروں گا۔۔۔ اس نے میرے بھائی کو مارا تھا۔۔۔

میں اس کی بہن کا جینا حرام کر دوں گا۔۔۔ کبھی اسے اس کے گھر والوں
سے ملنے نہیں دوں گا۔۔۔ وہ کسی ضدی بچے کی طرح بول رہا تھا۔۔۔ اس
معصوم لڑکی کی حقیقت جانے بغیر وہ اس سے بدلہ لینے جا رہا تھا۔۔۔ ہاں وہ
اپنے بھائی کی موت کا انتقام لے گا۔۔۔ سکندر عثمان کی بیٹی سے۔۔۔

ارحم ایک نظر شیشے کی طرف دیکھتا باہر نکلا۔ دروازہ لوک کیا، اور دوبارہ
 سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔
 کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔۔۔ پریشے ابھی تک ویسے ہی بیٹھی رو
 رہی تھی۔۔۔ جیسے وہ دھکادے کر گیا تھا۔۔۔ وہ اندر اتنا ٹانگ پہ ٹانگ ٹکا کر
 صوفے پہ بیٹھا اور پریشے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ وہ نازک وجود دلہن کے
 لباس میں کانپ رہا تھا۔۔۔ پریشے جو کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس
 کر چکی تھی مزید ڈر سے کانپنے لگی۔۔۔
 ،،!ءء اٹھو۔۔۔

کم آواز میں شدت سے پکارا گیا۔۔۔ وہ مزید ڈر گئی، لیکن اپنی جگہ سے نہ
 ہلی۔۔۔ ارحم کو مزید غصہ آیا۔۔۔ تمہیں سنائی نہیں دیتا میں نے کہا اٹھ کر
 پاس آؤ۔۔۔ اب کی بار وہ مزید شدت سے دھاڑا تھا۔۔۔ وہ ایک دم اٹھ
 کھڑی ہوئی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ارحم سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو
 گئی۔۔۔

میں نے کیا کہا پاس آؤ۔۔۔ پری ڈر سے دو قدم مزید آگے آئی۔۔۔ ار حم اٹھا اور اس کی بازو دو بوج کر کرپہ پن کیا۔۔۔ درد کی شدت سے پریشے کی کراہ نکلی۔۔۔ جسے اگنور کرتے ہیں ار حم نے بات کا آغاز کیا۔۔۔

تم جانتی ہو تم اس گھر میں کس حیثیت سے آئی ہو۔۔۔ ار حم اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے بولا تھا۔۔۔

نن۔ نہیں۔۔۔ جج۔۔۔ جی۔۔۔ پریشے سے گھبراہٹ سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔ وہ پہلے ہی کافی ڈری ہوئی تھی۔۔۔ ار حم کی باتوں سے اور زیادہ ڈر گئی تھی۔۔۔

نہیں پتا کوئی بات نہیں۔۔۔ میں تمہیں اچھے سے بتا دوں گا۔۔۔ اتج کتنی ہے تمہاری۔۔۔ غصہ ابھی بھی برقرار تھا۔۔۔ پریشے نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

میں نے پوچھا اتج کتنی ہے تمہاری۔۔۔ جواب نہ ملنے پر ار حم دوبارہ سے بولا۔۔۔ 19 سال۔۔۔ مختصر سا جواب دیا گیا۔۔۔ وہ گہری نظروں سے

پریشے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جبکہ پریشے پہلے ہی کافی سٹریس میں تھی۔۔۔ اور اوپر سے ارحم کی نظروں سے مزید کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔

نام کیا ہے تمہارا۔۔۔ وہ اس بار بھی خاموش رہی۔۔۔ میں کیا تمہارے باپ کا ملازم ہوں جو تم سے ایک بات دو دفعہ پوچھوں تو جواب ملے گا۔۔۔ پریشے "پھر سے مختصر سا جواب دیا گیا۔۔۔ جبکہ آواز میں لرزش تھی "۔۔۔ پورا نام کیا ہے۔۔۔؟

پریشے سکندر! "چٹاخ"۔۔۔ پریشے لڑکھڑا کر نیچے گری۔۔۔ ارحم گھٹنوں کے بل بیٹھتا اس کے چہرے کے قریب آتے بولا۔۔۔ تمہارا نام پریشے ارحم خان ہے۔۔۔ سمجھی، کیا نام ہے تمہارا بولو۔۔۔ ارحم اسکا منہ دبوچتے بول تھا۔۔۔

نن۔ نہیں میرا نام پریشے سکندر ہے۔۔۔ اور مجھے میرے گھر جانے دو۔۔۔ میرے بابا کے پاس۔۔۔ چٹاخ"۔۔۔ پوری شدت سے دوبارہ تھپڑ مارا گیا تھا۔۔۔ پریشے کے رونے میں مزید شدت آگئی۔۔۔ ارحم کو اس کے رونے

سے کوفت ہو رہی تھی۔۔۔ چپ ایک دم چپ۔۔۔ اگر اب تم نے اپنے
باپ کا نام لیا تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا، سمجھی۔۔۔ ارحم قہر برساتی
نظروں سے دیکھتے بولا تھا۔۔۔

میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ مجھے جانے دو پلینز، مجھے جانے دو۔۔۔ پری روتے
ہوئے فریاد کر رہی تھی۔۔۔ تم نے کچھ نہیں کیا، لیکن تمہارے باپ نے
تمہارے بھائی نے میرے احمر کو مار دیا۔۔۔ اور اب میں تمہیں بھی تڑپاڑپا
کر مار دوں گا۔۔۔

نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔ میرے بابا ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔
پری نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ اس کو تو ارحم کی باتوں کی کچھ
سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔

لیکن انہوں نے تو ایسا کر دیا۔۔۔ مار دیا انہوں نے میرے احمر کو۔۔۔ آخر
قصور کیا تھا میرے بھائی کا۔۔۔ ہاں بولو۔۔۔ بلکہ نہیں تم کیا بولو گی اب میں

تمہیں بتاؤں گا تڑپنا کسے کہتے ہیں۔۔۔ اب تمہارے باپ کو بتاؤں گا اپنوں کی جدائی کیا ہوتی ہے۔۔۔ ار حم انتہائی نفرت سے بولا تھا۔۔۔

نہیں آپ مجھے جانے دیں۔۔۔ مم۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ پری ار حم کی باتوں سے مزید ڈر رہی تھی۔۔۔

نہیں جاسکتی تم یہاں سے۔۔۔ اگر غلطی سے بھی یہاں سے جانے کی کوشش کی۔۔۔ تو انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔ آج سے تم اس گھر کا سارا کام کرو گی۔۔۔ ار حم نے ایک حکم صادر کیا تھا۔۔۔

مجھے کام کرنا نہیں آتا۔۔۔ انتہائی معصومیت سے جواب دیا گیا۔۔۔ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ اور یہ کیا نحوست پھیلا رکھی ہے۔۔۔ رونا بند کرو۔۔۔

اور کپڑے چینج کرو۔۔۔ آخر شوہر کے حقوق بھی تو ادا کرنے ہیں۔۔۔

ار حم اس پہ گہری نظریں ڈالتے بولا تھا۔۔۔

اس کی آخری بات پر پریشے نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ تم میرے شوہر نہیں ہو۔۔۔ ابھی طلاق۔۔۔ "چٹاخ" ابھی الفاظ اس کے منہ میں ہی تھے کہ ارحم نے ایک زوردار تھپڑ مارا۔۔۔ پریشے لڑکھڑا کر نیچے گری تھی۔۔۔ ارحم نے جھٹکے سے اسے اٹھایا۔۔۔ اگر اب تم نے کوئی اس طرح کی فضول بات کی تو اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلاد باؤں گا۔۔۔ پریشے جو پہلے ہی ڈری ہوئی تھی اب مزید ڈر گئی۔۔۔ اور اس بات پہ ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ ہمہممم۔۔۔ "گڈ"۔۔۔

چلو شاباش اب کپڑے چینج کرو۔۔۔ اور پھر بہت سارے کام بھی کرنے ہیں۔۔۔ ارحم نے اسکی گال تھپکی۔۔۔ پریشے جلدی سے ہاتھ چھڑواتی ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔۔۔ ارحم بھی سٹڈی روم میں چلا گیا۔۔۔

.....

سکندر عثمان جن کے تین بیٹے ہیں۔۔۔

شایان سکندر۔۔۔

حمدان سکندر"--

ابان سکندر"--

میرم، میرم۔۔۔ حمدان جو صبح صبح کمرے میں آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا اس کی واچ نہیں مل رہی تھی۔۔۔ اسی لیے بار بار میرم کو آواز لگا رہا تھا۔۔۔ میرم جو ناشتہ بنا رہی تھی جلدی سے کمرے میں آئی۔۔۔

جی۔۔۔ جی۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ یار میری واچ نہیں مل رہی۔۔۔ جلدی سے دیکھ کر دو۔۔۔ حمدان جلدیوں میں بولا تھا۔۔۔ اچھا ابھی تو میں نے یہاں رکھی تھی۔۔۔ کہاں گئی۔۔۔ میرم ادھر دیکھ کے بولی تھی۔۔۔

یار دیکھو ذرا میں تو کب سے ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔ مل ہی نہیں رہی۔۔۔ میرم جلدیوں میں واچ ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ اس نے حمدان کے ہاتھ میں دیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔ اس نے واچ پہنی تھی۔۔۔ وہ میرم کو تنگ کر رہا تھا۔۔۔

میرم ابھی بھی جلدیوں میں واچ ہی ڈھونڈ رہی تھی حمدان بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کر رہا تھا۔۔۔ میرم جب اس کی سائیڈ پہ آئی ڈرار میں دیکھنے تو حمدان کا زوردار قہقہہ بلند ہوا۔۔۔ میرم نے اچانک مڑ کر دیکھا۔۔۔ اور اسی پل وہ حمدان کی ساری کاروائی سمجھ گئی۔۔۔

میرم کمر پہ ہاتھ رکھتی لڑاکا عورتوں کی طرح کھڑی تھی۔۔۔ جبکہ حمدان اپنی شامت آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

حمدان آپ کب سدھریں گے۔۔۔ میں ناشتہ بنا رہی تھی۔۔۔ ماما بابا کیا سوچیں گے کہ پتہ نہیں کیوں حمدان بار بار بلا رہا ہے۔۔۔ میرم ایک ہی دفعہ میں اتنا کچھ بول گئی تھی۔۔۔

ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ سب کی فکر ہے تمہیں۔۔۔ بس ایک اپنے معصوم شوہر کی فکر نہیں ہے۔۔۔ حمدان منہ بگاڑتے بولا تھا۔۔۔

کیا معصوم۔۔۔ میرم کو جیسے معصوم سن کر 104 ووٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔ اور نہیں تو کیا۔۔۔ معصوم ہی تو ہوں میں۔۔۔

اللہ اللہ بس کر دیں کتنا جھوٹ بولتے ہیں آپ۔۔۔ میرم تو کانوں کو ہاتھ لگا رہی تھی۔۔۔ جی نہیں میں جھوٹ نہیں بول رہا۔۔۔ اگر کہو تو اپنی معصومیت کا سبوت بھی دے سکتا ہوں۔۔۔ میرم اس کے ارادے سمجھتی جلدی سے پیچھے ہوئی۔۔۔ آپ آفس کے لیے لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔ جلدی آجائیں میں نے ناشتہ بنا دیا ہے۔۔۔ میرم جلدیوں سے کہتی باہر نکلی۔۔۔ جب کہ حمدان کھڑا اپنی بیوی کی سمجھداری کو داد دے رہا تھا۔۔۔

.....

ٹیبیل پہ کھانا لگ چکا تھا۔۔۔ سکندر عثمان اور فریحہ بیگم بیٹھ چکے تھے۔۔۔ میرم ملازمہ کے ساتھ کھانا لگوار ہی تھی۔۔۔ السلام علیکم بابا جان، السلام علیکم ماما۔۔۔ حمدان دونوں کو سلام کرتا چیئر کھینچتے بیٹھ چکا تھا۔۔۔ وعلیکم السلام۔۔۔ دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا تھا۔۔۔ آج بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔۔۔ اور تم اتنی لیٹ آرہے ہو۔۔۔ سکندر عثمان حمدان سے گویا ہوئے تھے۔۔۔

باباجان آپ جانتے ہیں میری ایک عد دیوی بھی ہے۔۔۔ آخری اس کو بھی
تو ٹائم دینا ہوتا ہے نا۔۔۔ حمدان میرم کی طرف اشارہ کرتے بولا تھا۔۔۔
میرم جو پراٹھے لے کر ارہی تھی بیچاری شرم سے لال پیلی ہو گئی۔۔۔
سکندر عثمان تو دل میں حمدان کو صلواتیں پیش کر رہے تھے۔۔۔ فریحہ بیگم
بھی سر جھکاتی ہوئی مسکرا رہی تھیں۔۔۔

میرم یار اب آ بھی جاؤ بے بی میں تمہیں مس کر رہا ہوں۔۔۔ حمدان
انتہائی بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ میرم بیچاری مرتی کیا نہ کرتی جلدی سے باہر
آئی۔۔۔ کہیں اس کا شوہر مزید کوئی بات کر کے اسے شرمندہ نہ کروادے
۔۔۔

گڈ مارنگ ایوری ون۔۔۔ شایان نے بھی آتے سلام بلایا تھا۔۔۔ ہاں
بھئی کہاں بزی ہو آج کل۔۔۔ حمدان شایان سے مخاطب ہوا۔۔۔
بزی میں نہیں تم ہو۔۔۔ جب سے تمہاری شادی ہوئی ہے تم تو گھاس ہی
نہیں ڈالتے۔۔۔ شایان نے منہ بنایا۔۔۔ ہاں تو میری ایک عدت بیوی

ہے یار سمجھا کرو۔۔۔ حمدان شرارت سے بولا تھا۔۔۔ میرم بیچاری سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔ وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔

شایان آج تم میرے ساتھ میٹنگ اٹینڈ کرنے جاؤ گے۔۔۔ اور کل ہمیں اسلام آباد بھی جانا ہے ضروری کام سے۔۔۔ سکندر عثمان شایان سے مخاطب ہوئے۔۔۔ جی بابا جیسا آپ بولیں۔۔۔

ابان کہاں ہے۔۔۔ اٹھا نہیں ابھی تک۔۔۔ سکندر عثمان نے پوچھا۔۔۔ بابا یہ ابان نہ بہت زیادہ بگڑ گیا ہے۔۔۔ آلے ذرا اس کے کام تو میں کان کھینچتا ہوں۔۔۔

بھائی آپ کبھی میرے کان نہیں کھینچ سکتے۔۔۔ ابان سیرٹھیوں سے نیچے آتا ہوا بول رہا تھا۔۔۔ گڈ مار ننگ ماما، بابا، بھائی، بھابھی، اس نے ایک ہی دفعہ میں سب کو مخاطب کر لیا تھا۔۔۔

آج یونیورسٹی نہیں جانا تم نے۔۔۔ فریحہ بیگم نے ابان سے پوچھا۔۔۔
نہیں ماما آج آف ہے۔۔۔ آج میرے فرینڈ کے گھر پارٹی ہے مجھے وہاں جانا
ہے۔۔۔ ابان نے بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

بابا میں سوچ رہا ہوں میں بھی آج آفس سے چھٹی کر لوں۔۔۔ حمدان کی
چھٹی کرنے کے ارادے پر میرم نے سراٹھا کر حمدان کو دیکھا۔۔۔ جو سنجیدہ
چہرے پہ آنکھوں میں شرارت لیے بیٹھا تھا۔۔۔
کیوں تمہارا ولیمہ ہے آج۔۔۔ شایان نے حمدان کو گھورا۔۔۔ شایان کی
بات پر سب کا قہقہہ گونجا۔۔۔۔۔ ارے نہیں ولیمہ تو ہو گیا۔۔۔ اب آگے
کا پلین ہے۔۔۔ حمدان نے آنکھ ماری۔۔۔

مطلب۔۔۔ فریحہ بیگم نے نہ سمجھی سے پوچھا۔۔۔ جبکہ حمدان دانت نکالتا
بولا۔۔۔ ارے یار آپ لوگ کیوں بھول جاتے ہیں ایک شادی شدہ بندہ
ہوں۔۔۔ مجھے اپنی بیوی کو بھی وقت دینا ہوتا ہے نہ۔۔۔ آپ لوگ سمجھ
نہیں رہے۔۔۔۔۔ حمدان کی آخری بات پر میرم کو کھانسی کا دورہ پڑا۔۔۔

سکندر عثمان تو شرمندہ ہوتے وہاں سے اٹھ گئے تھے۔۔۔ فریحہ بیگم نے بھی ناشتہ کر لیا تھا وہ بھی اٹھ گئیں تھیں۔۔۔

اب تینوں بھائی اور بھابھی باتوں میں مصروف تھے۔۔۔ وہ سب اپنی زندگی میں بہت خوش تھے۔۔۔ یہ جانے بغیر کہ ان کی زندگی میں کتنے طوفان آنے والے ہیں۔۔۔

.....

پری نے سادہ سا سوٹ پہنا بالوں کو پونی کر کے اچھی طرح سر پر دوپٹہ لیا اور باہر آئی۔۔۔ سامنے صوفے پر ارحم بیٹھا تھا۔۔۔ ارحم نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔۔ وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔ رونے کی وجہ سے آنکھوں میں لال ڈورے بند گئے تھے۔۔۔ گال پہ تھپڑ اپنی چھاپ چھوڑ گئے تھے۔۔۔

ارحم بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اسی طرح کھڑی رہی۔۔۔ اس نے ایک دفعہ بھی آنکھ اٹھا کر ارحم کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔

کھانا کھایا تم نے۔۔۔ اس کی معصوم شکل دیکھ کر ارحم کورحم آہی گیا تھا۔۔۔
 پری بالکل ویسے ہی کھڑی رہی۔۔۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔
 لگتا ہے تمہارے کانوں کی صفائی ہونے والی ہے۔۔۔ وہ ایک دم اٹھتا اس
 کے قریب آیا تھا۔۔۔ اس دفعہ پری قدم پیچھے نہیں کر سکی تھی۔۔۔ کیونکہ
 پیچھے دیوار تھی۔۔۔ کھانا کھایا تھا تم نے۔۔۔ دوبارہ وہی سوال پوچھا گیا
 ۔۔۔ ایک تو وہ اتنے قریب کھڑا تھا کہ پری کو بولنا بھی مشکل لگ رہا تھا۔۔۔
 نن۔ نہیں۔۔۔ مختصر سا جواب دیا گیا۔۔۔ کیوں تمہارے باپ نے تمہیں
 رخصت کرتے وقت کھانا بھی نہیں دیا تھا۔۔۔ میں کھانا کھاؤں یا نہ
 کھاؤں تمہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔ اس دفعہ پری نے
 ایک ناکام سی کوشش کی تھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات
 کرنے کی۔۔۔ لیکن پری کو ارحم کی آنکھوں سے خوف آرہا تھا۔۔۔ جس کی
 وجہ سے اس کی آواز بھی آہستہ آہستہ کم ہو گئی تھی۔۔۔

اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم اس طرح کرو گی تو میں تمہیں جانے دوں گا۔۔۔
تو یہ تمہاری سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔۔۔ ارحم بغور اس کے چہرے کو
دیکھ کے بولا تھا۔۔۔

میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔۔ اور تم بھی مجھے نہیں روک سکو گے۔۔۔
آہہ۔۔۔ ارحم نے پری کو ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔ پری اپنا
بیلنس برقرار نہ رکھتے اس کے مضبوط چٹان جیسے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔
کچھ پل کے لیے تو پری کو لگا کہ شاید وہ کسی پتھر سے ٹکرائی ہے۔۔۔
اب میں تمہاری زبان سے تم لفظ نہ سنو۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ۔۔۔ کہہ کر
بلاؤ گی تم۔۔۔ وہ اتنے غصے سے بولا تھا کہ پری نے جو ہمت اکٹھی کی تھی
اب وہ بھی ہوا ہو گئی تھی۔۔۔

اور ہاں میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔۔۔ اگر تم نے کوئی بھی ایسی
ویسی حرکت کی یا یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی۔۔۔ تو انجام کے لیے تیار
رہنا۔۔۔ میرا سب سے فیورٹ کام سزا دینا ہے۔۔۔ اور میں یہ کام پوری

لگن سے کرتا ہوں۔۔۔ وہ پری کو بازو سے جھٹکا دے کر بولا تھا۔۔۔ تم سمجھ رہی ہونا میں کیا بول رہا ہوں۔۔۔ ار حم نے آئی برواچکائی ایک۔۔۔
 جج۔۔۔ جی۔۔۔ اس بار پری نے جلدی سے جواب دیا تھا۔۔۔ وہ واقعی ار حم سے بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔۔۔ گڈ بے بی چلو شاباش اب سو جاؤ۔۔۔ صبح میرے بے بی نے بہت سارے کام بھی کرنے ہیں۔۔۔ ار حم پری کے گال تھپتھپاتے بولا تھا۔۔۔ پری بیچاری نظریں جھکاتی آرام سے بیڈ کی طرف پلٹی

ار حم بھی سٹڈی روم میں چلا گیا تھا۔۔۔ پری جیسے ہی سونے کے لیے لیٹی اس کی آنکھوں کے سامنے صبح والے منظر آنے لگے۔۔۔ نیند تو کوسوں دور جا چھپی تھی۔۔۔ آج کیا کیا ہوا اس کے ساتھ۔۔۔ بلکہ کیا کچھ نہیں ہوا اس کے ساتھ۔۔۔

.....

"ماضی"

نہیں بابا پلیز آپ ایسا مت کریں۔۔۔ ابھی مجھے پڑھنا ہے۔۔۔ پلیز آپ ایسا
"مت کریں۔۔۔"

میں نے کہا نا ابھی کچھ دیر بعد تمہارا نکاح ہے۔۔۔ سکندر عثمان طیش میں
آتے بولے تھے۔۔۔

تو ٹھیک ہے پھر میں انکار کر دوں گی۔۔۔ پری آنکھیں رگڑتے بولی تھی

پریشے۔۔۔! "سکندر عثمان کافی غصے میں چلائے تھے۔۔۔ یہ پہلی بار نہیں تھا

۔۔۔ اس نے پہلے بھی کئی مرتبہ اپنے باپ کا ایسا رویہ دیکھا تھا۔۔۔ تم یہ

مت بھولو کہ جب تمہاری ماں تمہیں چھوڑ کر گئی تھی تو ہم نے تمہیں اپنے

گھر رکھا تھا۔۔۔ سکندر عثمان منہ کے بل دھاڑے تھے۔۔۔

تو آپ میرے بابا ہیں۔۔۔ میں آپ کے گھر نہیں رہوں گی تو کس کے گھر

رہوں گی۔۔۔ پر انتہائی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔ نہیں ہوں میں تمہارا

باپ۔۔۔ سکندر عثمان بے رحم بنتے بولے تھے۔۔۔

پری نے ایک بے بسی سی نظر اپنے باپ اور بھائیوں پہ ڈالی۔۔۔
 کیسے ہر دفعہ اس کا باپ ایک لفظ بول کے اسے پر ایا کر دیتا تھا۔۔۔ میں نکاح
 کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔ اتنا بول کر وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔ وہ
 اپنے باپ کے منہ سے ہمیشہ یہی لفظ سنتی آئی تھی۔۔۔ لیکن آج پتہ نہیں
 کیوں اسے بہت برا لگا تھا۔۔۔ وہ کمرے میں جا کر بہت روئی تھی۔۔۔
 آج بھی کوئی نہیں تھا اس کی سننے والا۔۔۔ آج اسے اپنی ماما کی بھی یاد آئی
 تھی۔۔۔ وہ خود کو کام میں مصروف رکھتی تھی۔۔۔ تاکہ اپنی ماں سے
 دھیان ہٹا سکے۔۔۔ لیکن پھر بھی یاد آ ہی جاتی تھی۔۔۔ ابھی وہ یہ سب
 سوچ ہی رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا فریجہ بیگم اندر آئی۔۔۔
 وہ پری کی ماں تو نہیں تھی لیکن پری ان کو ماما بولتی تھی۔۔۔ یہ تمہارے
 نکاح کے کپڑے ہیں پہن لو۔۔۔ 12 بجے تک نکاح ہے انہوں نے کپڑے
 سائیڈ پہ رکھتے پری کو مخاطب کیا۔۔۔ پری نے گھٹنوں سے سر نکال کر دیکھا

ماما۔۔۔ ماما۔۔۔ آپ بابا سے کہیں ناوہ۔۔۔ ابھی پری کچھ بول ہی رہی تھی کہ فریحہ بیگم نے اسے ٹوکا۔۔۔ پری تمہارے بابا جو بھی بول رہے ہیں تمہاری بھلائی کے لیے ہی ہے۔۔۔ آخر وہ تمہارے بابا ہیں۔۔۔ وہ تمہارے لیے برا تو نہیں سوچیں گے۔۔۔

لیکن مجھے ابھی پڑھنا ہے۔۔۔ پری بے بسی سے بولی تھی۔۔۔ ہاں تو تمہیں کس نے پڑھنے سے منع کیا ہے۔۔۔ تم پڑھ سکتی ہو۔۔۔ تم اپنے شوہر سے کہنا وہ تمہیں پڑھائے گا۔۔۔ چلو شاہاش اٹھو تیار ہو جاؤ بیو ٹیشن بھی آنے والی ہے۔۔۔ فریحہ بیگم جا چکی تھیں۔۔۔ پری پھر سے رونا شروع کر چکی تھی۔۔۔

انتہائی سادگی سے نکاح کیا گیا تھا۔۔۔ پری اپنے روم میں ہی بیٹھی تھی۔۔۔ وہ کافی تھک چکی تھی اور اب اسے بھوک لگ رہی تھی۔۔۔ صبح سے لے کر اب تک اس نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔۔۔ اب وہ چیخ کر کے کھانا کھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

تبھی کمرے کا دروازہ کھلا اور باری باری سب اندر داخل ہوئے۔۔۔ پری ان سب کو اندر آتا دیکھ حیران ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ کبھی کوئی بھی اس کے کمرے میں نہیں آیا تھا۔۔۔ فریحہ بیگم آتے بولی۔۔۔ چلو بیٹا رخصتی کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔ فریحہ بیگم نے جیسے پری کے سر پہ بمب پھوڑا تھا۔۔۔

لک۔ کیا مطلب ہے۔۔۔ رخصتی آپ لوگوں نے کہا تھا صرف نکاح کرنا ہے۔۔۔ پری لڑکھڑاتی آواز سے بولی تھی۔۔۔ پری پلیز اب کوئی نیا تماشہ مت کرنا چلو اٹھو شاباش۔۔۔ اس بار حمد ان بولا تھا۔۔۔

ان تینوں بھائیوں نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ پری کو اس طرح سے رخصت کریں گے۔۔۔ لیکن آج ان پہ یہ وقت آن پہنچا تھا۔۔۔ آخر ایسا ہوا کیا تھا۔۔۔

پری ابھی پڑھنا چاہتی تھی لیکن۔۔۔ اب وہ کسی اور کے نام ہو چکی تھی۔۔۔ کیا اب اس کی زندگی بدلنے والی ہے۔۔۔ وہ بھی سوچ ہی رہی تھی کہ

کمرے کا دروازہ کھلا اور ار حم اندر داخل ہوا۔۔۔ کسی کو امید نہیں تھی کہ وہ اس طرح اندر آجائے گا۔۔۔

سکندر انکل لگتا ہے آپ کی بیٹی رخصتی کے لیے مان نہیں رہی۔۔۔ کوئی بات نہیں میں منالیتا ہوں۔۔۔ آخر کو میری بیوی ہے۔۔۔۔۔ ار ح۔ آگے بڑھتے بولا تھا۔۔۔ ار حم تم باہر جاؤ ہم ار ہے ہیں۔۔۔ حمد ان کافی غصے سے بولا تھا۔۔۔

آواز نیچی رکھ کر بات کرو۔۔۔ ار حم بھی حلق کے بل چیخا تھا۔۔۔ پری کو تو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ لوگ لڑکیوں رہے ہیں۔۔۔ اس بیچاری نے تو ار حم کو بھی پہلی دفعہ دیکھا تھا۔۔۔

ار حم آگے بڑھا اور پری کو بازو سے پکڑ کر باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ پری بابا اور بھائی کو پکارنے لگی۔۔۔ لیکن وہ سب اپنی جگہ پہ کھڑے رہے۔۔۔ کسی نے بھی ار حم کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔۔

پری مسلسل اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن ارحم کی گرفت اتنی سخت تھی کہ پری اس کے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی۔۔۔ ارحم نے باہر آتے گاڑی کا دروازہ کھولا اور جھٹکے سے پری کو اندر بٹھایا۔۔۔ اور دروازہ لوک کیا۔۔۔

پری مسلسل دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ بابا اور بھائی کو بھی پکار رہی تھی۔۔۔ ارحم دوسری سائیڈ پہا کر بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔ پری اسی طرح شور کرتی رہی دروازہ بجاتی رہی لیکن مقابل پر کوئی اثر نہ ہوا۔۔۔

ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ پہا کر حویلی پہنچ چکا تھا۔۔۔ ارحم کی گاڑی کو دیکھتے گاڑی نے دروازہ کھولا۔۔۔ گاڑی روکتے ارحم جلدی سے باہر آیا۔۔۔ اور پری کی سائیڈ کا دروازہ کھولتے ایک جھٹکے سے اسے باہر نکالا۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔۔ میں نے کہا چھوڑ مجھے۔۔۔ ارحم اس کی بات کا جواب نہ دیتے ہوئے اسے گھسیٹتے ہوئے لے جا رہا تھا۔۔۔

ارحم سیڑھیاں چڑھتے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور کمرے کا دروازہ
 کھولتے پری کو دھک دیتے اندر کیا۔۔۔ اور دروازہ لوگ کرتے انہی قدموں
 واپس پلٹا۔۔۔ پری اوندھے منہ نیچے گری تھی۔۔۔ وہ اسی وقت اٹھ کر
 دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ دروازہ بجانے لگی۔۔۔ لیکن دروازہ لوک تھا
 ۔۔۔ پری کافی دیر دروازہ کھڑکاتی رہی۔۔۔ پھر تھکنے کے بعد وہ دیوار کے
 ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ ایک دفعہ پھر سے آنسو بہنا شروع ہو
 چکے تھے۔۔۔

Zubi Novels Zone

" حال

آج کے دن کیا کیا ہوا تھا اس کے ساتھ۔۔۔ پری کو نیند نہیں آرہی تھی
 ۔۔۔ اسے اس کے گھر والوں کی یاد آرہی تھی۔۔۔ سوچتے سوچتے رات
 کے کس پہر اس کی آنکھ لگی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔

ہائے برو۔۔۔ کیا سوچ رہے ہو، چلو میٹنگ کے لیے جانا ہے۔۔۔۔۔ حمدان
 کسی گہری سوچ میں تھا جب شایان نے اکر اسے مخاطب کیا۔۔۔
 ہاں یار بیٹھ جاؤ ابھی چلتے ہیں۔۔۔ حمدان بیزار سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔
 حمدان تم کچھ پریشان لگ رہے ہو۔۔۔۔۔

ہاں یار میں سوچ رہا ہوں اگر ار حم نے پری کو کوئی نقصان پہنچانے کی
 کوشش کی تو۔۔۔ حمدان نے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔ ٹینشن تو مجھے بھی ہو رہی
 ہے، لیکن مجھے نہیں لگتا وہ پری کو کوئی نقصان پہنچائے گا۔۔۔ وہ ایک
 سمجھدار انسان ہے بس اس وقت وہ تھوڑے سٹرپس میں ہے۔۔۔ ابھی
 اس کا غم تازہ ہے۔۔۔ آہستہ آہستہ سنبھل جائے گا۔۔۔
 لیکن یار وہ یہ تو سمجھ رہا ہے ناکہ احمر کو ہم نے مارا ہے۔۔۔ اور یار مجھے نہیں
 لگتا کہ ہم نے پری کے ساتھ صحیح کیا ہے۔۔۔ ہمدان ٹیبل پہ ہاتھ ٹکاتے بولا
 تھا۔۔۔۔۔

حمدان تم ٹینشن مت لو پری اس کی ذمہ داری ہے اب۔۔۔ وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔ لیکن جس انداز سے وہ پری کو لے کر گیا تھا، وہ بیچاری رو رہی تھی۔۔۔ اور ہم کتنے بے بس تھے، اپنی بہن کے لیے کچھ نہیں کر سکے۔۔۔

حمدان میں بول رہا ہوں ناکہ تم ٹینشن مت لو۔۔۔ میں ابھی ارحم سے بات کروں گا۔۔۔ شایان نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"May I come in" SIR

ہاں اجاؤ۔۔۔ سر وہ ارحم سر نے میٹنگ کینسل کر وادی ہے۔۔۔ ایمپلائے نے اندر اتے بتایا تھا۔۔۔ کیا مطلب ہے میٹنگ کینسل کر وادی۔۔۔

حمدان کو تو جیسے جھٹکا لگا تھا۔۔۔ میں نہیں جانتا یہ ارحم اب کیا سوچ رہا ہے۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔ میں پاگل ہو جاؤں گا، ایسے کیسے میٹنگ کینسل کر سکتا ہے۔۔۔ میں ابھی اسے کال کرتا ہوں۔۔۔ حمدان نے فوراً سے ارحم کو کال ملائی۔۔۔



ارحم بڑے مزے سے پری کے گرد مضبوط حصار بنائے سو رہا تھا۔۔۔

چھوٹی سی پری مردانہ حصار میں جیسے چھپ گئی تھی۔۔۔ اگر پری گہری نیند میں نہ سو رہی ہوتی، تو یقیناً ایک میٹر کے فاصلے پر ہوتی۔۔۔

جیسے ہی فون کی بیل بجی ارحم نے ہاتھ بڑھا کر کال کاٹ دی۔۔۔ وہ ابھی تو لیٹا تھا، اور اس نے آج کی ساری میٹنگز بھی کینسل کر وادی تھیں۔۔۔ لیکن اب کون فون کر رہا تھا۔۔۔ دوبارہ فون کی بیل بجی۔۔۔ ارحم کو شدید غصہ آیا۔۔۔ لیکن جیسے ہی پری کے چہرے پر نظریں پڑی تو سارا غصہ ہوا ہو گیا۔۔۔

وہ سوتے ہوئے اتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ اور اس کے چہرے پر تھپڑ کے نشان جو بھی رات کو ہی تو اس بیچاری کے حصے میں آئے تھے۔۔۔

ارحم بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا وہ بہت حسین تھی۔۔۔ لیکن وہ اس کے دشمن کی بیٹی تھی۔۔۔ کیا میں ساری زندگی اس کو ایسے ہی سزا دیتا

پہلے بیل جا رہی تھی لیکن اب فون اف جا رہا ہے۔۔۔ کیا مطلب ہے
 حمدان۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے یہ ار حم کوئی نئی مصیبت کھڑی کرنے والا ہے
 ۔۔۔ پہلے ہی اس کی وجہ سے ہم اتنا نقصان بھر چکے ہیں۔۔۔ اب شایان کو
 بھی ٹینشن ہونے لگی تھی۔۔۔

آج ار حم اور حمدان نے امریکہ کی بہت بڑی کمپنی کے ساتھ پروجیکٹ
 سائن کرنا تھا۔۔۔ لیکن ار حم کے تو کچھ اور ہی ارادے تھے۔۔۔ شایان اب
 مجھے زیادہ ٹینشن ہو رہی ہے۔۔۔ رات کو وہ پری کو کس طریقے سے لے کر
 گیا تھا۔۔۔ اور اب وہ بات بھی نہیں کر رہا۔۔۔ اس نے پری کو کوئی
 نقصان نہ پہنچا دیا ہو۔۔۔ حمدان خود نہیں جانتا تھا کہ اسے اتنی زیادہ ٹینشن
 کیوں ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ پری حمدان سے جب بھی بات کرنے کی کوشش
 کرتی تھی تو حمدان اس کی بات کو اگنور کر دیتا تھا۔۔۔ یا ان سنا کر دیتا تھا۔۔۔
 یہ سب فریجہ بیگم کی وجہ سے ہوتا تھا۔۔۔ ورنہ وہ ایسا نہیں تھا۔۔۔ لیکن
 آج اسے پری کے لیے واقعی کافی زیادہ ٹینشن ہو رہی تھی۔۔۔ آخر خون

کے رشتے تو اپنے ہی ہوتے ہیں۔۔۔ وہ جو بھی تھی آخر تھی تو اس کی بہن

یار حمدان تم ٹینشن مت لو۔۔۔ ہم ٹرائی کرتے رہتے ہیں۔۔۔ جیسے اس کا
فون اون ہوتا ہے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کریں گے۔۔۔ میں ابھی
بابا کو بتا کر آتا ہوں۔۔۔ شایان اٹھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

ہمم جاؤ۔۔۔ شایان چلا گیا تھا۔۔۔ اور حمدان پھر سے ار حم کو کال ملانے لگا
تھا۔۔۔

Zubi Novels Zone

نچ چکے تھے۔۔۔ ار حم کا فون ابھی تک اوف تھا۔۔۔ اور ادھر ار حم 11

بڑے مزے سے پری کے ساتھ خواب کے مزے لوٹ رہا تھا۔۔۔

تقریباً 12 بجے کے قریب پریشے کی آنکھ کھلی تھی اور آدھی بند تھی۔۔۔

اسے لگا شاید کسی نے اسے باندھ دیا ہو۔۔۔ اور مضبوطی کی وجہ سے اسے اپنا

وجود بے جان محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ جیسے جیسے اس کے آنکھیں کھلیں اس

کی آنکھوں کے آگے رات والا منظر لہرانے لگا۔۔۔ پری نے چونک کر ار حم کی طرف دیکھا۔۔۔ جو بڑے مزے سے اسے قید کے سورہا تھا۔۔۔ پری کو تو غصہ ہی آگیا تھا۔۔۔ اس نے ار حم کو دھکیلتے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن وہ کتنا بھاری تھا۔۔۔ ار حم اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔۔۔ لیکن ہاں اس کی آنکھیں ضرور کھل گئی تھیں۔۔۔۔

کیا مسئلہ ہے۔۔۔؟ "سونے کیوں نہیں دے رہی۔۔۔"

تم اٹھ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ اٹھیں یہاں سے۔۔۔ پری آپ کی ہمت کیسے ہوئی یہاں لیٹنے کی۔۔۔ پری پھر سے تم بولنے لگی تھی لیکن رات والا تھپڑ یاد آیا تو فوراً منہ پہ ہاتھ رکھتی آپ بولی۔۔۔

کیا مطلب ہے ہمت کیسے ہوئی۔۔۔ بیوی ہو تم میری۔۔۔ تمہارے قریب آنے کے لیے مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے سمجھی۔۔۔ اور ہم اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بولا تھا۔۔۔ نہیں آپ چھوڑیں مجھے۔۔۔ مجھے گھر جانا ہے۔۔۔ پری مزاحمت کرتے بولی تھی۔۔۔

لگتا ہے رات والے تھپڑ بھول گئی ہو۔۔۔ پری بیچاری ہل بھی نہیں پار ہی تھی۔۔۔ نن۔ نہیں پلیز آپ مجھے جانے دیں۔۔۔ مجھے میرے بابا کے پاس جانا ہے۔۔۔

پریشے میرے صبر کا امتحان مت لو۔۔۔ اگر اب تم نے اپنے باپ کا نام لیا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔۔۔ ارحم اسے مزید سخت نظروں سے گھورتے بولا تھا۔۔۔

اگر میں آپ سے کہوں کہ اپ اپنے ماما بابا کو چھوڑ دیں تو کیا آپ چھوڑ دیں گے۔۔۔ پری انتہائی معصومیت سے بولی۔۔۔ وہ جس انداز میں لیٹی تھی اس کے بالوں کی ایک لیٹ اس کے چہرے پہ لہرا رہی تھی۔۔۔

تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تم مجھے میرے ماں باپ چھوڑنے کے لیے کہو۔۔۔ ارحم نے الٹا سوال کیا۔۔۔ کیوں یہ کہنے کے لیے اوقات کی ضرورت ہوتی ہے کیا۔۔۔ پری نے بھی دو ٹوک جواب دیا تھا۔۔۔

ارحم نے گھور کر پری کو دیکھا۔۔۔ چھوڑے آپ مجھے، میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔۔۔ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ کیا سوچ رہے ہیں۔۔۔ پری نے بولتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی، جس سے اس کی بالوں کی لٹ لہرا کر سائیڈ پہ ہوئی۔۔۔ ارحم کی نظریں اس کی لٹ پہ تھیں جو اسے کافی ڈسٹرب کر رہی تھی۔۔۔

کیا مطلب ہے کہاں جا رہی ہو۔۔۔ اور کیا پتہ چل گیا ہے تمہیں۔۔۔ ارحم نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔

میں اپنے گھر جا رہی ہوں۔۔۔ اور مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ مجھے میرے گھر کیوں نہیں جانے دے رہے۔۔۔ اس دفعہ پھر جب پری بولی تو اس کی لٹ لہرا کر دوبارہ سے نیچے گری۔۔۔ ارحم کی نظروں نے بھی اس کا تعاقب کیا تھا۔۔۔

اچھا بتاؤ کیوں نہیں میں تمہیں تمہارے گھر جانے دے رہا۔۔۔ ارحم کو اس کی بات سے تجسس ہوا تو اس نے مزید پری سے بولنے کو کہا۔۔۔ پری نے پہلے معصومیت سے ارحم کی طرف دیکھا، اور پھر بولنا شروع کیا۔۔۔ کیونکہ آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ اگر آپ مجھے گھر چھوڑنے جائیں گے تو آپ کا کرایہ لگے گا۔۔۔ اور اگر آپ کی اپنی گاڑی ہے تو آپ کا پٹرول ضائع ہو گا۔۔۔ پری نے آنکھیں ٹٹمٹمائے ارحم کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔ پری کی بات سن کر ارحم کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر دیوار میں دے مارے۔۔۔ اس بیچارے کو جو بات سننے کا تجسس ہو رہا تھا۔۔۔ پری کی بات سنتے جیسے صدمے میں چلا گیا تھا۔۔۔

تم پاگل ہو یا مجھے بنا رہی ہو۔۔۔ ارحم نے آئی برواچکاتے پوچھا۔۔۔ پری نے گھور کر دیکھا اور بولی۔۔۔

میں پاگل نہیں ہوں۔۔۔ اور نہ ہی میں آپ کو پاگل بنا رہی ہوں۔۔۔ اور آپ چھوڑیں مجھے۔۔۔ مجھے گھر جانا ہے۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے آپ اس

طرح مجھے کڈنیپ کر لیں گے، اور میں کچھ نہیں کہوں گی۔۔۔ اس بار تو پری معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے بولی تھی۔۔۔

ارحم کو پری کی بات سنتے جھٹکا لگا تھا۔۔۔ کیا میں نے تمہیں کڈنیپ کیا ہے۔۔۔ ارحم مزید صدمے میں جا چکا تھا۔۔۔

اور نہیں تو کیا آپ نے کڈنیپ ہی تو کیا ہے۔۔۔ کس طرح آپ مجھے میرے بابا اور بھائیوں کے سامنے سے کھینچ کر لائے تھے۔۔۔ پری کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔

بے وقوف لڑکی تمہارے بابا اور بھائی کے سامنے ہمارا نکاح ہوا تھا۔۔۔ اسی لیے میں تمہیں لے کر آیا تھا۔۔۔ ارحم اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

ہاں تو نکاح ہوا تھا قیامت تھوڑی آگئی تھی۔۔۔ جو آپ اس طرح سے لے کر آئے۔۔۔ مجھے نہیں پتہ مجھے ابھی میرے گھر چھوڑ کر آئیں۔۔۔ پری نے تو ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی، گھر جانا ہے، گھر جانا ہے۔۔۔

اگر آپ کو اتنا شوق تھا شادی کرنے کا تو اپنی جتنی لڑکی سے کرتے نہ۔۔۔

پری منہ پھلاتے بولی تھی۔۔۔

😊 "کیوں تم فیڈر پیتی ہو۔۔۔"

ارحم نے ڈھیٹ بنتے کہا۔۔۔

نہیں میں فیڈر نہیں پیتی۔۔۔ آپ ہی فیڈر پیتے ہوں گے۔۔۔ چھوٹے

بچے کسی چیز کے میسنرز ہی نہیں ہیں۔۔۔ صحیح معنوں میں پری کو تو اب آگ

ہی لگ گئی تھی فیڈر والے لفظ پہ۔۔۔ جو منہ میں آیا بولتی گئی۔۔۔

ارحم کو تیسرا جھٹکا لگا پری کی میسنرز والی بات پہ۔۔۔ ایسی کون سی بد تمیزی

کردی میں نے۔۔۔ جو مجھ میں میسنرز نہیں ہیں۔۔۔ ارحم جو کب سے اس

کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا پری کی میسنرز والی بات پہ تو اس کو غصہ ہی ا

گیا تھا۔۔۔

اللہ اللہ اتنا کچھ کر کے بھی آپ پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے کیا کیا ہے۔۔۔

پری انتہائی حیرانی کا مظاہرہ کرتے بولی۔۔۔ اس کے اتنے حیرانی والے عمل

پر ار حم کو شک ہوا، جیسے اس نے سچ میں کوئی بد تمیزی کر دی ہو۔۔۔ اچھا
 بتاؤ کیا کیا ہے میں نے۔۔۔ ار حم نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔۔۔
 آپ نے مجھے میرے گھر سے اٹھایا ہے۔۔۔ کڈنیپ کیا ہے آپ نے مجھے
 ۔۔۔ آپ بتائیں آپ کو کتنے پیسے چاہیے، میرے بابا کے پاس بہت پیسے ہیں
 ۔۔۔ وہ آپ کو دے دیں گے۔۔۔ بس آپ مجھے جانے دیں۔۔۔ پری
 دوبارہ سے نان سٹاپ شروع ہو گئی تھی۔۔۔ ار حم کو لگا اگر اس نے مزید دو
 منٹ اور پری سے بات کی تو وہ پاگل ہو جائے گا۔۔۔ اس لڑکی نے تو ایک
 ہی بات کی رٹ لگائی تھی کہ ار حم نے اسے کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔
 وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اسے اپنی بازو پہ چبھن محسوس ہوئی۔۔۔ اگلے ہی
 پل اس کی زوردار چیخ نکلی۔۔۔ اور وہ بلبلا تا ہوا اٹھ بیٹھا۔۔۔ پری بڑے
 مزے سے اپنی کاروائی کرنے کے بعد ار حم کے اٹھتے ہی ایک دم سے بیڈ
 سے نیچے اتر گئی تھی۔۔۔ ار حم نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا، جو
 ایسے کھڑی تھی جیسے ساری معصومیت اسی پہ ختم ہوتی ہے۔۔۔

"منہ پہ ہاتھ رکھے اور آنکھوں کو بڑا کیے۔۔۔ سس۔۔۔ سوری۔۔۔
 ارحم اسے گھور رہا تھا۔۔۔ پری جو کب سے شیرنی بنی ہوئی تھی اب اس کی
 آنکھوں سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ سیاہ آنکھوں میں غصہ دیکھ کر پری کو رات
 والا ارحم یاد آ گیا تھا۔۔۔ جس نے نون سٹاپ تین تھپڑ مارے تھے۔۔۔
 سوری پری نے آنکھوں میں آنسو لیے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔۔ آواز میں
 لڑکھڑاہٹ محسوس کی جاسکتی تھی۔۔۔ کچھ دیر کے لیے تو ارحم کی سانسیں
 بھی تھم گئی تھیں۔۔۔ وہ اس منظر میں کھوسا گیا تھا۔۔۔ کتنا حسین تھا نا
 مقابل۔۔۔

کیا اب میں جاسکتی ہوں۔۔۔ پری کی آواز پہ ارحم ہوش کی دنیا میں آیا تھا
 "۔۔۔ کہاں جانا ہے۔۔۔؟
 وہ جانتا تھا وہ کہاں جانے کی بات کر رہی ہے۔۔۔ لیکن جان بوجھ کر پوچھا
 "۔۔۔ مم۔۔۔ میں نے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔"

پری اب سے یہ تمہارا گھر ہے۔۔۔ فضول کی ضد چھوڑ دو، اور چپ چاپ
کر فریش ہو جاؤ۔۔۔ پھر ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ ارحم اس سے نظریں ہٹاتے
بولا تھا۔۔۔

نہیں ہونا مجھے فریش نہیں کرنا مجھے ناشتہ، مجھے میرے گھر جانا ہے ابھی
۔۔۔ پری پاؤں پٹختی ہوئی صوفے پہ جا کر بیٹھی اور گھٹنوں میں سر دے کر
رونے لگی تھی۔۔۔

ارحم جو بیچارہ سوچ رہا تھا کہ وہ سکندر عثمان کی دشمنی اس کی بیٹی کے ساتھ
نبھائے گا۔۔۔ لیکن یہاں تو الٹ ہی ہو گیا تھا۔۔۔

ارحم ایک مشہور بزنس مین انتہائی کم بولنے والا۔۔۔ آج صبح سے بولی جا رہا
تھا۔۔۔ ارحم کی ایک دھاڑ پہ کام رک جاتا تھا۔۔۔ اور ایک اشارے پہ کام
ہو جاتا تھا۔۔۔ لیکن آج اس کی اتنا بولنے کے باوجود اس کی بیوی سمجھ نہیں
رہی تھی۔۔۔ ایک ہی رٹ لگائی تھی گھر جانا ہے گھر جانا ہے۔۔۔ یہ لڑکی
پیار کی زبان نہیں سمجھے گی۔۔۔ اسے اپنی زبان میں ہی سمجھانا پڑے گا۔۔۔

ارحم سوچتے ہوئے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ پری تورونے
میں مصروف تھی۔۔۔

ارحم جلدی سے باہر آیا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں پری کے کپڑے تھے۔۔۔
یہ کپڑے لو اور اگلے پانچ منٹ میں مجھے تم تیار چاہیے ہو۔۔۔ ارحم اس کی
طرف کپڑے اچھالتے بولا تھا۔۔۔

نہیں ہوں گی میں تیار۔۔۔ پری ایک دم سے گھٹنوں سے سر نکال کر بولی
۔۔۔ لیکن ارحم کی آنکھوں میں دیکھتے اس کی زبان کو بریک لگی۔۔۔ مم۔
میں جا رہی ہوں چیخ کرنے۔۔۔ ایک دم اپنی بات بھول گئی اور جلدی سے
کپڑے پکڑ کر اٹھی اور واش روم میں گھسی۔۔۔

ارحم اس کے حرکت پہ مسکرایا اور سر جھٹکتے ڈریسنگ روم میں جا کے اپنے
کپڑے نکالے اور باہر کر رضیہ بی کو ناشتہ لگانے کے لیے کال کی۔۔۔
ارحم کے فون پہ حمدان کی لاتعداد کالز آئی تھیں۔۔۔ جس کو دیکھ کر ارحم
کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آئی۔۔۔ اسی پل پری واش روم سے باہر آئی

-- اس نے لائٹ پنک کلر کی شلوار قمیض پہنی تھی۔۔۔ گلے میں دوپٹہ
لیے اس نے ار حم کو گھور کر دیکھا۔۔۔ کتنے مزے سے دانت نکال رہے
ہیں۔۔۔ اور مجھے رات کو اتنے تھپڑ مارے۔۔۔

کوئی بات نہیں ہے اب دیکھنا میں آپ سے کیسا پتلا لیتی ہوں۔۔۔ میں نے
بھی دن میں تارے نہ دکھا دیے تو میرا نام پریشہ ار حم۔۔۔۔۔ اف اللہ کیا
اول فول بک رہی ہے پری۔۔۔۔۔
نہیں۔۔۔ نہیں بس غلطی سے میرے منہ سے نکل گیا۔۔۔ ایسا نہیں ہو
سکتا میرا نام پریشہ سکندر ہے۔۔۔ لیکن ان کے سامنے نہیں بولنا۔۔۔ ورنہ
رات جیسا تھپڑ پڑے گا۔۔۔ پری اپنی سوچوں میں گم تھی کہ اس کے
سماعتوں سے ار حم کی آواز ٹکرائی۔۔۔۔۔
کیا سوچ رہی ہو۔۔۔

ہاں تورات کو میں نے تم سے پوچھا تھا نہ تو بتا دیتی۔۔۔ ارحم پری کا ہاتھ پکڑ کر چلتے ہوئے بولا۔۔۔ رات کو آپ نے مجھے مارا تھا، اسی لیے میں نے آپ کو نہیں بتایا۔۔۔ ہاں تو مارنے کے بعد پیار بھی تو کیا تھا نا۔۔۔ کب۔۔۔؟

پری ایک دم بولی۔۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے اپنی بات پر شرمندہ سی ہوئی۔۔۔ ارحم کے پیٹ میں درد شروع ہو گیا تھا اپنی ہنسی روک روک کر۔۔۔ اچھا جلدی چلو ناشتہ کرو۔۔۔ بعد میں بتاؤں گا۔۔۔ پریشے اور ارحم ڈائننگ ٹیبل پر پہنچے تو ناشتہ لگ چکا تھا۔۔۔ ناشتے کے قریب آتے پری کو تو زیادہ بھوک لگ گئی تھی۔۔۔ ارحم نے پہلے پری کے لیے کرسی کھینچی اسے بٹھا کر پھر خود سربراہی کرسی پر بیٹھا۔۔۔ پھر پہلے پری کی پلیٹ میں کھانا ڈالا۔۔۔ پھر اپنی پلیٹ میں ڈالا۔۔۔ ارحم کھانا شروع کر چکا تھا۔۔۔ کھاؤ اب کیوں نہیں کھا رہی۔۔۔ ارحم نے پری کو کھانا نہ کھاتے دیکھ پوچھا۔۔۔

آپ کھانا کھانے کے بعد مجھے سچی میں میرے گھر چھوڑ آئیں گے نا۔۔۔
پری کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔ اس اسے اپنے گھر والوں کے بغیر کھانا
نہیں کھایا جا رہا تھا۔۔۔ اس بار سچ میں ارحم کے دل کو بھی کچھ ہوا تھا۔۔۔ وہ
لڑکی اسے ایک ہی رات میں اتنی اچھی کیوں لگنے لگی تھی۔۔۔ کیوں اس کی
ہر بات پہ ارحم بے بس ہو رہا تھا۔۔۔ اچھا اچھا تم رؤمت میں تمہیں لے
جاؤں گا۔۔۔ ارحم کھانے پہ نظر مرکوز کرتے بولا تھا۔۔۔ سچی میں پری
ایک دم خوش ہو گئی تھی۔۔۔
لیکن تم وہاں جیسے جاؤ گی ویسے ہی میرے ساتھ واپس آؤ گی۔۔۔ لیکن
کیوں۔۔۔؟ "مجھے وہاں رہنا ہے۔۔۔ میرے میرا روم بھی وہاں ہے۔۔۔
پری ادا اس چہرے سے بولی تھی۔۔۔

پری دیکھو اب تمہاری شادی ہو گئی ہے نا۔۔۔ اسی لیے اب وہ تمہارا گھر
 نہیں ہے۔۔۔ اب یہ تمہارا گھر ہے۔۔۔ تم اب سے یہاں ہی رہو گی۔۔۔
 اپنے گھر اپنے شوہر کے ساتھ۔۔۔ ار حم نے اسے انتہائی نرمی سے سمجھانے
 کی کوشش کی تھی۔۔۔

ہاں یہی حقیقت تھی اب اس کی شادی ہو گئی تھی۔۔۔ اور اسے اب یہاں
 ہی رہنا تھا۔۔۔ اپنے شوہر کے گھر۔۔۔ لیکن ابھی اسے شادی نہیں کرنی
 تھی۔۔۔ اسی بات پہ پری کو بار بار رونا رہا تھا۔۔۔

بولو منظور ہے۔۔۔ ار حم نے اسے خاموش دیکھتے سوال کیا۔۔۔ جج۔ جی
 ٹھیک ہے۔۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی پری کی آواز لڑکرائی تھی۔۔۔ چلو
 شاباش اب ناشتہ ختم کرو۔۔۔ بس میرا پیٹ بھر گیا۔۔۔ پری انتہائی کم
 آواز میں بولی۔۔۔ جب کہ اس بیچاری کو بھوک تو لگی تھی لیکن ار حم کی
 شرط پہ اس کی ساری بھوک اڑ گئی تھی۔۔۔ اس کا چہرہ بجھ گیا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے جب تک ناشتہ ختم نہیں کرو گی میں تمہیں کہیں بھی نہیں لے کر جاؤں گا۔۔۔ ارحم کی بات سنتے پری نے ایک انتہائی بے بسی سے نظر ارحم پر ڈالی۔۔۔ اور بجھے دل سے اپنا کھانا کھانے لگی۔۔۔ آپ نہ اپنی ہر بات نہیں منوا سکتے۔۔۔ اس طرح ہر بات پر دھمکی نہیں دے سکتے۔۔۔ پری کھانا کھاتے بولی تھی۔۔۔ اچھا جی۔۔۔ جی۔۔۔"

ہاں تو میری بات مان جایا کرو نا۔۔۔ مجھے دھمکی دینے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔۔۔

ہر دفعہ اپنی مرضی کرتے رہتے ہیں۔۔۔ جب دل کرتا ہے تھپڑ مار دیتے ہیں۔۔۔ جب دل کرتا ہے دھمکی دے دیتے ہیں۔۔۔ پری جلدی جلدی میں کھانا کھاتے منہ میں بڑبڑائی تھی۔۔۔ اور ہم ڈھیٹ بنتے کھانے میں مصروف تھا۔۔۔ پری جلدی جلدی اپنا کھانا ختم کرتے اٹھی۔۔۔ چلیں۔۔۔؟

ارحم نے ایک نظر پری کو دیکھا۔۔۔ ابھی میں کھانا کھا رہا ہوں۔۔۔ بیٹھ جاؤ،
ارحم سرد لہجے میں بولا تھا۔۔۔ پری نے بیٹھنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی، ورنہ
پھر سے اسے کوئی دھمکی مل جانی تھی۔۔۔

اللہ اللہ کتنا کھاتے ہیں۔۔۔ اسی لیے تو اتنے بڑے ہیں۔۔۔ پری دل میں
سوچ رہی تھی۔۔۔ کیا سوچ رہی ہو۔۔۔

کک۔ کچھ نہیں۔۔۔ پری نے ہر بڑھاتے جواب دیا۔۔۔ تم پھر سے مجھ
سے بدلہ لینے کی پلاننگ تو نہیں کر رہی۔۔۔ ارحم لب دباتے بولا تھا۔۔۔
نہیں۔۔۔ نہیں میں کیوں آپ سے بدلہ لینے کی پلاننگ کروں گی۔۔۔ میں
تو بس یہ دیکھ رہی تھی کہ کب سے آپ کھائی جا رہے ہیں۔۔۔ پری انتہائی
معصومیت سے بولی۔۔۔ ارحم نے ایک نظر پری کو دیکھا۔۔۔ کیوں تم
میرے کھانے پہ نظر رکھ رہی ہو۔۔۔

نہیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کے کھانے پہ نظر رکھنے کا۔۔ میں بس یہ دیکھ رہی ہوں کہ آپ جلدی سے کھائیں۔۔ پھر ہم نے میرے گھر بھی جانا ہے نا۔۔

ہاں تو میں تمہارے گھر جانے کی خوشی میں اپنا کھانا تو نہیں چھوڑ سکتا نا۔۔ اب ارحم جان بوجھ کر آہستہ آہستہ کھا رہا تھا۔۔ اچھا آپ آرام سے کھا لیں۔۔ پھر ہم میرے گھر جائیں گے۔۔ پری نے نہ چاہتے ہوئے بھی اچھا بننے کی ایکٹنگ کی تھی۔۔۔

اب پری اس جگہ کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔۔ کیا یہ آپ کی ماما ہیں۔۔ پری نے سامنے لگی ایک تصویر کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔ ہم ممم۔۔۔ ارحم نے سرسری سا جواب دیا۔۔ اچھا کہاں ہے یہ، پری کو تجسس ہوا۔۔۔

اپنے گھر ہیں۔۔۔

مطلب یہ ان کا گھر نہیں ہے۔۔۔ پری کے بس میں نہیں تھا کہ وہ خاموش بیٹھتی۔۔۔ اسی لیے وہ سوال پہ سوال پوچھے جا رہی تھی۔۔۔ یہ بھی ان کا گھر ہے لیکن فلحال وہ امریکہ ہوتی ہیں۔۔۔ اچھا پھر وہ آپ کے پاس کیوں نہیں رہتیں۔۔۔ پری نے آنکھیں ٹمٹماتے پوچھا۔۔۔

کیونکہ ان کو وہاں پہ بہت سارے کام ہیں۔۔۔ کیوں آپ یہاں پہ ویلے رہتے ہیں۔۔۔ پری نے آئی بروچکاتے پوچھا۔۔۔ ارحم نے گھور کر دیکھا۔۔۔ کیا تم کچھ ٹائم کے لیے خاموش نہیں بیٹھ سکتی۔۔۔ ہر ٹائم بولتی رہتی ہو۔۔۔ ارحم تنگ آگیا تھا پری کے سوالوں سے۔۔۔ نہیں بتانا تو نہ بتائیں اس میں ڈانٹنے والی کون سی بات ہے۔۔۔ پری منہ بناتے بولی تھی۔۔۔ لوجی اب میں نے تمہیں کب ڈانٹا ارحم کو تو پری کی بات سنتے غصہ ہی آگیا تھا۔۔۔

پری بلا وجہ اس معصوم پر الزام لگائی جا رہی تھی۔۔۔ ابھی ڈانٹا تو ہے بھول گئے آپ۔۔۔

میں نے ڈانٹا نہیں تھا میں نے تمہیں صرف خاموش ہونے کے لیے کہا تھا۔۔۔ ہاں تو اب اللہ تعالیٰ نے زبان دیا ہے تو بولنے کے لیے ہی دیا ہے ناں کہ آپ کی طرح دوسروں کو دھمکیاں دیتی پھروں۔۔۔ ایک بات ہی تو پوچھ لی تھی اس میں بھی خاموش ہو جاؤں عجیب بات ہے پر یہ ایک دفعہ پھر سے نان سٹاپ شروع ہو گئی تھی۔۔۔

ارحم بیچارہ سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ آخر اس نے خود ہی اس مصیبت کو گلے ڈالا تھا اور اب برداشت بھی اس کو ہی کرنا تھا پری نہ جانے ابھی کیا کیا بول رہی تھی ارحم خود کو کھانے میں مصروف دکھا رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا کتنا بولتی ہے یہ لڑکی۔۔۔۔۔

ارحم کھانا کھا چکا تھا۔۔۔ اب وہ موبائل استعمال کر رہا تھا، اور پری بیچاری ایک سائڈ پیہ بیٹھی مظلوموں کی طرح ارحم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ کہ وہ اٹھے اور

اس بیچاری کو اسکے گھر لے کر جائے۔۔ اور یہاں ار حم سب کچھ جانتے
 بوجھتے۔۔ خود کو انتہائی مصروف دیکھا رہا تھا۔۔ چلیں! پری کا صبر جواب
 دے گیا تھا۔۔ تو اس نے آکر ار حم کو مخاطب کیا۔۔ کہاں! ار حم نے شانے
 اُچکاتے پوچھا۔۔ آپ نے خود تو کہا تھا آپ مجھے بابا کے گھر لے کر جائیں
 گے۔۔ او وا چھا! چلو تم ریڈی ہو جاؤ

پھر چلتے ہیں پتہ نہیں کیوں ار حم جانے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔۔ جی ٹھیک
 ہے پری کے چہرے پر ایک دلفریب سی مسکراہٹ آگئی تھی۔۔ لیکن اس
 بار ار حم نے پری کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔ پری کے جاتے ہی ار حم نے
 حمدان کو کال ملائی۔۔ تین سیکنڈ میں کال اٹھالی گئی تھی۔۔ جیسے اسی کی
 کال کا انتظار کیا جا رہا ہو۔۔ ہیلو! ار حم کہاں ہو تمہارا فون بھی آف جا رہا ہے
 ۔۔ اور تم نے میٹنگ بھی کینسل کر وادی ہے۔۔ حمدان ایک ہی سانس
 میں سب کچھ بول گیا تھا۔۔ ار حم تم سن رہے ہو جواب نہ پا کر حمدان دوبارہ
 بولا۔۔ ہممم! سن رہا ہوں۔۔ مختصر سا جواب دیا گیا۔۔ ار حم آخر تم چاہتے کیا

ہو۔۔ مجھے ایک دفعہ بتا ہی دو۔۔ پہلے ہی تمہاری وجہ سے ہم بہت نقصان اٹھا چکے ہیں۔۔ میرے نقصان کے آگے تمہارا نقصان بہت چھوٹا ہے حمدان، ارحم کی آواز میں درد تھا۔۔ جو حمدان نے محسوس کیا تھا۔۔ ارحم کیا تم سب کچھ بھول کر دوبارہ سے مجھ سے دوستی نہیں کر سکتے۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں تم سے دوستی کرنے کا۔۔ اگر میں نے تم سے دوستی نہ کی ہوتی تو آج میرا بھائی میرے ساتھ ہوتا۔۔ ارحم وہ میرا بھی بھائی ہی تھا تم سمجھتے کیوں نہیں ہو۔۔ نہیں تھا وہ تمہارا بھائی۔۔ اگر وہ تمہارا بھائی ہوتا تو تم کبھی نہ اسے مرنے دیتے۔۔ حمدان تمہیں پتا ہے، شایان کو تمہارے ساتھ دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو روتا ہے۔۔ کس طرح تم میری خوشی چھین کر اپنے بھائی کے ساتھ خوش ہو۔۔ لیکن اب تم دیکھنا تمہارے گناہوں کا ازالہ تمہاری بہن کرے گی۔۔ تم لوگ بھی اسی طرح تڑپو گے۔۔ اس سے ملنے کے لیے، ارحم دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔۔ ارحم پلیز پری کے ساتھ کچھ مت کرنا، اسے ان سب

باتوں کا نہیں پتا وہ بہت معصوم ہے۔۔ اور وہ دوسری لڑکیوں کی طرح ایکٹو بھی نہیں ہے۔۔ وہ بہت سادہ ہے اس نے تو باہر کی دنیا بھی نہیں دیکھی۔۔ حمدان انتہائی فکر مندی سے بولا تھا۔۔ ہاں تو میں اسے یہ سب بتا بھی دوں گا گا۔۔ ارحم نے طنزیہ مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔ اور اور سیکھا بھی دوں ہاں میری کمپنی کے ساری کانٹیکٹ تمہاری کمپنی سے ڈسکنٹ کر رہا ہوں۔۔

آج کے بعد تم اپنے کام سے کام رکھو گے۔۔ مجھے کبھی فون بھی مت کرنا۔۔ ارحم تم ہماری سالوں کی دوستی کو اس طرح ایک غلط فہمی کے لیے ختم کر دو گے۔۔

حمدان نے دوبارہ ارحم سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ آخر کیا ہوا تھا انکے درمیان، آخر انکی دوستی کو کس کی نظر لگ گئی تھی۔۔ اور پری کی حقیقت کیا تھی۔۔

حمدان تم ابھی بھی اس کو ایک غلط فہمی کہتے ہو۔۔ اس بار ار حم انتہائی غصے سے بولا تھا۔۔ جیسے کچھ جتا رہا ہو۔۔ حمدان سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا۔۔ وہ جیتنا ار حم کو سمجھا رہا تھا ار حم اتنا ہی الجھ رہا تھا۔۔ اور کال کاٹ دی، ار حم اسکی کوئی بھی بات سننے

کو تیار نہیں تھا۔۔ ہاں بولو سلیم! اچھا ٹھیک ہے میں دیکھ لوں گا۔۔ گاڑی تیار ہے۔۔ تو آ جاؤ ہم آدھے گھنٹے تک نکلنے والے ہیں۔۔ اور ادھر کا سارا کام تم دیکھو گے۔۔ اوکے۔۔ السلام حافظ! حمدان کے بعد ار حم نے سلیم کو کال ملائی تھی۔۔ ار حم کے چہرے پہ ایک شاطرانہ مسکراہٹ تھی!

!۔۔ اسی پل پری وہاں نمودار ہوئی۔۔ چلیں

ہممم چلو۔۔ ی کیا آپ تو تیار ہی نہیں ہوئے۔۔ کیوں کیا ہم تمہارے باپ کے ولیمہ پہ جارہے ہیں۔۔ ار حم نے آئی برواچکاتے پوچھا۔۔ پری نے اچانک سے سراٹھا کر دیکھا تھا۔۔ اسنے ایسی بات کی توقع نہیں کی تھی۔۔

اب چلو میری شکل کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔ پری اسکے رویے پہ تھوڑا حیران ہوئی تھی۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو وہ آرام سے بات کر رہا تھا۔۔ لیکن اب اچانک اسے کیا ہو گیا تھا۔۔ تم جاؤ نیچے میں دس منٹ میں آرہا ہوں۔۔ پری نظریں جھکاتی نیچے جا چکی تھی۔۔

ارحم نے احم کے کمرے کا رخ کیا۔۔ لاک کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔۔ آج پھر وہی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔۔ جو ہمیشہ اس کمرے میں اسکا استقبال کرتی تھی۔۔ ارحم آگے بڑھا اور ہمیشہ کی طرح اسکی تصویر اٹھا کر دیکھنے لگا۔۔ احم میں جو کچھ کرنے جا رہا ہوں وہ صحیح ہے یا غلط مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ میں نے بس تمہاری موت کا بدلہ لینا ہے۔۔ حمدان سے سکندر عثمان سے آج میں اسلام آباد جا رہا ہوں۔۔ لیکن میں تم سے ملنے آؤں گا میرے بھائی۔۔ اتنا کہتا ارحم وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ اگر وہ کچھ دیر مزید رکتا تو یقیناً رو پڑتا۔۔ پری نیچے آکر لاؤنچ میں بیٹھ گئی تھی۔۔

اور ہر چیز کا جائزہ لینے لگی۔ اتنے میں ار حم وہاں پہنچ گیا۔۔ چلو! جی چلیں
پری تو پہلے سے تیار بیٹھی تھی۔۔۔

باہر آتے ار حم نے پہلے پری کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا
پھر بعد میں خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ کیا یہ سب بھی ہمارے ساتھ
جائیں گے۔۔ پری نے پیچھے گارڈز کی گاڑیاں دیکھ کر پوچھا۔ ہم مختصر سا
جواب ملا۔ آپ کو کچھ ہوا ہے کیا۔۔ پری جو کب سے ار حم کا رویہ
نوٹ کر رہی تھی پوچھ ہی لیا۔ کیا تم اپنا منہ بند کر کے بیٹھ سکتی ہو۔۔ ار حم
اس قدر غصے سے بولا تھا کہ پری تو اسکی آواز سے ہی سہم گئی تھی۔۔ ڈر سے
منہ موڑ کر باہر کا منظر دیکھنے لگی۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد پری پھر سے
بولی۔۔ ہم کب پہنچیں گے۔۔

ار حم نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔
پری پھر سے باہر کا منظر دیکھنے لگی۔۔ ار حم کو کیا ہو گیا تھا۔۔ پری کو سمجھ
! نہیں آرہی تھی۔۔ اسی پل ار حم کا فون بجا۔۔ ہاں بولو سلیم

ہم پانچ بجے تک پہنچ جائیں گے۔۔ گھر پہنچ کر میں تمہیں سب سمجھا دوں گا۔۔ کہ کر کال کاٹ دی۔۔

ہم کب پہنچیں گے۔۔ پری نے انتہائی معصومیت سے پوچھا۔۔

مجھے ڈرائیونگ کے وقت بولنے والے لوگ انتہائی زہر لگتے ہیں۔۔ اسی

لیے بہتر ہے کہ تم اپنا منہ بند ہی رکھو۔۔ بس آپ مجھے یہ بتادیں ہم کب

پہنچیں گے، میں دوبارہ نہیں بولوں گی۔۔ مجھے بابا کی یاد آرہی ہے۔۔

پریشے میں نے تمہیں رات کو کہا تھا کہ تم اپنے باپ کا نام نہیں لوگی۔۔ اور

میں ایک بات کو بار بار رپیٹ نہیں کرتا۔۔

ن۔ن۔ نہیں آپ نے مجھے کہا تھا آپ مجھے بابا کے گھر لے کر جا رہے ہیں

۔۔ اور آپ۔۔ پریشے اگر اب مجھے تمہاری آواز آئی تو میں تمہارا منہ توڑ

دوں گا۔۔

سمجھی۔۔

ن۔ن۔ نہیں آپ ایسا، چپ ایک دم چپ کہا نہ اب تمہاری آواز نہیں آنی
چاہیے۔۔ گاڑی روکیں دروازہ کھولیں آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں
۔۔ مجھے میرے گھر جانے دیں۔۔ پلیز، پری روتے ہوئے گاڑی کا دروازہ
کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

ارحم نے اسکو بازو سے کھینچ کر گردن کی وین پہ ہاتھ رکھا، پری چند ہی سیکنڈ
میں لہرا کر پیچھے سیٹ پہ جا گری۔۔ پاگل کر دے گی یہ لڑکی مجھے۔۔
ارحم کی سیاہ آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں۔۔ اسے غصہ آرہا تھا۔۔ کہ
اس نے صبح پری کی ساتھ نرمی سے بات کی تھی۔۔ پانچ گھنٹوں کا یہ سفر ختم
ہوا۔۔ اس وقت ارحم اور پری اسلام آباد خان ولا کے باہر موجود تھے۔۔
ارحم نے باہر آتے پری کی سائڈ کا دروازہ کھول کر اسے اٹھایا اور اندر کی
طرف بڑھا۔۔ سب ملازم سر جھکائے ایک لائن میں کھڑے تھے۔۔ سب
نے ارحم کو سلام کیا۔۔ ارحم ہاتھ سے کھڑے رہنے کا اشارہ کرتے اپنے

کمرے کی طرف بڑھا۔ کمرے میں آتے پری کو بیڈ پہ لٹایا اور خود باہر آیا
۔۔ سب ملازم وہیں کھڑے تھے۔۔

خان صاحب آپ کو شادی بہت بہت مبارک ہو جی۔۔ سب ملازموں نے
ارحم کو مبارک باد دی تھی۔۔

ارحم کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی۔۔ جیسے وہ جیت گیا ہو۔۔ ہم
! بہت شکریہ

رضیہ بی کال سے آپ پریشے کو سب کچھ سمجھا دیجئے گا وہ بھی آپ کے ساتھ
کام کروانے میں مدد کرے گی۔۔

نہیں نہیں خان صاحب میں سارے کام خود ہی کر لوں گی۔۔ بی بی جی کو
کیوں تکلیف دینی۔۔ میں نے کہا نہ کل سے وہ آپ کے ساتھ سارے کام کروا
یے گی۔۔

جی خان صاحب جیسا آپ کہیں ار حم کچھ دیر مزید باتیں کرتا رہا پھر سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔۔ ار حم بھی اپنے کمرے میں آیا اور صوفے پہ بیٹھ کر اپنا کام کرنے لگا۔ اور وقفہ بہ وقفہ پری پہ بھی نظر ڈال رہا تھا۔ تقریباً آٹھ بجے کے قریب پری تھوڑا سا کسمپائی تھی۔۔ آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر جگہ کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگی۔۔ لیکن جیسے ہی گاڑی والا منظر یاد آیا تو ایک دم اُٹھ بیٹھی۔۔ لیکن سامنے ار حم کو دیکھ کر وہ ڈر گئی۔ ار حم جو کب سے اسکی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔ ایک دم اُٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔

پری مزید ڈر کر پیچھے سرکنے لگی۔۔ واپس اپنی جگہ پر آؤ۔۔ ار حم غصے سے بولا تھا۔۔

ن۔ن۔ نہیں مجھے جانے دیں پلیز میں نے آپکا کیا بگاڑا ہے۔۔ اس بار ارحم دوبارہ نہیں بولا تھا صا۔۔ اور پری کو بازو سے کھینچ کر نیچے اتر ا تھا۔۔
پ۔ پلیز مجھے

چھوڑ دو مجھے جانے دو۔۔

میں نے ک۔ کچھ نہیں کیا۔۔ ڈر کے مارے پری کی آواز لڑکھڑارہی تھی

کہاں جانا ہے میرے بے بی کو ہم بولو! ارحم نے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے پوچھا۔۔ مم۔ مجھے بابا کے

چٹاخ "ابھی الفاظ اس کے منہ میں ہی تھے کہ ارحم نے اتنا زور سے تھپڑ

مارا کہ پری درد کی شدت سے ارحم کی بازو میں ہی جھول گئی تھی۔۔

ارحم نے اسے جھٹکا دے کر دوبارہ سے اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔ آج ارحم کی

آنکھوں میں نفرت تھی۔۔ بدلے کی آگ

تھی۔۔ وہی نفرت جو پری نے کل رات دیکھی تھی۔۔ اب وہ بول نہیں رہی تھی بس رو رہی تھی۔۔ اسکی گال آگ کا انگارہ بن گئی تھی۔۔ کہا تھا نہ میں نے اب تم دوبارہ میرے سامنے اپنے باپ کا نام نہیں لوگی۔۔

لیکن نہیں تمہیں عزت اس نہیں آئی۔۔ آخر بار بول رہا ہوں اگر دوبارہ غلطی سے بھی تم نے اس شخص کا نام لیا۔۔ تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا۔۔ سمجھی۔۔ ارحم نے پری کی بازو پہ گرفت مضبوط کرتے کہا، مم۔ میں یہاں نہیں رہوں گی۔۔ م۔ میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔ پری ہچکی لیتے بولی۔۔

ٹھیک ہے چلی جانا۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر تم نرک میں بھی چلی گئی نہ۔۔۔۔ تو میں تمہیں وہاں سے بھی نکال لاؤں گا۔۔ ارحم نے بازو گرفت پہ مزید دباؤ ڈالا۔۔ آہہ۔۔ جسکی وجہ سے پری کی چیخ نکلی۔ پری کو لگا اسکی

● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ●

حمدان ار حم سے بات ہوئی۔۔ شایان روم میں آتے ہوئے بولا۔۔ ہاں ہوئی ہے بات۔۔ اس نے ہماری کمپنی سے ساری ڈیلز کینسل کر وادی ہیں۔۔ اور وہ خود اسلام آباد چلا گیا ہے۔۔ اور پری، شایان کو پری کا خیال آیا۔۔ میں بھی جانتا کہ وہ پری کو بھی لیے کر گیا ہے یہ نہیں۔۔ اور اس نے کہا ہے کہ وہ پری کو ہر بات بتا دے گا۔۔ شایان میں نے تمہیں کہا تھا وہ پری کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔۔ اسکی باتوں سے لگ رہا تھا۔ جبکہ پری بیچاری کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔ مجھے لگ رہا ہے کہ ہم نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے پری کی شادی کر کے۔۔ لیکن یہ فیصلہ بابا کا تھا۔۔ ہمارا کوئی قصور نہیں ہے اس میں۔۔ ہاں لیکن بابا نے بالکل بھی اچھا نہیں کیا۔۔ ہم بابا سے بات کرتے ہیں۔۔ کہیں ار حم پری کو کوئی نقصان ہی نہ پہنچا دے۔۔ حمدان تم جانتے ہو وہ کبھی بھی پری کے بارے میں بات نہیں کرتے۔۔ پتا نہیں اب اس بیچارے پہ کونسی مصیبت آئی ہے۔۔ اتنے میں ہی

شایان کا فون بجا۔۔۔ جی جی بابا میں آرہا ہوں۔۔۔ اوکے السلام حافظ۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔

پھر میں اور بابا نکلتے ہیں۔۔۔ تم یہاں ساری کام سہی سے دیکھ لینا۔۔۔ اور میری پیاری بھابھی کا خیال بھی رکھنا۔۔۔ شایان نے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ وہ حمدان کا دھیان بٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ حمدان کچھ زیادہ ہی سوچ رہا تھا پری کے بارے میں۔۔۔۔

حمدان میں تم سے کچھ بول رہا ہوں۔۔۔ ہم۔۔۔ ہاں ہاں بھئی میری بیوی ہے تو خیال بھی تو میں ہی رکھوں

گانہ۔۔۔ حمدان اپنی سوچوں کی دنیا سے باہر آتا بولا۔۔۔ اوکے پھر السلام حافظ

میں چلتا ہوں۔۔ شایان حمدان کے گلے

ملتے ہوئے بولا۔۔ اور پھر چلا گیا۔۔

آج سیکندر عثمان اور شایان سکندر اسلام آباد جا رہے تھے۔۔ تین دن کے

لیے وہاں انکا کوئی پروجیکٹ تھا۔۔

اور حمدان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔۔ جسکی وجہ سے اسکا کہنا تھا۔۔ کہ

اسے اپنی بیوی کو ٹائم دینا

چاہیے۔۔ آخر شادی شدہ بندہ تھا۔۔ شایان کی جاتے ہی حمدان نے میرم

کو کال ملائی تھی۔۔ لیکن میرم فون

ہی نہیں اٹھا رہی تھی۔۔ اب تو حمدان کو غصہ آرہا تھا۔۔ اس لڑکی کو

بلکل بھی اپنے شوہر کی فکر نہیں ہے۔۔۔

حمدان اس ٹائم میرم کی کال نہ اٹھانے کی وجہ سے مکمل تپ چکا تھا۔۔

اسکی بیوی اسکا فون نہیں اٹھا

رہی تھی۔۔ اور اب بیچارے کا کام کرنے کو بھی دل نہیں کر رہا تھا۔۔

حمدان بیزار سامنہ بناتا اٹھ کر حال کاراؤنڈ لگانے چلا گیا۔۔۔۔

.....

پری فریش ہو کر واشروم سے باہر آئی تو دیکھا رحم وہاں نہیں تھا۔۔۔
 سکون کا سانس لیتی جا کر شیشے میں اپنا چہرہ دیکھنے لگی۔۔ ایک دن میں اسکی کیا
 حالت ہو ہے تھی۔۔ اسے خود یقین نہیں آ رہا تھا۔ ابھی کل تو وہ اپنی گھر
 تھی۔۔۔ اور ان چوبیس گھنٹوں میں وہ کہاں سے کہاں آ گئی تھی۔۔ اپنے
 چہرے کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن ہاتھ نے اسکا ساتھ نہیں دیا۔ اسکی کلائی
 کی
 ہڈی فیکچر ہو گئی تھی۔۔۔ اور درد اس قدر تھا کا کو برداشت نہیں کر رہی
 تھی۔۔۔

ساری زندگی یہی تو ہوتا آیا تھا اسکے ساتھ۔۔ آخر اس

کا تھا کون جسکے ساتھ وہ اپنا درد شیر کرتی۔ آج وہ اپنی آپ کو دنیا کی سب سے بے بس لڑکی سمجھ رہی تھی۔۔۔ بابا کبھی کسی کا قتل نہیں کر سکتے۔۔۔

یہ ار حم جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔ یہ مجھے میرے گھر والوں

سے دور کرنا چاہتا ہے۔۔۔ اسی لیے یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔ لیکن میں اسکی باتوں میں نہیں آؤں گی۔ وہ جو مرضی کر لے اور میں اس سے ڈر کیوں رہی

ہوں۔۔۔ نہیں اب میں اس سے نہیں ڈروں گی۔۔۔ میں یہاں سے چلی

جاؤں گی اپنے گھر۔۔۔

لیکن بابا نے تو خود میری شادی کی تھی نہ۔۔۔

اگر انہوں نے واپس بھیج دیا تو۔۔۔ نہیں نہیں! ایسا نہیں ہو گا میں انکو بتاؤں

گی۔۔۔ کہ ار حم نے مجھے مارا

تھا اور دھکا بھی دیا تھا اور میری بازو پا بھی مارا اتنا درد ہو رہا ہے۔۔۔

پری سوچتے سوچتے روہانسی ہو رہی تھی آنکھوں میں پانی آرہا تھا۔۔۔ ہاں

میں سب کچھ بتاؤں گی بابا کو پھر دیکھنا وہ ار حم کا کیا حال کرتے ہیں۔۔۔ آخر

میں انکی اکلوتی بیٹی ہوں۔۔ وہ کبھی برداشت نہیں کریں گے۔۔ کہ کوئی بھی انکی بیٹی پہ ہاتھ اٹھائے۔۔ پری خود کو دلا سہ دے رہی تھی۔۔ یہ حقیقت بتا رہی تھی۔۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔

لیکن جیسا وہ سوچ رہی تھی ایسا تو کبھی نہیں ہونے والا تھا۔۔ بابا نے تو کبھی مجھے بولا تک نہیں تو کیا وہ

میری بات سن لیں گے۔۔ لیکن میں کوشش کروں گی شاید وہ میری بات سن لیں میں یہاں سے چلی جاؤں

گی۔۔ اب پری سوچتے ہوئے سوئے پہ جا کر بیٹھ گئی تھی۔۔ اور اپنی کلائی دیکھنے لگی۔۔ جہاں اب سو جن

نے گھیرا لے لیا تھا۔۔ اور کی تو انتہا تھی۔۔ پری کو اب رونا آ رہا تھا۔۔ آخر وہ کتنی دیر برداشت کرتی۔۔ اور اب

وہ گھٹنوں میں سر دیے رونے لگی تھی۔۔ اس کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتی تھی

۔۔ ارحم سٹڈی روم میں

بیٹھا تھا۔ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ میں سگریٹ تھی۔۔۔ آنکھیں غصے سے لال تھیں۔۔ دوسرے ہاتھ کی مٹھی بھینچے پتا نہیں وہ کن سوچوں میں گم تھا۔ اسکے ذہن میں بار بار پری کا خیال آ رہا تھا۔ آج بھی اس نے خود سے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔

"کیا میں ساری زندگی پری کو ایسے ہی سزا دیتا ہوں گا۔۔۔؟"

نہیں میں اسے طلاق دے دوں گا۔ کسی دوسرے کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ سکندر عثمان کو بھی تو پتا چلے بدلہ کسے کہتے ہیں۔۔۔ اس نے میرے بھائی کو مارا۔۔۔ اب میں اسکی بیٹی کی زندگی برباد کر دوں گا۔ آج ارحم نے اپنے سوال کا جواب نکال لیا تھا۔ یہ جانے بغیر کہ جس لڑکی کو وہ برباد کرنے کا سوچ رہا ہے۔۔۔۔۔

آخر اسکی حقیقت کیا ہے۔۔ ار حم نے سگریٹ کو پاؤں کے نیچے مثلاً اور
 انتہائی غصے کی کیفیت میں باہر آیا۔۔ پری جو اپنی کلائی کا جائزہ لے رہی تھی
 ۔۔ ایک دم سے دروازے کی آواز پہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔
 کیا کر رہی تھی۔۔ ک۔ ک۔ کچھ بھی تو نہیں۔۔ پری جو شیشے کے سامنے
 کھڑی سوچ رہی تھی۔۔ کہ اب وہ

ار حم سے نہیں ڈرے گی۔۔ لیکن اسکے سامنے تو بھیگی بلی بن گئی تھی۔۔
 ار حم کی نظریں اسکی کلائی پہ تھیں۔۔ جس پہ اب انگلیوں کے نشان واضح
 ہو رہے تھے۔۔ ار حم نے ہاتھ بڑھا کر پری کا ہاتھ پکڑا، ار حم نے اتنی
 نرمی ڈے ہاتھ پکڑا تھا کہ پری کو لگا اس نے کوئی خواب دیکھا ہے۔۔ اسے
 اتنی نرمی کی اُمید نہیں تھی۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے ار حم نے اتنی زور سے
 پری کو کھینچا۔۔ پری کا خواب ٹوٹا اور درد سے اسکی چیخ نکلی۔۔۔ لیکن ار حم
 اسے اگنور کرتا باہر کی طرف بڑھا۔۔ پری اسکے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی

یہ رونادھونا بند کر واپنا، ار حم اسی طرح چلتے ہوئے بولا تھا۔ آپ ہاتھ
چھوڑ دیں پلیز مجھے درد ہو رہا ہے۔۔

ہممم درد تو مجھے بھی ہوا تھا۔ جب میرے احمر کو چوٹ لگی تھی۔۔ پری
خاموش ہو گئی تھی۔ اس کے بولنے سے ار حم چھوڑنے والا تو تھا نہیں تو
بولنے

کہ فائدہ بھی نہیں تھا۔ نیچے آتے ار حم نے سب ملازموں کو ایک آواز
میں ہی اکٹھا کر لیا تھا۔۔ اور پری کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔ رضیہ بی،
پریشے اب سے آپ لوگوں کے ساتھ کام کرے گی۔۔ اور آپ لوگ
اسے کام سیکھا دینا۔ کیونکہ یہ سکندر عثمان کی بیٹی ہے، اور اسے کام کرنا
نہیں آتا۔۔۔

پری نے ایک بے بس سی نظر ار حم پہ ڈالی۔۔ سب ملازم ار حم کی بات پہ
شو کڈ ہو گئے تھے۔ کہ ار حم نے سکندر عثمان اپنے سب سے بڑے دشمن
کی بیٹی سے شادی کر لی تھی۔۔۔

پری سر جھکائے کھڑی تھی۔۔ کیا واقعہ یہ سکندر عثمان کی بیٹی ہے۔۔ رضیہ بی ارحم سے مخاطب ہوئیں۔۔ جی ہاں رضیہ بی بلکل ٹھیک سنا آپ نے۔۔ یہ سکندر عثمان کی بیٹی ہے ایک قاتل کی بیٹی سے ہے یہ۔۔ ارحم قاتل پہ زور دیتے ہوئے بولا تھا۔۔ میرے بابا قاتل نہیں ہیں۔۔ پری کو اس وقت ارحم زہر لگ رہا تھا۔۔ آواز نیچی، ارحم دھاڑا تھا۔۔۔

کیوں آواز نیچی، آپ میرے بابا کو کچھ بھی بولتے رہیں گے اور میں سنتی رہوں گی۔۔ چٹاخ! ارحم نے پری کو تھپڑ مارا تھا وہ بھی سب ملازموں کے سامنے۔۔ آپ نہ مجھے ایک ہی دفعہ مار دیں تاکہ آپ کا بدلہ پورا ہو جائے۔۔۔

پری روتے ہوئے بولی تھی اسے اُمید نہیں تھی کہ ارحم سب کی سامنے اسے اس طرح ذلیل کرے گا۔۔ نہیں میری جان ایک دفعہ نہیں تمہیں تو میں تڑپا تڑپا کے ماروں گا۔ ابھی تو تمہارے باپ سے بہت سے حساب چکنا کرنے ہیں۔۔ تو تمہیں اتنی آسانی سے تو مرنے نہیں

دوں گانہ۔۔ ابھی فلحال تم رضیہ بی کے ساتھ کام کرو۔۔ چلو شاباش۔۔
 رضیہ لے جائیں اسے۔۔ اور سارے کام کروائیے گا۔۔ اور اسکے ہاتھ پہ
 مرہم بھی لگا دیں۔۔ تاکہ جلدی ٹھیک ہو مجھے دوبارہ بھی توڑنا ہے۔۔ ارحم
 طنزیہ مسکراتے بولا تھا۔۔ چلو جاؤ اب۔۔ پری رضیہ بی کے ساتھ جا چکی
 تھی۔۔ ارحم بیٹے سکندر نے کیسے اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیا۔۔ یہ حیات بابا
 تھے۔۔ جو سالوں سے انکی حویلی میں کام کر رہے تھے انتہائی پر اعتماد شخص
 جنکی جوانی اب ڈھل چکی تھی۔۔ ارحم کو وہ بیٹا بولتے تھے۔۔ بس حیات بابا
 دیکھ لیں سکندر عثمان میرے سامنے ہار ہی گیا۔۔ ہر ادیا میں نے اس
 گھمنڈی

انسان کو ارحم طنز کرتے بولا تھا۔۔۔

.....

میرم۔ میرم، کیا ہو گیا ہے چلا کیوں رہے ہو۔۔ فریحہ بیگم لاؤنچ میں آتے
 بولی تھیں۔۔۔

حمدان نے گھر آتے ہی میرم کو آوازیں دینا شروع کر دی تھیں۔۔۔ ماما میرم کہاں ہے۔۔۔ اور یہ میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی۔۔۔ پتا نہیں صبح سے کچیں میں گھسی

ہوئی ہے۔۔۔ ہاں ہر کام کی پروا ہے بس شوہر کی فکر نہیں ہے۔۔۔
ارحم بولتا ہوا بچن کی طرف جارہا تھا۔۔۔ لیکن بچن کا منظر دیکھ کر اب ارحم کو سہی آگ لگی تھی۔۔۔ جہاں میرم کھڑی بڑے مزے سے کھانا بنا رہی تھی

حمدان کی آواز کو سرے سے انکسور کرتے۔۔۔ میرم، حمدان غصے سے بولا۔۔۔
کیا ہے پورے گھر کو کیوں سرپہ اٹھایا ہوا ہے آپ نے۔۔۔ تم میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔ بڑی تھی میں۔۔۔ ایسا کونسا کام کر رہی تھی۔۔۔ ایسا کونسا کام ہے جو تمہیں مجھ سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔ ہر وہ کام جو مجھے پسند ہے۔۔۔
میرم میں پہلے ہی غصے میں ہوں۔۔۔ تمہاری کال نہ اٹھانے کی وجہ سے، مجھے مزید غصہ چڑھاؤ۔۔۔ حمدان گھورتا ہوا بولا تھا۔۔۔ ہاں تو آپ

مجھے مت بلائیں میں بھی آپ کو غصہ نہیں چڑھاؤں گی۔۔ کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گی کہ یہ تم دل جلانے والی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔ یہ نہ آپ اپنے آپ سے پوچھیں۔۔ میرم نے بغیر دیکھے جواب دیا حمد ان کو مزید غصہ آیا۔۔ میرم یہ فضول ڈرامے بازیاں بند کرو، اور بتاؤ فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔

کہانہ میری مرضی۔۔۔ محترمہ یہ آپ لائیوڈ کس چیز کا دیکھا رہی ہیں۔۔۔ آپ کی بیوی ہونے کا۔۔ اوو، ارحم شیف پہ بیٹھتے ہونٹوں کو گول کرتے حیران ہونے والے انداز میں بولا تھا۔۔ آپ اٹھیں یہاں سے مجھے

کام کرنے دیں۔۔ میرم گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔ میرم ابھی صرف تم نے میرا پیار دیکھا ہے غصہ نہیں۔۔ اور تم میرا غصہ برداشت نہیں کر سکو گی۔۔۔ مجھے نہ

آپ کا پیار دیکھنا ہے اور نہ ہی آپ کا غصہ دیکھنا ہے۔۔۔

آپکے پیار سے تو والد بچائے آپ تو بابا کے سامنے بھی ذلیل کروانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔۔ میرم غصے میں تیزی سے کام کر رہی تھی۔۔ اور دو ٹوک حمدان کو ہر بات کا ٹرک سا جواب دے رہی تھی۔۔۔

اوو اچھا تو تم صبح والی بات پہ ناراض ہو۔۔ حمدان کو جیسے اسکی ناراضگی کی وجہ پتا چل گئی تھی۔۔ صبح والی بات نہیں صبح والی بے شرمی بولیں۔۔ میرم اسی طرح تیز تیز ہاتھ چلا رہی تھی، اور حمدان کو بنادیکھے جواب بھی دیا۔۔ حمدان کو یہ بات ہضم بھی ہی رہی تھی۔۔ کہ میرم اسکی طرف دیکھ نہیں رہی۔۔۔

اچھا سوری آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔۔ ارحم گاجراٹھا کر کھاتا ہوا بولا تھا۔۔ آپ نہ میری نظروں سے دور ہو جائیں مجھے کام کرنے دیں۔۔ اس بار میرم نے حمدان کو دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔

تمہیں جان سے مار دیں گے اسی دن"
 "! ہمیں تم نظر سے ہٹا کر تو دیکھو۔

حمدان میرم کو گھورتے گاجر کو بڑی سے بائیٹ کرتے بولا تھا۔۔ بڑی کوئی
 بے سری آواز ہے آپکی۔۔۔ میرم منہ بسورتے ہوئے بولی تھی۔۔۔
 کیا کیا کیا۔! تم جانتی نہیں ہو میں کتنا اچھا سنگر ہوں۔۔ حمدان اپنی آواز کے
 لیے بے سرفظ سن کر

صدے میں چلا گیا تھا۔ ایک ہی سانس میں بولا۔۔ میں نے کہا نہ مجھے
 نہیں جاننا مجھے کچھ بھی

نہیں جاننا۔۔ نہ ہی آپکا پیار نہ ہی آپکا غصہ اور نہ ہی یہ آپ بے سری آواز
 سننی ہے۔۔۔ میرم ہانڈی والا چیچ دکھاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

حمدان جو اپنی آواز کے لیے بے سرفظ سن کر صدے میں تھا۔۔۔ میرم
 کے ہاتھ میں چیچ دکھ کر جلدی سے بولا۔۔۔ ہاں ہاں جارہا ہوں۔۔۔ مجھے

بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہارے ہاتھوں قتل۔۔۔ مم۔ میرا مطلب ہے
ذلیل ہونے کا۔۔۔ حمدان میرم کو گھورتے ہوئے جاچکا
تھا۔۔۔ اور میرم ابھی بھی غصے میں تھی۔۔۔ اور اب مزید تیزی سے کام
کرنے لگی تھی۔۔۔

حمدان باہر بیٹھا فریج بیگم سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔ اتنے میں ہی میرم آکر
فریج بیگم کے پاس بیٹھی۔۔۔

وہ ہمیشہ حمدان کے ساتھ بیٹھتی تھی لیکن آج وہ حمدان سے ناراض تھی اسی
لیے فریج بیگم کے پاس بیٹھی۔۔۔

اور فریج بیگم تو فلحال انکی اس نوک جھوک پہ حسی کنٹرول کرنے کی
کوشش کر رہی تھیں۔۔۔ ماما آپ

دیکھ رہی ہاں آج غبارہ پھولا ہوا ہے۔۔۔ حمدان بات تو میرم کو کر رہا تھا۔۔
لیکن دیکھ فریج بیگم کی طرف رہا تھا۔۔۔ میرم نے اچانک سراٹھا کر دیکھا۔۔
یہ آپ

غبارہ کسے بول رہے ہیں۔۔ ظاہر سی بات ہے، تمہارا منہ پھولا ہوا ہے
 ۔۔ تو غبارہ بھی تو تمہیں ہی بولوں گا نہ۔۔۔۔۔ حمدان نے شانے اچکاتے
 کہا۔۔۔۔۔

میرم نے جو سوچا تھا کہ وہ ناراض ہو کر نخرے اٹھوائے گی۔۔ لیکن یہاں تو
 الٹ ہی ہو گیا تھا۔۔ حمدان تو ہر بات پہ میرم کو ٹونٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔
 ماما آپ ان سے بولیں کہ یہ مجھ سے بالکل بھی بات مت کریں۔۔۔
 میں ان سے ناراض ہوں۔۔ میرم مزید منہ پھلاتے بولی۔۔ ہاں تو ناراض
 ہونی کی کوئی وجہ بھی تو ہوتی ہاں نہ۔۔ تم ایسی ہی ناراض ہو کر بیٹھ گئی ہو
 جبکہ ناراض تو مجھے ہونا چاہیے کیونکہ تم میری کال نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔
 میرم نے گھور کر دیکھا۔۔ آپ نہ مجھ سے بات مت کریں۔۔۔ میرم
 مزید تپ گئی تھی۔۔ ابھی بھی حمدان بول رہا تھا کہ ناراض ہونے کے لیے
 کوئی وجہ بھی ہونی
 چاہیے۔۔۔ اور جو صبح تھا وہ کیا تھا۔۔۔

ویسے میرم بیٹا ناراض کس بات پہ ہو۔۔۔ فریحہ بیگم نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔۔ میرم چپ تھی، حمدان بولا۔۔ ارے ماما یہ صبح والی بات پہ ناراض ہے۔۔۔

کس بات پہ۔۔ فریحہ بیگم نے حمدان کی طرف دیکھا۔۔ جو اسکو بابا کے سامنے بے بی بولا تھا۔۔ اس بار فریحہ بیگم کا بھی قہقہہ گونجا تھا۔۔ میرم بیچاری پھٹی پھٹی آنکھوں سے حمدان کو دیکھ رہی تھی۔۔ جو اپنے دانتوں کی نمائش کر رہا تھا۔۔۔

اگر اس وقت حمدان کمرے میں ہوتا۔۔ تو اب تک اسکے سارے دانت ٹوٹ چکے ہوتے۔۔ ایسا میرم نے سوچا تھا۔۔

ابھی انکی حسی جاری تھی کا ملازمہ آئی۔۔ بیگم صاحبہ کھانا لگ گیا ہے آپ سب آجائیں۔۔۔

جی آپ جائیں ہم آرہے ہیں۔۔۔ فریحہ بیگم اپنی ہسی کنٹرول کرتے بولیں۔۔۔ میرم تو پیر پٹختی پہلے ہی جا کر ٹیبل پر براجمان ہو گئی تھی۔۔۔

ماما مجھے لگتا ہے میں نے میرم کو کچھ زیادہ ہی ناراض کر دیا ہے، اب حمدان تھوڑا سیریس ہو کر بولا تھا۔۔۔ ہاں جی بہت زیادہ ناراض کر دیا ہے تم نے میری بیٹی کو۔۔۔ چلو آؤ اب مناؤ میری بیٹی کو ناراض کر دیا بیچاری بچی کو

کیوں میں آپکا بیٹا نہیں ہوں۔۔۔ حمدان نے غیر توقع سا سوال پوچھا۔۔۔ جسے فریحہ بیگم اگنور کرتی ڈائٹنگ ٹیبل کی طرف بڑھیں۔۔۔ میرم جلدی جلدی کھانا کھانے میں لگی ہوئی تھی۔۔۔ ایک آنکھ اٹھا کر ارحم کو گھورا اور پھر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔۔

ماما ابان کہاں ہے۔۔۔ حمدان جب سے آیا تھا۔۔۔ اسی ابان نظر بھی آرہا تھا اسی لیے پوچھا۔۔۔ بیٹا وہ آج اپنی دوستوں کی طرف ہے۔۔۔ کسی پارٹی پہ۔۔۔ ماما آپ نہ ابان پہ نظر رکھیں ی آج کل کچھ زیادہ ہی باہر پھرنے لگا ہے۔۔۔ خبردار اگر آپ نے میری بھائی کے بارے میں کچھ کہا تو۔۔۔ آپ نہ اپنی حرکتوں پہ نظر رکھیں یہ جو آج کل اتنے بے شرم بنائی ہوئے ہیں۔۔۔

میرم تو تپ ہی گئی تھی۔۔۔

اوو تو تم ہٹلر بیوی ہونی کی ساتھ ساتھ ایک اچھی بھابھی بھی بننے کی کوشش بھی کر رہی ہو۔۔۔

آپکی اپنی سوچا ہے جو مرضی سوچیں۔۔ بس میرے چھوٹے بھائی کو کوئی بات نہ کرے میں بالکل بھی برداشت نہیں کروں گی۔۔ میرم بڑے ایڈیٹیوڈ

سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ جلدی جلدی کھانا کھا چکی تھی۔۔ اور اب روم میں جانے کی تیاری تھی۔۔ گڈنائٹ ماما کہتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔ حمدان تو اسکا ایڈیٹیوڈ دیکھ رہا تھا۔۔ جسنی جاتے ہوئے ایک دفعہ بھی حمدان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔

اوکے ماما گڈنائٹ میں بھی جاتا ہوں۔۔۔ صبح آفس بھی جانا ہے۔۔۔ ہاں ہاں بیٹا جاؤ اور میری بیٹی کو منا کر سونا۔۔۔ ارے ماما آپ ٹینشن مت لیں اب آپ دیکھنا میں کیسے منٹوں میں میرم کو مانتا ہوں۔۔۔ حمدان کہتا

ہوا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ حمدان نے کمرے کے بھر کھڑے ہو کر ایک گہرا سانس لیا۔۔ اور دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔۔ میرم شیشے کے سامنے کھڑی اپنی ہاتھوں پہ نائٹ کریم لگا رہی تھی۔۔ اور ساتھ ساتھ حمدان کو اگنور بھی کر رہی تھی۔۔ حمدان چلتا ہوا اندر داخل ہوا اور میرم کی سائڈ سے نکلتا ہیربرش اٹھا کر بال بنانے لگا۔۔ جبکہ نظریں میرم

کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

لگتا ہے کبھی زندگی میں لڑکی نہیں دیکھی کیسے ندیدوں کی طرح گھور رہے ہیں۔۔ میرم اپنی سناتے ہی واک آؤٹ کر گئی تھی۔۔ اور ارحم کا چلتا ہوا ہاتھ روک گیا تھا۔۔ اور حمدان شوکڈ کی کیفیت میں میرم کو دیکھ رہا تھا۔۔ جو بڑے مزے سے سونے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔

تم کچھ زیادہ ایڈیٹوڈ بھی نہیں دیکھا رہی۔۔۔ حمدان گھورتے بولا تھا۔۔۔
 جب آپ بے شرمی دیکھا سکتے ہیں تو میں بھی ایڈیٹوڈ دیکھا سکتی ہوں۔۔۔
 میرم نے دو ٹوک جواب دیا تھا۔۔۔
 اچھا یار سوری آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔۔۔ غلطی ہو گئی اب معاف کر دو نہ
 پلیز۔۔۔ حمدان سچ ماننا کر تھک گیا تھا اسی لیے اب ہار مانتے سوری
 بولا۔۔۔

آپ نہ چپ کر کے سو جائیں۔۔۔ میرم تھوڑی نرمی سے
 بولی تھی۔۔۔ شکر ہے ہٹلر کو حمدان پہ تھوڑا رحم تو آیا۔۔۔ لیکن کیا کی ساتھ
 ۔۔۔ حمدان انتہائی معصومیت
 سے بولا تھا۔۔۔ شرافت کے ساتھ۔۔۔ کھٹاک سے جواب آیا میرم دانت
 پیستے بولی تھی۔۔۔ لیکن مجھے تو، حمدان خدا کا واسطہ ہے سو جائیں۔۔۔ اگر نہیں
 سونا تو کمرے سے باہر چلے جائیں۔۔۔۔

حمدان جو بیچارہ کچھ بولنے لگا تھا میرم نے اسکی بات کو ٹوک کر اپنی سنائی
 --- میں کیوں کمرے سے باہر جاؤں یہ میرا کمرہ ہے۔۔ حمدان نے
 انصاف کی بات کی تھی۔۔ ٹھیک ہے پھر میں کمرے سے باہر چلی جاتی ہوں
 --- آپ کو آپکا کمرہ مبارک ہو۔۔ میرم واپس آؤ تم میری نرمی کا ناجائز
 فائدہ اٹھا رہی ہو۔۔ حمدان کو تو غصہ ہی آگیا تھا۔۔ کب سے وہ میرم کو
 منانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ لیکن میرم تھی کہ نخرے ہی دکھائی جا رہی
 تھی۔۔

ہاں تو آپ ویسی باتیں نہیں کرتے نہ کتنی شرمندگی ہو رہی تھی۔۔ مجھے ماما
 بابا کے سامنے۔۔ ہاں تو وہ جانتے
 ہیں کہ تم میری بیوی ہو۔۔ میرم نے گھور کر دیکھا۔۔ یا ایک تو تم نہ ہر ٹائم
 لڑاکا عورتوں کی طرح کرتی اور
 گھورتے رہا کرو۔۔ کیا یہ عورت کس کو بولا آپ نے۔۔

میں آپکو عورت لگتی ہوں۔۔ اور وہ بھی لڑاکا۔۔ ارے یار میں تو ویسے بول رہا ہوں۔۔ حمدان معاملے کو جتنا سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا معاملہ اتنا گرم ہو رہا تھا۔۔۔

آپ نہ کچھ بھی مت کہیں۔۔ نہ ایسے نہ ویسے۔۔ آپ بس میری نظروں سے دور ہو جائیں بس۔۔ حمدان بیچارہ ہمت ہارتا جا کر لیٹ گیا تھا۔۔ اور میرم ابھی بھی اسے ہی گھور رہی تھی۔۔ اب کھا جانے والی نظروں سے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔ حمدان عادت کے ہاتھوں مجبور دوبارہ بولنے کی غلطی کر گیا تھا۔۔ حمدان اگر اب مجھے آپکی آواز آئی نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔ میرم دو قدم اٹھا کر پاس آتے غصے سے بولی تھی۔۔۔ اور حمدان ڈر کے بیڈپہ ہی پیچھے کو سرکا۔۔۔ وہ واقع اپنی ہٹلر بیوی سے ڈر گیا تھا۔۔ تو چپ چاپ سونے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔۔۔ ورنہ آج اسکی ہٹلر بیوی ضرور اسکا بھرتا بنا دیتی۔۔ میرم بھی پیر پٹختی آکر اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔۔۔



کھانا لگ چکا تھا۔۔۔ پری رضیہ بی کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔ اتنے میں ار حم آگیا۔۔۔ اہم آج تو میری پیاری بیوی نے کھانا بنایا ہے۔۔۔ ہم ار حم نے پری کی طرف دیکھتے کہا۔۔۔ پری نے گھبراتے رضیہ بی کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ ار حم صاحب بی بی جی کو آہستہ آہستہ کھانا بنانا آجائے گا۔۔۔ کافی سمجھدار ہیں یہ ماشاء اللہ سے۔۔۔

رضیہ بی پری کی تعریف کرتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔ بیٹھو! ار حم نے خود بیٹھتے ہوئے اشارہ کیا۔۔۔ پری نے سنا تو تھا لیکن بیٹھی نہیں۔۔۔ رضیہ بی نے پری کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ لیکن پری نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔ میرے خیال سے میں نے کچھ کہا ہے۔۔۔ ار حم پری کی طرف دیکھتے بولا۔۔۔

مم۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔ پری بول تو ہمت سے رہی تھی لیکن زبان

!" ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔۔ میں نے پوچھا

اب ار حم کی نظریں ٹیبل پہ تھیں لیکن وہ پری سے مخاطب تھا۔۔۔۔۔ ہاں
 لیکن۔۔۔۔۔ مم۔ مجھے سچی میں بھوک نہیں ہے۔۔۔۔۔ لڑکی فضول کی بکواس
 مت کرو اور چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ میرا نام لڑکی نہیں پریشے ہے۔۔۔۔۔
 پری اپنے لیے لفظ لڑکی سنتے جلدی سے بولی۔۔۔۔۔ ہاں ایک کام کرتے ہیں
 پہلے تم مجھے اپنا نام سیکھا دو بعد میں کھانا کھالیں گے۔۔۔۔۔ کیوں رضیہ بی۔۔۔۔۔
 رضیہ بی بیچاری اب کیا بولتیں۔۔۔۔۔

کیا میں نے کچھ غلط بول دیا ہے۔۔۔۔۔ ار حم پریشے کی طرف دیکھتا بولا۔۔۔۔۔ میں
 نے تو ویسے آپکو بتایا تھا۔۔۔۔۔ ک۔ کہ میرا نام پریشے ہے۔۔۔۔۔

مجھے پتہ ہے تمہارا نام پریشے ار حم خان ہے۔۔۔۔۔ اب چپ چاپ بیٹھ جاؤ مجھے
 دوبارہ بولنا نہ پڑے۔۔۔۔۔ پری منہ پھلاتے بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔

رضیہ بی جاچکی تھیں۔۔۔۔۔ ڈالو اور کھانا شروع کرو۔۔۔۔۔ پری نے چپ
 چاپ کھانا ڈالا اور کھانے لگی۔۔۔۔۔ ار حم بھی

کھانے میں مصروف تھا۔۔۔ پری ہر سیک منٹ بعد چور نظر سے ارحم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ لیکن پری کی تو شاید قسمت ہی خراب تھی۔۔۔ جب بھی دیکھتی تھی ارحم کی نظریں اسی پہ ہوتی تھیں۔۔۔

اللہ! کیسے گھور رہے ہیں۔۔۔ کہیں پھر سے مجھے تھپڑ مارنے کا تو نہیں سوچ رہے۔۔۔ نہیں نہیں اب تو میں نے کوئی بتمیزی نہیں کی جو مجھے تھپڑ پڑے گا۔۔۔ لیکن پھر بھی گھور کیوں رہے ہیں۔۔۔ پری اریٹھٹ ہو رہی تھی۔۔۔

کیا کوئی مسئلہ ہو رہا ہے تمہیں۔۔۔ نن۔ نہیں۔ نہیں تو، پری جلدی جلدی سے کھانا کھانے لگی۔۔۔

ارحم کھانا ختم کر کے کھڑا ہوا۔۔۔ چلو! جج۔ جی۔ چلیں، ویسے کہاں جا رہے ہیں۔۔۔ معصومیت سے سوال پوچھا گیا۔۔۔ ارحم جو کمرے میں جانے کی بات کر رہا تھا۔۔۔

پری کو لگا کہیں اور جانا ہے۔۔۔ تو جلدی سے بولی "کہاں"۔۔۔
تمہارے باپ سے ملنے جا رہے ہیں۔۔۔ اجازت ہو تو چلیں۔۔۔ پری نے
ایک دم سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ رات کے دس
بجے میں تمہیں تمہارے باپ سے ملوانے لیے جا رہا ہوں۔۔۔ چلو اب۔۔۔
ارحم طنز کرتے بولا تھا۔۔۔ ایک دن تو میں چلی ہی جاؤں گی۔۔۔ اور پھر کبھی
یہاں واپس نہیں آؤں گی۔۔۔ پری نے دل میں سوچا تھا۔۔۔ اگر زبان سے
بولتی تو یقیناً ایک تھپڑ تو پڑ ہی جاتا۔۔۔ چپ کر کے ارحم کے پیچھے چل پڑی

Zubi Novels Zone

.....

کمرے میں آکر ارحم سٹڈی روم میں چلا گیا تھا۔ اور پری سکون کا سانس لیتی بیڈ پہ ٹک گئی۔۔۔ جب وہ اپنے گھر تھی۔۔ اسکی پاس کتنی ایکٹیویٹی تھیں نہ کرنے کو۔۔۔

لیکن یہاں تو وہ نوکرائی ہی بن گئی تھی۔۔ بورہوتے پری نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا۔۔ وجیسے وجیسے کمرے میں نظریں دوڑا رہی تھی۔۔ اسکے منہ کے زاویے بگڑتے جا رہے تھے۔۔ اس سے اچھا تو میرا کمرہ ہے۔۔ پری نے سوفہ سائنڈ وال پہ لگی ایک پینٹنگ کو دیکھ کر منہ بسورا۔۔ اس سے اچھی تو میں بنا لوں گی۔۔ یہ کیا بنا ہوا ہے۔۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی چھوٹے بچے نے بنائی ہو۔۔ جیسے جیسے پری اپنی نظریں گھما رہی تھی اسکی منہ کے زاویے مزید بگڑتے جا رہے تھے۔۔ جیسے خود ہیں سڑے ہوئے ویسا ہی کمرہ ہے۔۔۔

خیر مجھے کیا میں تو ویسے بھی یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔ بس ایک بار نہ میری بابا سے بات ہو جائے۔۔۔ پھر

دیکھنا مجھے بابا یہاں سے کیسے لے کر جاتے ہیں۔۔ ہاں ہاں ایسا ہی ہوگا

پری نے اپنی سوچ پہ خوش ہوئے جلدی سے بلینکٹ کھولا۔ اور سوتی بنی اس سے پہلے کہ ار حم کمرے میں آتا۔ پوری رات گزر چکی تھی ار حم سٹڈی روم میں ہی سو گیا تھا۔ کام زیادہ تھا اسی لیے وہ کافی تھک چکا تھا اور وہیں سو گیا تا کہ پری بھی تھوڑا ریلکس فیل کرے آج کچھ زیادہ ہی پری پہ غصہ نکل گیا تھا۔ لیکن اُسکا چہرہ یاد کرتے ار حم کی لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا آنے والے دنوں میں کیا ہونے والا تھا۔۔۔

.....

تقریباً سات بجے کے قریب پری جب سائنڈ بدلنے لگی تو اسکا ہاتھ زور سے بیڈ کراؤن سے ٹکرایا۔ اور پری کی زوردار چیخ نکلی۔۔ اور وہ ایک دم اُٹھ بیٹھی۔۔۔

وہ نیند میں تھی اور بھول چکی تھی کہ اپنے گھر میں نہیں ہے۔۔ اور اونچی
اونچی رونا شروع کر دیا۔۔ ار حم جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا۔۔ پری کی چیخ
سے ہر بڑا تانا ہوا اٹھا تھا۔۔ اور جلدی سے باہر آیا۔۔

پری جو کسی چھوٹے بچے کی طرح ہاتھ پکڑ کر رو رہی تھی۔۔ ار حم کو دیکھ کر
جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ اور بولنا شروع کیا۔۔ آ۔ آپ کو پتا ہے۔۔ ا
۔ اس کمرے۔۔۔ مم۔ میں کوئی ہے۔۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا تھا۔۔ اور
اتنی زور سے دوبایا اور اب مجھے درد ہو رہا ہے۔۔ پری نیند میں تھی اور اسی
لیے اسے پتا ہی نہیں چلا تھا کہ اسکا ہاتھ بیڈ کراؤن سے ٹکرایا ہے۔۔ وہ بس
یہی بول رہی تھی کہ اس کمرے میں کوئی ہے۔۔ جس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور
بس روئی جا رہی تھی۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا اس کمرے میں کوئی ہے۔۔ اور اگر ہے تو مجھے کیوں
نہیں نظر آ رہا۔۔ ہاں سچی میں اس کمرے میں کوئی ہے۔۔ پری آنکھیں
ٹمٹماتے معصومیت

سے بولی۔۔ اچھا کہاں ہے دکھائو مجھے بھی۔۔۔ ار حم سمجھ گیا تھا، کہ اسکا ہاتھ بیڈ کراؤن سے ٹکرایا ہے۔۔ جسکی وجہ سے وہ سمجھ رہی ہے کہ کمرے میں کوئی ہے۔۔۔

پپ۔۔ پتا نہیں ابھی تو یہاں پہ تھا۔۔۔ لگتا ہے۔۔۔ آ۔ آپ کو دیکھ کر چلا گیا۔۔ کیوں میں کوئی جن ہوں۔۔ ار حم نے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔ نن۔ نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔ پری کی زبان اس بیچاری کا ساتھ نہیں دے رہی

تھی۔۔ پھر وہ مجھے دیکھ کر کیوں بھاگ گیا۔۔ ار حم فی دوبارہ وہیں سوال کر دیا۔۔ مجھے نہیں پتا کیوں بھاگ گیا۔۔ آپکا کمرہ ہے آپکو پتا ہو۔۔۔ مجھے اب زیادہ

درد ہو رہا ہے۔۔ پری پھر سے رونے لگی تھی۔۔۔
اچھا چلو اٹھ کر فریش ہو جاؤ ناشتا کرو۔۔ پھر میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا ہوں۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔ پری ڈاکٹر کے نام پہ خوش ہو گئی تھی۔۔۔ اسے باہر کی ہوا
چاہیے تھی۔۔۔ بیچاری دو

دن سے اس گھر میں بند تھی۔۔۔ اور اب ارحم اسے ہسپتال لے کر جائے
گا۔۔۔ یہ سن کر تو پری خوش ہو گئی تھی۔۔۔ اور اپنی درد بھلائے جلدی
سے نیچے اترنے لگی۔۔۔ تمہیں تو درد نہیں ہو رہا تھا۔ ہاتھ میں، ارحم نے
جانچتی نظروں سے پوچھا۔۔۔

ہاں ہاں ہو رہا ہے نہ درد۔۔۔ وہ ابھی آپنے کہا نہ کا آپ ڈاکٹر کے پاس لے
کر جائیں گے۔۔۔؟

ہاں کہا ہے میں نے لیکن اگر درد ٹھیک ہو گیا ہے تو رہنے دیتے ہیں۔۔۔ سن
نہیں ابھی تو درد ہو رہا ہے۔۔۔ ہم چلتے

ہیں ڈاکٹر کے پاس میں ریڈی ہوتی ہوں۔۔۔ پری جلدی سے بولی تھی، کا
کہیں ارحم اپنا ارادہ نہ بدل دے۔۔۔ ہم چلو! ارحم کا موڈ اچھا تھا۔۔۔ چلو پری
بیچاری کو کوئی توفائدہ ہوا۔۔۔

پری جلدی سے اپنے لیے کپڑے نکالتی واشروم میں گھسی۔۔۔ ارحم تو اسکی جلد بازیوں پہ حیران ہو رہا تھا۔۔۔ سر جھٹکتا وہیں بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔۔ آخر وہ پری کو ڈاکٹر کے پاس کیوں لے کر جا رہا تھا۔۔۔

شاید اسے معصوم سے پری پہ رحم آ ہی گیا تھا۔۔۔ ہاں کال کچھ زیادہ ہی غصہ کر دیا تھا پری پہ۔۔۔ ارحم سوچ رہا تھا انہی سوچوں میں ایک سوچ احمر بھی تھا۔۔۔ لیکن ابھی فلحال ارحم کا ذہن اس طرف نہیں تھا۔

اگر ہوتا تو یقیناً پری کو صبح صبح دو یا تین تھپڑ تو پر ہی جانے تھے۔۔۔

پری جلدی سے فریش ہوتی باہر نکلی۔۔۔ اس نے سمپل سابلک سوٹ پہنا تھا

۔۔۔ اور شانوں پہ دوپٹہ ٹکائے چاند جیسے سفید چہرے سے پانی کی قطرے

ٹپک رہے تھے۔۔۔ اسی طرح باہر آتی جلدی سے بولی۔۔۔ چلیں "ارحم نے

بے یقینی سی نگاہ اس پہ ڈالی۔۔۔ تم ایسے جاؤ گی۔۔۔

اوو سوری۔۔۔ پری نے ایک نظر خود کو دیکھا اور جلدی سے سوری بول کر

شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔۔ اور

اپنے گیلے بالوں کو برش کرنے لگی۔۔۔

ارحم تو اسکی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا۔۔ بیوقوف لڑکی ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیے کتنا خوش ہو رہی ہے۔۔۔

ارحم بھی اٹھا اور فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔۔۔

پری جلدی سے بال بناتی سونے پہ ٹک گئی۔۔ اور ارحم کا انتظار کرنے لگی۔۔ لیکن پھر اچانک سے کچھ یاد آیا تو اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ یہ کیا آج تو میں نے رضیہ بی کے ساتھ کام کرنا تھا۔۔ اُف ایسا گراب ارحم کو پتا چلا کہ میں نے کام نہیں کیا، تو یہ مجھے ڈاکٹر کے پاس بھی لے کر جائیں گے۔۔ میں ابھی باہر جاتی ہوں۔۔۔ پری جلدی سے سر پہ دوپٹہ ٹکاتی کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ بہت بڑی ہو چلی تھی۔۔۔ پری تو کبھی ادھر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ تو کبھی ادھر کو۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کہاں کو جائے۔۔ ہار جگہ کمرے ہی کمرے تھے۔۔ اور حویلی کو اتنی نفیست سے سجایا گیا تھا۔۔۔ پری ساتھ ساتھ

جائزہ بھی لے رہی تھی۔۔۔ شوپیس بھی کافی سلیقے سے انکی جگہ پہ ٹکائے گئے تھے۔۔۔ پری کو لگا و کسی محل میں آگئی ہے۔۔۔

ارے پری بی بی آپ اٹھ گئیں۔۔۔ رضیہ بی جو یہاں سے گزر رہی تھیں پری کو دیکھ کر اسکے پاس آئیں۔۔۔ پری نے اچانک سے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ جج۔ جی وہ میں آپکے پاس ہی آرہی تھی۔۔۔

آپ کیوں آرہی تھی۔۔۔ آپ مجھے بولا لیتیں اگر کوئی کام تھا تو۔۔۔ رضیہ بی انتہائی پیار سے بولی تھیں۔۔۔

مجھے آپکے ساتھ کام کرنا تھا نہ۔۔۔ اسی لیے۔۔۔ پری ہچکچاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ ارے پری بی بی آپ رہنے

دیں آپکا ہاتھ سہی نہیں ہے۔۔۔ جب سہی ہو جائے گا تو آپ جب کام کر لینا۔۔۔ رضیہ بی کافی فکر مندی سے بولی تھیں۔۔۔

جی لیکن وہ جو آپکے ارحم بھوت۔۔۔ مم میرا مطلب ہے ارحم صاحب ہیں نہ، انہوں نے پھر سے سب

کی سامنے تھپڑ مار دینا ہے۔۔۔

نہیں ارحم صاحب بہت اچھے ہیں۔۔۔ وہ تو بس آپ انکے سامنے اس طرح سے بول تھی تھیں۔۔۔ تو انکو غصہ

آگیا۔۔۔ آپ نہ انکی ہر بات مانا کریں۔۔۔ پھر دیکھنا وہ نہ آپ سے بہت پیار کریں گے۔۔۔ رضیہ بی اسے بڑے پیار سے

سمجھا رہی تھیں۔۔۔ یہ جو جن بھوت ہوتے ہیں نہ یہ کبھی پیار نہیں کرتے۔۔۔ یہ صرف مار سکتے ہیں، ڈانٹ سکتے ہیں، اور آنکھیں دیکھا سکتے ہیں۔۔۔

پری کی باتوں میں شکوہ تھا۔۔۔ اچھا آپ بتائیں آپکا ہاتھ کیسا ہے۔۔۔ رضیہ بی نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔ بس ٹھیک ہی ہے۔۔۔

رضیہ بی آپکو پتا ہے رات کو ہمارے کمرے میں کوئی تھا۔۔۔ پری حیران کرنے والے انداز میں بولی تھی۔۔۔

کیا مطلب کوئی آگیا تھا۔۔۔ ارحم صاحب نہیں تھے کمرے میں کیا۔۔۔؟۔
 نہیں وہ تو میرے خیال سے سٹڈی روم میں تھے۔۔۔۔۔ پری انتہائی
 معصومیت سے

بولی۔۔۔۔

اچھا تو ارحم صاحب کو بتایا آپ نے۔۔۔۔۔ جی بتایا تھا لیکن وہ آپکے ارحم
 صاحب کو دیکھ کر بھاگ گیا۔۔۔۔۔
 پری ہاتھوں کے اشارے سے بول رہی تھی۔۔۔۔۔ ویسے کافی حیرانی والی بات
 ہے آپکے کمرے میں کون جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ اور اگر چلا بھی گیا تو ارحم
 صاحب

نے اُسی پکڑا کیوں نہیں۔۔۔۔۔ رضیہ بی بھی کافی حیرانی سے بول رہی تھیں
 ۔۔۔۔۔ پتا نہیں مجھے تو اتنا ڈر لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ پری خود تو بیوقوف تھی۔۔۔۔۔ اس نے
 ساتھ رضیہ بی کو بھی بنا دیا تھا۔۔۔۔۔

اچھا چلیں آئیں میں ناشا لگادیتی ہوں، آپ بیٹھیں۔۔ ار حم صاحب بھی آنی والے ہیں پھر ہم پتا لگواتے ہیں کا کمرے میں کون تھا۔۔ رضیہ بی ابھی بھی حیران تھیں کہ آخر ار حم کی کمرے میں کون جاسکتا ہے۔۔ اور اگر چلا بھی گیا تو ار حم نے اسے جانے کیسے دیا۔۔

جی چلیں! پری انکے ساتھ ہی"

" چل پڑی۔۔

کھانا لگ چکا تھا اور اب ار حم کا انتظار ہو رہا تھا۔۔ پری کی تو بھوک سے جان نکل رہی تھی۔۔ سامنے کھانا پڑا تھا۔۔ اور وہ بیچاری ار حم صاحب کا انتظار کر رہی تھی۔۔

اپنی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھے وہ کھانے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔ جس میں اسکی پسند کا تو کچھ بھی نہیں تھا۔۔ پری نے ہر چیز پہ نظر دوڑاتے منہ بسورا۔۔ کیا اب

یہاں کھانا بھی اپنی پسند کا نہیں ملے گا۔۔ چل پری کوئی نہیں بس آج کا دن کھالے کل تک تو میں اپنے گھر چلی ہی جاؤں گی۔۔ پھر میں سب اپنی پسند کا ہی کھاؤں گی۔۔ پری کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔ اپنے گھر کے نام پر۔۔ آخر اس بیچاری کو

کس چیز کی سزا مل رہی تھی۔۔ اسکی تو کوئی غلطی بھی نہیں تھی۔۔ پری اسی طرح آنکھوں میں پانی بھر کر بیٹھی اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہی تھی

Zubi Novels Zone

السلام علیکم! ارحم صاحب۔۔ رضیہ بی نے سلام کیا پری جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ اور آنکھوں میں آتا

پانی صاف کیا۔۔ اور سر جھکائے کھڑی ہو گئی۔۔

رضیہ بی کیا ناشتا میری بیوی فی بنایا ہے۔۔ ارحم نے

کر سی کھینچ کر بیٹھتے رضیہ بی سے سوال کیا۔۔ پری کا حلق سوکھا۔۔ اور اس سے آنکھوں میں پانی لیے رضیہ بی کی طرف دیکھا۔۔

جی ار حم صاحب بی بی جی نی کافی مدد کاروائی ہے میری۔۔ آہستہ آہستہ سیکھ جائیں گی۔۔ پری تو رضیہ۔

بی کو داد دے رہی تھی۔۔ جنہوں نے اتنی صفائی سے جھوٹ بولا تھا۔۔ رضیہ بی جاچکی تھیں۔۔

"اور پری بھی اپنی جگہ پر واپس براجمان ہوئی۔۔ کھانا شروع کرو۔۔ ار حم کی نظریں پری کی طرف تھیں۔۔ جج۔ جی اچھا۔۔ پری نے بھی اپنے لیے کھانا ڈالا۔۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی کھانے لگی۔۔ ار حم نوٹ کر رہا تھا کہ کس طرح وہ کھانا کھاتے ہوئے منہ کے زاویے بگاڑ رہی تھی۔۔ شاید کھانا اسکی پسند کا نہیں تھا۔۔

ار حم اور پری کھانا کھا چکے تھے۔۔ چلو۔۔ ار حم اٹھتے

ہوئے بولا تھا۔۔۔ جی۔۔۔ کھٹاک سے جواب آیا پری تو جیسے پہلے گی تیار بیٹھی تھی۔۔۔ تم بڑی سے

چادر لے کر آؤ میں گاڑی نکال رہا ہوں۔۔۔ ار حم ایک نظر پری پہ ڈالتے بولا۔۔۔

جی، پری بڑی شرافت سے جی بولتی جا چکی تھی۔۔۔ ار حم نے گاڑی نکال کر آن کی اتنی میں ہی پری چادر لیے باہر آئی۔۔۔ ار حم نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پری بیٹھ گئی تھی۔۔۔

پھر ار حم نے جا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ گارڈز نے گیٹ کھولا اور یہ انکے ہسپتال کے سفر کا آغاز ہوا۔۔۔ پری کی نظریں باہر چلتی گاڑیوں کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔۔۔ گاڑی میں خاموشی والا ماحول تھا۔۔۔ کہ ار حم کا فون بجا۔۔۔

ارحم نے فون اٹھا کر دیکھا تو اسکے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آئی۔۔۔ پری نے بھی ایک نظر ارحم کو دیکھا۔۔۔ ارحم کی ماما کی کال تھی، اور ارحم جانتا تھا۔۔۔ کہ وہ اس ٹائم کال کیوں کر رہی ہیں۔۔۔

السلام وعلیکم! ارحم نے فون اٹھاتے سلام کیا۔۔۔ لیکن آگے سے کوئی جواب نہ ملا۔۔۔ آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔ ارحم تم مجھ سے بات مت کرو۔۔۔ او کے نہیں کرتا، ارحم ریلکس ہوتا بولا۔۔۔ وہ جانتا تھا اب اسکی ماما کا تھوڑا سا ناراض ہونے کا حق تو بنتا تھا۔۔۔

آخر اس نے شادی کر لی تھی اپنی ماں کے بغیر۔۔۔ آخر تم اپنی ضد کے آگے جیت ہی گئے۔۔۔ کافی دیر خاموشی کے بعد ارحم کی ماں نے بات کا آغاز کیا۔۔۔ ارحم ابھی بھی مسکرا رہا تھا۔۔۔ ارحم میں تم سے بات کر رہی ہوں۔۔۔ لیکن ابھی تو آپ نے کہا میں آپ سے بات مت کروں۔۔۔ ارحم آخر تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔۔

تم سکندر عثمان کی بیٹی سے شادی کیسے کر سکتے ہو۔۔۔

جس شخص سے مجھے نفرت ہے تم نے اسکی بیٹی سے شادی کر لی۔۔۔ ارحم
ابھی تک خاموش تھا۔۔۔ اب تم

کچھ بولو گے بھی۔۔۔ ماما آپ فضول میں پریشان ہو رہی ہیں۔۔۔ میں آپ
سے بول رہا ہوں آگے سب آپکی مرضی سے ہی ہو گا۔۔۔ ارحم سمجھانے
والی انداز میں بولا تھا۔۔۔ ہاں پتا ہے مجھے کتنی سی میری مرضی چلتی ہے۔۔۔
ارحم ابھی بھی مسکرا رہا تھا۔۔۔ پری بھی سوچ رہی تھی کہ ارحم نے اپنی ماما
کی بغیر ہی شادی کر لی۔۔۔
"او کے ماما کب تک آرہی ہیں آپ۔؟"

اگلے ہفتے تک آ جاؤں گی۔۔۔ اور تم نہ خبردار جو اس لڑکی کے قریب بھی
گئے۔۔۔ یہ مت بھولنا کا وہ سکندر عثمان کی بیٹی ہے۔۔۔ اور یہ تو بالکل مت
سوچنا کہ اس

نے تمہیں اپنی بیٹی کا راستہ دے دیا ہے۔۔ تو بس بات ختم۔۔ اس کام میں بھی اسکا کوئی نے کوئی مقصد ہو گا۔۔ ورنہ ایسے ہی نہیں اس نے اپنی اکلوتی بیٹی کا رشتہ دے دیا۔۔

جی جی ماما میں سب کچھ جانتا ہوں۔۔ آپ بالکل بھی ٹینشن مت لیں ریلکس ہو جائیں۔۔ ہاں ٹھیک ہے تم اپنا بہت سارا خیال رکھنا میں بہت جلد آنے والی ہوں۔۔ جی ماما ٹھیک ہے۔۔ ار حم چند الوداعی کلام کہتے کال کاٹ چکا تھا۔۔ باقی راستہ بالکل خاموشی سے طے ہوا تھا۔۔۔

.....

ہاسپٹل پہنچتے ار حم پہلے اتر اور پھر پری کی سائڈ کادر وازہ کھولا۔۔ پری باہر آئی۔۔ اب وہ دونوں اندر کار ہے تھے چیک کروانے کے لیے۔۔ ار حم اپوٹمنٹ لے چکا تھا۔۔ پری نے چیک اپ کروایا۔۔

اسکی بون ہلکی سی ڈبیج ہو گئی تھی۔۔ جسکی وجہ سے شدید درد ہو رہا تھا۔۔

اب ہم گھر جا رہے ہیں۔۔ پری

نے سوال کیا۔۔ ہم کیوں کہیں اور جانا ہے کیا۔۔ ار حم نے سوالیہ نظروں

سے پوچھا۔۔

نہیں۔۔"

تو پھر، میں نے ویسے ہی پوچھا۔۔ دونوں نے گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔۔

ار حم نے گاڑی سٹارٹ کی ہی تھی کا اسکا فون بجا۔۔ ہاں سلیم بولو۔۔ سر آپ

آفس سے کا کر فائلز ریسیو کر لیں ریڈی کروادی ہیں۔۔ ہاں چاوٹھیک

ہے۔۔۔ میں لے لیتا ہوں۔۔ دو تین اور باتیں کر کے ار حم کال کے چکا تھا

۔۔ اور اب ار حم کی گاڑی کا رخ

آفس کی طرف تھا۔۔

آفس کے باہر پہنچتے ار حم فی پری کو مخاطب کیا۔۔

تم یہاں ہی بیٹھو میں دس منٹ میں آرہا ہوں۔۔۔ ارحم جاننا تھا وہ اس جگہ کی بارے میں بھی جانتی و بھاگنے کی کوشش بھی نہیں کرے گی۔۔۔ ارحم اندر جا چکا تھا۔۔۔ اور پری بیٹھی ہو رہی تھی۔۔۔

پری گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر آگئی۔۔۔ اب منظر یہ تھا کہ پری دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔۔۔ اور ہر آنے جانے والی گاڑیوں کا معائنہ کر رہی تھی۔۔۔ ادھر ادھر دیکھتے پری کی نظر ایک بلڈنگ کی طرف گئی وہاں کافی رش تھا۔۔۔ نظریں گھوماتے پری کی "کی نظر ایک جگہ پہ ٹھہری اور بے ساختہ منہ سے نکلا "بابا۔۔۔"

وہ پری کے بابا ہی تھے۔۔۔ سکندر عثمان اور شایان ابھی کل ہی تو اسلام آباد آئے تھے کسی میٹنگ کے سلسلے میں۔۔۔ اور آج وہی میٹنگ اٹینڈ کرنے آئے تھے۔۔۔ اور اب وہ گھر ہی جا رہے تھے۔۔۔ اور پری کی نظر ان پہ پڑ چکی تھی۔۔۔ پری کو تو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ اسکی آنکھیں

چمکیں اسکی دعائیں سن لی گئی تھیں۔۔ اسکے بابا کو اس سے ملوادیا گیا تھا۔۔

پری نے

ادھر اُدھر دیکھا کہیں ار حم تو نہیں ہے۔۔ اور جلدی سے اس بلڈنگ کی

طرف بھاگی۔۔

ار حم جو آفس سے باہر آ رہا تھا۔۔ اچانک اسکی نظر پری

پہ پڑی۔۔ جو بھاگتے ہی جا رہی تھی۔۔ ار حم نے دھیان سے دیکھا وہ پری

ہی تھی۔۔ ار حم کا تو دماغ گھوم

گیا تھا۔۔ اس نے منہ کیا تھا اور یہ لڑکی، ار حم اسکے پیچھے بھاگا۔۔

پریشے "اور اسے آواز لگائی۔۔ پری آواز سن چکی تھی، لیکن رکی نہیں "

۔۔ اسکے بھاگنے میں مزید تیزی آگئی۔۔ اسی کسی بھی طرح اپنے بابا کے پاس

پہنچنا تھا۔۔ ار حم کو شدید غصہ آ رہا تھا۔۔ دیکھتے دیکھتے پری ار حم کی نظروں

سے کافی دور نکل چکی تھی۔۔ ار حم رکا اور گاڑی کی طرف واپس پلٹا۔۔

گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی فک سے اڑالے گیا۔۔

بھائی بابا آپ لوگ آگئے۔۔ مم۔ مجھے گھر جانا ہے۔۔ ابھی آپکے ساتھ۔۔
پری نے شایان سے بات کی تھی۔۔ لیکن نظریں سکندر عثمان کی طرف
تھیں۔۔۔

جوانتہائی غصیلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔ "ہاں چلو لیکن تم
یہاں کیا کر رہی ہو۔۔ شایان اس کے چہرے پہ لگی چوٹ کو دیکھتے بولا تھا

مم۔ مجھے نہیں پتا بس مجھے گھر جانا ہے۔۔ پری بچوں کی طرح شایان کی
بازو پکڑ کر کھڑی تھی۔۔ جیسے ابھی ارحم آئے گا اور اسے یہاں سے لے
جائے گا۔۔۔

Part : 02

ارحم کہاں ہے۔۔ اس دفعہ سکندر عثمان بولے تھے۔۔ وہ۔ وہ وہاں تھے۔۔
 پری نے ڈرتے ڈرتے اشارہ کرتے بتایا۔۔ جیسے ابھی وہاں سے ارحم
 آجائے گا۔۔ تو تم یہاں کیا کر

رہی ہو۔۔ سکندر عثمان کافی غصے سے بولے تھے۔۔ میں۔ مم۔ میں نے
 گھر جانا ہے آپ لوگوں کے ساتھ۔۔

میں بہت مشکل سے آئی ہوں اور اب دوبارہ نہیں جانا۔۔ پری ڈرتے
 ہوئے ہچکی لیتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ بابا

گھر چلتے ہیں جا کر بات کریں گے۔۔ ابھی آپ اسکی حالت تو دیکھیں۔۔
 شایان کی بات سنتے سکندر عثمان خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے بیٹھ
 "چکے تھے۔۔

شایان نے پری کو بٹھایا اور خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔ پری ابھی تک رو
 رہی تھی اسے ڈر لگ رہا تھا۔۔ ارحم دوبارہ آگیا تو۔۔ پانی پیو شایان نے
 پری کی طرف

پانی کی بوتل بڑھاتے کہا۔۔۔ پری نے گھبراہٹ میں جلدی سے پانی پکڑا اور
ایک ہی سانس میں پی گئی۔۔۔

پری ریلکس کرو۔۔۔ شایان پری کی کمر سہلاتے بولا۔۔۔ پری زور سے ہاں
میں گردن ہلائی۔۔۔ سکندر عثمان
تو شدید غصے میں تھے۔۔۔

"بابا مجھے لگتا ہے ہمیں سیدھا گھر جانا چاہئے۔۔۔؟"
گھر ہی جا رہے ہیں۔۔۔ "کافی غصے میں جواب دیا گیا تھا۔۔۔ پری نے گھبرا
کر شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ شایان نے نفی میں سر ہلاتے اسے دلا سہ دیا
۔۔۔

کیوں ہر دفعہ میرے ساتھ ہی ایسا ہوتا ہے۔۔۔ آخر کب بابا مجھے اپنی بیٹی
مانیں گے۔۔۔ پری سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔
کافی لمبا رستہ تھا۔۔۔ اور پری کو لگ رہا تھا۔۔۔ جیسے وہ بہت جلدی آگے جا
رہی ہے۔۔۔ اور کوئی بہت بڑی

مصیبت اسکے لیے تیار بیٹھی ہے۔۔۔
پری کی نظریں باہر آنے جانے والی گاڑیوں پہ تھیں۔۔ لیکن سوچ آنے
والے وقت پہ تھی۔۔۔ پری کو لگ رہا تھا کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔۔۔
اور وہ بہت زیادہ ڈر رہی تھی۔۔۔

.....

آؤ باہر، پری کی سوچ کا تسلسل ٹوٹا۔۔ پری نے چونکتے دیکھا، وہ لوگ گھر
پہنچ چکے تھے۔۔ اور اسے پتہ بھی نہیں چلا۔۔۔ پری جلدی سے باہر آئی
شایان نے چلنے کا
اشارہ کیا۔۔ پری چھوٹے چھوٹے قدم اٹھتی اندر آئی اسی آج اپنے قدم بھی
بوجھ لگ رہے تھے۔۔ سکندر
عثمان جو پہلے ہی اندر جا چکے تھے۔۔۔

اب لاؤنچ سے باہر آئے۔۔ آخر تم اب چاہتی کیا ہو۔۔ سکندر عثمان کافی اونچی آواز میں بولے تھے۔۔ پری ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔ سکندر عثمان کی آواز سن کر فریحہ بیگم بھی باہر آگئی تھیں۔۔۔ سکندر آپ تو کل۔۔ الفاظ انکے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔ سامنے پری کو دیکھ کر۔۔۔

حمدان اور میرم بھی باہر آگئے تھے۔۔ کیا ہوا بابا آپ بول کیوں رہے تھے۔۔ پریشہ تم یہاں؟"۔۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔۔ اور بابا آپ لوگ تو کل آنے والے تھے نہ۔۔ حمدان کافی فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔

وہ ارحم پریشہ کو پتا نہیں کہاں چھوڑ گیا تھا۔۔ تو شکر ہی ہم بھی وہاں ہی تھے۔۔ میرم جلدی سے آگے بڑھی اور پری کو گلے سے لگایا۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔ پری نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ اسے میری نظروں سے دور لے جاؤ۔۔ سکندر عثمان کے لہجے میں صرف اور صرف نفرت تھی۔۔ حمدان نے میرم

کو اشارہ کیا اور میرم جلدی سے پری کو اندر لے گئی تھی۔۔ اتنے میں حمدان کا

فون بجا۔۔ ار حم کی کال ہے۔۔ حمدان سکندر عثمان کی طرف دیکھتے بولا تھا۔۔ کال اٹھاؤ اور آواز اوپن کرو۔۔

"اب تک تمہاری بہن تو گھر پہنچ ہی گئی ہو گی۔۔

فون اٹھاتے ہی ار حم کی آواز آئی تھی۔۔ ہاں پہنچ گئی ہے۔۔ ار حم تم نے کیا کیا ہے اسکی ساتھ۔۔ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔ تم جانتے ہو اسکا کوئی قصور نہیں ہے وہ اس معاملے سے بہت دور ہے۔۔

ہاں جانتا ہوں۔۔ میرا بھائی بھی بے قصور تھا۔۔ ویسے ابھی تک تو میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔۔ لیکن اب بہت کچھ کر چکا ہوں۔۔ ار حم طنزیہ مسکراہٹ سے بولا تھا۔۔

کیا مطلب ہے۔۔ سکندر عثمان اور شایان بھی الرٹ ہو گئے تھے۔۔ مطلب صاف ہے۔۔ تمہاری بہن بھاگ کر گئی ہے۔۔ اسے میں نے نہیں

بھیجا بڑی ہی کوئی بیوقوف لڑکی ہے۔۔ تم اپنی بیوقوف بہن کو اپنے پاس رکھو۔۔۔ اب ان اس وقت میرے پاس ہے۔۔ ارحم دل جلانے والے انداز میں بولا تھا۔ کیا مطلب ہے تمہارا اسکندر عثمان کافی غصے سے دھاڑے تھے۔۔۔ مطلب صاف ہے آپکی بیٹی میرے کسی کام کی نہیں ہے۔۔۔ ہر ٹائم اپنے قاتل باپ کا ورد کرتی رہتی ہے۔۔۔ پہنچ گئی اپنے قاتل باپ کے پاس۔۔۔ لیکن اب آپکا سمجھدار، عقل مند، ذہین بیٹا میری قبضے میں ہے۔۔۔ ارحم اگر اب ان کو ایک خراش بھی آئی نہ تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔ حمد ان کا تو سر گھوم رہا تھا، ارحم کی باتیں سنتے۔۔۔

ارے سارے سالے صاحب تمہارے بھائی کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ بس تم اپنی بہن کو تیار رکھو صبح لینے آؤں گا۔۔۔ اور

ہاں اس بیوقوف لڑکی کو سمجھا دینا۔۔ اس کے باپ کا ملازم نہیں ہوں۔۔۔ کہ جب دل کرے بھاگ جائے۔۔۔ اور میں اس ماہرانی صاحبہ کو لینے آؤں۔۔۔

ارحم اپنی سناتے

کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ سکندر مجھے میرا بیٹا چاہیے ابھی اور اسی وقت۔۔۔
 میں کچھ نہیں جانتی آپ اس لڑکی کو بھیجیں یہاں سے ابھی اور اسی وقت
 ۔۔ فریحہ بیگم تو رونے لگی تھیں۔۔۔ ماما آپ ٹینشن مت لیں کچھ نہیں ہوگا
 ابان کو۔۔۔ کیسے ٹینشن نہ لوں۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتی مجھے میرا بیٹا ابھی اور
 اسی وقت چاہیے۔۔۔

میرا ابان چاہیے مجھے۔۔۔ وہ روتے روتے بیٹھ چکی تھیں۔۔۔ حمدان، شایان
 سکندر عثمان نے ان دونوں کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ جی بابر دونوں نے بیک وقت
 جواب دیا تھا۔۔۔ تم دونوں پریشے سے بات کرو اسے سمجھا دو ورنہ میں اپنے
 طریقے سے سمجھاؤں گا۔۔۔ دونوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ ایک
 طرف بہن تھی تو ایک طرف بھائی۔۔۔ لیکن انکو بھائی زیادہ عزیز تھا۔۔۔ اگر
 بہن

آ۔ آپنی آپ کو پتہ ہے اس نن۔ نے مجھے مارا تھا۔ اور میرا بازو بھی توڑ دی
 ۔۔ پری اپنی کلائی دیکھاتے بولی تھی۔۔۔ میرم تو حیران ہو رہی تھی کہ
 ار حم نی پری کو مارا بھی تھا۔۔۔

اچھانہ بس چپ کرو۔۔ اب دیکھنا حمدان تمہیں دوبارہ اسکے پاس نہیں
 جانے دیں گے۔۔ میرم سمجھاتے ہوئے بولی تھی۔۔ نن۔ نہیں مجھے لگتا
 ہے بابا مجھے واپس

بھیج دیں گے۔۔ میرم آپنی میرا دل گھبرا رہا ہے مم۔ میں کیا کروں۔۔ اب
 کیا ہو گا۔۔ پری کی آواز لڑکھڑارہی تھی۔۔۔

پری کچھ نہیں ہو گا تم بس چپ کرو حمدان
 سب سنبھال لیں گے۔۔ میرم پری کو دلا سہ دے رہی تھی۔۔ میرم بھی
 کافی ڈسٹرب ہو گئی دودن سے

پورے گھر کا ماحول خراب ہوا پڑا تھا۔۔ کچھ نہیں ہو گا لیکن بابا مجھے واپس
 بھیج دیں گے وہ۔۔۔

وہ بول رہے تھے۔۔۔ پری تو روئے جا رہی تھی۔۔۔ اتنے میں حمدان اور شایان اندر داخل ہوئے۔۔۔ ان دونوں کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ بات کیسے کریں۔۔۔ پری اپنے بھائیوں کو دیکھتے جلدی سے اُٹھ کر انکے پاس آئی۔۔۔ بھائی آپکو پتا ہے۔۔۔

ب۔۔۔ بھائی آپکو پتا ہے اس نے نہ مم مجھے مارا تھا۔۔۔ اور اس نے کہا تھا۔۔۔ کہ بابا نے اس کے بھائی کو مارا ہے۔۔۔ مم میں نے کہا نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو میرے بابا ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ تو اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہا۔۔۔ کہ میں آئندہ اپنے بابا کا نام نہیں لوں گی۔۔۔ ورنہ وہ مم۔۔۔ مجھے مار دے گا۔۔۔ میں نے اب وہاں نہیں جانا وہ۔۔۔ وہ بہت برا ہے بھائی۔۔۔ پری ہچکیوں سے روتی ہوئی کسی چھوٹے بچے کی طرح سب کچھ بتا رہی تھی۔۔۔

پریشہ دیکھو وہ اب جو بھی ہے تمہارا شوہر ہے۔۔۔ تمہیں اسی کے پاس واپس جانا پڑے گا۔۔۔ اور اسکی ہر بات بھی ماننی پڑی گی۔۔۔ شایان سمجھانے والے انداز

میں بولا تھا۔۔۔ نن۔ نہیں آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں۔۔۔ بھائی میں کبھی وہاں نہیں جاؤں گی۔۔۔

پری پیچھے کو سرکتی نفی میں سر ہلاتے بول رہی تھی۔۔۔ اب اسے شایان اور حمدان سے بھی ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ پریشہ پلیر تم ہماری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔ اس بار حمدان بولا وہ دونوں بھائی نہیں چاہتے تھے پری دوبارہ واپس جائے۔۔۔ ایک ہی دن میں ارحم نے اسکی کیا حالت کر دی تھی۔۔۔ لیکن ابان کو بھی تو بچانا تھا۔۔۔ وانکا سگا بھائی تھا۔۔۔ لیکن پری تو سوتیلی تھی نہ۔۔۔

بھائی کہیں وہ سچ تو نہیں بول رہا تھا آپ لوگوں نے سچ میں اسکے بھائی کو مارا ہے۔۔۔ پری جیسے انکی خاموشی کی وجہ بیان کر رہی تھی۔۔۔ پریشہ ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ صرف تمہیں ہم سے بدگمان کرنا چاہتا ہے۔۔۔ اور کچھ بھی نہیں۔۔۔ حمدان کو کافی برا فیل ہو رہا تھا اسنے کبھی پری سے بات تک نہیں کی

تھی لیکن کیسے آج وہ اپنے مقصد کے لیے اس سے بات کر رہا تھا۔۔۔

وہ کہتے ہیں نہ جب انسان کو مطلب پڑتا ہے تو وہ دشمن کے سامنے بھی جھک جاتا ہے۔۔۔ تو پھر آپ مجھے اسکے پاس کیوں بھیج رہے ہیں جب آپ جانتے ہیں وہ ہمارے بیچ بدگمانیاں ڈال رہا ہے۔۔۔ میں نے نہیں جانا اسکے پاس۔۔۔ مم۔ میں اب دوبارہ نہیں جاؤں گی۔۔۔ پری روتے ہوئے اسی جگہ واپس جا بیٹھی تھی جہاں وہ پہلے بیٹھی تھی۔۔۔۔

پریشہ فضول کی ضد مت کرو، تم جاؤ گی اور صبح تیار رہنا رحم تمہیں لینے آئے گا۔۔۔ چلو میرم کمرے میں۔۔۔ حمد ان اپنی سناتے جا رہا تھا۔ حمد ان میں پری کے پاس، کہا نہ چلو تو چلو میرم ابھی بول ہی رہی تھی کہ حمد ان بول پڑا۔۔۔ میرم بھی ایک بے بس سی

نگاہ ڈالتی ان دونوں کے ساتھ جا چکی تھی۔۔۔ اور پری ایک دفعہ پھرا کیلی ہو گئی تھی۔۔۔

یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ۔۔ اسکی زندگی جیسی بھی تھی چل رہی تھی
۔۔ چاہے جو بھی اسکا باپ اس سے بات نہیں کرتا تھا۔۔ لیکن اسکے
سامنے تو تھانہ۔۔ اور پری ہمیشہ سے یہاں رہی تھی تو فریحہ بیگم کو وہ اپنی
ماں ہی سمجھتی تھی۔۔ لیکن یہ لوگ اب پری کو یہاں سے بھی بھیج رہے
تھے۔۔۔

پری ایک دیوار کے ساتھ بیٹھی گھٹنوں میں سر دیے رونے لگی تھی۔۔ کافی
دیر گزر چکی تھی وہ اسی طرح روتی رہی اسکے پاس کوئی نہیں تھا۔۔ جو اسے
چپ کرواتا دلا سہ دیتا۔۔ آج سب اسکو چھوڑ گئے تھے، پری کو جن دواپنوں
سے اُمید تھی آج انہوں نے بھی اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔۔۔
کمرے کا دروازہ کھلا پری آواز سن چکی تھی لیکن سراٹھا کر نہیں دیکھا۔۔
وہ جانتی تھی اب پھر کوئی اس کو وہی جلی کٹی باتیں سنانے آیا ہو گا۔۔۔ جو
اسے تین دن سے سنائی جا رہی تھیں۔۔۔

پریشے، ماما آپ، ماما بھائی سے کہیں نہ وہ کیا بول رہے ہیں۔۔۔ فریحہ بیگم
آئی تھیں۔۔۔ اور پری جلدی سے اُٹھ کر ان کے گلے لگتے روتے ہوئے
بولی تھی۔۔۔

پریشے آخر تم واپس کیوں آئی ہو۔۔۔ تم تو چلی گئی تھی نہ
ہماری زندگی سے اور تم اب مجھے اپنی ماما نہیں بولو گی نہیں ہوں میں
تمہاری ماما تمہاری ماں تمہیں چھوڑ گئی تھی۔۔۔ اس وقت صرف ہم نے
تمہیں سہارا دیا تھا۔۔۔ لیکن ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ تم ہمارے گلے ہی پڑ
جاؤ گی۔۔۔ فریحہ بیگم انتہائی بے رحمی سے بولی تھیں۔۔۔ پری نے بے یقینی
سے نم آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔۔۔ ماما

یہ آپ، کہا نہ ماما مت بولو۔۔۔ اور چلی جاؤ واپس دفعہ ہو جاؤ ہماری
زندگیوں سے۔۔۔ ہمیں بھی سکون سے رہنے دو۔۔۔ آج فریحہ بیگم بے رحمی
کی انتہا پہنچیں۔۔۔

یہ آپ کیا بول رہی ہیں۔۔ پلیز ایسا مت بولیں مم۔ مجھے پتہ ہے آپ جان بوجھ کر ایسا بول رہی ہیں۔ تاکہ میں واپس چلی جاؤں۔۔ ماما آپ کو پتا ہے اس نے مجھے مارا بھی تھا۔۔ اور۔ اور کہا تھا کہ میں بابا نام نہ لوں اگر لیا تو وہ مجھے بھی مردے گا۔۔ پری روتے ہوئے سب کچھ دوبارہ سے فریجہ بیگم کو بتا رہی تھی۔۔۔ یہ جانے بغیر کا آج وہ صرف اپنے بیٹے کی ماں ہیں۔۔۔ آج وہ اس بچپن والی ہمدردی کو بھولا کر آئی ہیں۔۔ آج انکی ہمدردی نہیں ایک ممتابات کر رہی ہے۔۔ جسکو اپنے بیٹے کے آگے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا

ہاں تو اچھا ہے نہ مر ہی جاؤ ہماری بھی جان چھوٹ جائے گی۔۔ آج وہ صرف اپنے بیٹے کی ماں تھیں۔۔ آج پری ان کے لیے کچھ نہیں تھی۔۔ اور پری تو ٹرانس کی کیفیت میں کھڑی انکی باتیں سن رہی تھی۔۔ آج اسکی بے بس کی کوئی انتہا نہیں تھی۔۔ اسکا دل کئی ٹکڑوں میں ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ ماما آپ مذاق کر رہی ہیں نہ۔۔ پری کی زبان لڑکھرائی

تھی۔۔ پلیز ایسا مذاق مت کریں آپ "چٹاخ" فریجہ بیگم نے پری کو تھپڑ مارا تھا۔۔۔ پری بے یقینی سے انکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ بس ایک لفظ بھی تمہارے منہ سے نہ نکلے سمجھی۔۔۔

میں آخری بار بول رہی ہوں صبح تم ارحم کے ساتھ واپس جاؤ گی۔۔ اور اُمید ہے دوبارہ کبھی واپس نہیں آؤ گی۔۔ فریجہ بیگم انتہائی بے رحمی سے بولی تھیں۔۔ اور کھڑاک سے دروازہ بند کرتی جا چکی تھیں۔۔۔ آخر فریجہ بیگم نے بھی اپنا فیصلہ سنا ہی دیا تھا۔۔۔

.....

پری دیوار کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی۔۔ ی تھی اسکی زندگی، آج فریجہ بیگم نے بھی اسے اسکی ماں کی بیوفائی کا طعنہ دے دیا تھا۔۔ کیا ہوا تھا اسکے ساتھ۔ اسکی ماں نے کیوں چھوڑا تھا اسے۔۔ اسکے دماغ میں ٹھیس اٹھ رہی تھی۔۔۔

"ماضی۔۔

ماما پلیز آپ مت جائیں۔۔ رک جائیں پلیز، پری روتے ہوئے اپنی ماں کو روک رہی تھی۔۔ اور سکندر عثمان دور کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔۔۔ تم اپنی بیٹی کو بھی ساتھ لے کر جاؤ۔۔۔ وہ رخسار بیگم کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولے تھے۔۔ میری

نہیں تمہاری بیٹی ہے۔۔۔ اسے تم اپنے پاس ہی رکھو۔۔۔ یہی چاہتے تھے تم کہ میں یہاں سے چلی جاؤں۔۔۔ اب جا رہی ہوں۔۔۔ رکھو اپنی بیٹی کو اپنے پاس پری بیچاری انکی لڑائی سن رہی تھی۔۔۔

اسکے ماما، بابا ہمیشہ سے لڑتے رہتے تھے۔۔۔ وہ بھی صرف پری کی وجہ سے۔۔۔ اگر پری کی جگہ بیٹا ہوتا تو شاید سکندر اُسے رکھ لیتے۔۔۔ وہ پری کو نہیں رکھنا چاہتے تھے۔۔۔ وہ تو رخسار بیگم سے شادی ہی نہیں کرنا

چاہتے تھے۔۔ انکی ماں نے اسے مجبور کیا تھا رخسار بیگم سے شادی کرنے کے لیے۔۔۔

رخسار کے ماں باپ نہیں تھے، وہ ایک یتیم لڑکی تھی۔۔۔ اور سکندر کی ماں چاہتی تھی انکا بیٹا اس لڑکی کو سہارا دے۔۔ سکندر نے سہارا تو دے دیا تھا۔۔ لیکن فریحہ بیگم کو یہ بات ہضم نہیں ہوئی تھی۔۔۔

انہوں نے رخسار پہ الزامات لگانے شروع کر دیے۔۔ وہ ہمیشہ غرور کرتی تھیں کہ انکے پاس تین بیٹے

ہیں۔۔۔ لیکن جب پریشہ پیدا ہوئی تو فریحہ بیگم نے کہا کہ یہ سکندر عثمان کی بیٹی نہیں ہے۔۔۔ رخسار

کریکٹر لیس لڑکی ہے۔۔۔ سکندر عثمان انتہائی بدگمان ہو چکے تھے۔۔۔

رخسار سے انکی لڑائیاں بڑھتی چلی گئیں۔۔۔ پری ہمیشہ انکی لڑائیوں سے ڈسٹرب رہتی تھی۔۔ لیکن آج انکی کچھ زیادہ ہی لڑائی ہو گئی تھی سکندر نے

رخسار بیگم کو طلاق دے دی تھی۔۔۔ اور وہ اپنا سامان پیک کر رہی تھیں
اور پری انکوروکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ سکندر عثمان کا کہنا تھا کہ وہ
اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر

جائیں۔۔۔ رخسار بیگم کو خود نہیں پتا تھا کہ وہ رات کے اس پہر کہاں جائیں
گی۔۔۔ وہ پری کو کیسے اپنے ساتھ لے کر جائیں۔۔۔

اسی لیے بے رحم بنتی وہ اپنی بیٹی کو صرف یہ سوچ کر چھوڑ گئی تھیں۔۔۔ کہ
ایک نہ ایک دن سکندر کے دل میں اسکے لیے پیار آئے گا۔۔۔ وہ اسے اپنی
بیٹی تسلیم کر لیں گے۔۔۔

لیکن وہ کہاں جانتی تھیں کہ انکی بیٹی کے ساتھ کیا
ہو گا۔۔۔ اسکے باپ کی یہ نفرت ایک دن اپنی بیٹی کے لیے سزا بن جائے
گی۔۔۔ اور یہ سزا اسے زندگی بھر کے لیے سنا دی جائے گی۔۔۔

اس دن رُخسار بیگم کہاں گئی تھیں کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔ لیکن پری اب
بہت اکیلی ہو گئی تھی۔۔۔ ہر وقت کمرے میں رہتی تھی۔۔۔ اس سے کوئی
بات بھی نہیں

کرتا تھا۔۔۔ وہ ہمیشہ چپ چاپ سی رہتی تھی۔۔۔
اگر سکندر عثمان نے اس پہ کوئی مہربانی کی تھی
تو وہ اسکا ایڈ مشن تھا۔۔۔ پری سکول جاتی تھی۔۔۔ اور آنے کی بعد کمرے میں
بندر ہتی تھی۔۔۔

وقت گزرتا چلا گیا۔۔۔ اور دیکھتے دیکھتے وہ انیس سال کی ہو گئی۔۔۔
"اسکے ماضی میں کچھ نہیں تھا۔۔۔"

لیکن پھر بھی وہ تنہا بیٹھی گھنٹوں گھنٹوں پتا نہیں کن سوچوں میں گم رہتی
تھی۔۔۔ پری ہمیشہ سے

سنتی آئی تھی کہ اس کی ماں اسے چھوڑ گئی۔۔۔ لیکن پری ہمیشہ سوچتی تھی
کہ ایک دن اسکی ماما

ضرور آئے گی۔۔۔ اور آج پری شدت سے اپنی ماں کو یاد کر رہی تھی

۔۔۔

لیکن وہ نہیں آرہی تھیں۔۔۔ آج پری اپنی آپ کو دنیا کی سب سے بے بس لڑکی سمجھ رہی تھی۔۔۔ اور آج اسے

اسکے کبھی نہیں کیے جانے والے جرم کی سزا سنادی گئی تھی۔۔۔
"حال۔۔۔

پری کو لگا اسکے سارے خواب ٹوٹ چکے ہیں۔۔۔ بس اب اندھیرا ہی ہر طرف وہ جہاں بھی جائے گی گم ہو جائے گی۔۔۔ اور کبھی نارمل زندگی میں واپس نہیں آئے گی۔۔۔

اسکا سر میں درد کی کی ٹھیس اٹھی تھی۔۔۔ اور کانوں میں فریجہ بیگم کے بولے جانے والے الفاظ گونجنے لگے۔۔۔

تم مر کیوں نہیں جاتی، ہماری زندگیوں سے چلی " " کیوں نہیں جاتی تم تو چلی گئی تھی نہ پھر واپس کیوں آگئی۔۔۔

مم۔ میں چلی جاؤں گی ہاں میں چلی جاؤں گی۔۔ اور اب کبھی یہاں واپس
 نہیں آؤں گی۔۔۔ سب یہی چاہتے ہیں نہ۔۔۔ تو ٹھیک ہے اب میں ایسا ہی
 کروں گی۔۔۔ پری

رور ہی تھی آج اسکے دل کے ٹکڑے بکھر چکے تھے۔۔۔ جنکو وہ بچپن سے
 جوڑنے میں لگی تھی۔۔۔

ایک دن آئے گا، جب اسکا باپ اسے اپنی بیٹی کہے گا۔۔۔ ایک دن آئے گا
 جب اسکے بھائی اسے بہنوں والا مان دیں گے۔۔۔ لیکن وہ خود ہی غلط تھی
 ۔۔۔ جس نے پتھر دل لوگوں سے امیدیں لگائی تھیں۔۔۔ ماما آپ کیوں
 مجھے چھوڑ گئیں۔۔۔ آپکو ایک دفعہ بھی خیال نہیں آیا۔۔۔ آپکی بیٹی آپکے بغیر
 کیسے رہے گی۔۔۔ اپنے صرف

اپنے بارے میں سوچا خود غرض نکلیں آپ۔۔۔ اور آج فریجہ بیگم نے بھی
 ثابت کر دیا کہ سوتیلی ماں تو پھر سوتیلی ہی ہوتی ہے۔۔۔ اسی لیے اسدایسے
 لوگوں کو بیٹیوں جیسی رحمت نہیں دیتے۔۔۔ ایسے لوگ رحمت کا مطلب

ہی نہیں جانتے۔۔ سوچتے سوچتے نہ جانے کس پہر پری کی آنکھ لگ گئی تھی
 ۔۔ اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔

اما آپ کیوں مجھے چھوڑ گئیں۔۔ آپ کو ایک دفعہ بھی
 خیال نہیں آیا۔۔ آپ کی بیٹی آپ کے بغیر کیسے رہے گی۔۔ آپ نے صرف اپنے
 بارے میں سوچا خود غرض نکلیں آپ۔۔ اور آج فریجہ بیگم نے بھی ثابت
 کر دیا کہ سوتیلی ماں تو پھر سوتیلی ہی ہوتی ہے۔۔ اسی لیے ایسا ایسے لوگوں
 کو بیٹیوں جیسی رحمت نہیں دیتے۔۔ ایسے لوگ رحمت کا مطلب ہی نہیں
 جانتے۔۔ سوچتے سوچتے نہ جانے کس پہر پری کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔ اسے
 پتہ ہی نہیں چلا۔۔ ارحم رات کو ہی لاہور کے لیے نکل گیا تھا۔۔ اور
 ڈرائیونگ کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔ اس بات سے بے خبر کہ اسکی یہ
 مسکراہٹ کسی کی زندگی برباد کرنے والی ہے۔۔ اسے صرف اپنا بھائی نظر
 آ رہا تھا۔۔ جسکی موت کا بدلہ لینا تھا اسے۔۔ اسے اس معصوم کی زندگی

نہیں نظر آرہی تھی جسے وہ برباد کرنے جا رہا تھا۔۔ ہاں وہ اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لے گا، اور سود سمیت لے گا۔ اس کے لبوں پہ طنزیہ مسکراہٹ اور سیاہ آنکھوں میں نفرت تھی۔۔ جسکی آگ میں اب ایک معصوم پری جلنے والی تھی۔۔

.....

فریحہ بیگم پوری رات نہیں سو سکی تھیں۔۔ ابان انکا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔۔ اور وہ بس اس کے لیے دعائیں کی جا رہی تھیں۔۔ کہ اسے کچھ نہ ہو۔۔

ارحم اسے کوئی نقصان ہی نہ پہنچا دے۔۔ سکندر نے کہا تھا کہ ارحم ابان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔ لیکن پھر بھی وہ میں ں تھیں انکے دل کو سکون نہیں مل رہا تھا۔۔ ملتا بھی کیسے۔۔ اگر انسان یہ سوچتا ہے، کہ وہ کسی کا سکون چھین کر خود سکون میں رہے گا۔۔ تو یہ اسکی سب سے بڑی غلطی ہے۔۔

جب انسان کسی کا سکون چھینتا ہے۔۔ تو وہ خود بھی بے چین رہتا ہے۔۔ اور
 ایسے لوگوں کی رسی ڈھیلی کرتا جاتا ہے۔۔
 اور جب انکی رسی کھینچی جاتی ہے تو یہ منہ کے بل گرتے ہیں۔۔ فریحہ بیگم
 ابھی بھی مثلے پہ بیٹھی رو رہی تھیں۔۔ اور اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے دعا
 مانگ

رہی تھیں۔۔ فریحہ میں نے تم سے کہا ہے نہ وہ ارحم ابان کو کوئی نقصان
 نہیں پہنچائے گا۔۔

سکندر عثمان تورات سے فریحہ بیگم کو سمجھا رہے تھے۔۔ لیکن وہ کہاں
 سمجھنے والی تھیں۔۔

یہ سب نہ آپکی بیٹی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ نہ آپ اسے اس گھر میں واپس لا
 تے۔۔ اور نہیں وہ ارحم میرے بیٹے کو اٹھاتا۔۔ میں کچھ نہیں جانتی۔۔ آپ
 ابھی میرے بیٹے کو لا کر دیں۔۔ ورتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔ تمہیں
 کوئی نہیں سمجھا سکتا۔۔



کمرے کا دروازہ کھولا پری سو رہی تھی اور میرم اسے
 ناشتا دینے آئی تھی۔۔ پری، پری اٹھو! میں تمہارے لیے
 ناشتا لے کر آئی ہوں۔۔ پری تھوڑا سا کسمسائی اور پھر
 سو گئی۔۔ چہرے پہ رونے کے نشان واضح تھے۔۔ یا اللہ کیا حال بنا لیا ہے
 اس لڑکی نے اپنا۔۔ میرم فکر مندی سے بول رہی تھی۔۔ ایک وہی تھی
 پری کی ہمدرد۔۔ پری اٹھو میرم نے دوبار پری کو مخاطب کیا۔۔ پری نے
 سوئی سوئی آنکھیں کھول کر میرم کو دیکھا۔۔ اور آہستہ آہستہ اٹھنے لگی۔۔
 اسکا ذہن بالکل ماؤف تھا۔۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جسم نے اسکا
 ساتھ نہیں دیا۔۔ ان تین دنوں میں وہ کیا سے کیا بن گئی تھی۔۔ اسکی
 حالت کیا ہو گئی تھی۔۔ یہ وہ پری لگ ہی نہیں رہی تھی جو تین دن پہلے تھی
 ۔۔ کیا حالت بنائی ہی تم نی اپنی۔۔ چلو اٹھ کر فرش ہو جاؤ اور ناشتا کر لو۔۔
 میرم پری کو سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے بولی تھی۔۔ میرم تو حیران ہو رہی

تھی اسکی اس طرح کی حالت پہ۔۔ پری کو آہستہ آہستہ رات والا منظر یاد آرہا تھا۔ وہ خاموشی سے اٹھی، میرم آپی مجھے بھوک نہیں ہے۔۔ آپ کھانا واپس لے جائیں میں تیار ہو جاؤں۔۔ ارحم آتے ہی ہوں گے مجھے لینے۔۔ انتہائی دھیمے تھکن سے چورلہجے میں بولی تھی۔۔ میرم نے چونک کر دیکھا۔۔ پری ابھی رات کو تو تم بول رہی تھی کاب تم وہاں نہیں جاؤ گی۔۔ اور اب تم بول رہی ہو کہ ارحم تمہیں لینے آرہا ہے۔۔ میرم سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر ایک ہی رات میں اسکی ہو کیا گیا تھا۔۔ جب ایک لڑکی کی شادی ہو جائے تو اسکا کوئی گھر نہیں ہوتا۔۔ اور ویسے بھی یہ گھر تو پہلے بھی میرا نہیں تھا۔۔ اور اب تو شادی ہو گئی ہے۔۔ اور اب میری شوہر کا گھر میرا گھر ہے۔۔ بلکہ نہیں وہ گھر صرف ارحم کا گھر ہے

میں تو وہاں پہ ونی میں گئی ہوں نہ کیونکہ میرے
بابا نے ارحم کے بھائی کو مارا ہے۔۔ اور وہ بابا کے بیٹیوں کو نہ مار دے اسی
لیے بابا نے مجھے اس کے حوالے کر دیا۔۔
اب پری بچی تو تھی نہیں جو اسے سمجھ نہ آتی۔۔ وہ
سمجھ گئی تھی سکندر عثمان اس کے بابا نے اس کی اتنی
جلدی شادی کیوں کروائی ہے۔۔ میرم تو اس کی باتوں پہ حیران بھی نہیں ہو
پارہی تھی۔۔
آ۔ آپ جائیں میں چینج کر لوں ارحم آنے والے ہوں گے۔۔ پری نظریں
چوراتی بول رہی تھی۔۔ اور لہجے میں بلا کی تھکن تھی۔۔ ہاں ٹھیک ہے
لیکن تم کھانا تھا تو کھا لو تم نے رات کو بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔۔ میرم
فکر مندی سے بول رہی تھی۔۔
کھایا تو تھارات کو بہت اچھا کھانا ملا تھا۔۔ اور اب
مزید بھوک بھی ہے۔۔ پری اسی کیفیت میں بولی تھی۔۔

میرم کو تو اسکی کسی بات کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

پری کچھ ہوا ہے کیا تم ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔ میرم کو لگ رہا تھا کہ ضرور کچھ ہوا ہے۔۔ ورنہ رات تک تو پری جانے سے انکار کر رہی تھی۔۔ اور اب وہ جانے کی بات کر رہی تھی۔۔ کچھ ہوا ہی تو نہیں ہے۔۔ آپ ٹینشن مت لیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ پری مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔ اور اسکی مسکراہٹ میں کچھ ایسا تھا۔۔ میرم کو لگا وطنز کر رہی ہے۔۔ اچھا میں جارہی ہوں کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔۔

پری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔ لیکن میرم کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔ کیونکہ اگر میرم کی

طرف دیکھتی تو یقیناً رو پڑتی۔۔ میرم ایک بے بس

سی نگاہ ڈالتے جا چکی تھی۔۔ اور پری نے آنکھوں میں پانی لیے دروازے کی طرف دیکھا۔۔ آج وہ بے بسی کی انتہا پہ کھڑی تھی۔۔ آج وہ دوبارہ اس شخص کے پاس جارہی تھی جس سے

وہ جان چھوڑا کر بھاگ آئی تھی۔۔ اور قسمت نے کیسا
 پلٹا مارا تھا۔۔ اور ان دونوں کے کھیل میں قسمت جیت
 گئی تھی۔۔ لیکن پری کا دل گئی ٹکڑوں میں توڑ کر بکھیر گئی تھی۔۔ جو کہ
 شاید اب کبھی نہ جڑتا۔۔ رات بھر ایک ہی پوزیشن میں لیٹنے کی وجہ سے
 اب پری سے صحیح سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔ ولڑ کھڑاتے قدم اٹھاتی
 واشروم میں گئی۔۔

.....

ڈائننگ ٹیبل پہ کھانا لگ چکا تھا۔۔ سب بیٹھ چکے
 تھے۔۔ ابان نہیں تھا۔۔ اور فریحہ بیگم بھی گرم سم سی بیٹھی تھیں۔۔ فل
 خاموشی والا ماحول تھا اج کوئی بھی کسی سے بات نہیں کر رہا تھا۔۔ میرم
 ملازمہ کے ساتھ کھانا لگا رہی تھی۔۔ ماما پلینز کھانا کھالیں آپ۔۔ آپ کی
 طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔ حمد ان فریحہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے بولا تھا۔۔

نہیں کھانا مجھے کچھ بھی مجھے بس میرا ابان لادو۔۔ میرا بیٹا لادو مجھے۔۔ فریہ
بیگم روہانسی ہوتی بولی تھیں۔۔

ماما ابان ابھی آجائے گا۔ آپ بس اب روئے گامت
آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔ کچھ نہیں ہوتا مجھے۔۔ مجھے بس میرا
ابان لادو۔ اس کے بغیر مجھے ایک نوالہ بھی بھی گزرے گا۔ پتا نہیں
میرے بیٹے نے کچھ کھایا بھی ہو گا یا نہیں۔۔ یا اللہ میرے بیٹے کی حفاظت
کرنا۔۔

ماما وہ بالکل ٹھیک ہے اسے کچھ بھی نہیں ہوا۔ آپ
پلیز بس کر دیں۔۔

حمدان کب سے سمجھا رہا تھا لیکن وہ کسی کی بات
سمجھ کہاں رہی تھیں۔۔ انہوں نے تو ایک ہی ضد
لگائی تھی۔۔ بس ابان لادو۔۔ میرم تم نے پریشے کو ناشتا دیا۔ حمدان نے
پوچھا تھا۔۔ جی میں گئی تھی لیکن پری تو عجیب سی باتیں کر رہی تھی۔۔

مجھے تو اسکی کوئی سمجھ نہیں آرہی۔۔ کیا
مطلب ہے کیسی باتیں کر رہی تھی۔۔ وہ ٹھیک تو ہے حمدان کافی فکر مندی
سے بولا تھا۔۔ فریحہ بیگم تو اپنا غصہ کنٹرول کر رہی تھیں۔۔ اسے پری سے
شدید

نفرت ہو رہی تھی۔۔ اگر پری واپس نہ آتی تو آج
ابان انکے پاس ہوتا۔۔ میں ابھی دیکھتا ہوں پری کو۔۔
کوئی ضرورت نہیں ہے چپ چاپ ناشتا کرو اور آفس پہنچو سکندر عثمان
غصے سے بولتے اٹھ چکے تھے۔۔ شایان جو کب سے خاموشی بیٹھا تھا۔۔
پری کو کھانا نہ کھاتے سن فکر مندی سے بولا تھا۔۔ لیکن سکندر عثمان تو اسے
ڈپٹ کر جا چکے تھے۔۔ اب ڈائننگ ٹیبل پہ خاموشی کا سماں تھا۔۔ ہر کوئی
اپنی اپنی سوچوں میں گم تھا۔۔

حمدان بیٹا وہ باہر ارحم صاحب آئے ہیں۔۔ ملازمہ نے آکر خبر دی تھی۔۔
حمدان اور شایان نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔

میرم! جی ماما بلاؤ پریشے کو اسے بولوار حم آیا ہے
 اسے لینے۔۔ جی میں جاتی ہوں۔۔ حمدان اور شایان
 اٹھ کر ار حم کے پاس پہنچے تھے۔۔ ار حم اندر نہیں آیا
 تھا۔۔ وہ لون میں ہی کھڑا تھا۔۔ ارے حمدان کیسے
 ہو۔۔ میں ٹھیک ہوں ار حم۔۔ تمہیں پریشے پہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا

حمدان نے ڈائریکٹ مدے کی بات کی تھی۔۔ مجھے کیا
 کرنا چاہیے تھا اور کیا نہیں یہ تمہیں مجھے بتانے کی
 ضرورت نہیں ہے۔۔ اور پریشے کو بلواؤ اتنا فضول ٹائم نہیں ہے میرے
 پاس جو میں ہر روز ماہرانی صاحبہ کو روز روز لینے آتا رہوں۔۔ پری میں
 اندر آ جاؤں۔۔ جی۔ پری چینج کر چکی تھی اور چہرہ جھکائے ایک سائڈ
 پہ بیٹھی ہے۔۔ ناجانے کن ڈوچوں میں گم تھی۔۔

جب میرم نے اسے مخاطب کیا۔۔۔ جی میرم آپنی آجائیں۔۔۔ وہ ارحم آیا ہے
باہر تمہیں لینے۔۔۔ جی چلیں

میں تیار ہوں۔۔۔ پری انتہائی کم آواز میں بولی تھی۔۔۔

پری تم ٹھیک تو ہونہ، بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔

رات تک تو تم بول رہی تھی کہ اب تم وہاں نہیں جاؤ گی لیکن اب اچانک
سے تمہیں ہو کیا گیا ہے۔۔۔ میرم کو لگ رہا تھا کہ ضرور اسے کچھ ہوا ہے۔۔۔
کک۔ کچھ نہیں ہو میرم آپنی بس مجھے احساس ہو گیا ہے کہ کل میں نے
بہت برا کیا ہے۔۔۔ مجھے اس طرح نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔

اب میری شادی ہو گئی ہے یہ گھر تو پہلے ہی میرا نہیں تھا۔۔۔ اور اب تو ویسے
بھی۔۔۔ کیا ویسے بھی، پری بولتے بولتے رک گئی تھی۔۔۔

نہیں کچھ نہیں۔۔ مجھے جانا چاہیے پری میرم کے گلے لگتی ہوئی بولی تھی۔۔
اور نہیں چاہتے ہوئے بھی اسے رونا آگیا تھا۔۔ پری تمہارے چہرے سے
بلکل بھی نہیں لگ رہا کہ تم خوش ہو۔۔

ایسا لگ رہا ہے کہ تم زبردستی جا رہی ہو۔۔

نہیں میرم آپنی میں بہت خوش ہوں۔۔ پری نظریں چوراتے بولی تھی۔۔
اچھا تو پھر روکیوں رہی ہو۔۔

کیونکہ شاید اب کبھی آپ سے مل نہ سکوں۔۔ پری تم بہت عجیب باتیں کر
رہی ہو۔۔ مجھے تو بلکل بھی سمجھ نہیں آرہی۔۔

مم۔ میرے خیال سے اب مجھے جانا چاہیے۔۔ پری آنسو صاف کرتے بولی
تھی۔۔ اور میرم کے ساتھ ہی باہر کی طرف قدم بڑھائے۔۔ پری جیسے

جیسے

قدم بڑھا رہی تھی۔۔ اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔۔
حمدان اور شایان کی بھی یہی کیفیت تھی۔۔ آئیں بیگم صاحبہ آپکا ہی انتظار
تھا۔۔

جیسے ہی ار حم کی نظریں پہ پڑی تو وہ فوراً سے بولا تھا۔۔ اسی پل حمدان اور
شایان نے بھی پری کی طرف دیکھا تھا۔۔ پری نے ایک نظر اپنے بھائیوں
پہ ڈالی۔۔ اسکی آنکھوں میں ایک اُمید تھی۔۔ کہ اس کے
بھائی اسے روک لیں۔۔ لیکن وہ تو اس وقت بے حس بنے کھڑے تھے۔۔
انکو اپنے بھائی کو بچانا تھا۔۔ میرم کی نظر جب پری پہ پڑی تو وہ بھی حیران رہ
گئی تھی۔۔ اسکا

چہرہ زرد تھا، آنکھیں کسی پتھر کی ماند لگ رہی تھیں۔۔ میرم نے گھبراتے
ہوئے

ار حم کی طرف دیکھا۔۔

جو وحشی نظروں سے پری کو گھور رہا تھا۔ اگر اس وقت یہاں پہ کوئی ظالم
تھا تو وہ ارحم تھا۔ اگر کوئی بے حس تھا تو وہ شایان اور حمدان تھے۔ کوئی
ہمدرد تھا تو وہ میرم تھی۔

اور اگر کوئی مظلوم تھا تو وہ پری تھی۔ جسکو اسکے باپ کے کیے گئے
گناہوں کی

سزا دی جا رہی تھی۔ اور اسکے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ پری کی نظریں کسی کو
تلاش رہی تھیں۔

پری نے ایک اُمید سے اندر کی طرف دیکھا تھا وہ اپنے ماما بابا کو دیکھ رہی تھی
۔۔ وہ باہر کیوں نہیں آئے تھے۔ پری کو لگ رہا

تھا کہ آج اسکا دل بند ہو جائے گا۔ کیا وہ اتنی بری تھی کہ آج اسکا باپ
بھی

اسے رخصت کرنے آیا تھا۔

ہاں وہ بد قسمت لڑکی جو اپنے باپ کے ہوتے ہوئے کسی یتیم لڑکی کی
طرح رخصت
ہو رہی تھی۔۔

آج پری کو پہلی دفعہ اس گھر سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔ اس گھر کے
لوگوں سے نفرت کا احساس ہو
رہا تھا۔۔ جو آج بے رحمی کی انتہا پہ کھڑے تھے۔۔
ارحم آگے بڑھا اور پری کا ہاتھ پکڑ کر چلنے کا اشارہ کیا۔۔
پری بھی چلی پڑی۔۔ اور اس نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔۔ وہ سب چھوڑ چکی
تھی۔۔ ایسا اس نے سوچا تھا۔۔ یہاں اسکا کوئی نہیں تھا۔۔ سب مطلب
کے تھے۔۔ وہی

پری جسکو آج تک انہوں نے اپنی بہن نہیں سمجھا تھا۔۔ اسے کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔۔ آج اسی لڑکی کو انہوں نے استعمال کیا تھا۔۔ خود کو بچانے کے لیے آج انہوں نے اپنی بہن کی قربانی دی تھی۔۔ پری

ایسے لوگوں کو مڑ کر کیوں دیکھتی۔۔ جنہوں نے مطلب کی بنیاد پہ اسکا استعمال کیا تھا۔۔ حمدان اور ابھی اسی طرح کھڑے تھے۔۔ میرم نے بھاگ کر حمدان کو بازو سے پکڑا حمدان آپ۔۔ آپ پری کو مت جانے دیں۔۔ وہ۔ وہ مر جائے گی۔۔ وہ ارحم

اسے مار دے گا۔۔ میرم تو ارحم کی آنکھوں سے ڈر گئی تھی۔۔ تو بیچاری کی کیا حالت کرے گا وہ۔۔ بھابھی کچھ نہیں ہوگا، پری کو آپ ٹینشن مت لیں۔۔

.....

ارحم نے پری کے ہاتھ کو انتہائی زور سے پکڑا تھا۔۔ جیسے سارا غصہ ابھی اسکے ہاتھ پہ ہی نکالنے والا ہو۔۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے پری کو دھکا دینے کے انداز میں اندر بٹھایا۔ اور خود دوسری سیٹ پہ آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔ ارحم کافی فاسٹ

ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اور پری گم سم سی بیٹھی آنے والے وقت کے بارے

میں سوچ رہی تھی۔۔

.....

حمدان آپ نے پری کو روکا کیوں نہیں۔۔ وہ ارحم اچھا انسان نہیں ہے وہ پری کو مار دے گا۔ پری کل کتنا رو رہی تھی آپ نے دیکھا تھا نہ۔۔ جب سے ارحم پری کو لے

کر گیا تھا میرم کو تو سکون نہیں آ رہا تھا۔ میرم وہ پری کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ تم کیوں پریشان ہو رہی ہو۔۔

حمدان اپنے آخر پری کو بھیجا کیوں اسکے ساتھ۔۔ میرم کو تو سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

میرم کبھی اپنے شوہر کی اتنی فکر کی ہے جو بیچارہ تمہارے۔۔
السلامت آپکی بہن کی جان خطرے میں ہے اور آپکو یہ باتیں سو جھ رہی ہیں
۔۔

اب میں نے کونسی بات کر دی۔۔ حمدان تو حیران ہو رہا تھا۔۔ آپ نہ ہٹیں
پیچھے میں ہی کچھ کرتی ہوں۔۔ کیا مطلب ہے کیا
کرنے والی ہو تم۔۔ میں نماز پڑھ کر پری کے لیے دعا مانگتی ہوں۔۔ تاکہ
ارحم اسے پیار کرنے لگے اور نہ ہی مارے، اور نہیں ہی ڈانٹے۔۔ میرم نے
ہاتھوں سے اشارہ کرتے پوری تفصیل سے حمدان کو سمجھایا تھا۔۔ حمدان
بھی اپنی بیوی کی سمجھداری کو داد دے رہا تھا۔۔ کتنی سمجھدار ہے نہ اسکی
بیوی۔۔

میرم ویسے تو پری میری بہن ہے۔۔ لیکن کبھی کبھی نہ اس سے مجھے جیسی
فیل ہوتی

ہے۔۔ ایسا لگتا ہے جیسے تم میرے حصے کا سارا پیار بھی اسی کو دے دیتی ہو
۔۔

حمدان صدمے سے بول رہا تھا۔۔ ہاں تو وہ ہے ہی اتنی اچھی کہ دل کرتا
ہے بندہ بس اس سے پیار کرتا رہے۔۔ میرم بڑے پیار سے حمدان کا دل جلا
رہی تھی۔۔

ہاں ہاں نند سے پیار کرتی رہو۔۔ شوہر جائے بھاڑ میں۔۔ حمدان منہ کے
زاویے بگاڑتا بولا تھا۔۔ اسے تو ہضم ہی نہیں ہو
رہا تھا کہ اسکی بیوی اسے چھوڑ کے اسکی بہن سے پیار کا اظہار کر رہی ہے۔۔
ویسے ضروری تو نہیں کہ آپ بھاڑ میں ہی جائیں۔۔
آپ کہیں اور بھی جاسکتے ہیں۔۔ میرم کندھے اچکاتے بولی تھی۔۔ حمدان
نے گھور کر دیکھا۔۔ ٹھک ٹھک، کمرے کا دروازہ بجا تھا۔۔

جی آجائیں۔۔ حمدان بیٹا ابان بیٹا گھر آ گیا ہے۔۔ حمدان تو خوشی سے جلدی جلدی میرم کو لیے باہر آیا تھا۔۔ ابان تم ٹھیک تو ہو۔۔

حمدان باہر آتے ابان کو دیکھ کر فکر مندی سے بولا تھا۔۔ اور فریحہ بیگم ابان کو گلے سے لگائے بیٹھی تھیں۔۔ سکندر عثمان بھی پاس ہی سونے پہ براجمان تھے۔۔ جی بھائی میں ہوں۔۔ پریشہ کہاں ہے۔۔ ابان نے تلاشتی نظروں سے پوچھا تھا۔۔ وہ ارحم کے ساتھ جا چکی ہے۔۔ شایان بولا تھا۔۔ ایسے کے جاسکتی ہے وہ اس کے ساتھ۔۔ بھائی آپ لوگوں نے ہی اسے بھیجا ہے نہ۔ آخر آپ لوگ ایسا کر سکتے ہیں۔۔ ابان کو تو سہی معنوں میں غصہ آرہا تھا۔۔ ابان تمہارا اس مسئلے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے اسی لیے بہتر ہے۔۔ کہ تم اس مسئلے سے دور رہو۔۔ سکندر عثمان کافی غصے میں بولے تھے۔۔

حمدان اور شایان تو خاموش تھے اگر بولتے بھی تو کیا ہی کر لیتے۔۔ بابا یہ آپ کیا

بول رہے ہیں۔۔۔ پری میری بہن ہے اور میں اس کے ساتھ اب مزید نا
انصافی نہیں

ہونے دوں گا۔۔۔ ابان بس کرو اب تم اس لڑکی کے لیے اپنے بابا سے بتمیز
ی کرو گے۔۔۔ فریحہ بیگم نے بھی لقمہ دیا تھا۔۔۔

ماما وہ لڑکی میری بہن ہے اور بابا کی بیٹی۔۔۔ لیکن نہیں بابا نے تو کبھی اسے
اپنی بیٹی مانا ہی نہیں۔۔۔ آخر آپ لوگ

اتنے سنگ دل کیسے ہو سکتے ہیں۔۔۔ ابان ایک ایک لفظ چباتے بولا تھا۔۔۔
ابان وہ لوگ تمہیں لے گئے تھے اگر کوئی نقصان پہنچا دیتے تو۔۔۔ تو کیا کچھ
نہیں کر سکتے تھے وہ بابا رحم آپ لوگوں کو ذلیل کروانا چاہتا ہے۔۔۔ آپ
سمجھ کیوں نہیں رہے بابا وہ وحشی انسان پری کو مار دے گا۔۔۔

وہ اپنے بدلے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔ اس بار ابان کافی ٹھنڈے
لہجے

میں بولا تھا۔۔ ابان وہ پری کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔ تم ٹینشن مت لو پلیز۔۔

شایان کو تو ابان سے بھی زیادہ غصہ تھا
 ارحم پہ لیکن وہ بے بس تھے۔۔ وہ اپنی بہن کو نہیں بچا سکے تھے۔۔ خیر اب
 کیا ہو سکتا تھا۔۔ اب تو وہ جاچکی تھی کبھی نہ واپس آنے کے لیے۔۔ چلو
 سب اٹھو کیا ماتم والا گھر بنایا ہے۔۔

اب کوئی اس گھر میں اس لڑکی کا نام نہیں لے گا۔۔
 سکندر عثمان اپنی سناتے ٹھک سے دروازہ بند کرتے جا چکے تھے۔۔ فریہ
 بیگم بھی

اٹھ چکی تھیں۔۔ اب وہ تینوں بھائی ایک دوسرے سے نظریں چورارہے
 تھے۔۔

اگر انہوں نے اپنے بھائی کو بچایا تھا تو ایک معصوم لڑکی کو نرک میں پھینک
 دیا تھا۔۔

●●●●●●●●

پورا راستہ خاموشی رہی تھی۔۔ گھر پہنچتے ہی ار حم نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پری کو کھینچنے کے انداز میں باہر نکالا۔۔ پری کی توڈر کے مارے جان نکلے جا رہی تھی۔۔ ار حم اسی طرح پری کو کھینچتے اندر کی طرف بڑھا۔۔ ار حم لاہور والے گھر میں ہی آیا تھا۔۔ اور سیدھا اپنے کمرے

کی طرف گیا تھا۔۔ کسی بھی ملازم سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ اور نہ ہی کسی ملازم نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔ کیونکہ جب ار حم رات کو گھر آیا تھا تو سارا غصہ ملازموں پہ ہی نکلا تھا۔۔ اور اب اسی لیے کوئی ملازم ار حم کے سامنے نہیں آیا تھا۔۔

ار حم نے کمرے میں آتے آرام سے پری کا ہاتھ چھوڑتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

اور خود کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔ پری تو یہ سوچ رہی تھی کہ آخر ارحم نے کچھ

کہا کیوں نہیں۔۔۔ اور ایک طرف اسے تھوڑا اطمینان بھی ہو گیا تھا۔۔۔ کہ ارحم

نے اسے معاف کر دیا ہے۔۔۔

ابھی اسکی سوچ یہی پہ تھی کہ کھڑاک سے کمرے کا دروازہ کھولا اور ارحم اندر

داخل ہوا۔۔۔ پری تو دروازے کی آواز سنتی اچانک کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔ پری نے ارحم کی طرف دیکھا تھا اسکی آنکھیں غصے سے لال تھیں۔۔۔

اور پری نے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔ اگر مزید دیکھتی تو شاید خود ہی ڈر کے مارے بیہوش ہو جاتی۔۔۔ تم نے کیا سوچا تھا کہ تم اس طرح بھاگ جاؤ گی اور میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔۔

ہاں! یہ پھر تم نے سوچا تھا کہ تم یہاں سے بھاگ جاؤ گی۔۔ اور تمہیں تمہارا باپ واپس نہیں بھیجے گا۔

ارحم کی آواز میں کوئی غصہ نہیں تھا۔۔ لیکن پھر بھی پری کا جسم کانپ رہا تھا۔۔ اور وہ سر جھکائے کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی۔۔ میں تم سے بات کر رہا

ہوں ارحم پری کی بازو کو جھٹکا دیتے کافی اونچی آواز میں بولا تھا۔۔ نن۔۔ نہیں ڈر

کے مارے ایک ہی لفظ ادا ہوا تھا۔۔ اور اس کے بھی تین ٹکڑے ہو گئے تھے۔۔ تو پھر میرے منا کرنے کے باوجود تم بھاگ گئی۔۔ ہم اس بار پھر لہجہ مدھم تھا۔۔

تم نے کیا سوچا تھا کہ تم اس طرح بھاگ جاؤ گی اور میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔

ہاں! یہ پھر تم نے سوچا تھا کہ تم یہاں سے بھاگ جاؤ گی۔۔ اور تمہیں تمہارا باپ واپس نہیں بھیجے گا۔۔ ار حم کی آواز میں کوئی غصہ نہیں تھا۔۔ لیکن پھر بھی پری کا جسم کانپ رہا

تھا۔۔ اور وہ سر جھکائے کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی۔۔ میں تم سے بات کر رہا ہوں ار حم پری کی بازو کو جھٹکا دیتے کافی اونچی آواز

میں بولا تھا۔۔ نن۔ نہیں ڈر کے مارے ایک ہی لفظ ادا ہوا تھا۔۔ اور اس کے بھی تین ٹکڑے ہو گئے تھے۔۔ تو پھر میرے منا کرنے کے باوجود تم بھاگ گئی۔۔ ہم اس بار پھر لہجہ مدہم تھا۔۔ اس بار بھی کوئی جواب نہ ملا

--

پریشہ دیکھوا گر تمہیں لگ رہا ہے کہ تم خاموش رہو گی جواب نہیں دو گی تو میں دوبارہ کوئی سوال نہیں کروں گا۔۔ تو ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔ اگر پیار سے بات کر رہا ہوں تو میرے ہر سوال کا جواب دو اس طرح خاموش رہ کر مزید اپنے لیے مشکلات مت کھڑی کرو۔۔ جج جی۔۔

شاید ار حم کی بات کا کچھ اثر ہوا تھا۔۔ جو فوراً جواب آیا تھا۔۔ ہم شاباش!
میرے بے بی کو تھپڑ کس نے مارا ہے۔۔
پری کو کسی ایسے سوال کی توقع نہیں تھی۔۔ بولو! ار حم سر دلہے میں بولا تھا

--

کک۔ کسی نے بھی نہیں۔۔ پری ڈرتے
ڈرتے بولی تھی۔۔ اگر اب دوبارہ جھوٹ بولا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا
۔۔ کافی مدہم لہجے میں دھمکی دی گئی تھی۔۔ تھپڑ کس نے مارا تھا۔۔
مم ماما نے۔۔ کیوں؟ وہ بول رہی تھیں کک کہ مجھے واپس نہیں آنا چاہیے
تھا۔۔

او۔ اور میں و واپس چلی جاؤں وہ بول تو رہی تھی لیکن اسکی زبان اسکا ساتھ
نہیں دے رہی تھی۔۔ ار حم حیران تو ہوا تھا لیکن پری کو محسوس نہیں
ہونے دیا۔۔ او۔۔ ار حم ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔

تو میرا بے بی آئندہ ایسی حرکت کرے گا۔۔۔ نن۔ نہیں۔۔ مختصر سا جواب دیا گیا۔۔ چلو اب یہ بتاؤ کہ بھاگی کیوں تھی۔۔ اس بار پھر سے خاموشی چھائی تھی۔۔ میں تم سے بات کر رہا ہوں۔۔ ارحم اسکی بازو جھنجھوڑتے بولا تھا۔۔ وہ مجھے بابا نظر آ "چٹاخ" ابھی الفاظ اسکے منہ میں ہی تھے کہ ارحم نے زوردار تھپڑ مارا۔۔ میں تمہیں کتنی دفعہ منا کروں کہ اب تم اپنے باپ کا نام نہیں لوگی۔۔ ہاں اب میں تمہیں منہ نہیں کروں گا ڈائریکٹ تمہاری زبان کاٹوں گا۔۔ سمجھ گئی۔۔ یادو بارہ سمجھاؤں۔۔ بولو

--

نن نہیں لوں گی اب نام۔۔ ویسے یہی بات اگر پہلے سمجھ جاتی تو یہ تھپڑ نہ پڑتا۔۔

چلو منہ صاف کرو، کھانا تو تمہیں تمہارے گھر والوں نے کھلا دیا ہو گا تمہیں دیکھ کر ہی پتا چل رہا ہے۔۔ ابھی تھوڑی دیر تک ہمیں اسلام آباد کے لیے نکلنا ہے۔۔ اور تم ایک بات کان کھول کر سن لو جو کچھ یہاں تھا وہ یہاں ہی

رہے گا۔ اگر وہاں جا کر تم نے دوبار اپنی غلطیوں کو دہرایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ تم سمجھ تو گئی ہوگی۔۔۔ ارحم اسکی بازو کو جھٹکا دیتے بولا تھا

--

نچ۔ جی۔۔۔ چلو اب حالت درست کرو اپنی۔۔۔ جی مم۔ میں ابھی کرتی ہوں۔۔۔

وہ دونوں اسلام آباد کے لیے نکل چکے تھے۔۔۔ رستہ خاموشی سے گزر گیا تھا

-- اور انکو جاتے جاتے کافی رات بھی ہو گئی تھی۔۔۔

.....

ہیزل بیٹا! ہیزل بیٹا۔۔۔ جی ماما۔۔۔ ہیزل اپنے کمرے میں مصروف نجانے کیا کر رہی تھی جب زمل بیگم نے اسے کھانے کے لیے بولا یا۔۔۔ جی ماما بس آرہی ہوں۔۔۔ حمزہ صاحب جو ہیزل کے والد ہیں۔۔۔ وہ کھانے پہ اپنی بیٹی کا انتظار کر رہے تھے

--

اسکی گاڑی جیسے ہی حویلی میں داخل ہوئی گاڑی نے گیٹ کھول دیا تھا۔ ار حم نے گاڑی اندر کرتے پری کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا، اور پھر خود بھی باہر نکلا۔ باہر آتے ار حم نے پری کی کلائی پکڑی اور اندر کی طرف بڑھا۔ رضیہ بی، رضیہ بی۔ اندر داخل ہوتے ہی ار حم نے رضیہ بی کو پکارنا شروع کیا تھا۔ جی ار حم صاحب آپ آگئے۔ رضیہ بی کچن سے باہر آتی چہرے سے پسینہ صاف کرتے بولی تھیں۔ اور پری کو ار حم کے ساتھ دیکھتے انکے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔ ایک ہی دن میں پری انکو اتنی عزیز ہو گئی تھی۔

شاید انکی اپنی

کوئی اولاد نہیں تھی اسی لیے۔ ارے رضیہ بی دیکھیں

تو ذرا کون آیا ہے۔ سلام! بی بی جی۔ وعلیکم السلام۔

پری نے بھی بیک وقت جواب دیا تھا۔ رضیہ بی آپ اب ہم سونے جا رہے ہیں کیونکہ صبح پریشے نے آپکے ساتھ بہت سارے کام بھی تو کرنے ہیں۔

جی ار حم صاحب۔۔ ار حم پری کا ہاتھ پکڑتے کمرے کی طرف بڑھا۔

کمرے میں آتے ار حم نے پری کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔
میرا ایک اصول ہے۔۔ میں غلطی کرنے والوں کو دوسرا

موقع نہیں دیتا۔۔ معافی دینا تو بہت دور کی بات ہے۔۔ اور پھر تم تو ہو بھی
سکندر عثمان کی بیٹی۔۔ حمدان سکندر کی بہن۔۔ فریحہ بیگم کی بیٹی ہو۔۔ تو
تمہیں اتنی آسانی سے تو معاف نہیں کروں گا۔۔ ار حم نے آگے بڑھ کر
پری کا چہرہ اوپر کواٹھایا۔۔ اور اسکی آنکھوں

میں دیکھتا بولا۔۔ سزا کے تیار ہو۔۔ اسکا لہجہ سرد تھا۔۔ پری کی ڈر کے
مارے جان نکل رہی تھی۔۔ اور آنکھیں نیچے جھک گئی تھیں۔۔ "کڑچ"
کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی۔۔ پری تو اس طائم کوئی مجسمہ ثابت ہو رہی تھی
۔۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ پلٹ کر دیکھ سکے۔۔ ار حم اپنے
قریب سائڈ ٹیبل پہ پڑا گلاس ہاتھ کی انگلی سے نیچے گرا گیا تھا۔۔ یہ اسی گلاس

کے ٹوٹنے کی آواز تھی۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری غلطی کو معاف کر دوں گا۔۔ ہا ہا ہا۔۔ ار حم اتنا شریف بھی نہیں ہے۔۔ ار حم قہقہہ لگاتے بولا تھا۔۔

شاید اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو میں اسے معاف کر دیتا۔۔ لیکن اس وقت میرے سامنے سکندر عثمان کی بیٹی ہے۔۔

میرے سب سے بڑے دشمن کی بیٹی ہے میرے سامنے تو اتنی آسانی سے تو معاف نہیں کروں گا نہ ار حم بولتے بولتے نیچے جھکا اور ایک نوکیلا کانچ کا ٹکڑا اٹھایا۔۔ پری ابھی بھی کسی مجسمے کی طرح کھڑی تھی۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ار حم اب کیا کرنے والا ہے۔۔

لیکن ار حم کو پتا ہے کہ اسے اب کیا کرنا ہے ار حم کانچ کے ٹکڑے کو پری کی ہتھیلی پہ رکھتا اسکی مٹھی بند کر گیا۔۔

آہ۔۔ درد کی شدت سے پری کی چیخ نکلی تھی۔۔ اہاں

آواز بندارحم مزید دباتے بولا تھا۔۔ چھ چھوڑیں مم۔ مجھے درد ہو رہا ہے پری مسلسل ہاتھ چھڑوانے کوشش کر رہی تھی۔۔ ہاں تو یہ تمہیں غلطی کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا نہ، کہ جب سزا ملتی ہے تو درد بھی ہوتا ہے۔۔

ارحم اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے بولا تھا۔۔ مم میں آئندہ کوئی غلطی نہیں کروں گی چھوڑ دیں پلیز۔

آہ۔۔ ارحم نے مزید زور سے دبایا تھا۔۔ آئندہ تم اس قابل ہی نہیں رہو گی کہ تم ایسی غلطی کرو۔۔ نن نہیں میں آئندہ ایسا کچھ نہیں کروں گی پلیز چھوڑ دیں۔۔ پری رونے لگی تھی لیکن سامنے والے انسان کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔ اہم چھوڑ دیتا ہوں اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔

اگر ارحم نے پری کا ہاتھ نہ پکڑا ہوتا تو یقیناً وہ تک زمین بوس ہو چکی ہوتی۔۔ چھ چھوڑ دیں پلیز مجھے درد "چٹاخ" اگر اب تم نے درد کا نام لیا تو زندہ دفن کر دوں گا۔۔ ارحم نے اتنی زور سے تھپڑ مارا تھا کہ

پری بیہوش ہوتی اسکے ہاتھوں میں ہی جھول گئی
تھی۔۔۔

نہ بے بی نہ اتنی جلدی نہیں ابھی تو تمہیں بہت کچھ برداشت کرنا ہے۔۔
ابھی سے ہمت ہار گئی۔۔ ار حم اسکے چہرے کے نقوش کو چھوتے بول رہا تھا
۔۔ اور پری بیچاری ڈر کے مارے بیہوش ہو چکی تھی۔۔ نفرت کرتا ہوں
میں تم سے پریشے ار حم خان صرف اور صرف نفرت۔۔ ار حم حقارت
بھری نظروں سے دیکھتا بولا تھا۔۔ تم کبھی میرے دل میں اپنے لیے جگہ
نہیں بنا سکو گی۔۔

ساری زندگی اسی طرح اپنے گھر والوں کو ترستی رہو گی۔۔ ار حم نفرت
بھرے لہجے میں بول رہا تھا۔۔ اب یہ تو وقت بتائے گا کہ کون کس کے
لیے ترستا ہے۔۔ اور کس کی جیت ہوتی ہے۔۔ اس وقت ار حم کو صرف اپنا
بھائی نظر آ رہا تھا۔۔ اسے اس لڑکی کی کوئی پروا نہیں تھی جسے ابھی کل ہی وہ
اس گھر میں دلہن بنا کر لایا تھا۔۔ پری کے ہاتھ سے پانی کی طرح خون بہہ رہا

تھا۔ لیکن اس ظالم کو کہاں نظر آ رہا تھا۔ اسے تو صرف اپنے بھائی کی پرواہ تھی۔ ارحم پری کو تکلیف دے کر خود سکون محسوس کر رہا تھا۔ یہ جانے بغیر جو سکون کسی کو درد دے کر حاصل کیا جاتا ہے۔

اسے سود سمیت لوٹانا بھی پڑتا ہے۔ ارحم اسی طرح پری کو حقارت بھری نظروں سے دیکھتا چھوڑ چکا تھا۔

اور وہ کسی بے جان وجود کی طرح زمین بوس ہو چکی تھی۔ دوبارہ ارحم نے ایک نظر دیکھنا بھی پسند نہیں کیا تھا کھڑا ک سے دروازہ بند کرتا جا چکا تھا

Zubi Novels Zone

.....

حمدان اب آ بھی جاؤ سکندر عثمان آفس کے لیے تیار کھڑے تھے اور حمدان کا انتظار کر رہے تھے۔

حمدان اور سکندر صاحب دونوں ایک ساتھ آفس جاتے تھے۔ جبکہ شایان دس بجے جاتا تھا۔ شایان اور حمدان کافی اچھے سے اپنی ذمہ داری

نبھار ہے تھے۔۔۔ دتینوں بھائی ہی سکندر عثمان پہ گئے تھے۔۔۔ ابان بھی اپنے باپ بھائیوں سے کم نہیں تھا وہ بھی کافی سمجھدار یونیورسٹی سٹوڈنٹ تھا۔۔۔ سکندر عثمان اور فریحہ بیگم نے اپنے تینوں بیٹوں کی بہت اچھی تربیت کی تھی۔۔۔ یا یہ کہنا زیادہ بہتر ہے کہ بیٹی کا حصہ بھی بیٹوں میں ہی تقسیم کر دیا گیا تھا۔۔۔ تبھی تو پریشہ اس دنیا سے بہت دور ایک چھوٹے سے کمرے تک محدود تھی اسکے خواب اسکی ہر خوشی صرف اور صرف اس کمرے تک تھی۔۔۔ لیکن اب اس سے وہ کمرہ بھی چھین لیا گیا تھا۔۔۔ بچا ہی کیا تھا اس کے پاس۔۔۔ میرم یار آ بھی جاؤ۔۔۔ نہیں میں نہیں آرہی آپ نے جانا ہے تو جائیں ورنہ آپ کی مرضی۔۔۔ حمدان ہمیشہ کی طرح آج بھی صبح صبح میرم کو آوازیں لگا رہا تھا۔۔۔ کہ وہ آکر اپنے معصوم شوہر کو سی آف کرے۔۔۔ لیکن وہ بھی میرم تھی۔۔۔ اسکا کل والا غصہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔۔۔ اسی لیے وہ بھی نخرے دیکھا رہی تھی۔۔۔

میرم میں آخری بار بول رہا ہوں اگر تم نہ آئی تو۔۔۔

تو "کیا تو ہاں کیا تو و۔۔ میرم اندر آتی تڑختے لہجے
 میں بولی تھی۔۔ حمدان جو تیس مارخان بننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔
 اپنی ہٹلریبی کی آواز سننے اسکی زبان کو بریک لگ گئی تھی۔۔ تت۔ تو۔ کچھ
 بھی نہیں میں خود چلا جاؤں گا حمدان میرم کی نظروں سے بچتا اپنا کالر سیدھا
 کرتے بولا تھا۔۔ میرم ابھی تک گھورنے میں مصروف تھی۔۔ اب گھور
 کیوں رہی ہو کھانہ کچھ نہیں۔۔ ابھی تک حمدان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ
 وہ میرم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے۔۔ تو پھر بار بار آوازیں
 کیوں لگا رہے تھے۔۔

میرم بھی کاٹ کھانے والے لہجے میں بولی تھی۔۔ میرم یار آخر کب تک
 تم اس طرح ناراض رہو گی۔۔

تم جانتی ہو میں تمہیں دیکھے بغیر آفس نہیں جاتا اور تم ہو کہ تمہارے
 نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے۔۔ حمدان سچ میں اب اس لگ رہا تھا۔۔ میرم

کل سے اس سے صحیح سے بات تک نہیں کر رہی تھی حمدان کو اس طرح دکھی لہجے میں بولتا دیکھ میرم کو بھی تھوڑا

احساس ہوا تھا۔ وہ کچھ زیادہ ہی اوور ریکٹ کر گئی تھی۔ ہاں تو آپ بھی منانے کی بجائے لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ میرم لاڈ سے بولی تھی۔

اور حمدان تو اسکی اس ادا پہ ہی مر مٹا تھا۔ تمہاری

انہی باتوں سے میرا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔ اور تم پھر مجھے ہی قصور وار

ٹھہراتی ہو۔ حمدان کے پاؤں میرم کی طرف سر کے تھے اور ہماری میرم

شرمانے میں مصروف تھی۔ کیا سوچ رہی ہو۔ حمدان اس کے کان کے

قریب ہوتے بولا تھا۔ کک۔ کچھ نہیں میرم کو پتا ہی نہیں چلا تھا کہ کب

حمدان اس کے پاس آیا تھا۔ حمدان تم آرہے ہو یا میں اندر آؤں۔

سکندر عثمان کی انتہائی غصے والی آواز آئی تھی۔

حمدان ہڑبڑاتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا۔ اور میرم منہ پہ ہاتھ رکھے حمدان پہ

ہنس رہی تھی۔

تمہاری خبر تو میں آ کر لوں گا۔۔ آپ پہلے چلے تو
جائیں۔۔ حمدان گھورتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔
سکندر عثمان نے ان کے اچھے خاصے موڈ کا بیڑا
غرک کر دیا تھا۔۔ جی جی بابا آرہا ہوں۔۔ آپ جا بھی سکتے تھے میں بعد میں
آجاتا۔۔ حمدان اپنی دھن میں بولتا جا رہا تھا۔
یہ جانے بغیر کہ سکندر صاحب اسے کیسی نظروں سے گھور رہے ہیں۔۔ تم
سے زیادہ بے غیرت انسان
میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔۔ ہاں تو
آپ اب اپنے بیٹے کو دیکھ لیں نہ حمدان بتیسی
دیکھاتے بولا تھا۔۔ اپنی بیوی کا نہیں تو کم از کم
اپنے باپ کا لحاظ کر لیا کرو بے شرم انسان۔۔ سکندر عثمان حمدان کو شرم
دلانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔ یہ جانے بغیر کہ جسے وہ شرم دلارہے
ہیں اسکا شرم سے دور دور تک کوئی واسطہ

نہیں۔۔

بابا آپ تو ایسے بول رہے ہیں جیسے آپ خود۔۔ حمدان ہم لیٹ ہو رہے ہیں
۔۔ اس سے پہلے کہ حمدان

بے شرمی کی ہر حد پار کرتا سکندر عثمان نے چلنے کو کہا۔۔ ورنہ حمدان پھر
سے کوئی بے شرمی دیکھانے والا تھا۔۔ جی جی چلیں! حمدان شریف بنتا بولا
تھا اور سکندر نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔

ان دونوں باپ بیٹا میں ہمیشہ حمدان کی بے شرمی
پہ بحث چلتی رہتی تھی۔۔

سکندر عثمان کو لگتا تھا کہ انکا بیٹا ایک انتہائی بے
شرم انسان ہے جبکہ حمدان کو لگتا تھا کہ اس سے
زیادہ معصوم کوئی ہے ہی نہیں۔۔

.....

السلام وعلیکم باباجان۔۔ ہیرزل نے کھانے کی ٹیبل پہ

آتے حمزہ صاحب کو سلام کیا تھا۔۔ وعلیکم اسلام
میری بیٹی تو مجھ سے پہلے تیار ہو گئی ہے۔۔ جی
بابا آج آپ کے ساتھ آفس جانا ہے نہ بس اسی لیے
ہیزل کھانے کی ٹیبل پہ بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔۔
میں نے اپنی بیٹی کے لیے دیسی گھی کا پراٹھا بنایا
ہے۔۔ زمل بیگم کچن سے باہر آتی بولی تھیں۔۔
ہیزل اپنی ماں کو دیکھ رہی ہو جو بیٹی کے آتے ہی شوہر کو بھول گئی ہے۔۔
حمزہ صاحب ہیزل کو آنکھ مارتے بولے تھے۔۔
ہیزل بھی مسکرا دی تھی۔۔
ارے حمزہ صاحب آپ کو کیسے بھول سکتی ہوں۔۔
آپ کے لیے بھی دیسی گھی والا ہی پراٹھا بنایا ہے۔۔ زمل بیگم بھی شرارتی
انداز میں بولی تھیں۔۔ یہ
تینوں اپنی زندگی میں کتنے خوش تھے۔۔ ابھی

ابھی ہیزل کی اسٹڈی کمپلٹ ہوئی تھی۔۔ اور اب وہ فارغ تھی۔۔ اسی لیے
حمزہ صاحب کے ساتھ

آفس جوائن کرنا چاہتی تھی۔۔ ہیزل بیٹا چلیں۔۔ جی بابا چلیں۔۔ وہ کچھ
سوچ رہی تھی حمزہ صاحب کی آواز پہ اسکا حصار ٹوٹا تھا۔۔ حمزہ صاحب آپ
میری بیٹی کا بہت خیال رکھیے گا آفس میں اور بالکل بھی میری بیٹی کو ڈانٹنا
نہیں ہے۔۔ زمل بیگم ہیزل کی پیشانی چومتے بولی تھیں۔۔ ہیزل بھی
مسکرا دی تھی۔۔ میں بھلا اپنی بیٹی کو کیوں ڈانٹوں گا۔۔ اتنی سمجھدار تو ہے
میری بیٹی۔۔ جی جی بابا چلیں ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔۔

اور ڈرائیونگ میں کروں گی۔۔ ارے نہیں بیٹا میں
خود کروں گا کافی ٹریفک ہوتی ہے تم ہینڈل نہیں کر
پاؤ گی۔۔ بابا۔ ہیزل مایوسی سے بولی تھی۔۔

ہیزل بیٹا بابا بول رہے ہیں نہ تو ضد نہیں کرتے۔۔ زمل بیگم سمجھاتے
ہوئے بولی تھیں۔۔ او کی ماما چلیں بابا۔۔ ہم۔۔

دونوں باپ بیٹی آفس کے لیے نکل چکے تھے۔۔ اور زمل بیگم انکو دعائیں دے رہی تھیں۔۔ کتنی خوشحال فیملی تھی انکی کوئی غم نہیں تھا وہ تینوں اپنی لائف میں بہت خوش تھے۔۔

انکا کوئی بیٹا نہیں تھا۔۔ اور حمزہ صاحب نے بھی کبھی بیٹے کی کمی محسوس نہیں کی تھی۔۔

لیکن زمل بیگم اکثر بیٹے کی کمی محسوس کرتی تھیں۔۔ بے شک انہیں اللہ نے بیٹی جیسے رحمت سے نوازا تھا۔۔ لیکن کہیں نہ کہیں انکو بیٹے کی حسرت تھی۔۔

.....

شایان بیٹا ناشتا تو کھاتے جاؤ۔۔ نہیں ماما میں الریڈی لیٹ ہو چکا ہوں۔۔
 آفس سے ہی کھالوں گا کیونکہ اگر مزید لیٹ ہوا تو آپ کے شوہر نے پورا
 ایک گھنٹہ لیکچر دینا ہے۔۔ شایان شرارتی انداز میں
 بولا تھا۔۔

ہاں تو رات کو جلدی سویا کرو نہ رات کو سوتے
 نہیں ہو اور صبح ناشتا کیے بغیر ہی چلے جاتے ہو۔۔
 فریحہ بیگم فکر مندی سے بولی تھیں۔۔ میری پیاری ماما آپ بالکل بھی
 پریشان مت ہوں۔۔ میں آفس سے ناشتا کر لوں گا۔۔ شایان جلدیوں میں
 تیار ہوتے ہوئے بول رہا تھا۔۔ اوکے ماما اللہ حافظ۔۔ شایان آفس کے لیے
 نکل چکا تھا۔۔ راستے میں کافی ٹریفک تھی۔۔ اور شایان سگنل کھلنے کا انتظار
 کر رہا تھا۔۔

کیا بابا اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ ٹریفک اتنی جام ہوتی ہے تو میں کبھی آپ کے
 ساتھ آفس نہ آتی۔۔ ہیزل منہ بگاڑتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

بیٹا جی دیکھ لو بابا بھی تو ہر روز آتے ہیں نہ۔۔ حمزہ صاحب اس کے چہرے کے بگڑے نقوش کو دیکھتے مسکرا کر بولے تھے۔۔ پتا نہیں آپ کیسے اتنا شور برادشت کر لیتے ہیں۔۔ ہیزل ابھی تک منہ کے زاویے بگاڑنے میں مصروف تھی۔۔ اسے شور پسند نہیں تھا اسی وجہ سے اسے چڑھور ہی تھی۔۔ اور

شایان بڑی دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔ تبھی ٹریفک کھلی اور وہ باپ بیٹی اسکی نظروں سے او جھل ہو گئے۔۔ انکی گاڑی آگے جا چکی تھی۔۔ اور شایان ابھی تک وہیں تھا۔۔ اور پیچھے گاڑیوں والے ہارن بجا کر اسکے آگے جانے کا انتظار کر رہے تھے۔۔

ارے بھائی جانا ہے تو جائیں ورنہ گاڑی سائڈ پہ پارک کریں۔۔ شایان پتا نہیں کیا سوچ رہا تھا۔۔ تبھی اسے ایک موٹر سائیکل والے نے مخاطب کیا۔۔ شایان نے اپنے پیچھے گاڑیوں کا رش دیکھا اور جلدی سے گاڑی آفس کی طرف بڑھائی۔۔

●●●●●●●●●●

پری پوری رات اسی حالت میں پڑی رہی تھی۔۔ اس کے ہاتھ پہ خون بھی جم چکا تھا۔۔ وہ جاگ گئی تھی لیکن اس ماٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ اسے اپنا پورا جسم کسی پتھر کی ماند محسوس ہو رہا تھا۔۔ اور سر میں شدید درد تھا۔۔ پری مسلسل اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

لیکن ہر کوشش میں ناکام ہو رہی تھی۔۔ پری کوشدّت سے اپنے گھر والوں کی یاد آئی تھی۔۔ کاش وہ اپنے گھر ہوتی۔۔ اس کے بھائی اس کی ماما بابا سب اس کے پاس ہوتے کاش یہ کوئی خواب ہوتا جو جلدی سے ٹوٹ جاتا اور پری آزاد ہو جاتی۔۔ لیکن یہ کوئی خواب نہیں تھا یہ حقیقت تھی اس کے گھر والوں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔۔ اور وہ ایک درندے کی قید میں آگئی تھی۔۔ کاش یہ سب نہ ہوتا۔۔ لیکن اب تو ہو چکا تھا۔۔

پری نے دوبارہ سے اٹھنے کی کوشش کی پوری رات ایک ہی ڈائریکشن میں لیٹے رہنے کی وجہ سے اب

مود نہیں کر پار ہی تھی۔۔

اسے لگ رہا تھا کہ وہ اب اُٹھ نہیں پائے گی۔۔ لیکن

پری نے ہمت نہیں ہاری تھی۔۔ ہمت کرتے کرتے آخر

وہ اُٹھ ہی چکی تھی۔۔ اسکے ہاتھ پاؤں کانپ رہے

تھے۔۔ اور اسکا جسم کسی انگارے کی طرح تپ رہا تھا۔۔

اسکے دماغ میں کوئی الفاظ گونجنے لگے۔۔ "تم مر کیوں نہیں جاتی" ہماری

زندگیوں سے دفعہ ہو جاؤ "تم تو چلی گئی تھی، پھر واپس کیوں آگئی ہو" تم

واپس چلی جاؤ۔۔ پری نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے

کانوں پہ رکھے۔۔ وہ اس آواز کو نہیں سننا چاہتی

تھی۔۔ لیکن پھر بھی یہ آواز اسکا پیچھا نہیں چھوڑ

رہی تھی۔۔

ماما آپ ایسا کیسے بول سکتی ہیں کاش آپ آئیں اور کہیں وہ سب جھوٹ تھا۔۔

آپ جھوٹ بول رہی تھیں۔۔ صرف ابان بھائی کے لیے جھوٹ بولا تھا

آپ نے۔۔ تاکہ میں واپس چلی جاؤں۔۔ اور ارحم ابان کو چھوڑ دے۔۔ ماما
میں آگئی ہوں واپس، آپ کہہ دیں آپ نے سب جھوٹ کہا تھا۔۔ آخر
آپ نے ایسا کہا
کیوں۔۔

آپ مجھے ویسے بھی وہاں سے جانے کا کہتیں تو میں چلی جاتی۔۔ آپ کے وہ
الفاظ مجھے ختم کر

رہے ہیں ماما۔۔ کہہ دیں وہ سب جھوٹ تھا۔۔ وہ الفاظ میرا پیچھا نہیں چھوڑ
رہے وہ میری جان لے لیں گے میں مر جاؤں گی کیوں بولا آپ نے ایسا۔۔
پری اپنے ہاتھ سر رکھے چلاتے ہوئے بولی تھی۔۔ آپ نے کبھی مجھے اپنی
بیٹی مانا ہی نہیں تھا۔۔

اگر آپ مجھے اپنی بیٹی مانتیں تو ویسے الفاظ کبھی نہ بولتیں نہیں تھی میں
آپ کی بیٹی۔۔

نہیں تھی آپ میری ماما۔۔ میری ماما تو مجھے چھوڑ گئی تھیں۔۔ وہ بھی آپ لوگوں کی طرح خود غرض تھیں۔۔ انہوں نے بھی صرف اپنا سوچا۔۔ میں اب کبھی اس گھر میں نہیں آؤں گی کبھی بھی نہیں۔۔

پری کے سر میں درد کی ایک ٹھیس اٹھی تھی۔۔ پری کو لگا اس کے دماغ کی نسیں پھٹ گئی ہیں۔۔ اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا تھا۔۔ اور اسی طرح سر پہ ہاتھ رکھے رکھے زمین بوس ہو چکی تھی۔۔

میں اب کبھی اس گھر میں نہیں آؤں گی کبھی بھی نہیں۔۔ پری کے سر میں درد کی ایک ٹھیس اٹھی تھی۔۔ پری کو لگا اس کے دماغ کی نسیں پھٹ گئی ہیں۔۔ اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا تھا۔۔ اور اسی طرح سر پہ ہاتھ رکھے رکھے زمین بوس ہو چکی تھی۔۔

ارحم دوسرے کمرے میں سویا تھا۔۔ اگر اس کمرے میں ہوتا۔۔ تو یقیناً پری سکون سے نہ سو پاتی۔۔ رات کو وہ کچھ زیادہ ہی غصہ کر گیا تھا۔۔ اور اب ارحم آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا۔

اور ساتھ ساتھ رات والے منظر کو بھی یاد کر رہا تھا۔ قاتل سکندر عثمان کی معصوم اکلوتی بیٹی ہائے سکندر جب تم اپنی بیٹی کی حالت دیکھو گے تو کیسا محسوس کرو گے۔۔

بلکل ویسا جیسا میں نے محسوس کیا تھا۔۔ احمر کی لاش دیکھا کر۔۔ اور یقین جانو تمہاری بیٹی کی بھی وہی حالت نہ کر دی تو میرا نام ار حم خان نہیں ار حم کے لبوں پہ شیطانی مسکراہٹ تھی۔۔

ار حم واچ پہنتا گاڑی کی چابی اٹھا کے کمرے سے باہر نکلا اب اسکا رخ دوسرے کمرے کی طرف تھا۔۔ ار حم نے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔ کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ ار حم نے آگے بڑھتے کمرے کی لائٹ آن کی اور ایک نظر پری کو دیکھا جو اوندھے منہ سر پہ ہاتھ رکھے شاید بیہوشی پڑی تھی۔۔ ار حم کو

کچھ گڑ بڑ کا احساس ہوا۔

ارحم نے آگے بڑھ کر اس کی نبض چیک کی جسکی رفتار انتہائی کم تھی۔ پھر ارحم نے اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا جو کسی انگارے کی طرح تپ رہا تھا۔ ارحم کا ہاتھ سرکتے سرکتے اس کے چہرے پہ آیا۔

پری شدید بخار تھا۔ اور وہ نیم بیہوش پڑی تھی۔ رضیہ بی۔ رضیہ بی! ارحم نے رضیہ بی کو پکارا جو کہ دو آوازوں کے بعد ہی آگئی تھیں۔ جی ارحم صاحب آپ نے بلایا۔؟

ہاں ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے اور آپ آکر یہاں کی صفائی کر دیں۔ جی ارحم صاحب لیکن پری بی بی کو کیا ہوا ہے۔ رضیہ بی تو حیران ہو رہی تھیں پری کی حالت پہ۔

جتنا کہا ہے اتنا کریں۔۔۔ ار حم غصے سے بولا تھا۔۔۔ رضیہ بی جا چکی تھیں۔۔۔
 اتنی جلدی نہیں مرنے دوں گا میری جان ابھی تو شروعات ہے۔۔۔ ار حم
 کافی

مطمئن لہجے میں اس کے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے
 بولا تھا۔۔۔ اور پھر اسے اٹھا کر باہر کی طرف بڑھا۔۔۔
 جہاں ڈرائیور گاڑی نکالے ار حم کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔
 ار حم پچھلی سیٹ پہ پری کا سر اپنی گود میں
 رکھے بیٹھ چکا تھا۔۔۔ ہاسپٹل آکر پتا چلا کہ پری کو پینک اٹیک ہوا تھا۔۔۔
 اور ار حم باہر بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ کالچ لگنے
 سے بھی پینک اٹیک ہو سکتا ہے۔۔۔

ہو گیا ہو گا بیچاری کو کافی بڑا صدمہ لگا ہے۔۔۔
 اتنا تو بنتا ہے اسکا بھی۔۔۔ ار حم اپنی سوچ سوچتے
 اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ اب اسکا رخ پری کی طرف

تھا۔ اندر آتے ار حم نے پری کا چہرہ دیکھا جہاں کسی طرح کا کوئی تاثر نہیں تھا۔ زرد چہرہ خوشک لب وہ ان تین دنوں میں مر جھاسی گئی تھی۔ پری نے ہاتھ ہلایا تھا شاید اسے ہوش آگئی تھی۔

ار حم پری کے قریب جاتے کھڑا ہوا۔ پری نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنا شروع کی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک ہاسپٹل کے کمرے میں ہے اور ار حم اس کے قریب بازو کمر پہ باندھے کھڑا ہے۔ یہ حقیقت تھی۔ لیکن پری کو لگا شاید کوئی خواب ہے۔ کیا دیکھ رہی ہو۔ پری کا خواب ٹوٹا۔ ار حم کا اسکے پاس کھڑا ہونا اسے ہاسپٹل لانا یہ کوئی خواب نہیں تھا۔ پری نے ہلکا سا سر سائڈ کرتے ار حم کی طرف دیکھا۔

ار حم نے

آئی برواچکائے جیسے پوچھ رہا ہو کیا ہے۔

مم۔ میں یہاں کیسے آئی۔ پری کو سچ میں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ ہاسپٹل میں آئی

کیسے۔۔ چل کر تم آئی نہیں کیونکہ تم بیہوش تھی۔۔ اور بچا میں جو تمہارے
باپ کا نوکر لگا

ہوا ہوں اسی لیے تمہیں اٹھا کر لایا ہوں۔۔ ار حم
بنا کسی تاثر کے بولا تھا۔۔ میں ڈاکٹر کو بولا رہا ہوں اور تم ڈاکٹر کو بولو گی کہ
تم بالکل ٹھیک

ہو۔۔ پھر ہم گھر جائیں گے۔۔ ار حم پری کی گال
تھکتے بولا تھا۔۔ پری نے بھی اثبات میں سر ہلا
دیا تھا۔۔

وہ جانتی تھی اگر جواب نہ دیا تو کیا حال ہو گا۔۔ ار حم جا چکا تھا اور پری اب یہ
سوچ رہی تھی کہ وہ یہاں آئی کیسے۔۔ اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔
! اسکے جسم کا ٹیمپرچر کچھ نارمل ہوا تھا۔۔

.....

ار حم اور پری گھر آچکے تھے۔۔ رضیہ بی آپ کھانا

کمرے میں ہی لادیں۔۔۔ جی ار حم صاحب۔۔۔ پری بیڈ کراؤن سے ٹیک

لگائے بیٹھی تھی۔۔۔ اور ار حم بھی پاس ہی صوفے پہ بیٹھا تھا۔۔۔

رضیہ بی پری کو دیکھنے آئی تھیں۔۔۔ پری جب سے

ہاسپٹل گئی تھی انکی تو جان اٹکی ہوئی تھی۔۔۔

پری کو ہوا کیا تھا۔۔۔ اسکے ہاتھ سے اتنا خون بھی

بہہ گیا تھا۔۔۔ رضیہ بی کافی پریشان ہو گئی تھیں

اور اب پری گھر آئی تھی تو انکی جان میں جان آئی

تھی۔۔۔ رضیہ بی جاچکی تھیں اور پری اب سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔

ار حم کا سارا دھیان پری کی طرف تھا۔۔۔ لیکن وہ

خود کو موبائل میں مصروف دیکھا رہا تھا۔۔۔

دروازہ نوک ہوا تھا رضیہ بی کھانا لائی تھیں۔۔۔ آجائیں! رضیہ بی کھانا رکھتی

جاچکی تھیں۔۔۔

اب منظر یہ تھا کہ ار حم صوفے پہ بیٹھا تھا پری

بیڈ پہ اور انکے درمیان میں ٹیبل پہ کھانا پڑا تھا۔ جسے دیکھ کر پری کو شدید
بھوک کا احساس ہو رہا تھا۔

ارحم بھی جانتا تھا کہ پری نے کل سے کچھ نہیں
کھایا۔ ارحم اٹھا اور ایک ہی پلیٹ میں کھانا ڈالتا پری کے پاس جا بیٹھا۔
لیکن پری نے نظر اٹھانے کی ہمت نہیں کی تھی۔
کرتی بھی کیسے اسے تورات والی ارحم کی
آنکھیں نہیں بھول رہی تھیں۔ دیکھنے کی ہمت
کیسے کرتی۔ کھاؤ ارحم نے چیچ پری کے منہ کے قریب کیا تھا۔
"مم۔ میں خود کھا لیتی کوں۔"
"کہانہ کھاؤ۔ آواز میں غصہ تھا۔"

پری نے دوبارہ کوئی بات نہیں کی اور خاموشی سے
کھانے لگی۔ پری کی فیوریٹ بریانی تھی اور اسے بھوک بھی لگی تھی تو اسی
لیے پری نے اچھے بچوں کی طرح اپنا سارا کھانا ختم کیا۔

اسکے بعد ار حم نے پری کو پانی دیا اور ساتھ ہی میڈیسن بھی کھلائی۔۔ پھر خود رضیہ بی کو بلاتا اسٹڈی روم میں چلا گیا۔۔

بی بی جی کیسی ہیں آپ۔ کیا ہوا تھا آپ کو۔۔ آپ کا اتنا خون کیسے بہہ گیا میں تو اتنی پریشان ہو گئی تھی صبح سے۔۔ رضیہ بی فکر مندی سے بولی تھیں۔۔

و۔ وہ میرے ہاتھ۔۔ پ۔۔ کانچ لگ گیا تھا۔۔ پری روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔

ایسے کیسے کانچ لگ گیا آپ کو۔۔ وہ میں پانی پی رہی تھی نہ تو لگ گیا۔۔ رضیہ بی جانتی تھیں کہ ار حم نے کچھ کیا ہو گا لیکن ایک سائنڈ پہ انکو اچھا بھی لگا تھا۔۔ کہ پری نے اپنے شوہر تک بات نہیں آنے دی۔۔

رضیہ بی پری کا حال پوچھا اور دو تین ادھر ادھر کی باتیں کرتی جا چکی تھیں۔۔ اب پری اکیلی تھی بیڈ کراؤن کے ساتھ سر لگاتے اس نے آنکھیں موند

لی۔۔ اس کے سر میں ابھی ابھی درد تھا۔۔ ار حم بھی کمرے میں نہیں تھا تو
پری نے کچھ دیر آرام کرنے کی نیت کی تھی۔۔

.....

ار حم ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا سگریٹ کے بڑے بڑے کش لگا رہا تھا۔۔
اسکے دماغ میں پری کے الفاظ چل رہے تھے۔۔
ماما نے مارا تھا "آخر اسکی ماما نے اسے تھپڑ"
کیوں مارا وہ بھی واپس بھیجنے کے لیے۔۔ شاید وہ
ابان سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔۔ لیکن پری تو انکی
اکلوتی بیٹی ہے۔۔ ار حم رات سے سوچ رہا تھا لیکن
اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔ جو بھی ہے مجھے
کیا لگے مجھے تو صرف سکندر عثمان سے غرض
ہے۔۔ سگریٹ کو پاؤں کے نیچے مسلتے ار حم کمرے
میں آیا۔۔

پری بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سو رہی تھی۔۔
 ار حم اگے بڑھا پری کو سیدھا کرتے لٹایا اور اس پہ بلینکٹ دیا وہ سوتے ہوئے
 کتنی پیاری لگ رہی تھی۔۔ لگتی ہے تو لگتی رہے ار حم کو اس سے
 کوئی لینا دینا نہیں۔۔ ار حم نے ایک نظر دیکھا
 اور موبائل پکڑتا کمرے سے باہر چلا گیا۔۔ پری نے بھی دوائی لی تھی اسے
 بھی کچھ دیر سکون
 کی نیند آگئی تھی۔۔
 ار حم نے باہر آتے اپنی ماما کو کال ملائی تھی۔۔
 ! اسلام علیکم ماما
 وعلیکم اسلام آگئی یاد ماں کی۔۔ مہرناز بیگم ادا سی سے بولی تھیں۔۔
 ماما میں بھلا آپ کو بھول سکتا ہوں۔۔ آپ ایسا
 کیوں بولتی رہتی ہیں۔۔ میں نے آپ کی کل کی فلائٹ کروادی ہے اور بس
 اب آپ کل آرہی ہیں۔۔

ارحم ضدی انداز میں بولا تھا۔۔ واپس آکر کیا
 کروں گی منمنائیاں تو تم نے اپنی ہی کرنی ہیں۔۔
 ماما آپ پھر سے ناراض ہو رہی ہیں۔۔ میری اتنی
 مجال کہ میں تم سے ناراض ہوں۔۔ ماما مجھے
 لگتا ہے اب ہم آمنے سامنے ہی بات کریں گے ورنہ اس طرح تو آپکو کچھ
 سمجھ نہیں آئی۔۔ ہاں ٹھیک ہے کل آکر ہی میں تمہارے کان کھینچوں گی
 ۔۔

مہرناز بیگم بھی ناراضگی سے بولی تھیں۔۔ ماما اب
 میں بڑا ہو گیا ہوں۔۔ اور اب تو شادی شدہ بھی ہوں تو کیا آپ میری بیوی
 کے سامنے ہی میرے کان کھینچیں گی۔۔ ارحم شرارت سے بولا تھا۔۔
 ارحم میں تمہیں پہلے ہی بتا رہی ہوں وہ لڑکی تمہاری بیوی نہیں ہے اور نہ
 ہی تم اسکے پاس جاؤ گے۔۔ تمہاری بیوی وہ ہوگی جسے میں پسند کروں گی نہ
 کہ سکندر کی بیٹی۔۔

مہرناز بیگم کافی غصے سے بولی تھیں۔۔ ماما آپکو کیا لگتا ہے میں اتنا بیوقوف ہوں۔۔

ارحم افسوس سے بولا تھا۔۔ تم بیوقوف ہی ہو شادی کر سکتے ہو تو کچھ بھی کر سکتے ہو مہرناز بیگم اپنے بیٹے کو اچھے سے جانتی تھیں وہ ایسا نہیں ہے بس اس نے اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینے کے لیے ایسا کیا ہے بس۔۔

ماما وہ میرے آئیڈیل کی نہیں ہے لیکن اگر ہوتی تو شاید۔۔ لیکن۔۔

کیا لیکن ہاں بولو! لیکن پیاری بہت ہے ارحم بھی آج

کافی اچھے موڈ میں تھا اسی لیے مہرناز بیگم کو تنگ کر رہا تھا۔۔ ارحم میں آکر ہی تمہارے کان کھینچوں گی اس طرح تم بعض نہیں آؤ گے۔۔

جی جی ماما آپ اپنا یہ شوق بھی پورا کر لینا بس اب آپ جلدی سے گھر آ جائیں۔۔ اس کے بعد ارحم ادھر ادھر کی باتیں کرتا فون کاٹ چکا تھا۔۔

رضیہ بی۔ رضیہ بی ارحم لاؤنچ کی طرف اتار رضیہ بی کو پکار رہا تھا۔۔

جی ار حم صاحب۔۔ رضیہ بی کل ماما آرہی ہیں۔۔ تو آپ نہ سارے کام سہی سے کروالیجیے گا۔ اور کھانا بھی کل انکی پسند کا بننا چاہیے۔۔

جی ار حم صاحب اس بار تو بی بی جی کافی ٹائم بعد آرہی ہیں۔۔ جی اس لیے بول رہا ہوں۔۔

انکے پسند کا کھانا بننا چاہیے اور ماما کا کمرہ

بھی اچھے سے صاف کروادیتے گا۔۔ انکو ڈسٹ سے الگ جی ہے۔۔ جی ار حم صاحب جیسا آپ کہیں۔۔ اور سنیں! جی رضیہ بی جاہی رہی تھیں کہ ار حم نے دوبارہ پکارا۔۔ پریشے نے میڈیسن لے لی تھی نہ

جی ار حم صاحب میں نے خود انکو ساری دوائیاں کھلائی تھیں۔۔ جی ٹھیک ہے۔۔ رضیہ بی چلی گئیں اور ار حم کمرے کی طرف بڑھا۔۔ کمرے میں آتے

ار حم نے آہستہ سے دروازہ کھولو تھا۔۔ کہ کہیں اسکے بے بی کی نیند نہ کھل جائے۔۔

بے بی کے ساتھ)

اتنا ظلم کون کرتا ہے۔۔

ارحم چلتا ہوا پری والی۔ سائڈ پہ آکر اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ پری کافی گہری نیند سو رہی تھی۔ شاید دوائیوں کا اثر تھا۔ ارحم نے پری کا چہرہ دیکھا۔ جس پہ ابھی تک تھپڑ کے نشان واضح ہو رہے تھے۔

ارحم کا ہاتھ سرکتے پری کے چہرے کی طرف گیا۔

ابھی ارحم اسکی گال چھونے ہی والا تھا کہ پری نیند میں کسمپائی ارحم کا ہاتھ وہیں رک گیا۔ پری پھر سے سو چکی تھی۔

پریشے۔۔ ارحم نے دھیرے سے پری کو آواز لگائی تھی۔ وہ پھر سے تھوڑا سا ہلی اور دوبارہ سو گئی۔

اب کی بار تو ارحم کو غصہ ہی آگیا تھا۔ پریشے۔ جج جی۔ آ۔ آپ۔۔ ارحم نے اتنی زور سے پکارا کہ پری پہلی آواز پہ ہی اٹھ گئی تھی۔ اور ڈری سہمی

کیفیت میں ار حم کو دیکھنے لگی۔۔ جو انتہائی غصے سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا
۔۔ اور ابھی کتنا

سونے کا ارادہ ہے میڈم کا۔۔ ار حم آئی برو
اچکاتے بولا تھا۔۔

ا۔ اٹھ گئی ہوں بب بس۔۔ پری نظریں جھکاتے
بولی تھی۔۔ اسے ابھی اور نیند آرہی تھی۔۔

نہیں تم ایک کام کرو سو جاؤ تمہارے باپ نے جو

تمہارے ساتھ ملازم بھیجے ہیں نہ وہ کام کر دیں گے تم آرام کرو۔۔ ار حم
گھورتے ہوئے بولا تھا۔۔

س۔۔ سوری وہ میں میڈلسن کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی سو گئی تھی آئندہ
ایسا نہیں ہوگا۔۔ پری شرمندہ ہوتی بولی تھی۔۔

ار حم کو اپنا دل پگھلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

(ہائے پتھر دل کیا جانیں معصومیت کیا ہوتی ہے)۔۔

ارحم پری سے کام نہیں کروانا چاہتا تھا وہ بس
اسے تنگ کر رہا تھا۔

چلو اب اچھے بچوں کی طرح اٹھو اور اچھے اچھے کام کرو۔
جج جی۔۔ پری اٹھنے لگی پھر بیٹھ گئی۔۔ ارحم نے آئی بروا چکائے جیسے پوچھ
رہا ہوا ب کیا ہے۔۔

آ۔۔ آپ اٹھیں گے تو میں۔۔ اٹھوں گی۔۔ ہائے کتنی معصومیت سے بولا
گیا تھا۔۔ ارحم اٹھتا ڈریسنگ ٹیبل کے پاس جا کھڑا ہوا۔

پری جلدی سے اٹھنے لگی بیڈ سے نیچے ٹانگیں اُتارتی ابھی وہ کھڑی ہی ہوئی
تھی چکر اکر دو بار ابیٹھ گئی ارحم مرر سے دیکھ تو رہا تھا لیکن انجان بنا رہا۔

تم جارہی ہو یا تمہارے باپ کو بولو اوں جو تمہیں
چھوڑ کر آئے۔۔ یہ ہر بات باپ پہ کیوں لے جاتے

ہیں۔۔ پری نے دل میں سوچا تھا۔۔ جیسے تیسے
کرتے پری اٹھ کر چلی ہی گئی تھی۔۔ اور اب ارحم

کو کمرہ خالی خالی محسوس ہو رہا تھا۔ مطلب جب وہ کمرے میں تھی تو برداشت نہیں ہو رہا تھا

کہ سو کیوں رہی ہے اور اب کمرے سے چلی گئی تھی تو خالی کمرہ برداشت نہیں ہو رہا تھا (نہیں مطلب بندہ جائے تو کدھر جائے)۔

ارحم اب سو نے پہ ٹکٹا تھا مسلنے لگا۔ پتا نہیں وہ لڑکی ارحم کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی یا

ارحم اسکی طرف مائل ہو رہا تھا۔ اب یہ تو وقت بتائے گا۔

ارحم پری کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کہ اسکا فون بجا۔ ارحم کو اس وقت کال کرنے والا شخص زہر لگ رہا تھا۔ اور اگر سامنے ہوتا تو شاید ارحم اس کو فائر ہی کر دیتا۔

ہاں سلیم بولو! "ارحم کے موڈ کا بیڑا غرک تو ہو ہی گیا تھا تو پھر سلیم کی کال اٹھانے میں کیا حرج تھا۔

"ارحم سر کیسے ہیں آپ۔۔؟

سلیم تم جانتے ہو میں بہت ہینڈ سم ہوں اور اب کام کی بات کرو۔ انتہائی بے زاری سے جواب دیا گیا۔

"جی سروہ پوچھنا تھا کہ کل آپ میٹنگ جوائن کریں گے۔۔؟
ہاں دیکھوں گا اگر ٹائم ملا تو آ جاؤں گا۔

"سر آپ اکیلے آئیں گے۔۔؟

نہیں اگر تم کہو گے تو بار بار لے آؤں گا۔ تمہیں بہت

شوق ہے نہ میری بیگم بننے کا۔۔ ارحم کو سوال

کچھ پسند نہیں آیا تھا۔ اسی لیے اس نے جلتا بھنتا جواب دیا تھا۔

ارے نہیں نہیں سر میرا مطلب تھا آپ اکیلے آئیں گے یا حمدان سر بھی
"آئیں گے۔۔؟

کیوں حمدان تمہاری پھوپھو کا بیٹا ہے کیا۔؟ "ارحم نے سوال میں سے
سوال نکالا تھا۔

نن۔ نہیں سراپسی بات نہیں ہے۔۔ "سلیم ہڑ بڑایا۔۔
 پھر کیسی بات ہے۔۔ اب توار حم کو غصہ آرہا تھا۔۔
 سر وہ آپ سے ایک بات پوچھنی تھی۔۔؟ "سلیم بھی ڈھیٹ بنتے بولا۔۔
 "ہمم بولو۔۔

سر آپ غصے میں ہیں کیا ڈھیٹائی کی انتہا ہو چکی تھی۔۔ پوچھ ہی بیٹھا سلیم
 ۔۔

سلیم کیا تم گھر آ سکتے ہو۔۔؟ "سلیم پہ اتنی مہربانی۔۔
 "جی جی سر ضرور، کوئی کام تھا کیا۔۔؟
 ہاں تم گھر آؤ گے تو میں تمہیں تفصیل سے بتاؤں گا۔۔ کہ میں غصے میں
 ہوں یا نہیں۔۔۔

ارے نہیں نہیں سراپسی ضرورت نہیں ہے میں
 سمجھ گیا۔۔ سلیم اپنی ہسی کنٹرول کرتے بولا تھا۔۔
 کیا سمجھ گئے۔۔؟ "ارحم نے تیوری چڑھاتے پوچھا۔۔

یہی کہ آپ کی بھابی سے لڑائی ہوئی ہے۔۔

سلیم میں کہتا ہوں تم مجھ سے ایک بار ملو پھر میں تمہیں ساری تفصیل بتاتا ہوں۔۔ ار حم کو لگ رہا تھا سلیم پاگل ہو گیا ہے۔۔

سر میں تو پہلے ہی شادی کے خلاف ہوں۔۔ اچھے خاصے بندے کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔۔ سلیم نے جیسے راز کی بات بتائی تھی۔۔

اوہ مطلب تم شادی نہیں کرو گے۔۔ ار حم نے بھی اپنا پتا پھینکا۔۔

ارے نہیں سر میں تو شادی کروں گا۔۔ تو پھر تمہارا مطلب ہے کہ مجھے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔ ار حم کو تو جیسے صدمہ پہنچا۔۔

ارے نہیں نہیں سر میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ سلیم آخر تمہارا مطلب کیا ہے۔؟ "کہیں تم پاگل واگل تو نہیں ہو گئے ہو کب سے دماغ کھا رہے ہو میرا۔۔ تم میرے آنے تک صبر رکھو میں آتے ہی پہلے تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤں گا۔۔

ارے نہیں سرا سکی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں تو بس آپکے غصے کی وجہ
جاننا چاہتا تھا۔۔ سلیم معصومیت سے بولا تھا۔۔

وجہ جاننا چاہتے ہو تو سو نو پھر میرے غصے کی وجہ تم ہو جو پچھلے دس منٹ
سے میرا دماغ کھا رہا ہے ہو مجھے تو لگتا ہے تم پاگل ہو گئے ہو ڈاکٹر کی
ضرورت ہے تمہیں، اپنا علاج کرواؤ، اور بنا علاج

کے میرے سامنے مت آنا ورنہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ گے۔۔ ار حم
جلی کٹی سناتے کال کاٹ چکا تھا۔۔ سلیم منہ کھولے موبائل کو دیکھ رہا تھا
۔۔ "آج اس نے کافی حد تک ار حم کا دماغ خراب کر دیا تھا۔۔ یایوں کہیں
"کہ آج سلیم کا اپنا دماغ خراب ہو گیا تھا۔۔

ار حم غصے سے کال کا ٹائاندر کی طرف بڑھا۔۔ رضیہ بی کمرے میں چائے
بھجوا دیں۔۔ ار حم غصے سے بولتا آگے بڑھ چکا تھا۔۔ پری جو رضیہ بی کے
پاس بیٹھی بڑی دلچسپی سے کھانا پکانا سیکھ رہی تھی اس نے ار حم کی غصے والی
آواز سنی۔۔

جی ار حم صاحب بھیج رہی ہوں۔۔ کیا یہ چائے بھی پیتے ہیں۔؟ "پری نے بے تکاسا سوال کیا تھا۔۔

جی جی پری بی بی ار حم صاحب کو چائے بہت پسند ہے۔۔ رضیہ بی خوشی سے بولی تھیں۔۔ دوبارہ پری نے کوئی بات نہیں کی وہ خاموشی سے رضیہ بی کو چائے بنانا دیکھتی رہی۔۔

یہ لیں پری بی بی۔۔ پری کو پتا ہی نہیں چلا کہ کب رضیہ بی چائے بنا کر پری کے سامنے آئیں۔۔ ارے

نہیں رضیہ بی مجھے ابھی چائے نہیں پینی میں رات کو پیتی ہوں۔۔ پری کو لگا "رضیہ بی اسے چائے دے رہی ہیں۔۔

پری بی بی یہ آپ کے لیے نہیں ہے ار حم صاحب کے لیے ہے۔۔ تو پھر آپ مجھے کیوں دے رہی ہیں۔۔ پری نہ سمجھی سے بولی۔۔

تاکہ آپ ار حم صاحب کو دے آئیں۔۔ میں کیوں دے کر آؤں آپ ہی جائیں جن بھوت کے پاس۔۔ پری منہ

بگاڑتی بولی تھی۔۔

دیکھ لیں پری بی بی آپکو ہی ڈانٹ پڑے گی میں تو دے آتی ہوں۔۔ رضیہ بی باہر کی طرف جاتی بولی تھیں۔۔ نن۔ نہیں رضیہ بی میں چلی جاتی ہوں آپ مجھے پکڑائیں وہ تو میرے ہاتھ پہ چوٹ لگی تھی نہ تو میں اسی لیے بول رہی تھی۔۔

پری نے ڈانٹ

کا نام سنتے جلدی سے رضیہ بی سے چائے پکڑی اور ارحم کو دینے کے لیے کمرے میں گئی۔۔ کمرے کے باہر آتے پری نے ایک گہرا سانس لیا اور بڑی ہمت اکٹھی کرتی کمرے میں داخل ہوئی۔۔

ارحم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ پہ مصروف تھا۔۔ دروازے کی آواز پہ اس نے گردن اٹھا کر

دیکھا۔۔ پری آہستہ آہستہ چلتی اندر آرہی تھی۔۔ اسکے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔۔

آ۔ آپکی چائے۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔

تم کیوں لائی ہو۔۔ ارحم نے آئی برواچکاتے پوچھا۔۔ وہ رضیہ بی نے۔۔ کہا تھا۔۔ اچھا تو رضیہ بی کے کہنے پہ لائی ہو۔۔ ارحم کو جیسے اصل بات سمجھ آئی۔۔

نن نہیں۔۔ رضیہ بی لارہی تھیں۔۔ تو میں نے ان سے کہا کہ میں دے آتی ہوں۔۔ پری سوچ سمجھ کر پوری لائن بول دی تھی۔۔ اور ارحم نے بھی ایک ایک لفظ تفصیل سے سنا تھا۔۔

چینی ڈالی ہے چائے میں۔۔ اب ارحم پری کو کنفیوز کرنے والا تھا۔۔ نن نہیں۔۔ ڈڈالی ہے۔۔ پری نے چائے بنائی ہوتی تو پتا ہوتا کہ چینی ڈالی ہے یا نہیں۔۔

مطلب چائے میں چینی ڈالی ہے۔۔۔ ار حم پری کو
تنگ کر رہا تھا۔۔۔ وہ تو میں بھول گئی ہوں۔۔۔ پری اداس ہوتی بولی تھی۔۔۔
ایک منٹ میں دیکھ کر بتاتی ہوں۔۔۔ پری نے جلدی سے چائے کا کپ اٹھایا
اور ایک چھوٹی سی چسکی لگائی۔۔۔ اور پھر ار حم
کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

ار حم نے آئی بر واچکائے جیسے پوچھ رہا ہو چینی
ڈالی ہے یا نہیں۔۔۔ چائے میں چینی نہیں ڈالی معصومیت کی انتہا تھی۔۔۔
ار حم نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ مم میں آپکو چینی والی چائے لادیتی ہوں
۔۔۔"

نہیں میں چینی والی چائے نہیں پیتا۔۔۔ کیا آپ چینی والی چائے نہیں پیتے
۔۔۔ پری کو صدمہ لگا۔۔۔ میں تو چینی والی پیتی ہوں۔۔۔ یہ تو پتا نہیں کیسے

میں بغیر چینی والی چائے کاسپ لگا۔۔۔۔
 پری جونان سٹاپ بول رہی تھی اسکی زبان کو بریک لگی۔۔ پری کو اپنی
 حرکت پہ انتہائی شرمندگی کا احساس ہوا۔۔
 بولورک کیوں گئی۔۔ ارحم کو بھی اسکی بات میں دلچسپی محسوس ہوئی تھی
 ۔۔

نن نہیں۔۔ س سوری میں آپکے لیے دوسری چائے لے کر آتی ہوں۔۔
 "کیوں اس چائے کو کیا ہوا ہے۔۔؟"
 وہ میں نے غلطی سے پی لی ہے سوری۔۔ پری سچ میں شرمندہ ہو گئی تھی۔۔
 تمہاری غلطیاں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور ہر دفعہ معافی نہیں ملے گی
 ۔۔ ارحم بناوٹی غصے سے بولا تھا۔۔
 یہ آخری غلطی تھی اب میں کوئی غلطی نہیں کروں گی۔۔ پری سر جھکائے
 شرمندگی سے بولی تھی۔۔
 یہ تمہاری آخری غلطی تھی رکھ دو چائے اور جاؤ کام کرو۔۔

جج جی، پری نے سائڈ ٹیبل پہ چائے رکھی اور جلدی سے کمرے سے باہر آئی
شکر کا کلمہ پڑھتے کچن کی طرف گئی۔۔

یہ رضیہ بی کہاں گئی۔۔ پری کچن میں آئی تو رضیہ بی نہیں تھی پری منہ میں
ہی بڑبڑاتے لاؤنچ میں آتی سونے پہ ٹک گئی۔۔ یہ رضیہ بی کہاں چلی گئیں
۔۔ پری ادھر ادھر دیکھتے بڑبڑاتی تھی۔۔ اب پری اکیلی بیٹھی تھی کیا کرتی
اسے اپنے گھر والوں کی یاد آگئی۔۔

پری آنکھوں میں نمی آئی اسکے بابا نے تو اسے ایک دفعہ بھی نہیں پوچھا تھا
۔۔ کہ وہ کیسی ہے۔۔

ارے پری بی بی آپ تو ارحم صاحب کو چائے دینے گئی تھیں دے آئی کیا
۔۔ رضیہ بی لاؤنچ میں داخل ہوتے بولی تھیں۔۔

رضیہ بی آپ کہاں چلی گئی تھیں۔۔ پری نے فکر

مندی سے پوچھا تھا۔۔ میں یہیں تھی میں نے

کہاں جانا ہے آپ کو کیا ہوا ہے آپ تو چائے دینے گئی تھیں۔۔

جی دے آئی ہوں آپ کے ار حم صاحب کو چائے۔۔ پری منہ کا نقشہ
بگاڑتے بولی تھی۔۔ وہ تو مجھے

سیدھے منہ بولاتے تک نہیں ہیں۔۔ ہر ٹائم غصہ
کرتے رہتے ہیں مارتے بھی ہیں۔۔ بابا سے ملنے بھی نہیں دیتے نہ ہی نام
لینے دیتے
"ہیں۔۔"

رضیہ بی میں کچھ دیر کے لیے آفس جا رہا ہوں
آپ دیکھ لیجیئے گا سارے کام۔۔ پری ار حم کی آواز
سنتی ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی تھی اسے امید نہیں
تھی کہ ار حم اس طرح اچانک آجائے گا۔
جی ار حم صاحب۔۔ اور تم دفعہ ہو جاؤ کمرے میں۔۔ تمہیں تو میں آفس
سے آکر تمہارے باپ سے
ملواؤں گا۔ ار حم کافی غصے میں بولا تھا۔

جج۔ جج۔ جی، ایک لفظ نکلا تھا وہ بھی پانچ تکرروں میں۔۔

دفعہ ہو جاؤ اب منہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔

پری ڈر کے مارے جلدی سے چلتی بنی۔۔ رضیہ بی آئندہ آپ اس سے کوئی بات نہیں کریں گی۔۔

لیکن ار حم صاحب وہ تو بچی ہے۔۔ آپ اس کے ساتھ ایسا مت کریں۔۔
آپ کو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مجھے
کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے بس آپ
آئندہ اس سے بات نہیں کریں گی۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔ رضیہ بی جانتی تھیں اب کوئی

بھی بات کرنا فضول ہے۔۔ ار حم اپنی سناتا جا چکا تھا۔۔ اور رضیہ بی ادا اس
چہرہ لیے کچن کی طرف چلی گئیں۔۔

.....

شایان جب سے گھر آیا تھا کمرے میں ہی گھسا ہوا تھا۔۔ شایان کی آنکھوں کے آگے ٹریفک والا منظر لہرا رہا تھا۔۔

اور اس کے لبوں پہ پہ جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔۔

شایان بیٹے کھانا لگ گیا ہے آجائیں۔۔ ملازمہ کھانے پہ بلانے آئی تھیں۔۔ جی میں آرہا ہوں۔۔ شایان اسی

طرح مسکراتا باہر کی طرف کھانے کی ٹیبل پہ آیا۔۔ کیا بات ہے آج تو بڑے خوش لگ رہے ہو۔۔

کچھ نہیں یار بس ایسے ہی۔۔ ایسے ہی کوئی خوش نہیں ہوتا۔۔ ہر خوشی کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔۔

حمدان مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔ ارے نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں ہے

--

سوچ لیں بھائی کہیں کوئی لڑکی کا چکر تو نہیں۔۔ ابان اپنی مسکراہٹ

چھپاتے بولا تھا۔۔ شایان نے گھور کر دیکھا۔۔ ابان بپ کروا کر بابا نے سن

لیا تو وہ کیا سوچیں گے انکا اتنا سمجھدار بیٹا لڑکی کے چکروں میں کب سے پڑ گیا۔۔ حمدان بھی ڈرانے والے انداز میں بولا تھا۔۔ ارے نہیں بھائی بابا ایسا نہیں سوچیں گے بلکہ ماما بولیں گی کہ میرے بیٹے کا کوئی قصور نہیں ہے اس لڑکی نے ہی ڈورے ڈالے ہوں گے۔۔

فریحہ بیگم اور سکندر عثمان ابھی کھانے کی ٹیبل پہ نہیں آئے تھے اسی لیے انکو موقع مل گیا تھا شایان کو تنگ کرنے کا۔۔ تم لوگ بھی نہ کیا کچھ سوچتے رہتے ہو کھانا کھاؤ چپ کر کے ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔ شایان مصنوعی غصہ دیکھاتے ہوئے بولا تھا۔۔ ابان اور حمدان تو اس بیچارے کے پیچھے ہی پڑ گئے تھے۔۔ لڑکی نے پہلی جھلک سے شایان کے چہرے کے رنگ بدل دیے تھے۔۔ تو جب وہ شایان کی ہو جائے گی تو شایان کی کیسی حالت ہوگی۔۔

حمدان بھائی لڑکی نے سچ میں جادو کر دیا ہے شایان بھائی یہ بھی بھول گئے ہیں کہ ماما بابا اور بھابھی ابھی کھانے پہ نہیں آئے اور ہم ان کے بغیر کھانا نہیں کھا سکتے۔۔۔ ابان اپنی بتیسی کی نمائش کرتے بولا تھا۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ حمدان کا بھی قہقہہ گونجا تھا۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے کہ تم دونوں پاگل ہو گئے ہو۔۔۔ کچھ بھی بولی جا رہے ہو۔۔۔ شایان کو تو غصہ ہی آگیا تھا۔۔۔ یہ تم لوگ لڑکیوں رہے ہو۔۔۔ سکندر عثمان کھانے کی ٹیبل پہ آتے بولے تھے اور پیچھے فریج بیگم کی بھی ساتھ ہی انٹری ہوئی تھی۔۔۔ ماما بابا آپ لوگ

تیاری پکڑ لیں آپ لوگوں کی بہو آنے والی ہے۔۔۔ ابان ہیر و بنتا بولا تھا۔۔۔ حمدان نے اپنی ہنسی کنٹرول کی شایان بیچارہ منہ پہ ہاتھ رکھے بیٹھا تھا اسے اُمید نہیں تھی کہ ابان ماما بابا کے سامنے اپنا منہ کھول دے گا۔۔۔

کیا مطلب ہے کون شادی کر رہا ہے۔۔

میرم کچن سے باہر آتی بولی تھی۔۔ فریج

بیگم نے بھی آئی برواچکائی۔۔ اب منظر یہ تھا کہ سب ابان کی طرف

متوجہ تھے اور اس کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔ اور ابان شایان کی

طرف دیکھ رہا تھا۔۔ کو اسے گھورنے میں مصروف تھا۔۔ ابان نے

لڑکی پسند کر لی ہے اور شادی کر رہا ہے۔۔

اس سے پہلے کہ ابان منہ کھولتا شایان جلدی سے بولا تھا۔۔ اور ابان بیچارہ

منہ کھولے دیکھ رہا تھا۔۔ شایان نے کتنے آرام سے گیم پلٹ دی تھی ابان

سوچ

کر رہ گیا تھا۔۔ ابان تم شادی کر رہے ہو اور مجھے بتایا بھی نہیں۔۔ میرم

روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔

ارے بھابی میں نہیں شایان۔۔ ابان تم شادی کر رہے ہو اور بھابھی کو بتایا

بھی نہیں۔۔

ابان بیچارہ ابھی کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ شایان نے اسکی بات کاٹی یہاں ابان جو شایان کو پھنسانا

چاہ رہا تھا خود ہی پھنس چکا تھا۔۔ یہ کیا شادی شادی لگا رکھا ہے بیٹھ جاؤ چپ کر کے کسی کی شادی نہیں ہو رہی بس ایک چھوٹا سا مذاق کر رہے تھے ہم۔۔ حمدان نے بڑے بھائی ہونے کے ناتے بات سنبھالی تھی۔۔ اور اب کہیں جا کے شایان کو سکون کا سانس آیا تھا۔۔ سب ہی کھانے کی ٹیبل پہ بیٹھے

کھانا کھانے لگ گئے۔۔

حمدان کا فون بجا حمدان نے کھانا چھوڑتے ایک نظر موبائل کو دیکھا جہاں سلیم کی کال آرہی تھی۔۔

کون ہے سکندر عثمان نے سوال کیا تھا۔۔ سلیم کی کال ہے بابا حمدان بولتے کال اٹھا چکا تھا۔۔

ہاں بولو سلیم! سروہ کل آپ کو ار حم سر کے ساتھ میٹنگ جوائن کرنی ہے
یہی بتانے کے لیے فون کیا تھا۔ لیکن ار حم نے کہا تھا کہ اب وہ ہماری کمپنی
کے ساتھ کوئی ڈیل نہیں کرے گا۔ جی لیکن اب ار حم صاحب کا ارادہ
بدل گیا ہے۔

ہاں چلو ٹھیک ہے میں صبح آ جاؤں گا۔ حمدان کال کاٹ چکا تھا۔

کیا ہوا شایان نے سوال کیا تھا۔ ار حم نے کل کی
میٹنگ جوائن کرنے کے لیے حامی بھر دی ہے۔

اور مجھے بھی کل اسلام آباد جانا پڑے گا۔ حمدان

نے خوشی کا مظاہرہ کرتے بتایا تھا۔ آخر یہ بندہ چاہتا کیا ہے کبھی انکار کر
دیتا ہے تو کبھی مان جاتا ہے۔ بزنس نہ ہو گیا کوئی بچوں کا کھیل ہو گیا۔

سکندر عثمان کو غصہ آرہا تھا ار حم پہ۔۔۔

بابا وہ ابھی اسٹریس میں ہے اسے سمجھ نہیں آرہی کہ اسے کیا کرنا چاہیے

۔۔ حمدان کو ار حم کی فکر تھی اسی لیے وہ اسکی سائڈ لے رہا تھا۔ ہاں اپنے

اس اسٹریس میں ہماری پری کو کوئی نقصان نہ پہنچادے ورنہ میں اپنے ہاتھوں سے اسکی جان لوں گا۔۔ ابان کو بھی ار حم پہ کافی غصہ آرہا تھا۔۔ میں نے کہا نہ ایسا کچھ نہیں ہوگا ار حم ایسا نہیں ہے بہت جلد سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا کھانا کھائیں
آپ لوگ پلیز۔۔۔

فریحہ بیگم کو تو غصہ آرہا تھا کہ اس کے تینوں بیٹے کیسے ایک شٹانک بھر کی لڑکی لڑکی کے پیچھے آپس میں لڑ رہے تھے۔۔ سکندر عثمان کی بھی یہی کیفیت تھی۔۔ اپنی ہی بیٹی سے اتنی نفرت کون کرتا ہے بھلا۔۔ سب اپنے اپنے کھانے میں مصروف ہو گئے تھے۔۔

.....

یہ ایک آفس کا منظر تھا جہاں سارے ایمپلائز گردنیں جھکائے کھڑے تھے۔۔ اور انکی آنکھوں میں خوف واضح نظر آرہا تھا۔۔

یہ یزدان شاہ کا آفس تھا ایک کامیاب بزنس مین۔۔ سیاہ آنکھیں مغرور
کھڑی ناک تھری پیس سوٹ میں

ملبوس وہ اسکرولنگ چیئر پہ بیٹھا سب ایمپلائز کو قہر برساتی نظروں سے
دیکھ رہا تھا۔۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ اس کی وجہ سے کوئی مر رہا ہے یا
کوئی تکلیف میں ہے اسے صرف اپنے آپ سے غرض تھی۔۔۔

زاویار۔۔ جج جی سر۔۔ یزدان انتہائی غصے سے دھاڑا تھا۔۔ مجھے وہ فائلز
چاہئیں۔۔ لیکن سر یہ بہت مشکل کام ہے ہم پہلے بھی کافی دفعہ پھنس چکے
ہیں۔۔ مجھے انکار سننے کی عادت نہیں مجھے کسی بھی حال میں وہ فائلز چاہئیں
۔۔ یزدان ٹیبل

پہ پوری شدت سے ہاتھ مارتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ جس کی وجہ سے زاویار دو
قدم پیچھے ہوا تھا۔۔ سینم۔۔ جی سر۔۔ تم کل کی میٹنگ میں جاؤ گی اور کسی
کو شک نہیں ہونا چاہئے۔۔ ورنہ تم جانتی ہو کہ تمہارے ساتھ کیا ہو گا۔۔
جی سر کسی کو پتا نہیں چلے گا۔۔

جاسکتے ہو تم لوگ۔۔ ایک ایک کر کے سارے ایمپلائز جا چکے تھے۔۔
اب یزدان بیٹھانے سگریٹ سلگایا تھا۔۔

بس میری جان اس حمدان کو راستے سے ہٹالوں پھر تم میری۔۔ صرف اور
صرف یزدان کی۔۔ یزدان لبوں پہ ایک دل کش مسکراہٹ لیے موبائل
سکرین پہ

دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔۔

.....

ارحم ابھی تک گھر نہیں آیا تھا اور پری بیچاری
کمرے میں ٹہلتی اپنی شامت آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔ "ہائے الیسی" یہ
تو نے کیا کر دیا اب تو میری خیر نہیں۔۔

کیا ضرورت تھی بابا کا نام لینے کی اگر اب ارحم نے مجھے مار دیا تو۔۔ تو میں
جہان سکندر کے ترکی کیسے جاؤں گی۔۔ نن نہیں وہ مجھے نہیں ماریں

گے میں ان سے معافی مانگ لوں گی۔۔ اور آئندہ کبھی ایسی غلطی دوبارہ نہیں کروں گی۔۔

لیکن اگر انہوں نے مجھے زندہ چھوڑ بھی دیا تو میں ترکی کیسے جاؤں گی۔۔ کیا ارحم مجھے ترکی لے جائیں گے۔۔ پری چلتے چلتے رک گئی۔۔

بابا کے گھر تو لے کر نہیں جاتے ترکی کیسے لے کر جائیں گے۔۔ پری منہ بسورتے سوئے پہ بیٹھ چکی تھی۔۔ تو پھر کیا میں کبھی ترکی نہیں جاسکوں گی۔۔

اور وہ لمبی ڈریس والا شوٹ بھی نہیں کروا سکوں گی ہائے۔۔ اللہ جی اب میں کیا کروں۔۔ پری تو سوچتے ہلکان ہو رہی تھی۔۔

"کیا سوچ رہی ہو۔۔؟" (کیا یہ ارحم بولا تھا۔۔؟)

میں سوچ رہی ہوں کہ میں ترکی کیسے جاؤں گی۔۔

پری نے بھی دیکھے بغیر جواب دیا تھا۔۔ ارحم کمرے میں کب آیا پری کو پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔

وہ تو اپنی امجینیشن کی دنیا میں گم تھی۔۔

پہلے میں تمہیں تمہارے باپ سے ملوالاتا ہوں اور اگر تم زندہ بچ گئی تو تمہیں ترکی بھی لے جاؤں گا۔۔ ار حم بھی اسکی بات سے محظوظ ہوتا بولا تھا۔۔

آ۔۔ آپ کب آئے پری بیچاری ار حم کی آواز سنتے جلدی سے کھڑی ہوئی۔۔ بیچاری کو پتا ہی نہیں چلا کہ کب ار حم اس کے سر پہ آن کھڑا ہوا۔۔ جب تم ترکی جانے کے خواب دیکھ رہی تھی تو میں نے سوچا تمہیں تمہارے باپ سے ملوانے کے بعد کیوں نہ میں تمہیں ترکی لے جاؤں۔۔ ار حم نے آئی برواچکائی۔۔

مم۔ میں تو مذاق کر رہی تھی۔۔ میڈیسن لی تم نے۔۔ نہیں۔۔ کیوں! وہ میں اپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔ کیوں۔۔ کیونکہ آپ نے کہا تھا کہ اپ اگر مجھے بابا کے گھر لے کر جائیں گے۔۔ اور ہم نے

گھورا۔۔ نن نہیں میرا مطلب تھا کہ وہ جو میں نے آپ کے سامنے بابا کا نام
لیا تھا ناتواپ نے کہا تھا کہ آپ افس سے آکر مجھے ڈانٹیں گے اور میں
کمرے میں جا کر آپ کا انتظار کروں۔۔ تو بس میں
آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔ معصومیت کی انتہا تھی۔۔
مطلب تم انتظار کر رہی تھی کہ میں آکر تمہیں
ڈانٹوں۔۔ اور ہم نے آئی برواچکاتے سوال پوچھا۔۔ پری نے اس بات میں
سر ہلایا۔۔ ار حم کو لگا آج وہ پاگل ہو جائے گا۔۔ پہلے سلیم اور اب پریشے۔۔
کیا تم پاگل ہو۔؟ "ار حم نے جانچتی نظروں سے پوچھا۔۔
نن۔ نہیں تو آپ کو کس نے کہا۔۔
پریشے جاؤ رضیہ بی کے پاس جاؤ وہ تمہیں بہت یاد کر رہی ہیں۔۔ جاؤ شاہاش
۔۔ ار حم نے پری کو بھیجنے میں ہی عافیت سمجھی ورنہ اسے لگ رہا تھا آج وہ
پاگل ہو جائے گا۔۔

لیکن آپ نے کہا تھا کہ میں باہر نہیں جاؤں گی۔۔ آج تو پری کی زبان رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔ ار حم نے اپنا غصہ کنٹرول کیا۔۔ پریشے اگر تم اپنی سلامتی چاہتی ہو تو چپ چاپ نیچے دفع ہو جاؤ ورنہ میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔۔ ار حم ہی جانتا تھا کہ وہ کیسے اپنا غصہ کنٹرول کر رہا ہے۔۔ اب بھی اس نے اپنے غصے پہ ضبط کر کے کہا تھا۔۔
جج جا رہی ہوں۔۔

رکو۔۔ دوپٹہ لو سر پہ۔۔ ججی۔۔ پری جلدی سے دوپٹہ درست کرتی باہر بھاگی۔۔ ار حم کا کیا بھروسہ کسی بھی ٹائم تھپڑ مار دے۔۔ آج تو ار حم کا دن ہی برا تھا۔۔ نہیں ار حم کا دن برا نہیں تھا پری اور سلیم پاگل ہو گئے تھے۔۔ ار حم جتنا پری سے روڈ بیسیو کرنے کی کوشش کر رہا تھا اتنا وہ لڑکی اسے اپنے قریب کھینچ رہی تھی۔۔
ار حم فریش ہونے جا چکا تھا ورنہ شاید اپنا سر دیوار میں ہی مار دیتا۔۔



پری نیچے آتی سیدھا ڈانٹنگ ٹیبل کی طرف گئی
 تھی جہاں رضیہ بھی کھانا لگا رہی تھی۔۔ آہ۔۔
 پری اپنی دھن میں جلتی مرردروازے کے ساتھ
 ٹکرائی تھی ارے پری بی بی دھیان سے چلیں۔۔
 اگر ابھی آپ کو چوٹ لگ جاتی تو۔۔ رضیہ بی پری کو دروازے سے ٹکراتا
 دیکھ فکر مندی سے بولی
 تھیں۔۔ پری رضیہ بی کی سن کہاں رہی تھی۔۔ وہ
 تو دروازے کو گھورنے میں مصروف تھی۔۔
 آخر یہ دروازہ یہاں لگوا یا کس نے ہے پری اپنا سر
 مسئلے بولی تھی۔۔ کیوں پری بی بی صحیح نہیں لگا ارحم صاحب نے لگوا یا ہے
 ۔۔ یہ آپ کے ارحم صاحب نے کبھی کوئی صحیح کام کیا بھی ہے یا نہیں۔۔
 پری اپنا سر مسئلے چیڑپہ بیٹھتے بولی تھی۔۔

پری بی بی دروازہ بالکل صحیح جگہ پہ لگا ہے آپ کو دیکھ کر چلنا چاہیے تھا۔
 آپ کا کہنے کا مطلب ہے کہ میں اندھی ہوں۔۔ پری نے صدمے کی
 کیفیت میں پوچھا۔ ارے نہیں پری

بی بی میرا مطلب وہ نہیں تھا میں تو کہہ رہی
 تھی کہ دروازہ ہی غلط جگہ پہ لگا ہے۔۔ میں ارحم صاحب سے بات کرتی
 ہوں کہ وہ یہاں سے دروازہ اتر وادیں۔۔ رضیہ بی ہارمانتی بولی تھیں۔۔
 ہاں تو پہلے لگوانا ہی نہیں چاہیے تھا نا۔۔ پری نے منہ بسورا۔۔
 السلام علیکم رضیہ بی۔۔

وعلیکم السلام ارحم صاحب۔۔ اور حم نے کھانے کی ٹیبل پہ اتے رضیہ بی کو
 سلام کیا تھا۔۔ اور پری

جلدی سے کھڑی ہو گئی۔۔ تم کیوں کھڑی ہو گئی
 ارحم ائی برواچھکاتے بولا تھا بیٹھ جاؤ۔۔ وہ رضیہ بی نے آپ سے کچھ کہنا تھا
 پری لب کھلتے

بولی۔۔

جی رضیہ بی بولیں ار حم اب رضیہ بی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

جی ار حم صاحب میں نے نہیں وہ پری بی بی نے کچھ کہنا تھا۔ اب بیچاری

رضیہ بی کیا بولتیں پری نے تو ان کو اچھا خاصا پھنسا دیا تھا۔

ار حم نے سوالیہ نظروں سے پری کی طرف دیکھا۔ رضیہ بی آپ نے

دروازے کے بارے میں کچھ کہنا تھا پری رضیہ بی کی طرف دیکھتی بولی۔

رضیہ بی کو لگ رہا تھا کہ انہوں نے پری کے سامنے دروازہ اتروانے کی بات

کر کے بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔۔۔

کیا مجھے کوئی بتائے گا کہ یہاں پہ کیا ہو رہا ہے۔ آخر کس دروازے کی

بات کی جا رہی ہے۔۔۔ ار حم کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ پری بول کیا

رہی ہے۔۔ کبھی رضیہ بھی تو کبھی پری۔

پری نے رضیہ بی کو اشارہ کیا۔ اب رضیہ بی بیچاری مرتی کیا نہ کرتی بولنا

شروع کیا۔ وہ ار حم صاحب آپ وہ والا دروازہ تڑوا دیں۔

"کون سادر وازہ تڑوادوں۔۔؟"

وہ والا۔۔۔ رضیہ بی نے اشارہ کیا۔۔

لیکن کیوں ار حم کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ آخر وہ در وازہ اتارنا کیوں ہے۔۔

وہ ار حم صاحب پری بی بی نیچے ار ہی تھی تو ان

کاسر ٹکرا گیا تو وہ بول رہی ہیں کہ در وازہ تڑوادیں۔۔ رضیہ بھی اپنی ہنسی کنٹرول کرتے بول رہی تھیں۔۔

ار حم سمجھ چکا تھا کہ پری نے نیچے آنے کے بعد رضیہ بی کا دماغ بھی خراب کر دیا ہے۔۔ اسی وجہ

سے وہ ایسی باتیں کر رہی ہیں۔۔

ار حم نے پری کی طرف دیکھا جو معصومیت سے چہرے کے نیچے ہاتھ رکھ

کے کھڑی تھی۔۔ ہاں ٹھیک ہے میں در وازہ اتروادوں گا کھانا کھاؤ بیٹھ

کے۔۔ پتہ نہیں کیوں لیکن اس بار ار حم کو غصہ نہیں آیا تھا۔۔

پری بھی خوش ہوتی جلدی سے بیٹھ کے کھانا کھانے لگی۔۔۔ ار حم نے اس کے چہرے پہ خوشی دیکھی تھی۔۔۔ کیا لڑکی تھی وہ ہر چھوٹی سی بات پہ خوش ہو جاتی تھی۔۔۔

.....

ہر طرف گہما گہمی مچ چکی تھی کیونکہ آج مہرناز بیگم ار ہی تھیں۔۔۔ سبھی ملازم بہت خوش تھے کہ ان کی بیگم صاحبہ آر ہی ہیں اور وہ بھی کافی لمبے عرصے کے بعد۔۔۔

جب سے احمر کی موت ہوئی تھی وہ حویلی میں نہیں آئی تھی۔۔۔ لیکن آج ار حم نے ضد کر کے ان کو بلوا ہی لیا تھا۔۔۔

ار حم بھی بہت خوش نظر آ رہا تھا اور پریشے تو دیکھ رہی تھی کہ وہ آج تیار کیسے ہو رہا ہے۔۔۔ ار حم

ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا بظاہر تو وہ واج پہن رہا تھا لیکن اس کی نظر شیشے میں سے نظر آتی پریشے پر تھی جو چہرے کے نیچے ہاتھ ٹکائے صوفے پہ بیٹھی ار حم کو دیکھنے میں مصروف تھی۔

کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟ اب ار حم کف لنکس لگاتے بولا تھا۔

"آپ شادی پہ جارہے ہیں۔۔؟"

نہیں تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔ ار حم کو پریشے کی بات سے تجسس ہوا۔

وہ اپ تیار ہو رہے تھے تو میں نے اسی لیے پوچھا۔ میں شادی کے لیے نہیں آفس کے لیے تیار ہو رہا ہوں۔

کیا آفس اتنا تیار ہو کے کون جاتا ہے۔۔ پری جانچتی نظروں سے بولی تھی

۔۔ میں ہوتا ہوں تم سے مطلب۔

.....

حمدان تیار ہو رہا تھا، اور میرم اداس چہرہ لیے کبھی واچ پکڑا رہی تھی تو کبھی کوٹ۔۔۔ میرا بے بی اداس کیوں ہے۔۔۔

آپ نا مجھ سے بات مت کریں۔۔۔ میرم اسی طرح اداس چہرہ لیے بولی تھی۔۔۔ پتہ نہیں میری زندگی میں وہ دن کب آئے گا جب میں تم سے بات کروں گا

اور تم پیار سے میرے جواب دو گی۔۔۔ حمدان مایوسی سے بولا تھا۔۔۔
آپ نا اپنی چھپھوری باتیں بند کریں۔۔۔ یہ چھپھوری باتیں تو نہیں ہیں۔۔۔
یہ چھپھوری باتیں ہی ہیں پلیز آپ مجھ سے ایسی باتیں مت کیا کریں۔۔۔
تو کیا باہر کی لڑکیوں سے ایسی باتیں کیا کروں میرم نے گھورا اور اداسی سے
چہرہ جھکا لیا۔۔۔ میرم

میں کل شام تک اجاؤں گا تم اداس کیوں ہو رہی
ہو۔۔۔ حمدان سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

آپ جاہی کیوں رہے ہیں۔۔ میرم اگر تم ایسے کرو گی تو میرا جانا مشکل ہو جائے گا اور ہماری کمپنی کو بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔۔ حمدان میرم کے ہاتھ پکڑتا بولا تھا۔

میرم نے چہرہ اٹھا کر دیکھا اس کا آنسو پھسل کر گال پہ آیا۔۔ جسے حمدان چن چکا تھا۔۔ میں جاؤں۔۔

میرم نے اس بات میں سر ہلایا اور حمدان سے "لیٹ گئی۔۔ چلو اب مسکرا کر دکھاؤ۔۔ حمدان میرم کا چہرہ انگلی سے اٹھاتا بولا تھا۔

حمدان اتنے پیار سے بولا تھا کہ میرم مسکرا دی۔۔ چلیں جی اب اداس نہیں ہونا ٹھیک ہے نا حمدان میرم کی گال تھکتے بولا تھا۔۔ حمدان باہر آتے فریجہ بیگم سے ملا۔۔

سکندر عثمان اور شایان آفس جا چکے تھے اور اب حمدان آفس جانے کے بعد وہاں سے فائلز لے کے

اسلام آباد کے لیے نکلنے والا تھا۔

.....

رضیہ بی آج آپ کے ار حم صاحب کی ماما آرہی ہیں کیا۔۔ جی جی آپ کو نہیں پتہ۔۔

پتہ ہے ویسے پوچھا۔۔

کیسی ہیں وہ۔۔ پری نے پھر سے سوال کیا۔۔

پری بی بی مہرناز بیگم بہت اچھی ہیں وہ ار حم صاحب سے بہت پیار کرتی ہیں

۔۔ رضیہ بی خوش ہوتی بولی تھیں۔۔ اچھا تو پھر وہ آپ کے ار حم صاحب

کے پاس کیوں نہیں رہتیں۔۔ پری بی بی پہلے وہ یہیں رہتی تھیں۔۔

ہر طرف رونق ہوتی تھی۔۔ لیکن جب سے احمر بیٹے کا انتقال ہوا ہے اس گھر

سے جیسے خوشیاں کہیں دور جا چھپی ہیں۔۔ رضیہ بی اداس ہوتی بولی تھی۔۔

احمر وہی آپ کے ار حم صاحب کے بھائی۔۔ جی۔۔

اور ان کے بابا وہ کہاں ہیں۔۔ وہ توار حم صاحب

بہت چھوٹے تھے جب بھی ان کا انتقال ہو گیا۔۔ مہرنازی بی بی نے اپنے دونوں شہزادوں کو اکیلے ہی پالا تھا۔۔ بہت مشکلیں اٹھائی تھیں انہوں نے اور جب ار حم صاحب بڑے ہوئے تو انہوں نے اپنے بابا کا سارا بزنس خود ہی سنبھال لیا تھا۔۔

اور جب بی بی جی کی خوشیوں کے دن آئے تو ان کا بیٹا ان سے دور ہو گیا۔۔ اس گھر میں تو جیسے قیامت ٹوٹی تھی اس کے بعد اس گھر میں کبھی خوشیاں واپس نہیں آئی۔۔ بی بی جی یہاں سے چلی گئی اور ار حم صاحب ان کو پتہ نہیں کیا ہوا۔۔ وہ دن بدن بدلتے گئے وہ پہلے بالکل بھی ایسے نہیں تھے۔۔

ار حم صاحب احم ریٹے سے بہت پیار کرتے تھے۔۔ جس دن احم ریٹے کا انتقال ہوا تھا ار حم صاحب کی بہت بری حالت تھی۔۔ وہ خود ہی نہیں سنبھل پارہے تھے۔۔ تو وہ مہرنازی بی بی کو کیسے سنبھالتے۔۔ بتاتے بتاتے رضیہ بی کی آنکھوں میں آنسو آگئے

تھے۔۔ کیا سچ میں احمر بھائی کو میرے بابا نے مارا

تھا۔۔ سننے میں تو ایسے ہی آیا تھا اب خدا ہی

جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔۔ پری ار حم کو کتنا

برا سمجھ رہی تھی۔۔

لیکن ایسا نہیں تھا اس کے ساتھ بہت بھی برا

ہوا تھا۔۔ اس کا جان سے عزیز بھائی اس سے

چھن گیا تھا۔۔

!" پریشے پریشے۔۔

ج۔جی۔۔۔ ار حم نے پری کو آواز لگائی تھی۔۔

تم جانتی ہو نامیری ماما رہی ہیں۔۔ ار حم کافی غصے میں بول رہا تھا۔۔ جج جی

جانتی ہوں۔۔ پری رضیہ بی کی طرف دیکھتی بولی تھی۔۔ تو تم یہ ماسیوں

والی حالت میں ان کے سامنے جاؤ گی۔۔ پری سر جھکائے خاموشی سے

کھڑی رہی۔۔ چہنچ کر و جا کے ابھی۔۔

جی۔۔۔ پتہ نہیں رضیہ بی کی باتیں سنتے پری کا دل اداس ہو گیا تھا۔۔ رضیہ

بھی ماما کے فلائٹ کا

ٹائم ہو گیا ہے۔۔ میں انہیں لینے جا رہا ہوں۔۔

جی ار حم صاحب۔۔۔"

.....

سینم "زاویار" تم دونوں تیار ہو۔۔"

جی سر۔۔

کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔۔ اگر فائلز آسانی سے مل جائیں تو ٹھیک ہے

"۔۔ ورنہ تم لوگ جانتے ہو کہ کیا کرنا ہے۔۔؟

جی سر کوئی غلطی نہیں ہوگی۔۔ "زاویار اور

سینم ایک اواز میں بولے تھے۔۔ یزدان کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی

۔۔ یہ ایک پروجیکٹ کی فائل

تھی جو پروجیکٹ حمدان اور ار حم کی کمپنی کو ملا تھا۔۔

لیکن "یزدان" اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا.. وہ پروجیکٹ لینے کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتا تھا۔ آخر اس کا بھی نام تھا بزنس میں۔۔ اتنی آسانی سے وہ اتنی بڑی ڈیل حمدان اور ارحم کے ہاتھ میں نہیں جانے دے سکتا تھا۔ نہ جانے اب یزدان کیا کرنے والا تھا۔۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔

گا۔۔

.....

گاڑی کی آواز پہ گارڈ نے گیٹ کھولا تھا۔ ارحم کی گاڑی اندر آئی تھی۔۔ پری جو شیشے کے آگے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی۔ اس نے بھی گاڑی کی آواز سنی تھی پری کنفیوز ہو رہی تھی۔۔

"اس نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اٹھایا اور اوڑھتے صوفے پہ جا بیٹھی۔۔ پری بی بی کیسی ہیں آپ۔۔ رضیہ بی نے سب

سے پہلے اتے سلام کیا تھا۔۔ میں ٹھیک ہوں رضیہ بی "اپ کیسی ہیں۔۔

بڑی بی بی میں

بالکل ٹھیک ہوں اپ کافی دیر بعد آئی ہیں۔۔

رضیہ بی ماما کو اندر لے کر چلیں۔۔ کیا یہیں

پہ ساری باتیں کریں گی۔۔ ار حم انج اتنے عرصے بعد مسکرایا تھا۔۔ رضیہ بی

نے سوچتے نظر اتاری

تھی۔۔



" چلیں ماما اندر۔۔ ہاں بیٹا

رضیہ بی پریشہ کہاں ہے۔۔ وہ تو ابھی کمرے سے باہر ہی نہیں آئی۔۔ اپ

" اس کو بلا دیں۔۔ جی

میں ابھی بلالاتی ہوں۔۔ ار حم تم آتے ساتھ اس لڑکی کو میرے منہ لگوانا

چاہتے ہو۔۔ ماما اپ ایک دفعہ مل لیں نا پھر آپ کو بہت سارا ریسٹ

بھی کرنا ہے۔۔ ار حم فکر مندی سے بولا تھا۔۔ مجھے ریسٹ نہیں کرنا۔۔
میں بالکل بھی نہیں تھکی۔۔

پری بی بی "۔۔ جج۔ جی۔۔ پری رضیہ بی کی آواز سنتے اچانک سے کھڑی "
ہوئی تھی کھڑی ہوئی تھی۔۔

پری بی بی آپ نیچے آجائیں بڑی بی بی آگئی ہیں۔۔
رضیہ بی میں کیسے آؤں پری اپنا چہرہ جھکاتی بولی تھی۔۔
رضیہ بی سمجھ گئی تھیں۔۔ کہ پری کنفیوز ہو رہی ہے۔۔ آپ گھبرا کیوں رہی
ہیں۔۔ بڑی بی بی دل کی بہت اچھی ہیں۔۔ بس وہ تھوڑا سا روڈ بھیسو کریں
گی۔۔

لیکن آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔ خراب
" ان کی بہو ہیں۔۔ ان کے ار حم کی بیوی۔۔
رضیہ بی سمجھانے والے انداز میں بولی تھیں۔۔ چلیں امیں میں آپ کے
ساتھ ہوں نا۔۔

پری رضیہ بی کے ساتھ چل پڑی تھی۔۔ رضیہ بی مم۔ میں نہیں جاؤں گی۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔ پری ابھی کمرے سے باہر ہی آئی تھی کہ دوبارہ جانے سے انکار کر دیا۔۔ پری بی بی آجائیں کچھ نہیں ہوتا ورنہ ارحم صاحب پھر سے اپ کو ڈانٹیں گے۔۔

نن۔۔ نہیں مجھے نہیں جانا "پری ہاتھ چھڑواتی نفی میں سر ہلاتی بولی تھی۔۔ میرے بابا نے ان کے بیٹے کو مارا ہے نا۔۔ تو وہ مم۔۔ مجھے بھی مار دیں گی۔۔ پری کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔ پری بی .. بی آپ روئیں مت اندر چلیں۔۔ "میں ارحم صاحب کو بتا دوں گی رضیہ بی پری کو روٹا دیکھ اندر لے آئی تھیں۔۔ کون مر گیا ہے یہاں پہ۔۔

ارحم اندر داخل ہوتے ہوئے بولا تھا۔۔ پری نے ڈر کے مارے رضیہ بی کی طرف دیکھا۔۔ رضیہ بی یہ روکیوں رہی ہے۔۔ اور ہم بات تو رضیہ بھی سے کر رہا

تھا لیکن اس کی نظریں پر ہی پہنچیں۔۔۔ وہ ار حم صاحب پری بی بی بول رہی ہیں کہ ان کو نیچے نہیں جانا۔۔۔

کیوں۔۔۔ انتہائی روبر سے پوچھا گیا۔۔۔ پری خاموش

کھڑی رہی۔۔۔ کیوں نہیں جانا تم نے۔۔۔ وہ میں۔۔۔ "چھوڑیں

پلیز"۔۔۔ ابھی پری کچھ بول ہی رہی تھی کہ ار حم اس سے پکڑا اور چل پڑا۔

منہ بند رکھو اپنا۔۔۔ "رضیہ بی بی پیچھے ہی چل دی تھیں۔۔۔

مم مجھے ان کے سامنے نہیں جانا پلیز۔۔۔" پری پھر سے روتے ہوئے بولی

تھی۔۔۔ پریشہ چپ کر جاؤ؛ "ورنہ میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔۔۔ ار حم کو تو

سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس طرح بیہوش کیوں کر رہی ہے۔۔۔ آخر پری کی

سن کون رہا تھا "وہ تو بیچاری جب سے اس گھر میں آئی تھی حکم ہی مان رہی

تھی۔۔۔؛

آگئی آپ کی بہو۔۔ سکندر عثمان کی بیٹی ہے؛ نخرے تو دکھائے گی۔۔ ارحم
لاؤنج میں اتنا اس کا ہاتھ چھوڑتا بولا تھا۔۔ مہرناز بیگم نے ایک نظر پری کو
دیکھا۔۔

وہ ٹھٹکی "لیکن اگلے ہی پل وہ نارمل بیسیو میں
بولیں۔۔ ارحم تم اسے اس طرح کیوں لے کر آئے ہو۔۔
پری بیچاری ڈر کے مارے چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔۔
ارحم کی ماما بری نہیں تھیں۔۔ لیکن پری کو ان سے ڈر لگ رہا تھا۔۔ پتہ
نہیں کیوں اس نے جب سے
رضیہ بی کی باتیں سنی تھی وہ تھوڑی سہم گئی
تھی۔۔

ماما سکندر کی بیٹی ہے اسی قابل ہے یہ۔۔ اور ہم
سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔

آپ اتنا مت سوچیں "آج سے پریشے ارحم خان آپ

کے سارے کام کرے گی۔۔

کیوں پریشے۔۔؛ ار حم آئی برواچکاتے بولا تھا۔۔ نج
جی "معصومیت کی انتہا تھی۔۔ مہرناز بیگم کو
اپنے جسم میں سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔
ایسا کیوں ہوا تھا مہرناز بیگم سمجھ نہیں پائی
"تھیں۔۔

تمہارا کیا باپ مر گیا ہے۔ جو اس طرح سے سوگ منار ہی ہو۔۔ "ار حم
پری کی بازو کو جھٹکا دیتے بولا تھا۔۔ پری نے انتہائی معصومیت سے ہلکا سا چہرہ
اٹھا کے ار حم کی طرف دیکھا۔ ایک پل کے لیے سیاہ آنکھیں سرمئی
آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔؛ سرمئی آنکھوں میں پانی دیکھ ار حم کو اپنا دل
ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔۔

پری نے چہرہ جھکا لیا۔۔

لیکن ار حم شاید پلکیں جھپکانا بھول گیا تھا۔۔

مہرناز بیگم نے بھی ایک الگ سا احساس محسوس کیا تھا۔ لیکن جوا نہوں نے محسوس کیا تھا اس پہ یقین کرنا کافی مشکل تھا۔

ارحم بیٹا یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو۔ مہرناز بیگم ارحم کو گھورتی " بولی تھیں۔ بیٹا تم کمرے میں جاؤ! وہ پری کو دیکھتے بہت پیار سے بولی تھیں

ماما یہ آپ ہی بول رہی ہیں نا۔! کہیں آپ نے اسے اپنی بہو تسلیم تو نہیں کر لیا۔؟ ارحم نے جیسے غلط سنا تھا۔

ارحم بیٹا مجھے کچھ دیر آرام کرنا ہے تم جاؤ۔! ماما آپ ٹھیک تو ہیں ارحم فکر مندی سے بولا تھا ہاں بیٹا میں ٹھیک ہوں بس کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہوں !۔ لیکن ابھی تو آپ کہہ رہی تھی کہ آپ بالکل بھی نہیں تھکیں۔

ہاں پہلے نہیں تھکی تھی لیکن اب تمہاری بک بک سن کے میں تھک چکی ہوں۔۔ تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتی ہوں۔۔ مہرناز بیگم شرارت سے بولی تھیں۔۔ ارحم نے بے یقینی سے دیکھا تھا۔۔ اسے یقین نہیں آیا کہ اس کی ماں نے اسے ایسے بولا ہے۔۔ ماما میں فضول میں تو نہیں بولتا، ارحم تو "صدے میں چلا گیا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔۔ آج مجھے میٹنگ بھی جوائن کرنی ہے اپ دعا کرے گا کہ ہمیں پروجیکٹ بھی مل جائے۔۔ انشاء اللہ۔۔ میرے بیٹے کو ہی پروجیکٹ ملے گا مہرناز بیگم دعا دیتی بولی تھیں۔۔ ارحم چلا گیا، اور اب مہرناز بیگم بیٹھ چکی تھیں۔۔! رضیہ بی میرے لیے ایک کپ چائے لادیں۔۔ جی بڑی بی بی میں ابھی لاتی ہوں "مہرناز بیگم پیچھے کوٹیک لگاتی انکھیں مون چکی تھیں۔۔ پتہ نہیں آج پری کو دیکھ کے ان کو کیا ہوا تھا۔۔

●●●●●●●●

ارحم افس پہنچ چکا تھا اور اب ہمدان کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ سر حمدان اگتے ہیں۔۔۔ سلیم اندر اتنا بولا تھا۔۔۔ بھیج دو اندر۔۔۔ ارحم نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔ السلام علیکم۔۔۔ یاربندہ کم از کم ریسو کرنے کی آجاتا ہے۔۔۔ حمدان اندر داخل ہوتا اس چہرے سے بولا تھا۔۔۔

کیوں تم میرے پھوپھو کے بیٹے نہیں ہو جو میں تمہیں ریسو کرنے آتا۔۔۔

ارحم بغیر دیکھے بولا تھا۔۔۔

پھوپھو کا بیٹا نہیں ہوں بچپن کا دوست تو ہوں نا۔۔۔

ہو نہیں تھے۔۔۔! ارحم نے ابھی تک چہرہ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔۔۔

کیسے ہو تم۔۔۔؟" حمدان جانتا تھا کہ وہ الٹ جواب دے گا لیکن پھر بھی پوچھ

"ہی لیا۔۔۔

"بالکل ویسا جیسی احمر کی لاش تھی۔۔۔

فضول بکواس مت کرو۔۔ حمدان کافی غصے میں بولا تھا۔۔ ہو کیا گیا ہے تم پہلے تو ایسے نہیں تھے۔۔

جب تم قاتل بن سکتے ہو؛ تو میں ایسا کیوں نہیں!! ارحم نے بھی جلتا بھنتا! جواب دیا تھا۔۔

حمدان نے ایک بے بسی سی نگاہ ارحم پہ ڈالی جو لپٹا پپہ مصروف تھا۔۔ جیسے یہاں موجود ہی نہ ہو۔۔ کب تک میٹنگ کے لیے نکلنا ہے۔۔؟

حمدان نے سوال کیا۔۔

ابھی 20 منٹ ہیں تم باہر انتظار کر سکتے ہو۔۔ "سچ میں آج ارحم بے رحمی" کی انتہا پہ تھا۔۔ حمدان خاموشی سے اٹھتا باہر جا چکا تھا۔۔ ہر دفعہ ارحم کا لہجہ اس کا دل توڑ دیتا تھا۔۔ لیکن حمدان جانتا تھا "ایک نہ ایک دن سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ ارحم بھی پہلے کی طرح اس سے دوستی کر لے گا۔۔ ایک اسی بات کے سہارے حمدان خود کو تسلی دیے رکھتا تھا۔۔

حمدان کے جانے کے بعد ار حم نے کھٹاک سے لیپ ٹاپ بند کیا "اور دروازے کو گھورنے لگا۔ غصے میں باہر جانے کا کیا بول دیا سالا برا ہی مان گیا۔ ار حم دروازے کو گھورتے بولا تھا "جیسے دروازہ نہیں حمدان ہو۔ حمدان میں چاہ کر بھی تم سے نفرت نہیں کر پارہا!! آخر یہ سب ہوا ہی کیوں ار حم اپنا

ماتھا مسلتے بولا تھا۔ حمدان، حمدان، حمدان، پگل ہو جاؤں گا میں۔ ار حم غصے سے ٹیبل پہ ہاتھ مارتے بولا تھا۔

سر میٹنگ کا ٹائم ہو گیا ہے، اجائیں سلیم اندر اتے بولا تھا۔ ہممم آرہا ہوں۔ ار حم اٹھا اور افس سے باہر آیا۔ باہر اتے اس کی نظریں حمدان کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

سر چلیں!! سلیم بولا تھا۔

یہ حمدان کہاں ہے۔ ار حم نے جانچتی نظروں سے پوچھا تھا۔ سروہ گاڑی میں بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ بس اپ جلدی سے آجائیں۔ پہلے

ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ وہ دونوں ایک ساتھ جاتے تھے۔ لیکن آج آرم پہلے ہی جا چکا تھا۔ شاید آج آرم نے کچھ زیادہ ہی بول دیا تھا۔ حمدان کو ہرٹ ہوا تھا "آرم بھی خاموشی سے آتا گاڑی کا دروازہ کھولتے بیٹھ چکا تھا

--

راستہ خاموشی سے گزر گیا تھا۔ دونوں میں کسی قسم کی بھی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ اور اب وہ دونوں شہوار انڈسٹری کے باہر کھڑے تھے۔ ان دونوں نے ہی ایک دوسرے کو مخاطب نہیں کیا تھا۔ اور خاموشی سے اندر چلے گئے۔

.....

رضیہ بی۔۔ "جی بڑی بی بی اپ اٹھ گئیں۔۔! جی ابھی اٹھی ہوں۔۔ اپ میرے کمرے میں آئیں مجھے بات کرنی ہے۔۔ جی بڑی بی بی میں ابھی آرہی ہوں۔۔ کمرے میں آتے مہرناز بیگم نے بات کا آغاز کیا تھا۔

رضیہ بی میں اپ سے جو کچھ پوچھوں گی اپ بالکل سچ بتائیں گی۔۔۔ جی بڑی بی بی۔۔! وہ کیا نام ہے اس لڑکی کا!! پریشے "ارحم نے اس سے زبردستی شادی کی ہے۔۔ مہرناز بیگم جانچتی نظروں سے بولی تھیں کہ رضیہ بھی کہیں جھوٹ نہ بول دیں۔۔

بڑی بی بی یہ تو میں نہیں جانتی؛ لیکن پری بی بی جب آئی تھی تو وہ دلہن کے جوڑے میں تھیں!! اور ارحم صاحب نے کہا تھا کہ پری اور ان کا نکاح پری کے بابا اور بھائی کی موجودگی میں ہوا ہے۔۔ مجھے تو سمجھ نہیں آرہی کہ سکندر نے اپنی بیٹی کا رشتہ دے کیسے دیا۔۔ اور مجھے تو وہ لڑکی لگ بھی کافی چھوٹی رہی ہے۔۔

"ارحم کا کیسا بیہو ہے اس کے ساتھ۔۔؟

رضیہ بی نے پہلے دن سے لے کر اب تک کی پوری داستان سنا دی تھی۔۔ اور مہرناز بیگم تو صدمے میں چلی گئی تھیں۔۔

ہاں ان کو پری کو دیکھ کر غصہ ضرور آتا۔ اگر وہ کوئی چالاک لڑکی ہوتی تو" لیکن وہ تو ایک معصوم سی چھوٹی سی پری تھی۔ جس پہ ہر کسی کو پیار آتا۔ لیکن ان کے بیٹے نے اچھا نہیں کیا تھا۔ مہرناز بیگم سوچ کر ہی پریشان ہو رہی تھیں۔

.....

میٹنگ ختم ہو چکی تھی۔ ار حم اور حمد ان بیٹھے فائلز اکٹھی کر رہے تھے۔ دونوں بیس ما بھی تک خاموشی تھی۔ پتہ نہیں کیوں ار حم کو غصہ آرہا تھا۔ کہ حمد ان اس سے بات کیوں نہیں کر رہا۔ ار حم میں جانتا ہوں تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن صرف ایک دفعہ بات کر لو پلیز۔ حمد ان منت بھرے لہجے میں بولا تھا۔ ایک پل کو ار حم کا دل چاہا کہ سب کچھ بول بھلا کر حمد ان کے گلے لگ جائے۔ لیکن اس کی انانے اسے ہلنے نہیں دیا۔

ہم بولو لہجہ سرد تھا۔!! پریشہ کیسی ہے۔۔ حمدان چہرہ جھکائے بولا تھا

کون پریشہ؟؟ ار حم نے نا سمجھی کا مظاہرہ کیا۔۔ ار حم تمہاری بیوی میری بہن۔۔

زندہ ہے۔۔ تم سے مطلب "ار حم نے اپنی سنادی تھی یہ جانے بغیر کہ حمدان کے دل کے کتنے ٹکڑے ہو گئے تھے۔۔

اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ پریشہ ابھی تک مری کیوں نہیں، تو ٹینشن لو مت لو بہت جلد اپنے باپ اور بھائیوں کو یاد کرتی کرتی مر جائے گی۔۔ آج ار حم بے حسی کی انتہا پہ تھا۔۔

حمدان نے دوبارہ چہرہ اٹھا کے ار حم کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔ وہ خاموشی سے اٹھا اور چلنے کے لیے قدم بڑھائے حمدان کو آج اپنے قدم کسی بھاری پتھر کی ماند محسوس ہو رہے تھے۔۔

حمدان جاچکا تھا۔۔ ار حم نے بھی اٹھتے فائلز سمیٹی اور باہر کی طرف بڑھا۔۔
 باہر آتے ار حم نے گاڑی میں دیکھا حمدان وہاں نہیں تھا۔۔ نظر دوڑانے پہ
 اسے حمدان کہیں دور کھڑا نظر آیا۔۔ پتا نہیں کیوں ار حم کے قدم حمدان کی
 طرف بڑھے۔۔

آجاؤ گاڑی آگئی ہے۔۔ ار حم نے حمدان کی طرف آتے حمدان کو کہا تھا۔۔
 حمدان کو لگا اس نے کوئی خواب دیکھا ہے۔۔ کہ ار حم نے خود سے اس سے
 بات کی ہے۔۔

تم چلے جاؤ میں نے کیب منگوالی ہے میں چلا جاؤں گا۔۔ حمدان اسی طرح
 چہرہ جھکائے بولا تھا۔۔ ٹھیک ہے تمہارا کمرہ ریڈی کروادیا ہے پہنچ جانا۔۔
 نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں ہوٹل میں ٹھہروں گا۔۔ لہجہ
 دھیمما تھا۔۔ اوکے جیسے تمہاری مرضی ار حم بولتا پلٹا تھا۔۔

ار حم! "حمدان کی آواز لڑکھرائی تھی۔۔ ار حم نے پلٹ کر دیکھا۔۔ ار حم تم
 چاہتے ہونا میں اب کبھی تمہارے سامنے نہ آؤں، تو ٹھیک ہے۔۔ میں

آئندہ کبھی تمہارے سامنے نہیں آؤں گا۔۔ کبھی بھی نہیں! بس تم سے ایک گزارش ہے۔۔ تم میری بہن کو کچھ مت کہنا۔۔ اس نے کبھی خوشیاں نہیں دیکھی اگر اسے خوشی نہ دے سکو تو غم بھی مت دینا۔۔ تم ایک بہت اچھا انتخاب تھے میری بہن کے لیے۔۔ تم بدلہ لینا چاہتے ہو نا، تم مجھے مار لو۔۔ قسم خدا کی اف تک نہیں کروں گا۔۔

ارحم کا دل دھڑکنے کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔۔ "حمدان نے چہرہ نہیں" اٹھایا تھا۔۔ لیکن ارحم نے دیکھا تھا اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔ تم چاہتے ہو نا کہ ہم کبھی اس سے ملنے نہ آئیں۔۔ تو ٹھیک ہے ہم کبھی نہیں آئیں گے۔۔ اگر کبھی وہ ملنے کی ضد کرے تو ڈانٹ دینا۔۔ وہ سمجھدار ہے! سمجھ جائے گی۔۔ لیکن پلیز اس سے زیادہ کچھ مت کہنا، وہ برداشت نہیں کر پائے گی۔۔

میں جاتا ہوں۔۔ حمد ان اتنے سے الفاظ بولتا جاچکا تھا۔۔ "وہ الفاظ تھے یا
خنجر جوار حم کے دل میں لگے تھے۔۔ ار حم میں اتنی ہمت نہ ہوئی تھی کہ وہ
اسے روک سکے۔۔

.....

پری بالکنی میں کھڑی آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جہاں ہلکا ہلکا اندھیرا
چھا گیا تھا۔۔ پری کو لگ رہا تھا کہ اس کی زندگی ختم ہو گئی ہے۔۔ بس اب
اس سے اگے کچھ نہیں ہے۔۔ کیا میں اب کبھی بابا کو نہیں دیکھ پاؤں گی
۔۔؟" پری نے خود سے سوال کیا تھا۔۔
ماما دیکھیں اپنی طرح بابا نے بھی سمجھے چھوڑ دیا۔۔ پری آسمان کو دیکھتی
مسکرائی تھی۔۔ اسی پل کمرے کا دروازہ کھلا۔۔ اور ار حم اندر داخل ہوا۔۔
پری سر پہ دوپٹہ لیتی کمرے میں آئی۔۔
وہاں کیا کر رہی تھی۔۔؟" ار حم نے سوال کیا۔۔
ک۔۔ کچھ نہیں! مختصر سا جواب دیا گیا۔۔

کیا تم میرے لیے چائے لاسکتی ہو۔۔؟" پتہ نہیں کیوں ار حم کا دل چاہا کہ وہ پری کے ہاتھ سے چائے لے۔۔

پری کچھ نہیں بولی تھی "اور خاموشی سے چائے لینے چلی گئی۔۔ ار حم نے پھینکنے کے انداز میں موبائل رکھا۔۔ اور بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹ گیا۔۔ اسے حمدان کی باتیں یاد آرہی تھیں۔۔ آج اس نے سچ میں حمدان کا دل توڑ دیا تھا۔۔ حمدان کاش تم میرے بھائی کو نہ مارتے۔۔ کاش یہ سب جھوٹ ہوتا۔۔

.....

رضیابی! "پری نے نیچے آتے رضیہ بھی کو پکارا تھا۔۔ جی پری بی بی۔۔ فوراً سے جواب دیا گیا۔۔

وہ آپ کے ار حم صاحب چائے مانگ رہے ہیں۔۔ جی پری بی بی آپ بیٹھیں۔۔ میں ابھی بنادیتی ہوں۔۔ پری بیٹھ کے رضیہ بی کو دیکھنے لگی۔۔ پری بی بی آپ کے لیے بھی بنادوں چائے۔۔

نہیں مجھے نہیں پنی۔۔ مختصر سا جواب دیا گیا۔۔ رضیہ بی!! پری انتہائی
معصومیت سے پکارا تھا۔۔ جی پری بی بی کوئی بات ہے کیا۔۔، رضیہ بی نے
فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔

رضیہ بی کیا اب کبھی میں اپنے گھر نہیں جاسکوں گی۔۔ کیا سچ میں آپ کے
ارحم صاحب اب کبھی مجھے بابا سے ملنے نہیں دیں گے۔۔ پری روحانسی
ہوتی بولی تھی۔۔

رضیہ بی ارحم نہیں آیا ابھی تک۔۔! مہرناز بیگم کچن میں آتی بولی تھیں۔۔
اور پری کے بات وہیں پہ رہ گئی۔۔ پری ان کی آواز سنتی ایک دم سے کھڑی
ہوئی تھی۔۔

بڑی بی بی ارحم صاحب آگئے ہیں۔۔
آپ کس کے لیے چائے بنا رہی ہیں۔۔ مہرناز بیگم نے رضیہ بی کو چائے
بناتے دیکھ سوال کیا تھا۔۔

جی میں ار حم صاحب کے لیے۔۔ خیریت ار حم کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔
 کھانے سے پہلے چائے۔۔ مہرناز بیگم بات تو رضیہ بھی سے کر رہی تھیں۔۔
 لیکن ان کی نظریں پری پہ تھیں جو چہرہ جھکائے کنفیوز سی سر جھکائے کھڑی
 تھی۔۔

پتہ نہیں بی بی جی وہ سیدھا کمرے میں ہی گئے ہیں۔۔
 پریشے بیٹا ذرا ار حم کو میرے کمرے میں بھیجنا۔۔ مہرناز بیگم نے پری کو
 پکارا تھا۔۔

جج جی میں۔۔ پری کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔
 ہاں تم "مہرناز بیگم نے آئی برواچکاتے کہا۔۔ جی مم میں ب۔۔ بلاتی ہوں
 ۔۔

رضیہ بی کو اچھا لگا تھا کہ مہرناز بیگم نے پری سے پیار سے بات کی تھی۔۔

●●●●●●●●●●

ارحم اسی طرح اوندھے منہ لیٹا تھا۔ کہ اس کا فون بجا ارحم نے بیزاری سے ہاتھ لمبا کرتے فون پکڑا۔ سلیم کی کال تھی اسی طرح اوندھے منہ لیٹے ارحم نے کال اٹھائی۔

سلیم تم، سر حمدان سر کو گولی لگی ہے۔ ابھی ارحم کچھ بولنے ہی والا تھا۔ کہ سلیم نے بتایا۔ ارحم کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے۔ سلیم پاگل ہو تم کیا بول رہے ہو۔ سر حمدان سر کی گاڑی پہ حملہ ہوا ہے اور انہیں دو گولیاں لگی ہیں۔ سلیم نے فکر مندی سے پوری بات بتائی تھی۔

سلیم حمدان کو گولی لگ گئی۔ ارحم ایک دم کھڑا ہوتا بولا تھا۔ اسی پل پری کمرے میں داخل ہوئی۔ کس کو گولی لگی ہے۔؟ "پری نے بولا۔ ہیلو سر" آپ آجائیں جلدی۔

سلیم تم ہسپتال لے کر چلو میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔

جی سر۔۔ ار حم جلدی سے کہتا کال کاٹ چکا تھا۔۔ کس کو گولی لگی ہے۔۔
پری نے گھبراتے دوبارہ پوچھا تھا۔۔
! حمدان کو۔۔

آپ مذاق کر رہے ہیں۔۔ پری نے گھبراتے دوبارہ سوال کیا۔۔ ار حم نے
پری کو اگنور کرتے جلدی سے گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر کی طرف بھاگا۔
پری ابھی تک ٹرانس کی کیفیت میں کھڑی تھی۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا
کہ ار حم نے مذاق کیا ہے یا سچ بولا ہے۔۔

ار حم بھاگتا ہوا جا رہا تھا۔۔ ار حم۔۔ ار حم کہاں جا رہے ہو بیٹا۔۔ رکو۔۔ مہرناز
بیگم نے ار حم کو اس طرح بھاگتا دیکھ روکا تھا۔۔

اما حمدان کو گولی لگی ہے۔۔ میں اس کے پاس جا رہا ہوں۔۔ آپ دعا کریں
اسے کچھ نہ ہو، ورنہ میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا۔۔
یا اللہ کیسے گولی لگ گئی۔۔ مہرناز بیگم نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔

مم۔ میں کچھ نہیں جانتا بس میں جا رہا ہوں۔۔ ار حم بھاگتا ہوا جا چکا تھا۔۔ اور
 مہرناز بیگم بھی کافی حد تک پریشان ہو گئی تھیں۔۔
 پریشے "پریشے کو پتہ ہے۔۔ مہرناز بیگم بولتی کمرے کی طرف بھاگی تھیں
 ۔۔ پریشے! مہرناز بیگم کمرے میں داخل ہوتی بولی تھیں۔۔
 پری کا دماغ تو سن پڑ چکا تھا۔۔ اس نے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔۔ حمدان۔۔ ب۔
 بھائی۔۔ کک۔۔ کو گولی لگی۔۔ ی۔۔ ہے۔۔ پری نے لڑکھڑاتی زبان سے
 ایک لفظ بولا تھا۔۔ اس کا سر چکرایا "اور وہ زمین بوس ہو گئی۔۔
 پریشے بیٹا۔۔ "مہرناز بیگم پریشانی سے اس کا چہرہ تھکتے بولی تھیں۔۔ رضیہ بی
 ۔۔ رضیہ بی جلدی آئیں۔۔ مہرناز بیگم نے پریشانی میں رضیہ بھی کو پکارا تھا
 ۔۔ انہیں تو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کریں۔۔

.....

ار حم 15 منٹ میں ہسپتال پہنچ چکا تھا۔۔ سلیم نے اسے لوکیشن سینڈ کر دی
 تھی۔۔ اور اب ار حم بھاگتا

ہوا اندر کی طرف جارہا تھا۔۔ اسے سلیم ریشیشن پہ ہی مل گیا تھا۔۔ سروہ لوگ اپریشن سٹارٹ نہیں کر رہے۔۔ پولی کیس ہے۔۔ اور جب تک پولیس نہیں آئے گی وہ اپریشن سٹارٹ نہیں کرنے والے۔۔ کیا بکواس ہے یہ۔۔ ارحم غصے سے بولا تھا۔۔ نہ جانے پولیس کب آئے جب تک اس کی جان جاسکتی ہے۔۔ ارحم انتہائی غصے سے دھاڑا تھا۔ ڈاکٹر۔۔ ڈاکٹر۔۔ ارحم نے غصے سے ڈاکٹر کو پکارنا شروع کیا تھا۔۔ سر آپ پریشان مت ہوں آپ حمدان سر کو دیکھیں میں یہاں پہ سب کچھ سنبھالتا ہوں۔۔

سلیم کی بات سنتے ارحم اندر کی طرف بھاگا تھا۔

.....

ہاہاہاہاہا۔۔ یہ آواز یزدان شاہ کے قہقہوں کی تھی۔۔ جو ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھا فائلز ہاتھ میں پکڑ کر قہقہے لگا رہا تھا۔۔ آخر اس بار بھی جیت میری ہی ہوئی ہے حمدان سکندر۔۔

یزدان شاہ نے حمدان کی گاڑی پہ حملہ کر دیا تھا۔ تاکہ وہ حمدان سے فائلز لے سکے۔۔ یزدان کے بندوں نے اچھی خاصی فائرنگ کی تھی، اور حمدان کو دو گولیاں لگی تھیں۔۔ زاویار۔۔ یزدان نے زاویار کو پکارا تھا زاویار ک پکارا تھا۔۔ جی سر! بیک وقت جواب آیا۔۔ پوری میڈیا پہ نیوز چلا دو۔ ار حم خان نے حمدان سکندر کی گاڑی پہ حملہ کر دیا ہے۔۔

ار حم خان اب پتہ چلے گا تمہیں کہ میں کیا چیز ہوں۔۔ مجھے ذلیل کر دیا تھا نا تم نے۔۔ اب دیکھو میں کیس تمہاری عزت کا جنازہ نکالتا ہوں۔۔ ہا ہا ہا۔۔

یزدان کے قہقہا بلند ہوا تھا۔۔

.....

سراسر اس پہ سائن کر دیں تاکہ آپریشن شروع ہو سکے۔۔ سلیم نے سب کچھ مینج کر لیا تھا۔۔ اور اب حمدان کا آپریشن سٹارٹ ہونے لگا تھا۔۔ ار حم نے کانپتے ہاتھوں سے فارم پکڑا تھا۔ اس ایک صفحے پہ اس کے جگری یار کی زندگی کا فیصلہ تھا۔ جس کا ابھی کچھ دیر پہلے ار حم نے دل توڑا تھا۔۔

سر جلدی سائن کر دیں ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔۔ ار حم کی گال پہ
 آنسو پھسلا اس نے لڑکھڑاتے ہاتھوں سے سائن کر دیے تھے۔۔
 سر آپ ٹھیک ہیں، سلیم فکر مندی سے بولا تھا۔۔ ہم۔۔ سلیم حمدان ٹھیک
 ہو جائے گا۔۔ ار حم روہانسی ہوتے ہیں بولا تھا۔۔
 جی سر آپ پریشان مت ہوں۔۔ حمدان سر کو کچھ نہیں ہوگا، آپ آئیں
 بیٹھیں۔۔

سلیم میں نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔۔ اگر آج حمدان کو کچھ ہو گیا، تو
 میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا۔۔ اگر حمدان کو کچھ ہو گیا تو میں بھی
 مر جاؤں گا۔۔

سریہ آپ کیا بول رہے ہیں۔۔ کیا کیا ہے آپ نے۔۔ اور حمدان سر کو کچھ
 نہیں ہوگا آپ ٹینشن مت لیں۔۔
 سلیم میں نے آج اپنے جگری یار کا دل توڑا ہے۔۔ تم دعا کرو حمدان ٹھیک ہو
 جائے میں اس سے معافی مانگوں گا۔۔ وہ مجھے معاف تو کر دے گا۔۔

نئی سازش چل رہے ہو۔۔ شایان تو بھڑک اٹھا تھا۔۔
یقین کرنا ہے کرو۔۔ نہیں کرنا تو میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ۔۔ میرا
کام صرف تمہیں بتانا تھا ارحم نے کہتے کال کاٹ دی۔۔
اسی پل ارحم کا فون بجا۔۔ ارحم نے دیکھا مہرناز بیگم کی کال تھی۔۔ ارحم
نے جلدی سے کال ریسیو کرتے فون کان سے لگایا۔۔
ارحم بیٹا پریشے کو پتہ نہیں کیا ہوا ہے وہ بے ہوش ہو گئی ہے تمہیں اسے
نہیں بتانا چاہیے تھا۔۔ مہرناز بیگم فکر مندی سے بولی تھیں۔۔
ماما میں نے نہیں بتایا اس نے سن لیا تھا۔۔
حمدان کیسا ہے اب۔۔

ماما ابھی اپریشن ہو رہا ہے آپ دعا کریں بس حمدان
کو کچھ نہ ہو۔۔ ارحم کی آواز میں جیسے برسوں کی تھکن تھی۔۔
ارحم تم خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہو گا حمدان کو۔۔ مہرناز بیگم سے اپنے بیٹے
کی حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔ اور پریشے بیچاری بے ہوش ہو گئی

تھی۔۔ ہو کیا گیا تھا۔۔ ابھی تو سب کچھ ٹھیک تھا۔۔ اور اب اچانک کیا سے کیا ہو گیا تھا۔۔

.....

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نرس باہر آئی۔۔ رحم بھاگ کر اس کے پاس گیا

"۔۔" حمدان کیسا ہے؟

دیکھیں سر ان کا بہت زیادہ خون بہہ گیا ہے۔۔ اور ہم بہت کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو کچھ نہ ہو۔۔

لیکن زندگی موت تو اللہ کا اختیار ہے نا۔۔ ارحم کو لگایہ الفاظ نہیں کانٹے ہیں۔۔ جو اس کے دل میں چبھادیے گئے ہیں۔۔ سراپ بلڈ کارٹیج کر دیں کسی بھی وقت ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔ جج جی میں کرتا ہوں۔۔ ارحم کی آواز کپکپائی تھی۔۔ سلیم بلڈ کارٹیج کرواؤ جلدی۔۔ اور میں گھر پریشے کو لینے جا رہا ہوں۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔ اور اگر یہاں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کال کر لینا
میں جلدی پہنچ جاؤں گا۔۔ ار حم جانا تو نہیں چاہتا تھا۔۔ لیکن اسے
پری کی بہت فکر ہو رہی تھی۔۔

.....

پری کو ہوش آگیا تھا، اور وہ بس روئے جا رہی تھی۔۔ مہرناز بیگم کب سے
اسے چپ کروانے لگی
تھیں۔۔ لیکن اس نے تو ایک ہی رٹ لگائی تھی۔۔ حمد ان بھائی کے پاس
جانا ہے۔۔

پلیز آپ رضیہ بی کے ار حم صاحب سے کہیں نہ بس ایک دفعہ بھائی سے
ملنے دیں۔۔ پری منت بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔

رضیہ بی کے ار حم صاحب "مہرناز بیگم حیرانی کے عالم میں بولی تھیں۔۔
 رضیہ بی نے بھی حیران ہوتے پریشے کی طرف دیکھا۔۔ پری ہمیشہ
 سے رضیہ بی کے ار حم صاحب بولتی تھی۔۔ "لیکن ان کو لگتا تھا شاید وہ
 ویسے بات کرنے کے لیے بولتی ہے۔۔ لیکن اب وہ خود صدے میں چلی
 گئی تھیں۔۔

بیٹا ار حم تمہارا شوہر ہے۔۔ تم اسے ار حم بولا کرو۔۔ اس طرح رضیہ ہی کے
 ار حم صاحب بولنا مناسب نہیں لگتا۔۔ مہرناز بیگم نے پری کو سمجھانے کی
 کوشش کی تھی۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔ تو پھر اپ میرے ار حم سے کہیں کہ وہ مجھے بھائی سے ملنے
 دیں پلیز۔۔ ورنہ میں ان سے بات نہیں کروں گی۔۔ معصومیت کی انتہا
 تھی۔۔ رضیہ بی نے اپنی ہنسی کنٹرول کی۔۔ مجھے نہیں پتہ مجھے میرے بھائی
 سے ملنا ہے اور مجھے میرے بابا کی یاد آ۔۔۔

پری کی زبان کو بریک لگی۔۔ سامنے ار حم کھڑا

تھا۔۔ پری نے ڈر کے مارے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا۔۔ جیسے ابھی تھپڑ پڑ جائے گا۔۔ مہرناز بیگم نے بھی

پلٹ کر دیکھا۔۔ پری نے رونا بند کر دیا تھا۔۔

شاید ار حم کی موجودگی کی وجہ سے اسے ار حم سے ڈر لگتا تھا۔۔

آ جاؤ تمہیں لینے آیا ہوں۔۔ حمد ان تمہیں دیکھ کر خوش ہو جائے گا۔۔"

ار حم دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔

پری کو لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔۔ وہ اپنی جگہ پہ اسی طرح بیٹھی رہی

Zubi Novels Zone

نہیں جانا کیا۔؟" ار حم نے آئی برواچکاتے پوچھا۔۔ ار حم کی آواز پہ پری ہوش کی دنیا میں آئی تھی۔۔

جج جانا ہے۔۔ پری جلدی سے دوپٹہ پکڑتی بیڈ سے

اترنے لگی۔۔ بیٹا کپڑے چینج کر کے ذرا حالت درست کر لو۔۔ پری اپنی رورو کے حالت بگاڑ جو چکی تھی۔۔ اسی لیے میں مہرناز بیگم نے اسے اپنی حالت درست کرنے کا کہا۔۔

مم۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ میں ایسے ہی چلی جاتی ہوں۔۔ ار حم نے پری کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔ اور پری جلدی سے ار حم کے ساتھ چل دی۔۔ مہرناز بیگم کو بھی اچھا لگا تھا، کہ ار حم نے اسے ڈانٹا نہیں اور اپنے ساتھ لے گیا ہے۔۔

باہر آتے ار حم نے پری کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔۔ اور پری خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔ اسے تو ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا۔۔ اسے لگ رہا تھا یہ کوئی خواب ہے اور ابھی ٹوٹ جائے گا۔۔ راستہ خاموشی سے گزر گیا تھا۔۔ لیکن پری کے آنسو نہیں تھمتھے۔۔ ار حم نے کافی تیز ڈرائیونگ کی تھی۔۔ اس بار تو پری ار حم سے پہلے گاڑی سے اتر گئی تھی۔۔ اسے بس جلدی سے اپنے بھائی کو دیکھنا تھا۔۔

پریشہ رکو" پری جلدی سے اندر کی طرف جانے
لگی تھی۔۔۔ ار حم نے روکا۔۔۔
جج۔ جی۔۔

ار حم نے آگے بڑھ کے پری کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اب چلو! پری بھی خاموشی سے
چل دی تھی۔۔۔ اندر آکر ار حم نے پری کو ایک سائیڈ پہ بٹھایا۔۔۔ اور خود
ڈاکٹر سے بات کرنے لگا۔۔۔

پری کو گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔ اور آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے
رہے تھے۔۔۔ ار حم بظاہر بات تو ڈاکٹر سے کر رہا تھا، لیکن نظریں پریشہ پہ
تھیں۔۔۔ آج ار حم پری کو اپنی بیوی کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ ار حم کے دل
میں گدگدی سی ہوئی تھی۔۔۔ یا پھر شاید حمدان کی باتیں اثر دکھا رہی تھی

ارحم جلدی سے ڈاکٹر سے بات کرتا پری کے پاس آیا۔۔ پریشے بس اب رونا
بند کرو۔۔ حمدان ٹھیک ہے ابھی میری ڈاکٹر سے بات ہوئی ہے۔۔ ارحم
اسے روتا

دیکھ سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔۔

یہ دروازہ کب کھولیں گے۔۔ انتہائی معصومانہ

سوال پوچھا گیا۔۔ ارحم کا دل چاہا کہ وہ پری کو اپنی باہوں میں چھپالے، اور
کہیں دور چلا جائے جہاں وہ اور بس پری ہوں۔۔

اسی پل اپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا۔۔ پری ایک

دم سے اٹھ کھڑی ہوئی ارحم نے بھی پلٹ کر دیکھا۔۔ پشیمٹ اب خطرے

سے باہر ہیں۔۔ لیکن ان کا کافی بلڈ ضائع ہو گیا ہے۔۔ ایک گھنٹے تک شاید

انہیں ہوش اجائے۔۔

مم۔ میں بھائی سے مل لوں۔۔

دیکھیں ابھی جب تک انہیں روم میں شفٹ نہ کر دیا جائے تب تک آپ نہیں مل سکتی۔۔۔ پری آنکھوں میں آنسو لیے انتہائی معصومیت سے ارحم کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ شاید اگر ارحم بھی دیکھتا تو معاملہ بگڑ جاتا۔۔۔

پریشے آؤ بیٹھو حمدان بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر بعد مل لینا ارحم نے پری کو بازو سے پکڑتے بیچ پہ بٹھایا۔۔۔۔۔

.....

جیسے شایان کو پتہ چلا تھا اتنے سکندر عثمان کو بتا دیا تھا۔۔۔ سکندر عثمان بھی کافی حد تک پریشان ہو گئے تھے۔۔۔ فریحہ بیگم اور میرم کو نہیں بتایا تھا۔۔۔ ورنہ انہوں نے تو رور و کر برا حال کر لینا تھا۔

سکندر عثمان اور شایان نے اسی ٹائم فلائٹ بک کروالی تھی۔۔ ابھی شایان اور سکندر صاحب کو پہنچنے میں کافی وقت تھا۔۔ ار حم بھی ان کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔

.....

پری پچھلے ایک گھنٹے سے دروازے کو دیکھی جا رہی تھی۔۔ اور ار حم پری کو دیکھی جا رہا تھا۔۔ پیشنٹ کوروم میں شفٹ کر دیا گیا ہے اپا کر مل لیں۔۔ لیکن دھیان رہے پیشنٹ سے زیادہ بات نہیں کرنی ابھی وہ نیم بے ہوشی میں ہیں۔۔ پری تم جاؤ ار حم نے پری کو جانے کے لیے کہا تھا۔۔ پری نے پہلے

ار حم کی طرف دیکھا اور پھر کمرے کی طرف، پھر چہرہ جھکاتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کمرے کی طرف بڑھی۔۔

پری نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس کی نظر حمدان کے وجود پہ پڑی۔۔ جو مشینوں میں لپٹا پڑا

تھا پری قدم رک گئے اس میں ہمت نہیں تھی کہ اب وہ مزید اگے بڑھ سکے۔۔ ار حم نے پری کو رکتے دیکھا تو جلدی سے اس کے پاس آیا۔۔
"کیا ہوا پریشے؟"

آپ بھی ساتھ چلیں۔۔ پری کی آواز لڑکھرائی تھی۔۔ ار حم نے پری کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور اندر چلنے کا اشارہ کیا۔۔
وہ سمجھ گیا تھا کہ پری حمدان کو اس طرح دیکھ کے ڈر گئی ہے۔۔ پری جیسے جیسے اگے جا رہی تھی۔۔ اسے اپنے قدم کسی پتھر کی ماند محسوس ہو رہے تھے۔۔

"چلو رک کیوں گئی۔۔؟"

ب۔۔ بھائی۔۔ پری ار حم کے چہرے کی طرف دیکھتے بولی تھی۔۔ ار حم کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔ آج

ان دونوں بہن بھائی کی حالت کے پیچھے کہیں نہ کہیں اس کا کردار بھی تھا

--

پریشہ حمدان بالکل ٹھیک ہے تم آؤ دیکھو اسے۔۔ ایک دفعہ پری نے پھر

سے قدم بڑھائے۔۔ اور حمدان

کے پاس اکھڑی ہوئی۔۔ بھائی یہ اپ کو کیا ہو گیا ہے۔۔ پری روہانسی ہوتی

بولی تھی۔۔ پری نے حمدان

کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا تھا۔۔

پریشہ ابھی بات مت کرو۔۔ جب اٹھ جائے گا تو کر لینا۔۔ ار حم نے پری کو

دلاسہ دیا تھا۔۔

پری نے بھی اس بات میں سر ہلا دیا۔۔ بیٹھ جاؤ تھک جاؤ گی۔۔ ار حم کے لہجے

میں پیار بھی تھا۔۔ اور

فکر بھی۔۔ (کہیں ار حم کو پیار تو نہیں ہو گیا۔۔؟)۔۔

ار حم کا فون بجا سلیم کی کال تھی۔۔ ہاں سلیم بولو۔۔

سر وہ شایان اور سکندر سر آگئے ہیں۔۔ ہاں میں ارہا ہوں۔۔

آپ کہاں جا رہے ہیں؟۔۔ پری ارحم کے جانے کا سنتے جلدی سے بولی تھی
۔۔ شایان اور تمہارے بابا آئے ہیں

میں ان کو لینے جا رہا ہوں۔۔

بابا آئے ہیں۔۔ مم۔ میں بھی آؤں۔۔ پری جلدی سے کھڑی ہوتی بولی تھی
۔۔ ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔ وہ پری کو لے کر بھی نہیں جانا چاہتا
تھا، اور انکار بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

سوری! پری نے ادا سی سے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔ پریشے باہر بہت سارے
لوگ ہیں نا، اسی لیے تم یہیں رکو میں انہیں لے کر اتا ہوں۔۔ جی ٹھیک ہے
اپ جلدی انا۔۔ ٹھیک ہے۔۔! پری اچھے بچوں کی طرح حمدان کے پاس
بیٹھ گئی تھی۔۔ ارحم جا چکا تھا۔۔ اور پری خوش ہو رہی تھی کہ ارحم اسے بابا
اور شایان سے ملنے دے رہا ہے۔۔۔

●●●●●●●●

السلام علیکم! ار حم نے باہر آتے سلام کیا تھا۔۔ وعلیکم السلام! ار حم حمدان کیسا ہے۔۔ شایان نے جلدی سے سوال کیا تھا۔۔

سلیم سکندر انکل کو حمدان کے پاس لے جاؤ۔۔ آج ار حم کی ساری اکڑ ختم ہو گئی تھی۔۔ انج اس نے

سکندر عثمان کو بھی عزت سے بلایا تھا۔۔ اپنوں سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا کبھی کبھی انسان اتنی بڑی غلطی کر جاتا ہے، کہ اسے اپنے بھی دشمن لگنے لگتے ہیں۔۔۔ ار حم کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔۔ ایک غلط فہمی میں ان کے اندر کتنی دوریاں

پیدا کرتی تھیں۔۔ سکندر صاحب سلیم کے ساتھ جا چکے تھے۔۔

ار حم تم بتا کیوں نہیں رہے ہو، حمدان ٹھیک تو ہے۔۔ شایان فکر مندی سے بولا تھا۔۔

شایان حمدان بالکل ٹھیک ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ یہ سب کیا کس نے ہے۔۔ سمجھ تو مجھے بھی نہیں آرہی آخر یہ حرکت کر کون سکتا ہے۔۔

●●●●●●●●●●

پری کب سے حمدان کے پاس بیٹھی بابا کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ تبھی
کمرے کا دروازہ کھلا۔ اور سکندر عثمان اندر داخل ہوئے۔۔۔ پری جلدی
سے دوپٹہ درست کرتی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

بابا جان بھائی کو دیکھیں ناکیا۔۔۔ "چٹاخ" ابھی پری بول ہی رہی تھی کہ
سکندر عثمان نے زوردار

تھپڑ مارا۔۔۔ پری نے بے یقینی سے اپنے باپ کو
دیکھا اسے یقین نہیں آیا تھا۔۔۔ کہ بابا نے اسے تھپڑ مارا ہے۔۔۔
تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔۔۔ سکندر عثمان قہر برساتی نظروں
سے دیکھتے ہوئے بولے تھے۔۔۔

"بابا میں۔۔۔

چپ میں تمہارا باپ نہیں ہوں، جا کر اپنی ماں سے پوچھا تمہارا باپ کون
ہے۔۔۔ سکندر عثمان ہسپتال

کالفاظ کرتے کم آواز میں بولے تھے۔۔ لیکن آواز میں غصہ تھا۔۔
 دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے میرا منہ کیادیکھ رہی ہو۔۔ چھن
 کی اوازائی تھی یہ آواز کسی اور چیز کی نہیں، بلکہ ایک معصوم پری کا دل
 ٹوٹنے کی تھی۔۔

پری خاموشی سے ایک سائیڈ سے نکلتی دور جا کھڑی ہوئی۔۔ سکندر عثمان
 حمدان کو دیکھنے لگے تھے۔۔

کمرے کا دروازہ کھلا، شایان اور ارحم اندر داخل ہوئے۔۔ ان دونوں نے
 ہی پری کو نہیں دیکھا تھا۔۔ وہ پیچھے کھڑی تھی۔۔

شایان بھی جلدی سے حمدان کے پاس آیا۔۔ ارحم نے پہلے حمدان کو دیکھا وہ
 ابھی تک بے ہوشی کی حالت میں تھا۔۔ پھر ارحم پری کو دیکھنا چاہا۔۔ لیکن
 پری اس کو اپنی جگہ پہ نظر نہیں آئی تھی۔۔ ارحم نے جانچتی نظروں سے
 پری کو تلاشہ۔۔ اسے

زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔۔ اسے سامنے ہی پریشے نظر آگئی تھی۔۔

وہ چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔۔ جیسے یہاں موجود ہی نہ ہو۔۔ یا یہاں کے
لوگوں سے چھپ کر کھڑی

ہو۔۔ ار حم چلتا ہوا پری کے پاس آیا۔۔

پری تم یہاں کھڑی ہو۔۔ آؤ وہاں حمد ان کے پاس۔۔

پری نے ہلکا سا سراٹھاتے ار حم کو دیکھا۔۔ اسے

پتہ ہی نہیں چلا تھا ار حم کب اس کے پاس آیا۔۔ پری آگے بڑھی اور آہستہ

سے ار حم کی بازو پکڑی، "ار حم کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔۔

"ا۔ ار حم۔۔

(ہائے ار حم کو پری نے نام سے پکارا تھا اور ار حم کو لگا اس کا نام دنیا کا سب

سے قیمتی نام ہے)۔۔ پہلے ہی ار حم کے دل کی دھڑکنیں تیز تھیں۔۔ اور

اب تو دل سینہ چیر کے باہر آنے کو تھا۔۔ مم میں نے گھر جانا ہے۔۔ پری

مزید ار حم کے قریب ہوتے ہوئے بولی تھی۔۔

پری تم ٹھیک تو ہو۔۔ ار حم نے اس کے گال چھوئے

"تھے۔۔

نہیں مجھے گھر جانا ہے۔۔ پری ہلکی سی آواز میں منمننائی تھی۔۔۔۔۔ پریشے
دیکھو تمہارے بابا آئے ہیں۔۔ اور شایان بھی تم ان سے ملو میں تمہیں
نہیں ڈانٹوں گا۔۔۔ ارحم کو لگ رہا تھا شاید وہ اس کے ڈر کی وجہ سے ایسا
بول رہی ہے۔۔

نن۔ نہیں۔۔ پری کی ڈھیلی سی گرفت میں سختی آئی تھی۔۔ مم۔ میں نے
گھر جانا ہے۔۔ پلیز۔۔ پری کی گال پہ آنسو پھسلا تھا۔۔

میرے بے بی کو کیا ہوا ہے، طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔ ارحم نے دوبارہ اس کی
گال تھپتھپائی تھی۔۔ ارحم کو پریشانی ہو رہی تھی وہ ایسا کیوں بول رہی ہے
۔۔

میں نے کہانا میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔ میں نے گھر جانا ہے اب کی بار تو پر
ہی روہی پڑی تھی۔۔

رونا بند کرو اور چلو۔۔ ار حم پری کا ہاتھ پکڑتے باہر کی طرف چل پڑا تھا۔۔
 پہلے ڈاکٹر سے میڈیسن لیں گے پھر گھر چلیں گے۔۔ ہوا کیا ہے میرے بے
 بی کو۔۔

نن۔ نہیں مجھے میڈیسن نہیں لینی۔۔ مجھے بس گھر جانا ہے۔۔ پری نے
 ابھی تک اسی طرح ار حم کی بازو پکڑی تھی۔۔ جیسے ار حم اسے چھوڑ دے گا

--

باہر آتے ہیں ار حم نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پری کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔
 بیٹھو۔۔۔

"! نن۔ نہیں میں اپ کے ساتھ ہی جاؤں گی۔۔

پریشے میں تمہارے ساتھ ہی جا رہا ہوں۔۔ تم اتنا گھبرا کیوں رہی ہو۔۔

پری خاموشی سے بیٹھ گئی

تھی۔۔ ار حم نے جلدی سے دوسری سائیڈ پر اتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

--

ابھی ار حم بیٹھا ہی تھا، کہ پری نے جلدی سے اسے بازو سے دوبارہ پکڑ لیا۔۔۔ ار حم نے پری کا چہرہ دیکھا، جہاں ڈر کے تاثرات صاف واضح تھے۔۔۔ پریشہ تمہیں کسی نے کچھ کہا ہے، ار حم نے ہانپتی نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

پھر اس طرح اچانک سے گھر کیوں جا رہی ہو، کیا تم اپنے بابا سے ملی ہو، "پری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔"

ار حم سمجھ گیا تھا، کہ وہ اس وقت بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ اسی لیے خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔۔۔

باقی راستہ خاموشی سے ہی گزر گیا تھا۔۔۔

گھر پہنچتے پری گاڑی سے اتری اور بڑے بڑے ڈگ بھرتی اندر چلی گئی۔۔۔

ار حم تو حیران ہو رہا تھا، کہ وہ آج ایساری ایکٹ کیوں کر رہی ہے۔۔۔ نہ ہی وہ شایان سے ملی اور اتنی جلدی گھر واپس آ گئی۔۔۔

پری سیدھا کمرے میں گئی تھی، ار حم بھی اس کے پیچھے ہی اندر گیا تھا۔
 مہرناز بیگم بھی کمرے میں جا چکی تھیں۔۔۔ رات کے 10 بج رہے تھے،
 سب ملازم بھی جا چکے تھے، کمرے میں داخل ہوتے ار حم کی نظر پری پہ
 پڑی تھی، جو منہ تک بلینکٹ اوڑھے سو رہی تھی۔۔۔ (نہیں سونے کی
 ایکٹنگ کر رہی تھی۔۔۔)

! پریشے میں جانتا ہوں۔۔۔ تم جاگ رہی ہو، چلو شام اٹھو۔۔
 نہیں میں سو گئی ہوں۔۔۔ پری نے بلینکٹ کے اندر
 سے ہی کہا تھا۔۔۔

اووو۔۔۔ تو پریشے سو گئی ہے۔۔۔ ار حم ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔۔ پریشے
 سوئی ہے، لیکن پری تو جاگ رہی ہے نا، ار حم نے جیسے راز کی بات بتائی تھی
 ۔۔۔

نہیں۔۔۔ پری بھی سو گئی ہے، پری نے جلدی سے بتایا تھا۔۔۔ کہ کہیں ار حم
 اسے اٹھنے کا ہی نہ بول دے۔۔۔

او تو پریشے اور پری دونوں سو رہی ہیں۔۔۔ ار حم کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔۔
جی۔۔ "پری نے ہاں میں گردن ہلائی تھی۔۔
لیکن میرا بے بی تو جاگ رہا ہے نا۔۔؟" ار حم پری کے
"پاس بیٹھتا بولا تھا۔۔

نہیں جی آپ کا بے بی بھی سو گیا ہے۔۔ اب کی بار پری تھوڑی اونچی آواز
میں بولی تھی۔۔

تو یہ بول کون رہا ہے۔۔ کہیں کوئی چڑیل تو نہیں آگئی۔۔ ار حم نے حیرانی کا
مظاہرہ کرتے کہا تھا۔۔

کہاں ہے چڑیل؟ "پری ایک دم سے بلینکٹ ستارتے اٹھی تھی یہ جانے
بغیر کہ ار حم اس کے پاس ہی بیٹھا ہے۔۔

یہ رہی میرے سامنے۔۔ ار حم نے کندھے اچکاتے کہا تھا۔۔
کیا میں۔۔! پری کا حیرانی سے منہ کھلا۔۔

ہاں۔۔ تمہارے علاوہ یہاں کوئی اور بھی ہے کیا، ار حم نے کندھے اچکاتے پوچھا۔۔

میں چڑیل تو نہیں ہوں، میں تو پریشے ہوں، پری، آپ کا بے بی۔۔ پری انتہائی کم آواز میں منمنائی تھی۔۔

اچھا جی تو اب میرا بے بی بتانا پسند کرے گا کہ آج اتنا اداس کیوں ہے، ہوا کیا ہے آج میرے بے بی کو۔۔ ار حم اس کے چہرے سے بال ہٹاتا بولا تھا۔۔
مم۔ مجھے نیند آرہی ہے۔۔ میں نے سونا ہے، پری دوبارہ سے لیٹ چکی تھی۔۔

پری اٹھو کھانا کھائے بغیر نہیں سونا مجھے بھوک نہیں ہے، مجھے صرف سونا ہے۔۔ پری اٹھو کھانا بغیر تم نہیں سو سکتی، ار حم اس کا بلیںکٹ بولا تھا۔۔

میں بتا تو رہی ہوں مجھے بھوک نہیں ہے، پری منہ بسورتی بولی تھی۔۔

ابھی ایک تھپڑ لگے گانا تو بھوک لگ جائے گی۔۔ ار حم مصنوعی غصہ دکھاتے بولا تھا۔۔

لگ گئی۔! پر یہ ایک دم سے اٹھتے بولی تھی۔۔ کیا۔۔؟ ار حم نے کندھے اچکائے۔۔

بھوک؛ "پری نے جلدی سے بتایا تھا۔۔

لیکن ابھی تو تم نے کہا تھا کہ تمہیں بھوک نہیں ہے۔۔ ار حم اپنی ہنسی کنٹرول کرتے بولا تھا۔۔

ہاں لیکن اب مجھے بھوک لگ گئی ہے۔۔ آئیں ہم کھانا کھاتے ہیں پری جلدی سے نیچے اترتی بولی تھی۔۔

ار حم تو اس کی سپیڈیں دیکھ رہا تھا، کیسے تھپڑ کے نام پہ اٹھی تھی۔۔
" اب آ بھی جائیں۔۔

جوتا تو پہن لو! کہ تھپڑ کے نام پہ وہ بھی بھول گئی ہو۔۔

نن نہیں۔۔ پری نے جلدی سے جوتا پہنا چلیں۔۔! چلو۔۔

ارحم پری کو کھانا کھلانے کے بعد سلا کر چلا گیا تھا۔ اسے حمدان کے پاس جانا تھا۔

.....

ارحم تم کہاں چلے گئے تھے۔ شایان نے ارحم کو آتا دیکھ سوال کیا تھا۔ پریشہ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی بس میں اسے گھر "چھوڑنے گیا تھا۔"

کیا وہ یہاں آئی تھی؟ "کیا ہو پری کو اور تم نے مجھ سے کیوں نہیں ملوایا۔؟"

ہاں ہاں وہ ٹھیک ہے بس دل گھبرا رہا تھا اس کا اسی لیے میں نہ اسے گھر چھوڑ آیا ہوں۔ تم آکر مل

لینا اسے اچھا لگے گا۔ ارحم کا لہجہ کافی دھیمہ تھا۔

حمدان کو ہوش آگیا کیا۔؟

!، ہم آؤ مل لو۔

ارحم کمرے میں آیا۔۔۔ جیسے اس کی نظر حمدان پہ پڑی اس کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔۔۔ اور آنکھوں میں نمی آگئی، چند گھنٹوں میں کیا سے کیا ہو گیا

تھا۔۔۔ کیا حالت ہو گئی تھی حمدان کی۔۔۔ ارحم سے دیکھا نہیں جا رہا تھا

وہاں کیوں کھڑے ہو پاس نہیں آؤ گے کیا۔۔۔! حمدان انتہائی دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ ارحم چلتا ہوا اس کے قریب گیا۔۔۔ کہا تھا نامیرے ساتھ آ جاؤ۔۔۔! لیکن نہیں تم سنتے کہاں ہو۔۔۔ ارحم مصنوعی غصہ دکھاتے بولا تھا۔۔۔

تم مجھے دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔۔۔ بس اسی لیے میں تمہارے ساتھ نہیں گیا تھا۔۔۔ حمدان سے بولا

نہیں جا رہا تھا، وہ کافی کم آواز میں بول رہا تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے میں تمہیں دیکھنا نہیں چاہتا تھا، تمہیں دیکھے بغیر میری صبح نہیں ہوتی۔۔۔ ارحم

نے جیسے اسے یاد دہانی کرائی تھی۔۔

کیوں میں تمہاری بیگم ہوں جو مجھے دیکھے بغیر تمہاری صبح نہیں ہوتی۔۔۔
یار شادی تو میری تمہاری بہن سے ہو گئی۔۔۔ اب کیا اپنی بہن پہ سوتن بننا

چاہتے ہو۔۔۔ ہا ہا ہا ہا۔۔۔ ارحم قہقہہ لگاتے بولا تھا۔۔

ہی ہی ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ حمدان نے گھورتے ہوئے ارحم

کی نکل اتاری تھی۔۔۔

حمدان تمہارا حق بنتا ہے، تم جتنا چاہو غصہ نکال سکتے ہو، لیکن تم جانتے ہو
میں تمہارے بغیر نہیں

رہ سکتا۔۔۔

ہاں اسی لیے آفس سے نکال دیا تھا، حمدان نے منہ بسورا۔۔۔

میں نے تمہیں آفس سے نہیں نکالا تھا، بس غصے میں بول دیا تھا۔۔۔ اور
 تم تو سچ میں ہی چلے گئے تھے۔۔۔ ارحم نے جیسے حقیقت بتائی تھی۔۔
 اچھا ہوتا اگر مر جاتا تو۔۔۔ اب مجھے صحیح ہونے کے بعد دوبارہ سے خودکشی
 کرنی پڑے گی۔۔۔ تاکہ کبھی تمہارے سامنے نہ آسکوں۔۔۔۔۔ حمدان نے
 ارحم کو حقیقت سے آگاہ کیا تھا۔۔

تم ایک دفعہ صحیح ہو جاؤ تمہیں تو میں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔۔۔ ارحم
 نے گھور کر دیکھا تھا۔۔

حمدان اب ایسی بات مت کرنا ورنہ میں دوبارہ سے ناراض ہو جاؤں گا۔
 ارحم غصے سے بولا تھا۔۔

ہاں 12 مہینوں میں 13 مہینے تم ناراض رہتے
 ہو اور 14 مہینے میرے منانے میں گزر جاتے ہیں۔۔
 ہاں ہاں جانتا ہوں۔۔ لیکن اب تمہیں منانا نہیں پڑے

گا کیونکہ میں کبھی ناراض ہی نہیں ہوں گا۔۔۔ ار حم حمدان کے بالوں میں انگلیاں چلاتے بولا تھا۔۔۔ ار حم۔۔۔ حمدان نے ار حم کو پکارا تھا۔۔۔
!، ہم بولو۔۔۔

"ار حم میں نے احمر کو نہیں مارا، تم میرا یقین کیوں نہیں کرتے۔۔۔؟
حمدان مجھ سے غلطی ہو گئی پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں نے تم سب کو
بہت ہرٹ کیا ہے۔۔۔"

سکندر انکل، شایان، آنٹی، پریشے، میں تم سب کا گنہگار ہوں۔۔۔ میں نے
جو کسی سے سنا بس اس پہ یقین کرتا چلا گیا۔۔۔ میں ایک اچھا مخلص دوست
کبھی نہیں بن سکا۔۔۔ تم مجھے معاف کر دو۔۔۔ ار حم سچ میں گلٹ فیل کر رہا
تھا۔۔۔

تم معافی بعد میں مانگ لینا میں تمہیں معاف کر دوں گا۔۔۔ ابھی تم مجھے
اٹھاؤ میں تھک گیا ہوں،

کب سے اسی طرح لیٹا ہوا ہوں۔۔۔ حمدان شرارت سے بولا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا ار حم ایسا نہیں ہے۔۔۔ بس ایک غلط فہمی ان کے درمیان آگئی تھی جو کہ اب ختم ہو گئی۔۔

ار حم نے گھور کر دیکھا، لیٹے رہو چپ کر کے۔۔ گولی لگی ہے، بخار نہیں ہوا جو تمہاری فرمائشیں پوری ہوں گی۔۔۔

.....

! باباااا۔۔۔

پری نے شاید سوتے میں کوئی خواب دیکھ لیا تھا۔۔۔ اسی لیے چیخ مارتی اٹھی تھی۔۔۔ ار حم پری نے ار حم کو تلاش کیا۔۔۔ ار حم کہیں نہیں تھا۔۔۔ پری جلدی سے نیچے اتری دوپٹہ پکڑا اور باہر کی طرف بھاگی۔۔۔

ار حم آپ بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔ پری جلدی سے نیچے جاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر ار حم کیا کہاں۔۔۔

ارحم آپ بھی بابا کی طرح چلے گئے۔۔۔ اب میرا کیا ہوگا، پری روہانسی ہو گئی تھی۔۔

آنٹی۔۔۔! آنٹی۔۔۔! کہاں ہیں۔۔۔

رضیہ بی بھی جا چکی ہیں۔۔۔ پری اب مہرناز بیگم کے کمرے کی طرف بڑھی
آنٹی۔ آنٹی۔۔! دروازہ

کھولیں۔۔۔ پری مسلسل دروازہ بجاتے ہوئے مہرناز بیگم کو پکار رہی تھی

۔۔۔

پریشے بیٹا خیریت کیا ہوا ہے۔۔۔؟ "مہرناز بیگم نے پری کی آواز سن کے
جلدی سے دروازہ کھولا تھا۔۔۔ آنٹی ارحم بھی مجھے بابا کی طرح چھوڑ کر چلے
گئے۔۔۔ پری نے روتے ہوئے ان کو بتایا تھا۔۔۔

کیا مطلب کہاں چلا گیا ہے ارحم، اور تم تو ہسپتال گئی تھی نا۔۔۔
جی وہ ہم آگئے تھے لیکن پتہ نہیں میرے ارحم بھی مجھے بابا کی طرح چھوڑ کر
چلے گئے ہیں۔۔۔

کیا مطلب ہے کہاں چلا گیا ہے۔۔ اور تم رونا بند کرو چلو اندر آؤ، مہرناز بیگم فکر مندی سے بولی تھیں۔۔

مجھے نہیں پتہ وہ میرے ساتھ آئے تھے، لیکن مجھے سلانے کے بعد پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہاں تو بیٹا اتنا پریشان ہونے والی کون سی بات ہے۔۔۔ وہ ہسپتال گیا ہو گا۔۔۔

او وہاں شاید وہ حمدان بھیا کے پاس گئے ہوں۔۔۔ چلو سو جاؤ اب کافی رات ہو گئی ہے۔۔۔

"مم۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے میں آپ کے ساتھ سو جاؤں کیا۔۔؟

ہاں کیوں نہیں۔۔ آ جاؤ تم میرے ساتھ سو جاؤ۔۔۔

مہرناز بیگم خوشی سے بولی تھیں۔۔۔ پری جلدی سے ان کے بیڈ پہ پاؤں سے لے کر سر تک بلینکٹ اوڑھے لیٹ چکی تھی۔۔۔

مہرناز بیگم بھی اس کو دیکھتی مسکرا دی تھیں۔۔ وہ ایک دم بچی لگتی تھی، اور حرکتیں بھی بچوں والی ہی تھیں۔۔۔

کیا بات ہے؟ "صبح صبح شور مچا رہے ہو۔۔۔
 ماما پریشہ کہاں۔۔۔ ار حم کی زبان کو بریک لگی۔۔۔
 یہ یہاں کیوں سو رہی ہے ار حم کافی حد تک حیران ہو چکا تھا۔۔۔"
 تمہیں کیا لگے تم تو بیچاری کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تھے رات کو
 ۔۔۔ بیچاری بچی ڈر گئی تھی۔۔۔ مہرناز بیگم قرآن پاک بند کرتی بولی تھیں



ماما میں حمدان کے پاس گیا تھا۔۔۔
 حمدان کا خیال ہے بیوی کا خیال نہیں۔۔۔

!پریشہ اٹھو۔۔۔

کیا کر رہے ہو، ابھی تو بچی سوئی ہے۔۔۔ مت اٹھاؤ سونے دوا سے۔۔۔ مہرناز
 بیگم ار حم کو سائیڈ پہ کرتے بولی تھیں۔۔۔
 ماما مجھے اسے ہسپتال لے کر جانا ہے۔۔۔ حمدان کے پاس۔۔۔

ہاں تو جب اس کی نیند پوری ہو جائے گی تو لے جانا۔۔۔ مہرناز بیگم پری پہ
بلینکٹ درست کرتے بولی تھیں۔۔۔

ماما بھی کل تک آپ بول رہی تھیں۔۔۔ کہ اسے اپنی بہو تسلیم نہیں کریں
گی، اور اب۔۔۔ ارحم تو اپنی ماں کے بدلے رویے پہ حیران ہو رہا تھا۔۔۔
ہاں تو وہ بچی ہے ہی اتنی پیاری، ہر کسی کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔۔۔ ارحم
بس جو کچھ ہو گیا اسے بھول جاؤ۔۔۔ شاید میرے احمر کی اتنی زندگی تھی

اللہ نے مجھ سے میرا بیٹا لے کر مجھے بیٹی دے دی ہے۔۔۔ اور میں بہت
خوش ہوں۔۔۔ اور پلیر تم بھی بھول جاؤ۔۔۔ پری ہی میری بہو ہے۔۔۔
خبردار اگر اب تم نے اسے ڈانٹا تو۔۔۔ ہٹو آگے سے میری بیٹی تمہاری شکل
دیکھتے ہی ڈر جاتی ہے۔۔۔ مہرناز بیگم نے ارحم کو گھورتے کہا تھا۔۔۔
جو پری کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ ہاں تو اگر اسے سونا ہے تو اپنے
کمرے میں سوئے۔۔۔ آپ ہٹیں میں اسے لے جاتا ہوں۔۔۔

ارحم خبردار۔۔۔ اگر تم نے اسے جگایا تو۔۔ جاؤ یہاں سے جب اٹھے گی ناتو
آجائے گی کمرے میں۔۔

ارحم نے ایک نظریہ کو گھورا اور تن فن کرتا
جاچکا تھا۔۔

مہرناز بیگم نے ایک نظر دروازے کو دیکھا اور پھر پری کی طرف۔۔
انہوں نے پری کو اپنی بہو تسلیم کر لیا تھا۔۔ وہ سب کچھ بھول چکی تھیں۔۔

.....

ارحم کمرے میں آتا دھڑام سے بیڈ پہ گرچکا تھا۔
یہ صحیح ہے میری ماں نے ہی میری بیوی پہ قبضہ کر لیا ہے۔۔ ابھی کل
تک تو مجھے اس کے قریب

جانے سے منع کر رہی تھیں۔۔۔ اور آج خود ہی قبضہ کر کے بیٹھ گئی ہیں
۔۔۔ ار حم تو تپ ہی گیا تھا۔۔۔

●●●●●●●●●●

تقریباً 10 بجے کے قریب پری کمرے میں آئی تھی۔۔۔ تم یہاں کیوں آئی
ہو، ار حم نے پری کو کمرے میں اتادیکھ کر گھور کر کہا تھا۔۔۔

کیوں یہ میرا بھی کمرہ ہے۔۔۔ میں یہاں نہ آؤں تو
کہاں جاؤں۔۔۔

او تو میڈم کو یاد ہے، کہ یہ میڈم کا کمرہ ہے۔۔۔ ہممم۔۔۔ ار حم نے جیسے کچھ یاد
کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"ماما کے کمرے میں کیا لینے گئی تھی۔۔۔؟"

وہ مم۔ میں سونے گئی تھی۔۔۔

"کیوں تمہارے کمرے میں بھوت آگئے تھے کیا۔۔۔؟"

نن۔ نہیں۔۔ ہاں۔! نہیں وہ مجھے لگا آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔۔ تو میں آنٹی کے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔ کہہیں وہ بھی نہ چلی جائیں۔۔ انتہائی معصومیت سے جواب دیا گیا۔۔

ہاں تو اب واپس کیوں آئی ہو۔۔ جاؤ ان کے پاس ہی رہو۔۔ کہیں وہ تمہیں چھوڑ کر نہ چلی جائیں ار حم نظریں گھماتا ہاتھوں کے اشارے سے بولا تھا۔۔۔

پری انہی قدموں دروازے کی طرف بڑھی۔۔
اب کہاں جا رہی ہو۔۔؟ "روب دار آواز سے پوچھا گیا۔۔
وہ آپ نے ہی تو کہا ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔۔ پری نے پلٹتے جواب دیا۔۔۔ ار حم کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر دیوار میں دے مارے۔۔۔
پریشے میرے صبر کا امتحان مت لو اور جا کے چینج کرو، ہمیں حمدان کے پاس جانا ہے، پہلے ہی کافی لیٹ ہو چکے ہیں۔۔۔

م۔ مجھے وہاں نہیں جانا۔۔۔! پری کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔۔

کیوں نہیں جانا تم نے۔۔۔؟" ار حم اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔

میں نے نہیں جانا، پری انتہائی کم آواز میں منمنائی تھی۔۔۔ پری کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔؟ تم رات کو بھی حمدان سے ملے بغیر ہی آگئی تھی۔۔۔ اور اب بھی نہیں جا رہی ہو۔۔۔ میرے بے بی کو کسی نے کچھ کہا ہے کیا۔۔۔ ہم۔۔۔ ار حم اٹھ کر چلتا ہوا پری کے پاس آیا تھا۔۔۔

ویسے ہی۔۔۔! مجھے کہیں نہیں جانا، مجھے اچھا نہیں لگتا کہیں جانا۔۔۔ اسی لیے میں نے نہیں جاؤں

گی۔۔۔ ار حم سمجھ گیا تھا، کل کچھ تو ہوا تھا، جو وہ ار حم کو بتانا نہیں باہر ہی تھی۔۔۔ لیکن ہوا کیا تھا یہ ار حم کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔! چلو تم فریش ہو جاؤ پھر ہم ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ ار حم پری کی گال تھپکتے بولا تھا۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا کچھ ایسا ضرور ہے جو پری بتانا نہیں چاہتی۔۔۔

●●●●●●●●●●

کھانا لگ چکا تھا۔۔ اور مہرناز بیگم بیٹھی کھانے پہ ار حم اور پری کا انتظار کر رہی تھیں۔۔

السلام علیکم ماما۔! السلام علیکم آنٹی۔۔! ار حم اور پری نے ایک ساتھ سلام کیا تھا۔۔

و علیکم السلام۔۔ اتنا ٹائم لگا دیا نے میں چلو جلدی سے بیٹھو کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔

ار حم اور پریشہ بیٹھ چکے تھے۔۔

مہرناز بیگم نے جلدی سے پری کو کھانا ڈال کر دیا۔۔ ماما میں بھی آپ کا ہی بیٹا ہوں۔۔ ار حم جیسلس ہو رہا تھا۔۔

ہمم۔۔! ہاں تو تم بھی کھاؤ میں نے روکا تھوڑی

ہے! "مہرناز بیگم پری کے منہ میں نوالہ ڈالتے ہوئے بولی تھیں۔۔ مجھے

بھی کھانا ڈال کر دیں۔۔ ار حم پری کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔

کیوں تم خود ڈال لو، چھوٹے بچے ہو کیا۔۔ میں اپنی بیٹی کو کھانا کھلا رہی ہوں

مجھے تو ایسے لگ رہا ہے جیسے یہ میری بیوی نہیں آپ کی بیوی ہے۔۔ میں تو
یہاں کسی کام کا نہیں

ہوں۔۔۔۔۔ ار حم ہاتھوں سے اشارہ کرتے بولا تھا۔۔ رضیہ بی بھی کافی
خوش ہو رہی تھیں ان کی نوک

"جھوک پہ۔۔"

رضیہ بی آپ ہی مجھے کھانا دے دیں بھوکا رکھنا ہے کیا۔۔ ار حم کی نظریں
ابھی بھی پری کی طرف تھیں۔۔ جو بڑے مزے سے مہرناز بیگم کے
ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔۔۔

جی ار حم صاحب میں ڈال کر دیتی ہوں آپ کو۔۔ رضیہ بی مسکراتی ہوئی
بولی تھیں۔۔۔ ار حم صاحب

آپ کا فون آرہا ہے۔۔۔ رضیہ بی نے ار حم کو موبائل پکڑاتے ہوئے کہا تھا
 -- سلیم کی کال تھی۔۔ ار حم نے فون کان سے لگایا۔۔
 ہاں سلیم بولو۔۔! سر آپ نے نیوز دیکھی، "سلیم کافی گھبرائی ہوئی آواز
 میں بولا تھا۔۔" نہیں کیوں کیا ہوا ہے۔۔ ار حم کھانا چھوڑ چکا تھا۔۔ مہرناز
 بیگم نے بھی ایک نظر ار حم کو دیکھا۔۔
 سر کسی نے غلط خبر دی ہے، کہ ار حم خان نے حمدان سکندر کی گاڑی پہ حملہ
 کروایا ہے۔۔۔ اور
 حمدان سر کو مارنے کی کوشش کی ہے۔۔۔
 کیا۔۔۔! ار حم ایک دم کھڑا ہو چکا تھا۔۔
 یا اللہ خیر۔۔! کیا ہوا ار حم مہرناز بیگم بھی پریشانی سے پوچھنے لگی تھیں۔۔
 پری بھی سہم گئی تھی۔۔
 جی سر اور آفس کے باہر میڈیا کا نفرنس والے بھی دھرنا لگائے بیٹھے ہیں
 "۔۔۔ آپ ابھی آفس مت آئیے گا۔۔۔"

سلیم کیا بکواس ہے یہ، آخر میں ایسا کیوں کروں
 "گا۔۔۔ اور یہ خبر میڈیا تک پہنچائی کس نے۔۔۔ ارحم دھاڑا تھا۔۔۔
 سر میں صبح سے پتہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔ آخر یہ بات کی کہ اس
 نے۔۔۔" سلیم مجھے وہ شخص چاہیے، جہاں سے بھی لاؤ بس اسے میرے
 سامنے لے کر آؤ۔۔۔ اسے تو میں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔۔۔ ارحم چلا اٹھا
 تھا۔۔۔

جی سر میں پتہ کرواتا ہوں سلیم کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ ورنہ ارحم کا غصہ سلیم
 پہ ہی نکل جانا تھا۔۔۔

ارحم بیٹا ہوا کیا ہے۔۔۔ کچھ تو بتاؤ۔۔۔! مہرناز بیگم نے فکر مندی سے پوچھا
 تھا۔۔۔

ماما کسی نے نیوز غلط چلائی ہے، کہ حمدان کی گاڑی پہ میں نے حملہ کروایا ہے
 ۔۔۔ میں نے اسے

مروانے کی کوشش کی ہے۔۔۔ میں ار حم خان اپ کو لگتا ہے، کہ اتنی گری ہوئی حرکت کر سکتا ہوں۔۔ آخر میں ایسا کیوں کروں گا۔۔ حمدان میرا دوست ہے۔۔ ار حم کو تو سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ یہ حرکت کی کس نے ہے۔۔۔

ایسا کون کر سکتا ہے۔۔ آخر کس کی دشمنی ہے میرے بیٹے سے۔۔ باہر ناز بیگم بھی پریشان ہو گئی تھیں۔۔ "ار حم گاڑی کی چابی اٹھاتا جا چکا تھا۔۔ اللہ میرے بیٹے کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔۔"

مہر ناز بیگم نے ار حم کو دعادی تھی۔۔ اللہ جی میرے ار حم کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا، پری نے بھی مہر ناز بیگم کے پیچھے دل میں ار حم کو دعادی تھی۔۔۔

●●●●●●●●●●

ماما۔۔ ماما۔۔ حمدان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔ ماما۔۔ میرم نے بھی نیوز دیکھ لی تھی۔۔۔ اور اب وہ روتی ہوئی باہر آئی تھی۔۔۔

یا اللہ خیر میرا بچہ فریحہ بیگم ایک دن سے سنتی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔ کیا ہوا ہے کیسے ہوا ایکسیڈنٹ اور ہمیں کسی نے بتایا کیوں نہیں۔۔۔

ماما آپ کو پتہ ہے۔۔ ارحم نے حمدان کی گاڑی پہ

حملہ کروایا ہے۔۔۔ میرم نے روتے ہوئے بتایا تھا۔۔

میں تو پہلے ہی کہتی تھی، ارحم صحیح نہیں ہے، وہ میرے بیٹے کو نقصان پہنچا دے گا۔۔ لیکن میری

سنتا کون ہے، فریحہ بیگم نے جلدی سے موبائل پکڑا اور سکندر عثمان کو کال ملانے لگی تھیں۔۔۔

بیل جا رہی تھی لیکن وہ کال نہیں اٹھا رہے تھے۔۔ ماما اب شایان کو کال کر لیں۔۔۔ فریحہ بیگم شایان کو کال ملانے لگی تھیں۔۔۔ دوسری بیل پہ کال اٹھا

لی گئی تھی۔۔۔

شایان بیٹا حمد ان کیسا ہے۔۔ فریحہ بیگن نے کال کرتے سوال کیا تھا۔۔۔
ماما حمد ان بالکل ٹھیک ہے۔۔

اور آپ لوگوں کو بتایا کس نے ہے، بھابی کہاں ہیں، شایان نے فکر مندی
سے پوچھا تھا۔۔۔

نیوز دیکھی ہے ہم نے۔۔۔ تم لوگ تو کچھ بتاتے نہیں۔۔۔ ماما پلیز اپ
روئیں مت بالکل ٹھیک ہے حمد ان، بات کرو او میری اس سے۔۔۔ تم لوگ
خود سے تو کچھ بتاتے ہی نہیں ہو۔۔۔ ہماری یہاں پہ جان نکلی جا رہی ہے

۔۔۔

ماما ابھی ڈاکٹر چیک اپ کر رہے ہیں۔۔۔ جیسے ہی فارغ کریں گے میں آپ
کی بات کروادوں گا۔۔۔ شایان بس اب تم لوگ ارحم کے ساتھ کوئی کام
نہیں کرو گے۔۔۔ ساری ڈیلز کینسل کروادو، اور واپس آؤ۔۔۔ کوئی ضرورت
نہیں ہے اس کے ساتھ کام کرنے کی۔۔۔

ماما ار حم کا کوئی قصور نہیں ہے، اس کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔۔

شایان سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔۔

ار حم نے ہی کیا ہے سب کچھ۔۔۔ اس طرح کوئی الزام نہیں لگاتا، فریجہ بیگم بھی غصے سے بولی تھیں۔۔۔

ماما پلیز اپ بس حمد ان کے لیے دعا کریں۔۔۔ شایان

نے بولتے ہی کول کاٹ دی تھی۔۔۔ ورنہ فریجہ بیگم نے مزید غصہ کرنا تھا

۔۔۔

ماما حمد ان کیسے ہیں۔۔۔ کال کٹتے ہی میرم نے سوال کیا تھا۔۔۔

بیٹا بول تو رہا ہے، کہ ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن میرا دل نہیں مان رہا۔۔۔ میرم

میریجہ بیگم کی بات سنتی مزید رونے لگ گئی تھی۔۔۔

●●●●●●●●●●

ارحم کی گاڑی ہسپتال کے آگے رکی تھی۔۔۔ وہ گاڑی سے نکلتا بھاگتا ہوا اندر جا رہا تھا۔۔۔ ارے یہ تو ارحم خان ہے نا، اسی نے حمدان کی گاڑی پہ حملہ کروایا ہے، اور دیکھو کیسے کل سے ان کے ساتھ ساتھ پھر رہا ہے۔۔۔۔

یہ آواز تھی یا کانٹے، جوارحم کا جسم زخمی کر گئے تھے۔۔۔ شایان یہ کیا بکواس چل رہی ہے، ارحم اندر آتا شایان پہ دھاڑا تھا۔۔۔ میں بھی کچھ نہیں جانتا، ارحم آخر یہ سب کیا کس نے ہے۔۔۔ اسی پل سکندر عثمان باہر آئے تھے۔۔۔ ارحم مجھے تو لگ رہا ہے ضرور کسی کی نظر ہے ہم پہ، پہلے تمہارے بابا، پھر احمر، اور اب حمدان، جتنی دفعہ بھی یہ سین ہوا ہے ہر دفعہ گاڑی میں سے پروجیکٹ فائلز غائب ہو جاتی ہیں۔۔۔ سکندر عثمان کافی سوچتے سمجھتے بات کر رہے تھے۔۔۔

ہاں ارحم اب تو مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔۔۔ یہ ضرور کوئی نہ کوئی ہے جو یہ سب کروا رہا ہے۔۔۔ شایان نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔

ارحم کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

میں حمدان سے مل لوں۔۔۔ ارحم اپنا ماتھا مسلتا حمدان کی طرف آیا تھا۔۔۔

ارحم یار یہ کیا ہو گیا ہے۔۔۔ حمدان ارحم کو اندر اتادیکھ بولا تھا۔

میں کچھ نہیں جانتا، آخر یہ سب کر کون رہا ہے۔۔۔ ارحم اب کیا ہوگا، میں کچھ نہیں جانتا یار، مارکیٹ میں میرے شیئرز بھی کافی حد تک گر چکے ہیں۔۔۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی ارحم پریشانی سے بولا تھا۔۔۔

ارحم یہ شور کیسا ہے۔۔۔ باہر ڈے شور کی آواز آئی

تھی۔۔۔ میڈیا والے آئے ہوں گے، اور کام ہی کیا ہوتا ہے ان کو۔۔۔ ارحم جانتا تھا آج ہر جگہ میڈیا والے اس کے پیچھے ہی پہنچیں گے۔۔۔

جب تک ہماری طرف سے کوئی کمپلین نہ کی جائے ان کا کوئی حق نہیں بنتا

تم سے سوال کرنے کا۔۔۔

حمدان نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ آہ۔۔۔ "حمدان کیا کر رہے ہو تم
لیٹے رہو، میں دیکھتا ہوں۔۔۔ ار حم پلیز تم باہر مت جانا، خوا مخواہ میں
انہوں نے کوئی نئی مصیبت ڈال دینی ہے۔۔۔ حمدان
فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔

جب میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے تو میں چھپ کر کیوں بیٹھوں۔۔۔ اور تم
خبردار جو دوبارہ ہلنے کی کوشش کی تو۔۔۔ ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری۔۔۔
ار حم انگلی دکھا کر بولتا باہر جا چکا تھا۔۔۔

.....

دیکھیں ہم آپ کو بتا رہے ہیں، کہ ار حم نے حملہ نہیں کروایا۔۔۔ یہ ضرور
کسی کی سازش ہے، شایان
کب سے کھڑا ان کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔
لیکن سراسر طرح سے جھوٹی خبر تو کوئی نہیں

دیتا۔۔۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔۔ ایک لڑکی شایان کے آگے آتے بولی تھی۔۔

دیکھیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، ارحم کے خلاف کوئی سازش کی گئی ہے۔۔ شایان اپنا غصہ کنٹرول کرتے بولا تھا۔۔

نہیں سر یہ کوئی سازش نہیں ہے، آخر آپ اس خبر کو چھپا کیوں رہے ہیں۔۔۔ لڑکی بھی کافی تھی ڈھیٹ تھی۔۔۔

اگر اس لڑکی کی جگہ کوئی لڑکا ہوتا۔۔ تو اب تک شایان اس کا منہ توڑ دیتا۔۔۔ دیکھیں ہم اس وقت آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔۔۔

آپ۔۔۔

لوگ جاسکتے ہیں۔۔ ورنہ ارحم کا تو پتہ نہیں آپ لوگوں پہ کیس ضرور کروا دوں گا۔۔۔ شایان انگلی

دکھاتے بولا تھا۔۔۔

دیکھیں سر اگر آپ پہ ار حم سر کو کوئی پریشتر ہے تو آپ بالکل بھی پریشان
مت ہوں۔۔ ہم سب دیکھ

لیں گے۔۔ آپ بس ایف آئی آر درج کروائیں۔۔ پیچھے سے ایک چھوٹی
ہائٹ والی لڑکی آگے آتی بولی تھی۔۔ شایان کا تو حیرانی سے منہ کھل گیا تھا

--

ایکسیوز میمیک اپ کی دکان، زبان سنبھال کر بات کرو۔۔ شایان اپنی
پاکٹ سے بلیک گلاسز نکال کر لگاتے بولا تھا۔۔ وہ تو ان لڑکیوں کو دیکھ کر
حیران ہو رہا تھا، کوئی انتہا سے زیادہ لمبی، کوئی انتہا سے زیادہ چھوٹی، تو کوئی
میمیک اپ کی دکان۔۔

دیکھیں سر اپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، آپ پلیز۔۔۔۔۔"
اس لڑکی کی زبان کو بریک لگی تھی۔۔

سامنے سے ار حم آرہا تھا۔۔۔ بلیک تھری پیس میں ملبوس، جیل سے بال سیٹ کیے، سیاہ آنکھیں، وہ بڑی وجاحت سے چلتا ہوا آرہا تھا۔۔۔ ان لڑکیوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے۔۔۔

شایان تمہیں کسی کے بھی سوال کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ان کو جو بھی پوچھنا ہے مجھ سے پوچھیں۔۔۔ میں ان کے ہر سوال کا جواب دوں گا۔۔۔ ار حم آگے کو آتا شایان کا کندھا تھکتے بولا تھا۔۔۔ آپ لوگ چپ کیوں ہو گئے۔۔۔ پوچھیں جو پوچھنا ہے۔۔۔؟ ار حم نے شایان کے گلاسز اتار کے خود لگائے۔۔۔ اور دونوں ہاتھ پیچھے کو باندھے کھڑا ہو گیا۔۔۔

شایان توار حم کے ٹشن دیکھ رہا تھا، کیسے تیار ہو کر آیا ہے۔۔۔ جیسے ولیمہ ہو آج اس کا، شایان بڑبڑایا تھا۔۔۔

سر آپ نے حمدان سر پہ حملہ کیوں کر وایا ہے۔۔۔ وہی چھوٹی ہانٹ والی لڑکی ار حم کے قریب آتے بولی تھی۔۔۔

تم لوگ اس میک اپ کی دکان کوچپ کروالو، ورنہ میں اس پہ کیس کروا دوں گا۔۔۔ شایان تو بھڑک ہی اٹھا تھا۔۔۔ پتہ نہیں کیوں شایان کا اس میک والی لڑکی سے چڑھو رہی تھی۔۔۔ ارحم تو ابھی تک خاموش کھڑا تھا۔۔۔

ارحم سر کیا آپ سچ میں حمدان کو مروانا چاہتے ہیں۔۔۔ ایک لمبی ہانٹ والی لڑکی آگے کو آتے بولی تھی۔۔۔

لڑکی تمہارے گھر میں باپ بھائی نہیں ہے کیا، دور رہ کر بات کرو۔۔۔
 بہنوئی ہے میرا۔۔۔

اس لڑکی نے گھٹنوں سے پھٹی جینز پہنی تھی، اور شایان کو تو آگ ہی لگ گئی تھی۔۔۔ نکلو تم سب یہاں سے، کسی کو انٹرویو نہیں دینا ہم نے۔۔۔ نہ ہی ہمیں ایف آئی آر کروانی ہے۔۔۔ جاؤ سب۔۔۔

! شایان ہاتھوں سے اشارہ کرتے بولا تھا۔۔۔ اور تم۔۔۔

چلو اندر، تمہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے آفس کے لینے نہیں اپنے ویسے کے لیے تیار ہوئے ہو۔۔۔ شایان گھورتے ہوئے بولا تھا۔

بول تو تم ایسے رہے ہو جیسے تمہاری بہن نہیں، تم

میری بیوی ہو۔۔۔ ار حم چشمہ اتارتے بولا تھا۔۔۔

یہ میری بات کا جواب نہیں ہے۔۔۔ شایان ار حم کے ہاتھوں سے چشمہ پکڑتے بولا تھا۔۔۔

میں تمہاری کسی سوال کا جواب دہ نہیں ہوں، ار حم اندر کی طرف بڑھا تھا

Zubi Novels Zone

سکندر انکل کہاں ہیں۔۔۔ ار حم نے سوال کیا۔۔۔

وہ افس گئے ہیں۔۔۔

.....

آنٹی آپ میرے ار حم سے کال کر کے پوچھیں نہ وہ کہاں گئے ہیں۔۔۔ پری فکر مندی سے بولی تھی۔۔۔

بیٹا وہ آفس گیا ہے۔۔۔ اور جیسے ہی فری ہو گا سب سے پہلے ہمیں ہی فون کرے گا۔۔۔ مہرناز بیگم پری کو اپنے ساتھ لگاتے بولی تھیں۔۔۔

جی آنٹی ٹھیک ہے۔۔۔ پری بھی اچھی بچوں کی طرح بولی تھی۔۔۔

پری۔۔۔؟ "مہرناز بیگم نے پکارا تھا۔۔۔

!جی۔۔۔

تم مجھے آنٹی مت بولا کرو، ارحم کی طرح ماما بولا کرو، مجھے بہت اچھا لگے گا

۔۔۔

جی ٹھیک ہے ماما، پری نے بھی مہرناز بیگم کے گرد حصار بنایا تھا۔۔۔

ماما آپ کو پتہ ہے، جب آپ یہاں آئیں تھیں نہ تو مجھے آپ سے بہت ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ پری مزید حصار تنگ کرتے بولی تھی۔۔۔ کیوں میری بیٹی کو ڈر کیوں لگتا تھا۔۔۔

وہ میرے بابا نے آپ کے بیٹے کو مارا تھا نا، اسی لیے، مجھے لگا آپ بھی مجھے ماریں گی۔۔۔ معصومیت کی انتہا تھی۔۔۔

ہاں پہلے میں نے سوچا تھا، میں تمہیں ماروں گی،
لیکن جب میں نے تمہیں دیکھا، تو میرا ارادہ بدل گیا۔۔۔ مہرناز بیگم
خرارت سے بولی تھیں۔۔

اچھا۔۔۔! پری مایوس سی سے بولی تھی۔۔۔

ارے پری میں تو مذاق کر رہی ہوں، میں بھلا اپنی اتنی پیاری بیٹی کو کیوں
ماروں گی۔۔۔ مہرناز بیگم بڑے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے بولی
تھیں۔۔۔

پری نے پہلی دفعہ ماں کا لمس محسوس کیا تھا۔۔۔

وہ مزید مہرناز بیگم سے لپٹ گئی۔۔۔ مہرناز بیگم کا فون بجا تھا۔۔۔ انہوں
نے جلدی سے اٹھاتے دیکھا۔۔۔

پری نے بھی چہرہ نکال کر دیکھا۔۔۔ ارحم کی کال ہے۔۔۔ مہرناز بیگم نے
بتایا تھا۔۔۔ اور پری ہلکا سا مسکرا دی تھی۔۔۔

السلام علیکم ماما۔۔۔! کیسی ہیں آپ۔۔۔! کال اٹھاتے ار حم نے سوال کیا تھا۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔! میں بالکل ٹھیک ہوں، میرا بیٹا کیسا ہے۔۔۔ میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔ اور آپ کی بیٹی۔۔۔ ار حم بیٹی پہ زور دیتے بولا تھا۔۔۔
ہاں ہاں میری بیٹی بھی ٹھیک ہے لو بات کرو۔۔۔

پری نے جلدی سے فون پکڑا، ار حم جی آپ کی پرابلم سولو ہو گئی کیا، فکر مندی سے پوچھا گیا تھا۔۔۔
ہمم۔ میری پرابلم تو سولو ہو گئی ہے، کیونکہ میرے بے بی نے میرے لیے دعا کی تھی۔۔۔ ار حم ایک سائیڈ پہ جاتا بولا تھا۔۔۔ ورنہ یہاں شایان سن لیتا۔۔۔

آپ کو کیسے پتہ کہ میں نے آپ کے لیے دعا کی تھی، پری حیران ہوتی بولی تھی۔۔۔ پری نے تو دل میں دعا کی تھی۔۔۔ مہرناز بیگم کو بھی پتہ نہیں چلنے دیا

تھا۔ اور یہاں تو ارحم تک کو پتہ چل گیا تھا۔ ہر تو مہرناز بیگم کو بھی پتہ چل گیا ہو گا۔ ضرور ماما نے ہی بتایا ہو گا۔۔۔
مجھے پتہ تھا میرا بے بی میرے لیے دعا ضرور کرے گا، ارحم اپنی ہنسی کنٹرول کر رہا تھا۔۔

اوو۔۔! اچھا تو یہ بات ہے۔۔ پری خوشی سے بولی تھی۔۔۔

پری، حمدان اور شایان کب سے تمہارا پوچھ رہے ہیں۔۔۔ اگر کہو تو میں تمہیں لینے آ جاؤں۔۔

میں نے آپ سے کہا تھا نا مجھے نہیں آنا آپ بار بار پوچھتے ہیں، اور اب میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔۔۔ پری نے غصے سے مہرناز بیگم کو موبائل پکڑ لیا، اور منہ بگاڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

ارحم تم نے میری بیٹی کو ناراض کر دیا ہے۔۔ مہرناز بیگم غصے سے بولی تھیں

۔۔۔

ماما میں نے صرف حمدان سے ملنے کو کہا تھا، اس میں ناراض ہونے والی کون سی بات ہے۔۔۔ ار حم پریشان ہو رہا تھا۔۔۔ آخر وہ ایسا بیہوش کیوں کر رہی ہے۔۔۔

چلیں ماما آپ کی بیٹی کو گھر آ کر منالوں گا، ار حم بات ختم کرتے بولا تھا۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔۔! مہرناز بیگم کال کاٹ چکی تھیں۔۔۔ میری بیٹی ادا اس ہے، مہرناز بیگم پری کے گال کھینچتے بولی تھیں۔۔۔ میں ناب میرے ار حم سے ناراض ہوں، اب ان کو مجھے منانا پڑے گا۔۔۔ ورنہ میں بات نہیں کروں گی پری منہ بگاڑتے بولی تھی۔۔۔

ہاں بالکل بھی اب بات مت کرنا، مہرناز بیگم بھی اس کی سائیڈ لیتی بولی تھیں۔۔۔

●●●●●●●●●●

آج یزدان شاہ کافی خوش نظر آ رہا تھا۔۔۔ آج اس نے ارحم کو بھی ذلیل کر دیا تھا۔۔۔ تیار ہو جاؤ

میری جان اپنے یزدان کی دسترس میں آنے کے لیے۔۔
سر سکندر عثمان نے ارحم کے خلاف ایف آئی آر کٹوانے سے انکار کر دیا ہے
۔۔ زاویار نے اندر اتے بتایا تھا۔۔۔

کیا۔۔۔! ایسا کیسے ہو سکتا ہے، یزدان کو حیرت کا جھٹکا لگا اور وہ کھڑے
ہوتے بولا تھا۔۔۔ پتہ نہیں سر

ارحم تو کل سے حمدان کے ساتھ ہسپتال میں ہے۔۔
کیا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔ یزدان کو ایک اور حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔ زاویار
"یہ تم کیا بول رہے ہو۔۔؟"

جی سر میں نے پتہ کروایا ہے، تو یہی سننے کو ملا ہے۔۔
تم مزید انفارمیشن اکٹھی کرو مجھے رات تک چاہیے۔۔ یزدان کافی غصے
سے اپنی سناتے واک آؤٹ کر گیا تھا۔۔

اور زویار دوبارہ سے کام پہ لگ گیا تھا۔۔۔ اب اسے ار حم کے خلاف مزید انفارمیشن اکٹھی کرنی تھی۔۔۔

آخر یزدان شاہ چاہتا کیا ہے یہ تو آنے والا وقت بتائے گا۔

.....

تقریباً شام کے سات بج رہے تھے اور پری کمرے میں ٹہلتی ار حم کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ آج اس نے کھانا بھی ار حم کے بغیر ہی کھایا تھا۔۔۔ میرے ار حم کب آئیں گے۔۔۔ اب تو میں بور ہونے لگی ہوں۔۔۔ پری ٹہلتے ہوئے منمنائی تھی۔۔۔

ار حم صبح اٹھ بجے سے گیا تھا، اور اب شام کے ساتھ بج رہے تھے۔۔۔ پری سب کچھ بھول گئی تھی۔۔۔ اور اس نے ار حم کو بھی قبول کر لیا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی، اگر اس نے یہاں سے دوبارہ جانے کی کوشش کی تو ار حم پھر سے غصہ کرے گا۔۔۔ اور اسے دوبارہ یہاں لے آئے گا۔۔۔

پری کو رضیہ بی کی باتیں یاد تھیں۔۔۔ اگر وہ ار حم کی ہر بات مانے گی تو ار حم اسے بہت پیار کرے گا۔۔۔ اسے بالکل بھی نہیں ڈانٹے گا۔۔۔ اور اب تک تو بالکل ویسے ہی ہو رہا تھا۔۔۔ جیسا رضیہ بی نے کہا تھا۔۔۔

پری ار حم کی ہر بات مان رہی تھی۔ اور وہ اسے ڈانٹ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔

ویسے بھی وہ یہاں سے جا کے کہاں جاتی۔۔۔ اس کے ماں باپ نے تو اسے دھتکار دیا تھا۔۔۔

ار حم نابالک جہان سکندر کے جیسے ہیں۔۔۔ پری

چلتے چلتے بیٹھ گئی تھی۔۔۔ نہیں ار حم جہان سکندر جیسے تو نہیں ہیں۔۔۔ ار حم کے پاس تو اتنے سارے پیسے ہیں۔۔۔ جہان سکندر تو غریب تھا۔۔۔ پری نے چہرے کے نیچے ہاتھ ٹکاتے سوچا تھا۔۔۔

اللہ اللہ وہ غریب تو نہیں تھا۔۔۔ وہ تو میسنا تھا۔۔۔ پری کچھ سوچتے بولی تھی

۔۔۔ اصل غریب تو میں ہوں۔۔۔ اتنے امیر بندے کا بے بی ہونے کے باوجود تر کی نہیں جاسکتی۔۔۔ پری نے منہ کا نقشہ بگاڑا تھا۔۔۔

ارحم نہ بالکل عمر جہانگیر کے جیسے ہیں۔۔۔ پری پھر سے چہرے کے نیچے ہاتھ ٹکاتے بولی تھی۔۔۔ لیکن عمر جہانگیر تو علیزے کی ہر بات مانتا تھا۔۔۔ اسے آئس کریم کھلانے بھی لے کر جاتا تھا۔۔۔ اور ارحم تو آج تک مجھے باہر ہی نہیں لے کر گئے۔۔۔ پری نے پھر سے منہ بسور اتھا۔۔۔

کہیں ارحم سالار سکندر جیسے تو نہیں۔۔۔؟ پری نے خود سے سوال کیا تھا۔۔۔ سالار سکندر نے تو امامہ کو ڈیڑھ کروڑ کی انگوٹھی دی تھی۔۔۔ ارحم نے تو کبھی دی ہی نہیں۔۔۔

کیا مصیبت ہے۔۔۔ ارحم تو میرے کسی کریکٹر سے بھی نہیں ملتے۔۔۔ اب میں کیا کروں۔۔۔ مجھے تو جہان سکندر، سالار سکندر، اور عمر جہانگیر جیسا شوہر چاہیے تھا۔۔۔ اور ارحم تو بالکل بھی ان کے جیسے نہیں ہیں۔۔۔ پری اپنی چھوٹی سی دنیا میں کتنی خوش تھی نہ۔۔۔ کتنے خواب تھے نا اس کے۔۔۔ کیا کبھی پری کے یہ خواب پورے ہو سکیں گے۔۔۔ نہ جانے اور کتنی مشکلیں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔

ارحم آگئے۔۔! گاڑی کی آواز آئی تھی۔۔ اور پری نے بھاگ کر بالکنی سے

نیچے دیکھا۔۔ ارحم کی گاڑی

تھی۔۔ پری نے جلدی سے دوپٹہ لیا، اور نیچے بھاگی۔۔ ارحم جولاؤنج میں

داخل ہو رہا تھا، اس نے پری کو بھاگتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا۔۔

السلام علیکم۔۔! پری نے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھتے سلام کیا تھا۔۔ وہ بھاگتے

بھاگتے تھک گئی تھی۔۔

وعلیکم السلام۔۔! پری تم اس طرح سے بھاگ کر کیوں آئی ہو۔۔ اور

جوتا کہاں ہے۔۔؟ ارحم فکر مندی سے بولا تھا۔۔ اگر پاؤں میں کچھ لگ

جاتا تو۔۔۔

وہ میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہی تھی اب کتنی لیٹ آئے ہیں۔۔ آج

پری روٹھے سے انداز میں بولی تھی۔۔۔

جوتا کہاں ہے۔۔ ارحم نے دوبارہ سے سوال کیا تھا۔۔ وہ میں پہننا ہی بھول

گئی۔۔۔

او تو میرا بے بی مجھے اتنا مس کر رہا تھا۔۔ کہ جوتا پہننا ہی بھول گیا۔۔ ار حم
آئی برواچکاتے بولا
تھا۔۔۔

ہاں نا آج آپ اتنا لیٹ ائے ہیں۔۔ آئیں ماما سے ملتے
ہیں۔۔ وہ بھی کب سے آپ کا ویٹ کر رہی ہیں۔۔ پری ار حم کا ہاتھ
پکڑتے بولی تھی۔۔۔

تمہاری ماما آئی ہیں۔۔؟ ار حم کو لگا پری اپنی ماما
کی بات کر رہی ہے۔۔ میری ماما کہاں سے آئیں۔۔ میں ہماری ماما کی بات
کر رہی ہوں، آپ کی اور میری ماما، پری سمجھانے والے انداز میں بولی
تھی۔۔

او اچھا ار حم ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔
جی جی چلیں آئیں، چلتے ہیں۔۔

ہاں ہاں چلو۔۔ ار حم بھی پری کے ساتھ ہی چل دیا

تھا۔۔

ماما، ماما، دیکھیں ار حم آگئے ہیں۔۔ پری ار حم کا ہاتھ کھینچتے ہوئے چل رہی تھی۔۔ جیسے وہ کوئی چھوٹا بچہ ہو۔۔ اگر ہاتھ چھوڑا تو کم ہو جائے گا۔۔

تم آج لیٹ کیوں آئے ہو؟ "مہرناز بیگم باہر آتے بولی تھیں۔۔ اور پری نے جلدی سے ار حم کا ہاتھ چھوڑ کے مہرناز بیگم کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔ جو کہ ار حم سے بالکل بھی برداشت نہیں ہوا تھا۔۔

شاید میں کسی غلط گھر میں اگیا ہوں، مجھے جانا چاہیے۔۔ ار حم پلٹتے ہوئے بولا تھا۔۔ اسے تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا، کہ مہرناز بیگم پری کے ساتھ اتنا اچھا بیہو کر رہی ہیں۔۔

نہیں نہیں۔۔! تم بالکل صحیح گھر میں آئے ہو۔۔ واپس آؤ۔۔ مہرناز بیگم مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔۔ ماما مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔ کہ میں آپ کا

ستیلایا بیٹا ہوں۔۔ ارحم نے جانتی نظروں سے پوچھا۔۔
اللہ نہ کرے کیسی فضول باتیں کر رہے ہو، تم بھی میرے بیٹے ہو اور پری بھی میری بیٹی ہے۔۔ مہر

ناز بیگم دونوں کو گلے لگاتے بولی تھیں۔۔
چلو بیٹا جلدی سے فریش ہو جاؤ میں کھانا لگواتی ہوں۔۔
نہیں ماما میں نے کھانا نہیں کھانا، شایان اور حمدان کے ساتھ ہی کھا لیا تھا
۔۔۔ ارحم پری کے گال
کھینچتے بولا تھا۔۔۔

حمدان کیسا ہے اب، مہرناز بیگم نے حمدان کی خیریت پوچھی تھی۔۔

ٹھیک ہے بس ابھی صبح سے چلا نہیں جاتا، ارحم نے ایک نظریہ کو دیکھا تھا، جو چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

فریحہ یہاں نہیں آئی، مہرناز بیگم نے فریحہ بیگم کا پوچھا تھا۔۔۔ اور پری نے اچانک سے اپنی ماں کے نام پہ چہرہ ادھر ادھر کیا تھا۔۔۔ جیسے کچھ چھپانا چاہ رہی ہو۔۔۔

ارحم نے بھی نوٹ کیا تھا۔۔۔ نہیں ماما سکندر انکل نے خود ہی ان کو آنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ خواہ مخواہ میں ان کی طبیعت خراب ہو جاتی۔۔۔ آج سکندر انکل بھی چلے جائیں گے، وہاں بھی افس میں بہت سارے کام ہیں اسی لیے۔۔۔ ارحم بیٹھتے

ہوئے بولا تھا۔۔۔ اور اس کی نظریں مسلسل پری پہ تھیں۔۔۔ جس کا چہرہ کبھی کوئی تاثر دے رہا تھا، تو کبھی کوئی۔۔۔ چلو تم فریش ہو جاؤ میں چائے بنواتی ہوں۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔! ار حم ایک نظر پری کو دیکھتا جا چکا تھا۔۔ ار حم کمرے میں آتے صوفے پہ ٹک گیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں ار ہی تھی کہ پری ایسا بیہو کیوں کر رہی ہے۔ اور وہ اتنی جلدی ار حم کے ساتھ نار مل کیوں ہو گئی ہے۔۔ حالانکہ ار حم نے اس کے ساتھ اتنا برا کیا ہے۔۔ اس بیچاری کو کتنے تھپڑ مارے۔۔ پری ناراض ہونے کی بجائے ار حم کے ساتھ ایڈ جسٹ ہو رہی تھی۔۔ کہیں پری شایان اور حمدان سے ناراض تو نہیں۔۔ ار حم کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

انہوں نے پری کو زبردستی میرے ساتھ جو بھیجا تھا۔ ایگزیکٹولی یہی بات ہے۔۔ پری کے بیہویر کی۔۔ ار حم کو جیسے سارے معاملے کی سمجھ آگئی تھی۔۔۔

میں نے بھی تو کتنا غلط کیا ہے نا۔ اس کے ساتھ، میں نے حمدان اور سکندر انکل کے ساتھ بھی بہت برا کیا ہے۔۔ ار حم پیچھے ٹیک لگا چکا تھا۔۔

اور میرا حرم۔۔۔! کیا اس کے ساتھ برا نہیں ہوا۔۔۔ ارحم نے خود سے سوال کیا تھا۔۔۔ آخر کون ہے جو یہ سب کر رہا ہے۔۔۔ نہ جانے کتنے سوال تھے، جو ارحم کے گرد گھوم رہے تھے۔۔۔ کیا سے کیا ہو گیا تھا ان کی زندگیوں میں۔۔۔

.....

یزدان بیٹے کہاں رہتے ہو سارا دن، ٹھیک سے کھانا تک نہیں کھاتے ہو۔۔۔ سارا سارا دن گھر بھی نہیں آتے ہو۔۔۔ مجھے تو جیسے بھول ہی گئے ہو، یہ یزدان کی آنی تھیں۔۔۔ جو اس کے پاس بیٹھی روٹھے سے انداز میں بول رہی تھیں۔۔۔

آننی جان ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ میں بھلا اپ کو کیوں بھولوں گا۔۔۔ اپ کے سوا میرا ہے ہی کون۔۔۔ یزدان ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹا ہوا بولا تھا۔۔۔

یزدان 15 سال کا تھا، جب اس کے ماما بابا کارائیکسڈنٹ میں انتقال کر گئے تھے۔۔

آنی ان کے افس میں جاب کرتی تھیں۔۔ عریسا بیگم یزدان کی ماما جوانی کو بہت پسند کرتی تھیں انہوں نے انتقال سے پہلے اپنے یزدان کو ان کے حوالے

کر دیا تھا۔۔ ان کے رشتہ دار اس قابل نہیں تھے کہ عریسا اپنے بیٹے کو ان کے حوالے کرتی۔۔ اسی لیے انہوں نے آنی پہ بھروسہ کیا تھا۔۔

بس آنی کچھ کام رہ گئے ہیں، ان کو ختم کرتے ہی میں آپ کے ساتھ بہت سارا اٹائم گزاروں گا۔۔ یزدان مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔

بس کام کرتے رہا کرو کبھی خود پہ دھیان دیا ہے۔۔ کتنے کمزور ہو گئے ہو، آنی یزدان کے بالوں میں انگلی چلاتے ہوئے بولی تھیں، میری فکر کرنے

کے لیے اپ ہیں نا، اسی لیے میں اپنی فکر نہیں کرتا۔۔۔ یزدان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔ اور اس کی گال پہ ہلکا سا ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔۔

ہاں میری تو جیسے ہر بات سنتے ہو، ناٹھیک سے کھاتے ہو، نہ ٹھیک سے سوتے ہو، پتہ نہیں کن کن

کاموں میں مصروف تہتے ہو۔۔۔ آج تو انی کافی غصے میں لگ رہی تھیں۔۔۔

آنی آپ مجھ پہ تو ایسے غصہ دکھا رہی ہیں جیسے خود میڈیسن کھا کر بیٹھی ہیں۔۔۔ یزدان اٹھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ اور اپ نے اٹھ بکے سونا تھا، ٹائم دیکھیں

پورے نو بج رہے ہیں۔۔۔ یزدان ان کو میڈیسن دیتے بولا تھا۔۔۔ اور اب آپ نے سونا ہے خبردار جو کوئی ڈرامہ لگایا تو۔۔۔

سو جائیں چپ کر کے۔۔۔ یزدان وارن کرتے بولا تھا۔۔۔ ڈاکٹر نے ڈرامہ دیکھنے سے تو منع نہیں کیا تھا۔

آنی نے جیسے پتے کی بات بتائی تھی۔۔۔ جی جی ڈاکٹر نے ڈرامہ دیکھنے سے منع نہیں کیا تھا۔۔۔ لیکن ڈاکٹر نے نوبجے سے پہلے سونے کا کہا تھا۔۔۔ اور اس ٹائم پورے نونج چکے ہیں، یزدان آنی پہ بلینکٹ دیتے بولا تھا۔۔۔ اور

اب

اپ سو جائیں، صبح ڈرامہ دیکھیے گا۔۔۔ یزدان نے اگے بڑھ کر آنی کی پیشانی چومی۔۔۔ اور لائٹ اف کرتا اپنے کمرے کی طرف آیا۔۔۔ ابھی یزدان بیٹھا ہی تھا، کہ اس کا فون بجا۔۔۔ زاویار کی کال تھی۔۔۔ ہاں زاویار بولو۔۔۔! یزدان نے کال اٹھاتے ہی سوال کیا تھا۔۔۔ سر میں نے ساری! انفارمیشن نکلوالی ہے۔۔۔ ہممم۔ بولو سن رہا ہوں۔۔۔

سر جب ار حم لاہور گیا تھا، تو اس نے سکندر عثمان کی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔۔۔ اور اس کے بعد وہ اسلام آباد واپس آگیا۔۔۔ اور مجھے ایسا لگتا ہے۔۔۔ کہ ار حم نے حمدان کو معاف کر دیا ہے۔۔۔

کیا کہا تم نے۔۔۔! ار حم نے سکندر عثمان کی بیٹی سے شادی کر لی۔۔۔ کیا بکو اس ہے یہ۔۔۔ ار حم کیسے سکندر کی بیٹی سے شادی کر سکتا ہے۔۔۔!!! ضرور تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی۔۔۔۔۔ یزدان کو لگا شاید کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔۔۔

نہیں سر کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔۔۔ میں نے ساری انفارمیشن نکلوائی ہے۔۔۔ جب ار حم حمدان کے پاس ہسپتال گیا تھا۔۔۔ تو وہ اپنی مسز کو بھی لے کر گیا تھا۔۔۔ میں آپ کو سی سی ٹی وی فٹیج بھیجتا ہوں۔۔۔ جلدی بھیجو۔۔۔! یزدان غصے سے پھنکارا تھا۔۔۔ اگلے ایک منٹ تک یزدان کو نوٹیفکیشن مل گیا تھا۔۔۔ اور یزدان سے ہمت نہیں ہو رہی تھی، کہ وہ ویڈیو دیکھ سکے۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ ار حم نے سکندر کی بیٹی سے

شادی کیسے کر لی۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا یزدان نے جلدی سے ویڈیو

پلے کی۔۔۔ ار حم روتی ہوئی

پری کو چپ کر وار ہاتھا۔۔۔ یزدان کے ہاتھوں سے موبائل

گر گیا۔۔۔ "اس کی انکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ ار حم میں تمہیں جان

سے مار دوں گا۔۔۔۔۔ یزدان مٹھیاں بھینچ کر بولا تھا۔۔۔۔۔ اس نے مٹھیاں

اتنی زور سے بھینچی کہ اس کی رگیں واضح ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ آہہہہہ

۔۔۔۔۔ "یزدان چیخا تھا۔۔۔۔۔ اس نے ریک پہ پڑی چیزوں کو ہاتھ سے گرا

دیا تھا۔۔۔۔۔ ار حم تم آخر میری ہر خوشی کیوں

چھین لیتے ہو۔۔۔۔۔ اس نے ٹیبل پر ٹھوکر ماری تھی۔۔۔۔۔ تم نے میری

پریشہ کو مجھ سے چھینا۔۔۔۔۔ تمہاری اتنی اوقات، تمہیں میں اپنے ہاتھوں سے

ماروں گا۔۔۔۔۔ ار حم خان۔۔۔۔۔ "یزدان نے فون اٹھاتے زویار کو کال ملائی

تھی۔۔۔۔۔ پہلی

بیل پہ ہی کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔۔۔ جی سرزاویار مجھے

سکندر کی بیٹی چاہیے۔۔۔۔۔ یزدان اپنا غصہ کنٹرول کرتے بولا تھا۔۔۔۔۔
 لیکن سر سکندر۔۔۔۔۔ "زاویار میں نے کہا مجھے سکندر کی بیٹی چاہیے۔۔۔۔۔
 یزدان، زاویار کی

بات کاٹتے دھاڑا تھا۔۔۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا مجھے
 صبح تک سکندر کی بیٹی چاہیے۔۔۔۔۔ ورنہ میں تمہاری جان نکال دوں گا
 یزدان اس وقت شدید غصے میں تھا۔۔۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا، پوری
 دنیا تہس

نہیں کر دے۔۔۔۔۔ یزدان فون بند کرتے دور صوفے پہ اچھال چکا تھا
 ۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی، آخر ہو کیا رہا ہے۔۔۔۔۔ پری تم صرف
 میری ہو، صرف اور صرف یزدان شاہ کی۔۔۔۔۔ یزدان کا بس نہیں چل رہا
 تھا۔۔۔۔۔ کہ وہ ارحم کو جان سے مار دے۔۔۔۔۔

●●●●●●●●●●

یہ کیا اپ ابھی تک فریش ہی نہیں ہوئے۔۔۔ پری اندراتے بولی تھی
 --- ار حم ابھی تک اسی طرح بیٹھا تھا، وہ پری کے بارے میں سوچ رہا تھا
 --- کہاں گم ہیں آپ۔۔۔! ار حم جواب کو جواب نہ دیتا دیکھ پری نے
 پوچھا تھا۔۔۔ ار حم پری کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ پری بات سنو۔۔۔! "جی
 " ادھر او پاس بیٹھو۔۔۔! ار حم اشارہ کرتے بولا تھا۔۔۔

جی پری بیٹھتے پھر سے "جی" بولی تھی۔۔۔ کیا میں تم سے ایک بات
 پوچھوں۔۔۔ اگر تم بتانا چاہو تو۔۔۔! ار حم نے قریب ہوتے پری کا ہاتھ
 پکڑا تھا۔۔۔ پری پیچھے کو سرکی۔۔۔ تم پیچھے کیوں ہو گئی۔۔۔ ار حم دوبارہ
 سے اسے پاس کھینچتے بولا تھا۔۔۔ آپ نے یہ پوچھنا تھا، پری نے بڑی بڑی
 انکھیں کھولتے پوچھا۔۔۔ ہاں یہی پوچھنا

تھا۔۔۔ ار حم دانت پیستے بولا تھا۔۔۔ اچھا سچی سچی
 بتاؤں۔۔۔! مجھے نا آپ سے ڈر لگتا ہے۔۔۔ اسی لیے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔
 پری نے ایمانداری سے بتایا تھا۔۔۔ کیوں میں کوئی جن ہوں۔۔۔ ار حم نے

پری کو گھورا۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں اپ جن تو نہیں ہیں۔۔۔ وہ بس اپ تھپڑ مار دیتے ہیں نا۔۔۔ اسی لیے مجھے اپ سے ڈر لگتا ہے۔۔۔ دیکھے تو ذرا کتنا بڑا ہاتھ ہے اپ کا۔۔

۔ اتنا درد ہوتا ہے مجھے۔۔۔ پری ہونٹ نکالے شکایت کرتے بولی تھی۔۔۔ میں نے اپنے بے بی کو جتنے تھپڑ مارے۔۔۔ ان سب کے لیے کان پکڑ کے سوری۔۔۔ ار حم کان پکڑتے بولا تھا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ پری ہلکا سا ہنسی تھی۔۔۔ ہنس کیوں رہی ہو۔۔۔ میں نے کوئی جوک سنایا ہے کیا۔۔۔ ار حم نے ائی بروا چکاتے پوچھا۔۔۔ ویسے ہی۔۔۔ پری بولتے ہی جلدی سے کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔ ماما ویٹ کر رہی ہیں۔۔۔ اپ اجائیں، ورنہ چائے ٹھنڈی ہو جائے گی۔۔۔ پری ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی، تم بیٹھ جاؤ۔۔۔ ار حم دوبارہ سے پری کو بٹھاتے بولا تھا۔۔۔ نہیں نہ مجھے چائے پینی

ہے۔۔۔ اپ کو پتہ ہے، میں جب سے اپ کے گھرائی ہوں میں نے
 چائے نہیں پی۔۔۔۔۔ پری ادا سی سے بولی تھی۔۔۔۔۔ او تو میں ابھی اپنے بے
 بی کو چائے پلا دیتا ہوں۔۔۔۔۔ ار حم پری کی ناک کھینچتے بولا تھا۔۔۔۔۔ ار حم نے
 موبائل پکڑتے کسی کو کال ملائی تھی۔۔۔۔۔ پری اب ار حم کو دیکھ رہی تھی
 ۔۔۔۔۔ جو نہ جانے کسے کال ملا رہا تھا۔۔۔۔۔ ہیلو ماما۔۔۔ کیا اپ ہمارے لیے چائے
 کمرے میں بھجوا سکتی ہیں۔۔۔۔۔ ار حم نے پری کو دیکھ کے کہا تھا۔۔۔۔۔ کیوں تم
 نیچے

نہیں اسکتے۔۔۔۔۔ مہرناز بیگم بھی شرارت سے بولی
 تھیں۔۔۔۔۔ ماما یار سمجھا کریں نا۔۔۔ اچھا اچھا بھجوا
 رہی ہوں، مہرناز بیگم مسکرا دی تھیں۔۔۔۔۔ جی ذرا
 جلدی بھجوا دیں۔۔۔۔۔ میرا بے بی جب سے یہاں آیا ہے اس نے چائے
 نہیں پی، اس بار ار حم کے چہرے پہ بھی

مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ اچھا اچھا بھجوار ہی ہوں، مہرناز بیگم کافی خوش ہو گئی تھیں۔۔۔ انہیں اچھا لگا تھا۔۔۔ کہ پری اور ار حم کے درمیان سب ٹھیک ہے۔۔۔ یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔ میں نے ماما کے ساتھ چائے پینی تھی۔۔۔

پری منہ کا نقشہ بگاڑتے بولی تھی۔۔۔ پری کی آنکھوں میں پانی آگیا تھا۔۔۔ اور ار حم کا کیا جس کا دل جل کے راہ ہو گیا تھا۔۔۔ پری تم میری ایک بات کا جواب دو۔۔۔ تم میری بیوی ہو، یا ماما کی۔۔۔ ار حم بھی جلے بھنے انداز میں بولا تھا۔۔۔ آپ نابالکل بھی جہان سکندر جیسے نہیں ہیں۔۔۔ پری ار حم کی طرف دیکھتے منہ چڑھاتے بولی تھی۔۔۔ کون جہان سکندر۔۔۔ ار حم نے سیدھے ہوتے پوچھا تھا۔۔۔ جو بھی ہے، آپ سے تو اچھا ہی ہے۔۔۔ پری بھی اس دفعہ ایڈیٹیوڈ سے

بولی تھی۔۔۔۔ رہتا کہاں ہے۔۔۔؟ اب ار حم کی آواز میں تھوڑا غصہ تھا۔۔۔۔
 "ترکی"۔۔۔ مختصر سا جواب دیا گیا۔۔۔ تم اس سے کہاں ملی۔۔۔۔
 ار حم اپنا رخ پری کی طرف مڑ چکا تھا۔۔۔ میں اس سے کبھی نہیں ملی۔۔۔۔
 پری کے چہرے پہ دوبارہ سے ادا سی آئی تھی۔۔۔ تو
 کیا فون پہ بات کی تھی۔۔۔ ار حم کی آواز سے صاف محسوس کیا جاسکتا تھا، کہ
 وہ ابھی رو دے گا۔۔۔ اف اللہ میں اس سے کیسے بات کر سکتی ہوں۔۔۔
 وہ تو ناول

کا کریکٹر ہے نہ۔۔۔۔ پری سمجھانے والے انداز میں بولی تھی۔۔۔ "کیا"
 ۔۔۔ ار حم کا حیرانی سے منہ کھلا۔۔۔۔ پری مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں
 ایک دن پاگل ہو جاؤں گا۔۔۔ ار حم تو صدمے میں ہی چلا گیا تھا۔۔۔۔ اسے
 لگا پری سچ میں کسی کی بات کر رہی ہے۔۔۔ اللہ نہ کرے میرے ار حم پاگل
 ہوں۔۔۔۔ پری جلدی سے ار حم کا ہاتھ پکڑتے بولی تھی۔۔۔ کیا ہوا اپ
 جہان سکندر جیسے نہیں ہیں تو۔۔۔ "اپ میرے ار حم تو ہیں نا، پری نے ار حم

رہتے ہیں۔۔۔ پری رضیہ بی سے چائے پکڑتی بولی تھی۔۔۔ ار حم کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔ جی جی ار حم صاحب۔۔۔! پری بی بی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔ اتنا غصہ مت کیا کریں۔۔۔ صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا۔۔۔ رضیہ بی نے بھی

پری کی ہی سائیڈ لی تھی۔۔۔ رضیہ بی اپ کو بھی لگتا ہے کہ میں فضول میں غصہ کرتا ہوں۔۔۔ ار حم افسوس سے بولا تھا۔۔۔ جی جی ار حم صاحب۔۔۔ اپ اتنا فضول میں غصہ مت کیا کریں۔۔۔ رضیہ بی نے اپنی ہنسی کنٹرول کرتے کہا تھا۔۔۔ رضیہ بی مجھے اپ سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔ "ار حم صدے میں جا چکا تھا۔۔۔ رضیہ بی بھی مسکراتی جا چکی تھیں۔۔۔ پری اپنی چائے پکڑے پینی کے تیاری میں تھی۔۔۔ اپ چائے لیں نا۔۔۔ پری نے چائے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ ار حم نے ایک نظر پری کو دیکھا۔۔۔ ہاں لے لوں گا۔۔۔ تم اپنی پیو۔۔۔! ار حم بیزاری سے بولا تھا۔۔۔ اج ار حم کا دل ٹوٹ گیا تھا۔۔۔ اسے لگ رہا تھا،

پری کے آنے کے بعد اس کے گھر میں اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہی
 --- "اُمم" --- پری نے چائے کاسپ لیتے منہ بگاڑا۔۔۔ تمہیں کیا ہوا
 --- ارحم نے ائی برواچکائی۔۔۔ اس میں چینی نہیں ہے۔۔۔ پری روہانسی
 ہوتی بولی تھی۔۔۔ ہاں تو رونے والی بات نہیں ہے۔۔۔ دوسری پکڑ لو
 --- ارحم نے جلدی سے پری کو دوسرا کپ پکڑایا۔۔۔ اور پہلا کپ خود
 پکڑا۔۔۔ آپ چینی والی چائے کیوں نہیں پیتے۔۔۔ پری نے منہ بسورا
 --- پہلے نہیں پیتا تھا، لیکن اب سے میں چینی والی چائے ہی پیا کروں گا
 --- ارحم اپنی پھکی چائے کی چسکی لگاتے بولا تھا۔۔۔ ہاں یہ صحیح ہے۔۔۔
 میں نا ابھی آپ کے لیے چینی لے کر آتی ہوں۔۔۔۔۔ پری جلدی سے کھڑی
 ہوتی بولی تھی۔۔۔ ارے نہیں میری چائے تو میٹھی ہو گئی ہے ارحم پری کو
 واپس بٹھاتے بولا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا اگر پری اب گئی، تو دوبارہ واپس انا
 مشکل ہو گا۔۔۔ وہ کیسے۔۔۔! پری نے حیرانی سے پوچھا۔۔۔ میرے بے بی

نے میری چائے میں سے سپ لگایا، تو میری چائے میٹھی ہو گئی۔۔۔ ار حم
نے

دوبارہ سے چائے کا سپ لگایا تھا۔۔۔ "سوری"۔۔۔ پری

شرمندہ سی ہو گئی تھی۔۔۔ سوری کیوں۔۔۔! بول رہی

ہو۔۔۔ وہ میں نے اپ کی چائے جھوٹی جو کر دی ہے۔۔۔۔ پری نے چہرہ

جھکا لیا تھا۔۔۔۔ ہاں تو اس میں سور یض بولنے والی کیا بات ہے۔۔۔۔

اسندہ کے بعد میں اپنے بے بی سے ہی اپنی چائے میٹھی کرواؤں گا۔۔۔ ار حم

نے پری کے گرد ہسار بنایا تھا۔۔۔ اچھا جی پری بھی خوش ہو گئی تھی۔۔۔

اچھا پری اب میں تم سے بات کروں۔۔۔ ار حم چائے کا کپ میز پر رکھتے

بولا تھا۔۔۔ ہممم جی جی بولیں۔۔۔! پری بھی ار حم کی طرف متوجہ ہوئی

تھی۔۔۔ پری تم

حمد ان سے ملنے کیوں نہیں جاتی۔۔۔ ار حم نے پہلا سوال

کیا تھا۔۔۔ اور اس کی نظریں پری کے چہرے کی طرف

تھیں۔۔۔ جس کا اس وقت رنگ اڑ چکا تھا۔۔۔ ویسے ہی پری نے
 نظریں چرائیں۔۔۔ پری ادھر میری طرف دیکھ کر بات کرو۔۔۔ ارحم نے
 پری سے چائے کا کپ لے کر میز پر رکھ دیا تھا۔۔۔ پری اس دن کیا ہوا تھا،
 جب تم ہسپتال سے فوراً واپس آئی تھی۔۔۔ ارحم نے دوسرا سوال کیا تھا
 ۔۔۔ اور اب کی بار پری کے ہاتھ لرزنے لگے تھے۔۔۔ وہ۔۔۔ مم۔۔۔ میں
 ۔۔۔۔ پری اس سے اگے کچھ نہیں بول سکی تھی۔۔۔ پری کیا ہوا ہے تم
 ٹھیک تو ہو۔۔۔ ارحم نے اپنا ہنسا رنگ کرتے پری کو قریب کھینچا تھا۔۔۔
 ارحم آ۔ آپ مجھے کبھی چھ۔۔۔ چھوڑیں گے تو نہیں۔۔۔ پری کی آواز لڑکھرائی
 تھی۔۔۔ اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔ میں بھلا اپنے بے بی کو
 کیوں چھوڑوں گا۔۔۔ ہمم۔۔۔ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔۔ ارحم فکر
 مندی سے بولا تھا۔۔۔ پری کا جسم لرز رہا تھا۔۔۔ ارحم پری کی کپکپاہٹ
 محسوس کر سکتا تھا۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے بابا اور بھائی ب۔۔۔ بالکل۔۔۔ بھی اچھے
 نن۔۔۔ نہیں لگتے۔۔۔ میں اب کبھی دوبارہ ان کے۔۔۔ گھر نہیں جانا

چاہتی۔۔۔۔ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ پری ارحم کا ہسار کھولتے اس کے ہاتھ پکڑ کے بولی تھی۔۔۔۔ آپ کو پتہ ہے، میں وہاں اکیلی تھی۔۔۔ کوئی مجھ سے بات تک نہیں کرتا تھا۔۔۔ میں جب سے یہاں آئی ہوں نا، مجھے ماما مل گئی ہیں۔۔۔ آپ کی ماما بہت اچھی ہیں۔۔۔۔۔ پری جو پچھلے دو دنوں سے خود پہ کنٹرول کر رہی تھی۔۔۔۔۔ آج وہ ارحم کی نرمی کے آگے ہار گئی تھی۔۔۔ میں اب کبھی ان لوگوں سے نہیں ملنا چاہتی۔۔۔۔۔ وہ انتہائی مطلبی لوگ ہیں۔۔۔ پری خود بھی نہیں جانتی تھی، کہ وہ کیا بول رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ بس یہ جانتی تھی۔۔۔ کہ جس کو وہ یہ سب بتا رہی ہے،

"وہ اس کا شوہر ہے۔۔۔"

"اس کا محافظ ہے۔۔۔"

"اس کا مجازی خدا ہے۔۔۔"

پری تم روکیوں رہی ہو۔۔۔ اور آخر ایسا کیا ہوا ہے، جو تم اس طرح سے بول رہی ہو۔۔۔ تم تو اپنے بھائیوں سے بہت پیار کرتی تھی نا۔۔۔ ارحم بھی

پریشان ہو گیا تھا۔۔۔ آخر پریشے ایسا کیوں بول رہی تھی۔۔۔ نہیں میں سچ بول رہی ہوں۔۔۔ وہ لوگ اچھے نہیں ہیں۔۔۔ انہوں نے آپ کے بھائی کو بھی مارا ہے نا۔۔۔ وہ لوگ بہت برے ہیں۔۔۔ پری نے آج اپنے بھائیوں کے بارے میں وہ بول دیا تھا۔۔۔ جو وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ آج اس نے اپنا سارا غصہ نکال دیا تھا۔۔۔ پری پلیز رونا بند کرو۔۔۔ ارحم مزید الجھ گیا تھا۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ آخر ہو کیا رہا ہے۔۔۔ ارحم آپ مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے نا۔۔۔ پری نے دوبارہ سے سوال کیا تھا۔۔۔ نہیں میں اپنے بے بی کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ ارحم پری کو اپنے سینے میں چھپاتے بولا تھا۔۔۔ چلو شاباش اب میرا بے بی رونا بند پری کی ناک کھینچتے کہا تھا۔۔۔ میری چائے ٹھنڈی ہو کرے۔۔۔ ارحم نے رہی ہے۔۔۔ پری سیدھی ہوتی بولی تھی۔۔۔ اوہاں۔۔۔! چائے تو ہم بھول ہی گئے۔۔۔ ارحم نے بھی بات کا رخ بدلا تھا۔۔۔ وہ سمجھ گیا

تھا، کوئی تو ایسی بات ہوئی تھی، ہسپتال میں جو پری اتنا ڈسٹرب ہو گئی تھی
 --- ارحم نے سوچ لیا تھا۔۔۔ وہ اب حمدان سے ہی بات کرے گا۔۔۔
 پری بھی

چائے پینے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔

.....

یا اللہ خیر۔۔! کیا ہوا ہے۔۔ ملازمہ نے اکرا نی کو بتایا
 تھا۔۔ کہ رات کو یزدان نے اپنے کمرے کی کیا حالت کی ہے۔۔ اور صبح
 ہوتے ہی وہ چلا گیا۔۔ اور اب انی اچھا
 خاصا پریشان ہو گئی تھیں۔۔ ابھی رات تک تو یزدان ٹھیک تھا۔۔ "اور
 اب کیا ہوا اسے۔۔ آنی کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔ بشر۔۔! جی بیگم صاحبہ
 یزدان کو فون ملاؤ ابھی۔۔ بیگم صاحبہ یزدان کا فون بن جا رہا ہے۔۔
 بشر نے دو دفعہ بیل دی تھی، لیکن یزدان کا فون مسلسل بند جا رہا تھا۔۔ یا

دے۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے، ار حم تمہیں میں چھوڑ دوں گا۔۔ نہیں۔۔!

تمہارا تو میں وہ حال کروں گا۔۔ کہ کتوں کو بھی تمہاری لاش نہیں ملے گی

۔۔ یزدان نفرت سے بولا تھا۔۔ پری میری پہلی محبت ہے۔۔ اور اتنی

اسانی سے میں اپنی محبت کو نہیں چھوڑوں گا۔۔ تم نے میری محبت پہ نظر

رکھی۔۔ اس کا حساب تمہیں دینا ہو گا۔۔ یزدان غصے سے دھاڑتے بولا

تھا۔۔۔

.....

ماضی۔۔۔

یہ اج سے چار سال پہلے کا منظر تھا۔۔ پریشہ سکول کے

گیٹ کے سامنے کھڑی کسی کا انتظار کر رہی تھی۔۔ تبھی دور گاڑی میں

بیٹھے یزدان شاہ کی نظر پری کی طرف گئی۔۔ اور یزدان شاہ نظریں نہیں

ہٹا سکا۔۔ اسی پل پری کے سامنے گاڑی اکر رکی۔۔ اور پری گاڑی میں بیٹھ

کر چلی گئی۔۔ لیکن یزدان اگلے دس منٹ تک اس جگہ کو تکتا رہا تھا۔۔

یہ پہلا دن تھا، ہر روز یزدان یہاں آنے لگا۔۔۔ یزدان نے پری کا بائیوڈیٹا نکلوایا جس سے اسے پتہ چلا کہ پریشہ سکندر عثمان کی بیٹی ہے۔۔۔ یہ سن کر یزدان کو تھوڑا غصہ آیا تھا۔ سکندر عثمان کے ساتھ یزدان کی کافی گہری دشمنی تھی۔۔۔ دل بھی ایسا تو دشمن کی بیٹی پہ۔۔۔ یزدان گاڑی میں بیٹھا پری کو دیکھتے بڑبڑایا تھا۔۔۔ یزدان شاہ کو جو چیز اچھی لگے وہ حاصل کر ہی لیتا ہے پھر چاہے وہ اس کے دشمن

کی بیٹی کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔ "یزدان اسلام آباد کارہنے والا تھا۔۔۔ وہ کسی کام کے سلسلے میں لاہور گیا تھا۔۔۔ اور آج اس کی اسلام آباد کی فلائٹ تھی۔۔۔ بہت جلد تم میری دسترس میں ہوگی۔۔۔ یزدان موبائل میں پری کی تصویر کو دیکھتے بولا تھا۔۔۔ جو اس کے بائیوڈیٹا کے ساتھ نکلوائی گئی تھی۔۔۔ یزدان نے صوفے پہ بیٹھے سکندر عثمان کو کال ملائی تھی۔۔۔۔۔ پہلی بیل پہ کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔ ارے سکندر صاحب کیسے ہیں آپ۔۔۔!

یزدان نے خوشگوار سی سے سوال کیا تھا۔۔۔ میں تو ٹھیک ہوں، لیکن شاید

تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔۔ سکندر صاحب کو شاید کچھ ہضم نہیں ہوا تھا، یزان کا اتنے اچھے موڈ میں بات کرنا۔۔۔ ارے نہیں نہیں سکندر صاحب میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ میں نے بس اپ کو بتانے کے لیے فون کیا تھا۔۔۔ کہ میں آج اسلام آباد جا رہا ہوں۔۔۔ یزدان دل کش مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔۔۔ ہاں تو میں کیا کر سکتا ہوں تمہارے لیے۔۔۔ سکندر صاحب بھی مصروف سے انداز میں بولے تھے۔۔۔



اپ نے زیادہ کچھ نہیں کرنا، بس میری ایک امانت ہے، اپ کے پاس۔۔۔ اپ کو صرف اس کی حفاظت کرنی ہے۔۔۔ آج سچ میں یزدان کافی اچھے موڈ میں بولا تھا۔۔۔ ایسی کون سی تمہاری امانت ہے میرے پاس۔۔۔؟؟

جاؤں گا۔۔۔ اور ہاں اگر اسے ایک انچ بھی ائی۔۔۔ تو اس کے ذمہ دار اپ ہوں گے، یزدان نے پری کو اپنی ملکیت سمجھ کر بات کی تھی۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے، تم یہ فضول بکواس کرو گے اور میں تمہیں اپنی بیٹی دے دوں گا۔۔۔ غلط لگتا ہے، تمہیں اسندہ کے بعد تمہیں میری بیٹی نظر بھی نہیں آئے گی۔۔۔ اور خبردار۔۔۔! اگر تم نے اپنی گندی زبان سے میری بیٹی کا نام لیا تو۔۔۔ میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا۔۔۔ سکندر عثمان تو تپ ہی گئے تھے۔۔۔ یزدان کی بکواس سن کر۔۔۔ ارے نہیں سکندر صاحب اب تو وقت بتائے گا، کہ کون جیتتا ہے، اور کون ہارتا ہے۔۔۔ میں نے صرف آپ کو بتانے کے لیے فون کیا تھا۔۔۔ اب آپ جو بھی سمجھیں آپ کی مرضی۔۔۔ اللہ حافظ۔۔۔! سسر جی۔۔۔

یزدان کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ جب کہ سکندر عثمان کافی حد تک پریشان ہو گئے تھے۔۔۔ انہوں نے کبھی بھی پری کو صحیح سے بلایا تک نہیں تھا۔۔۔ لیکن آج یزدان کی باتیں سن کے ان کو سچ میں غصہ آگیا تھا۔۔۔ یا یہ

کہنا زیادہ بہتر ہوگا، کہ بیٹی کے لیے ایسے الفاظ ان سے برداشت نہیں ہوئے تھے۔۔۔ یزدان شاہ کسی بھی حد تک جاسکتا ہے۔۔۔ یہ سکندر عثمان سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔ اور اب ان کو پریشے کی فکر کھائی جا رہی تھی۔۔۔ سکندر عثمان جلدی سے گھر کے لیے نکلے تھے۔۔۔ اور گھراتے ہی انہوں نے پہلی بار پری کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔۔۔ جی بابا جان اپ نے بلایا۔۔۔ "پری کمرے میں اتی بولی تھی۔۔۔ سکندر صاحب اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔۔۔ تم کل سے سکول نہیں جاؤ گی۔۔۔ وہ بظاہر تو اخبار پڑھنے میں مصروف دکھائی دے رہے تھے، لیکن ان کی نظر پری پر ہی تھیں۔۔۔ جس کے چہرے کا رنگ اس وقت اڑچکا تھا۔۔۔ لیکن کیوں بابا کچھ ہوا ہے

کیا۔۔۔! پری فکر مندی سے بولی تھی۔۔۔ جب ایک دفعہ بول دیا ہے، تو مزید سوال مت پوچھو۔۔۔ تم تیاری کر لینا اب ان کے پاس، وہ تمہارا ان لائن ایڈمیشن کروادے

گا۔۔۔ اور اب تم جاسکتی ہو۔۔۔! اب کی بار سکندر صاحب نے ایک نظر
 پری پہ ڈالی تھی۔۔۔ جس کی آنکھوں میں اس وقت نمی تھی، اور صاف ظاہر
 ہو رہا تھا، کہ وہ خود پہ کنٹرول کیے کھڑی ہے، شاید ابھی رو دے گی۔۔۔ میں
 نے کہا تم جاسکتی ہو۔۔۔ سکندر عثمان دوبارہ سے اخبار میں مصروف ہوتے
 بولے تھے۔۔۔ پری خاموشی سے چلی گئی تھی۔۔۔ اور اب سکندر صاحب
 دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ ایسا نہیں چاہتے تھے۔۔۔ لیکن
 شاید پری کے لیے یہی بہتر تھا۔۔۔ پری کمرے میں اگر کافی دیر تک روتی
 رہی تھی۔۔۔ اور روتے ہوئے ہی سو گئی تھی۔۔۔

.....

یزدان اپنے افس میں بیٹھانہ جانے کب سے پری کی تصویر کو تک رہا تھا
 ۔۔۔ اس کی پری کسی اور کی ہو گئی تھی، اسے یقین نہیں رہا تھا۔۔۔ اور
 یزدان نے سوچ لیا تھا، کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔۔۔ یزدان نے اپنا نمبر بھی

بند کیا تھا صبح سے، اور آج وہ چھ بجے سے آفس آکر بیٹھا تھا۔۔۔ اس نے نمبر ان کرتے سکندر عثمان کو کال ملائی

تھی۔۔۔ بیل جا رہی تھی۔۔۔ سکندر عثمان ڈرائیونگ کر رہے

تھے۔۔۔ جب ان کا فون بجا۔۔۔ حمد ان کے ساتھ ہی آفس جاتا تھا۔۔

لیکن اس وقت شایان اور حمد ان دونوں ہی اسلام آباد تھے۔۔۔ اور سکندر

عثمان اکیلے ہی آفس جا رہے تھے۔۔۔ انہوں نے فون دیکھا یزدان کی کال تھی۔۔۔

یزدان اگر تم نے یہ فضول باتیں ہی کرنے کے لیے فون کیا ہے، تو میں کال کاٹ رہا ہوں۔۔۔ سکندر صاحب کی آواز میں غصہ محسوس کیا جاسکتا تھا۔۔۔ شوق سے کال کاٹیں، لیکن پہلے میری بات سن لیں، اپ نے پری کانکاج کروادیا، ارحم کے ساتھ، میں نے کہا تھا نا ایسی کوئی غلطی مت کریے گا، اور اب انجام کی ذمہ دار اپ خود ہوں گے۔۔۔ یزدان بے فکری سے بولا تھا

یزدان مجھے میری بیٹی کے لیے جو بہتر لگا، میں نے وہ کیا۔۔۔ اور اب تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔ سکندر عثمان نے بھی اطمینان سے بات ہی کی تھی

پریشے صرف میری ہے، یزدان ٹیبل پہ ہاتھ مارتا غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔
 ارحم کو تو میں جان سے مار دوں گا۔۔۔ اب کی بار یزدان مزید غصے سے
 دھاڑا تھا۔۔۔ یزدان وہ میری بیٹی ہے، ور میں اس کی شادی جہاں مرضی
 کروں، تم کوئی نہیں ہوتے، اس بارے میں بات کرنے والے۔۔۔ سکندر
 عثمان دو ٹوک بولے تھے۔۔۔ اور بولتے کال کاٹ دی تھی۔۔۔ یزدان
 نے غصے سے موبائل ٹیبل پہ پٹکھا۔۔۔

.....

ارحم سات بجے افس کے لیے نکل گیا تھا۔۔۔ کافی دنوں سے افس میں کام
 رکھا ہوا تھا، اور انج اسے سارے کام نمٹانے تھے۔۔۔ اسے حمدان کے پاس

رہی تھی.. اٹھ بج گئے۔۔۔ پری کی حیرت سے انکھیں کھلیں۔۔۔ ارحم
 افس چلے گئے، اور اپنے بے بی کو اٹھایا بھی نہیں۔۔۔ پری ادا اس ہو گئی تھی
 ۔۔۔ میں ان کا بے بی ہوں ہی نہیں۔۔۔ پری نے منہ بسورا۔۔۔ جھوٹے
 کہیں کے۔۔۔ تم تو میرا بے بی ہو۔۔۔ "پری نے منہ پھلا کر ارحم کی نقل
 اتاری تھی۔۔۔ اس گھر میں بس ماما اور رضیہ بی ہی اچھی ہیں۔۔۔ پری بیڈ
 سے نیچے اترتے بولی تھی۔۔۔ اب اس کا رخ نیچے کی طرف تھا۔۔۔ مہرناز
 بیگم رضیہ بی کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔۔۔ جب پری
 ان کو نیچے اتی نظر آئی۔۔۔ بکھرے بال، نائٹ ڈریس میں، پری اسی طرح
 نیچے آگئی تھی۔۔۔ میری بیٹی اٹھ گئی۔۔۔ مہرناز بیگم پیار سے بولی تھیں
 ۔۔۔ ماما پ کوپتہ ہے، ارحم آج پھر مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔ پری مہرناز
 بیگم کے پاس بیٹھتی بولی تھی۔۔۔ پری بی بی اب نے جوتا کیوں نہیں پہنا
 ۔۔۔ رضیہ بی نے پری کے پاؤں دیکھتے کہا تھا۔۔۔ وہ تو میں بھول ہی گئی
 ۔۔۔ پری ہمیشہ سے جوتا پہننا بھول جاتی تھی۔۔۔ اور شاید آج بھی بھول

پری کے بال درست کرتی بولی تھیں۔۔۔ جو کہ اس وقت کسی جھاڑیوں کی طرح الجھے ہوئے تھے۔۔۔ جی بڑی بی بی میں ابھی ناشتہ لگادیتی ہوں۔۔۔ رضیہ بی اٹھتی بولی تھیں۔۔۔ پری بی بی اپ کیا کھائیں گی۔۔۔ رضیہ بی نے پلٹتے دوبارہ پری سے پوچھا تھا۔۔۔ جو ماما کھائیں گی، میں بھی وہی کھاؤں گی۔۔۔ جی ٹھیک ہے، رضیہ بی مسکراتی جاچکی تھیں۔۔۔

چلو بیٹا اپ جلدی سے فریش ہو جاؤ، پھر ناشتہ کر کے ار حم کی خبر لیتے ہیں۔۔۔ (واہ مہرناز بیگم نے کیا ایڈیڈیا دیا تھا، جیسے ار حم تو ان کا سوتیلا بیٹا ہو۔۔۔)

"ہاں یہ ٹھیک ہے، میں جلدی سے چینج کر کے اتی ہوں۔۔۔ پری بھی خوش ہو گئی تھی، کہ اب وہ ار حم سے فائنٹ کرے گی۔۔۔ اسی لیے

جلدی سے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔ آہہ۔۔۔" بیٹا آرام سے۔۔۔ مہرناز بیگم جلدی سے اٹھی تھیں۔۔۔ پری انج پھر سے اسی دروازے سے ٹکرائی تھی، جس سے وہ ایک مرتبہ پہلے بھی ٹکرا چکی تھی۔۔۔ میں نے کہا بھی تھا، کہ اس دروازے کو یہاں سے اتر وادیں۔۔۔ لیکن میری سنتا کون ہے

۔۔۔ پری منہ پھلاتے بولی تھی۔۔۔ بیٹا دھیان سے چلا کرو نہ۔۔۔ مہرناز
 بیگم فکر مندی سے پاس اتے بولی تھیں۔۔۔
 ماما میں بالکل صحیح چل رہی تھی، یہ دروازہ ہی غلط جگہ پہ لگا ہے۔۔۔ اور یہ
 اپنا سر مسئلے بولی تھی۔۔۔ (لوجی پری نے تو سارا الزام دروازے پہ ہی ڈال
 دیا تھا۔۔۔) "ہاں ہاں بیٹا۔۔۔! دروازہ ہی غلط جگہ پہ لگا ہے۔۔۔
 میں ارحم سے بول کر دروازہ اتر وادیتی ہوں۔۔۔ تاکہ دوبارہ سے میری بیٹی
 کو چوٹ نہ لگے۔۔۔ جب سے مہرناز بیگم نے پری کو اپنی بیٹی بنایا تھا، وہ تو
 اس کی ہاں میں ہاں ملا رہی تھیں۔۔۔"

.....

یزدان کب سے سکرولنگ چیئر پہ بیٹھا ٹیک لگائے سگرٹ
 پہ سگرٹ پھونک رہا تھا۔۔۔ اسے ایک پل کے لیے سکون
 نہیں مل رہا تھا۔۔۔ آنکھوں میں سرخی ایسے واضح ہو رہی تھی، جیسے خون
 رس رہا ہو۔۔۔ یزدان نے سچ میں محبت کی تھی، نہیں اس نے پریشے سے

عشق کیا تھا۔۔۔ اور اس کا عشق آج کسی اور کا ہو چکا تھا۔۔۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا، یزدان کی محبت میں کوئی کھوٹ تو نہیں تھا۔۔۔ پھر اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔۔۔ کیا اسے محبت کرنے کی سزا دی گئی تھی۔۔۔ یا پریشے اس کی قسمت میں ہی نہیں تھی۔۔۔ کیوں، میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا۔۔۔! یزدان میں اب بولنے تک کی ہمت نہیں تھی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا، سب کچھ برباد ہو گیا ہے، کچھ نہیں بچا۔۔۔ یزدان کے ماں باپ نہیں تھے۔۔۔ اس نے پہلی محبت انی سے کی تھی۔۔۔ اور دوسری محبت پریشے سے کی تھی جو کہ عشق میں بدل گئی۔۔۔ اور آج یزدان کو لگ رہا تھا کہ اس کا عشق اس سے چھن گیا۔۔۔ اب یزدان کی نسیمیں درد سے پھٹ رہی تھیں۔۔۔ دروازے کی آواز آئی تھی، زاویار اندر داخل ہوا۔۔۔ یزدان نے دیکھا تک نہیں تھا۔۔۔ وہ اسی طرح بیٹھا تھا۔۔۔ سر۔۔۔! زاویار نے ڈرتے ڈرتے پکارا تھا۔۔۔ کہ کہیں پھر سے اس پہ غصہ نہ نکل جائے۔۔۔ بولو

۔۔۔! یزدان نے غصہ نہیں کیا تھا۔۔۔ سراپ کی آنی صبح سے فون کر رہی ہیں۔۔۔ وہ کافی پریشان ہیں۔۔۔ زاویار نے فکر مندی سے بتایا تھا۔۔۔

گاڑی نکالو مجھے گھر جانا ہے۔۔۔ یزدان اٹھا، موبائل پکڑا، اور سگریٹ کی ڈبی اٹھائے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ اس کے قدم اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔۔۔ اسے لگ رہا تھا، آج وہ گھر نہیں پہنچ سکے گا۔۔۔ اسے لگ رہا تھا، اس کے جسم سے جان نکل چکی ہے۔۔۔ گھر پہنچتے ہی یزدان سیدھا آنی کے کمرے کی طرف گیا تھا۔۔۔ یزدان بیٹا کہاں تھے تم، "کیا حالت بنارکھی ہے تم نے اپنی۔۔۔ آنی یزدان کو اندر اتار دیکھ جلدی سے اس کے پاس جاتے، فکر مندی سے بولی تھیں۔۔۔ یزدان بیٹے بول کیوں نہیں رہے ہو، ہوا کیا ہے،۔۔۔ یزدان کو نہ بولتا دیکھ آنی دوبارہ سے فکر مندی سے بولی تھیں۔۔۔ آنی اپ کو پتہ ہے، اس

ارحم نے میری پری چھین لی مجھ سے۔۔۔ انی میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ اس نے میری پری کو چھین لیا مجھ سے۔۔۔ وہ ایسا ہی ہے، ہمیشہ میری خوشیاں چھین لیتا ہے۔۔۔ لیکن اس دفعہ میں اسے جیتنے نہیں دوں گا۔۔۔ میں اس سے اپنی پری واپس لے کر رہوں گا۔۔۔ یزدان کی آواز میں جو درد تھا، آنی محسوس کر چکی تھیں۔۔۔ کیا مطلب ہے۔۔۔! کیسے ارحم نے پری کو چھین لیا۔۔۔ یزدان نے آنی کو پری کے بارے میں بتایا تھا، اسی

لیے وہ پری کو جانتی تھیں۔۔۔ آنی اس نے پری سے نن۔ نکاح کر لیا ہے۔۔۔ بولتے وقت یزدان کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔ اور پری اس وقت اس کے گھر میں ہے۔۔۔ یزدان کے ساتھ سچ میں برا ہوا تھا۔۔۔ ایسے کیسے اس نے پری سے شادی کر لی۔۔۔ پری تو بہت چھوٹی تھی نا۔۔۔ آنی بھی نہ سمجھی سے بولی تھیں۔۔۔ یہ تو میں نہیں جانتا، لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں، کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔" یزدان منہ پہ ہاتھ پھیرتے بولا تھا۔۔۔

یزدان بیٹے ایسا کچھ مت کرنا، جس سے تمہیں یا کسی اور کو کوئی نقصان پہنچے
 -- آنی فکر مندی سے بولی تھیں -- نہیں آنی میں اتنی اسانی سے تو اسے
 نہیں چھوڑوں گا -- یزدان مسلسل نفی میں سر ہلاتے بولا تھا -- اس
 نے میری پری سے نکاح کیا ہے، میں اس کی جان لے لوں گا -- یزدان
 کی آنکھیں لال انگارہ بنی ہوئی تھیں --

.....

حمدان کافی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا -- اور صبح اس کی
 لاہور کی فلائٹ تھی -- ار حم نے بھی آفس میں کام سیٹ کر لیا تھا --
 اور ار حم کا بے بی بھی اپنے ار حم کے ساتھ بہت خوش تھا -- حمدان میں تم
 سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں -- اج حمدان ڈسچارج ہو گیا تھا -- اور اب
 اسے -- ار حم کے گھر جانا تھا -- اس کے بعد صبح حمدان، اور شایان، کولاہور
 کے لیے نکلنا تھا -- ار حم حمدان کے پاس بیٹھا تھا -- جب اس نے حمدان
 کو مخاطب کیا تھا -- ہم بولو -- ! حمدان بھی ار حم کی طرف متوجہ ہوا تھا

۔۔۔ حمدان جب تم ہسپتال آئے تھے، اس دن پری دو گھنٹے تمہارے پاس بیٹھی روتی رہی تھی۔۔۔ وہ گھر سے ضد کر کے تم سے ملنے آئی تھی۔۔۔ اور جب شایان اور انکل آئے، تو پتہ نہیں اسے اچانک سے کیا ہوا۔۔۔ وہ گھر جانے کی ضد کرنے لگی، مجھے لگا شاید اس کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔۔۔ اسی لیے وہ گھر جانے کے لیے بول رہی ہے، تو میں اسے گھر لے گیا تھا۔۔۔

ارحم نے بولتے بولتے ایک نظر

حمدان پہ ڈالی۔۔۔ جو پورے وثوق سے ارحم کی بات سن رہا تھا۔۔۔ اس دن کے بعد میں جب بھی پری سے تم سے ملنے کا بولتا ہوں، تو وہ انکار کر دیتی ہے۔۔۔ اور اس دن تو وہ رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ عجیب عجیب سی باتیں کر رہی تھی۔۔۔ ارحم فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔ کیا کہہ رہی تھی، حمدان نے تجسس سے پوچھا۔۔۔ وہ کہہ رہی تھی، کہ تم لوگ اچھے نہیں ہو۔۔۔ کوئی اس سے صحیح سے بات تک نہیں کرتا۔۔۔ اور پتہ نہیں کیا کیا۔۔۔" ارحم اپنی سوچ کے برعکس حمدان کو سب کچھ بتا چکا تھا

-- اور اب حمدان کو بھی ٹینشن ہونے لگی تھی۔۔۔ کہ پری ایسا بہیو کیوں
کر رہی ہے۔۔۔ حمدان میرے خیال سے تم وہ تم لوگوں سے ناراض ہے
۔۔ اسی لیے ایسی باتیں کر رہی ہے۔۔۔ ارحم نے اندازہ لگایا تھا۔۔۔ ہاں
شاید۔۔۔! حمدان

نے بھی پھیکا سا جواب دیا تھا۔۔۔ تم رات کو آؤ گے تو خود ہی بات کر لینا
۔۔۔ انج رات حمدان اور شایان ارحم کے
ساتھ رکنے والے تھے۔۔۔ ہاں ہاں تم دیکھنا۔۔۔ میں اسے منالوں گا وہ
بس تھوڑا سا ناراض ہو گئی ہے۔۔۔ حمدان سمجھ گیا تھا ضرور بابا نے اسے کچھ
کہا ہو گا۔۔۔ اسی لیے وہ بات سنہچالتے بولا تھا۔۔۔

.....

رضیہ بی اپنا صبح سے کام کر رہی ہیں۔۔۔ اور اپنے

میرے ساتھ کوئی بات بھی نہیں کی۔۔۔ پری کچن میں آتی رضیہ بی سے بولی تھی۔۔۔ جی پری بی بی اجار حم صاحب کے سپیشل گیسٹ آرہے ہیں، بس میں انہی کے لیے کھانا بنا رہی ہوں۔۔۔ رضیہ بھی پری کی طرف متوجہ ہوتی بولی تھیں۔۔۔ اچھا کون ارہا ہے۔۔۔؟ پری کو تجسس ہوا۔۔۔ پتہ نہیں پری بی بی۔۔۔! کوئی خاص مہمان آرہے ہیں، رضیہ بی نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔۔ اووا اچھا۔۔۔! تو کیا انہوں نے اپ کو نہیں بتایا، کہ کون ارہا ہے۔۔۔ پری نے دوبارہ دلچسپی سے پوچھا تھا۔۔۔ نہیں پری بی بی انہوں نے مجھے تو نہیں بتایا، شاید بڑی بی بی کو بتایا ہو۔۔۔ رضیہ بی دوبارہ مصروف سے انداز میں بولی تھی۔۔۔ اچھا میں ماما کے پاس جا رہی ہوں۔۔۔ ان کو تو پتہ ہوگا کہ کون ارہا ہے۔۔۔ پری واپس مڑتے بولی تھی۔۔۔

پری مہرناز بیگم کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ مہرناز بیگم نماز پڑھ کے دعا مانگ رہی تھیں۔۔۔ پری جا کے صوفے پہ ٹک گئی۔۔۔ اور اب وہ

مہرناز بیگم کی دعا ختم ہونے کا انتظار کرنے لگی تھی۔۔۔ مہرناز بیگم دعا مانگتے اٹھیں، میری بیٹی آج بور ہو رہی ہے۔۔۔! وہ پری کے پاس بیٹھتے بولی تھیں۔۔۔

نہیں ماما میں بالکل بھی بور نہیں ہو رہی۔۔۔! کیا آپ کو پتہ ہے آج آرم کے سپیشل گیسٹ آرہے ہیں۔۔۔ پری نے سوالیہ نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔ اچھا آرم کے سپیشل گیسٹ آرہے ہیں۔۔۔ کون آرہا ہے۔۔۔ "تمہیں نہیں بتایا آرم نے۔۔۔! مہرناز بیگم انجان بنتے بولی تھیں۔۔۔

نہیں آرم نے مجھے تو نہیں بتایا۔۔۔ مجھے لگا آپ کو بتایا ہوگا۔۔۔ اسی لیے میں نے آپ سے پوچھا۔۔۔ پری ادا اس ہو گئی تھی۔۔۔ پتہ نہیں کیوں اس کو آنے والے مہمانوں میں تجسس ہو رہا تھا۔۔۔ آپ ان سے پوچھیں نہ کون آرہا ہے۔۔۔ پری ان کی گود میں سر رکھتی بولی تھی۔۔۔ ابھی تو آرم بڑی ہوگا۔۔۔ ہم بعد میں پوچھ لیں گے۔۔۔ مہرناز بیگم جانتی تھیں۔۔۔ لیکن

انجان بنیں۔۔۔ ار حم نے منع کیا تھا، پری کو بتانے سے۔۔۔ ار حم پری کو سر پر اتر دینا چاہتا تھا۔۔۔

گاڑی کی اواز آئی تھی، شاید ار حم آگیا تھا۔۔۔ پری نے جلدی سے بالکنی سے دیکھا، ار حم کی گاڑی تھی۔۔۔ ماما ار حم آگئے ہیں۔۔۔ پری نے خوش ہوتے بتایا تھا۔۔۔ ہاں بیٹا او باہر چلتے ہیں۔۔۔ مہرناز بیگم پری کی خوشی دیکھتے اٹھتے بولی تھیں۔۔۔

جی آئیں۔۔۔! پری اور مہرناز بیگم باہر کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔ ار حم اور شایان، حمدان کو سہارا دیے لانچ میں داخل ہوئے تھے۔۔۔ اسی پل پری اور مہرناز بیگم کی انٹری ہوئی تھی۔۔۔ بھائی۔۔۔! پری مہرناز بیگم کی طرف دیکھتی حیرانی سے بولی تھی۔۔۔ جو اب مہرناز بیگم مسکرا دی تھیں۔۔۔ پری جلدی سے حمدان کے پاس اتی گلے لگ گئی تھی۔۔۔ بھائی کیسے ہیں آپ۔۔۔ پری روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔۔ میں تو بالکل ٹھیک ہوں، اور تم

سے ناراض بھی ہوں۔۔۔ حمدان نے بھی تھوڑی ناراضگی دکھائی تھی۔۔۔
 کیوں ناراض ہیں آپ پری نے سوالیہ
 نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔

تم مجھ سے ملنے نہیں آئی تھی، اسی لیے میں اب تم سے ناراض ہوں۔۔۔
 ہاں لیکن میں آپ کو منالوں گی۔۔۔ پری بھی لاڈ دکھاتے بولی تھی۔۔۔ ہاں
 لیکن میں نہیں مانوں گا۔۔۔ حمدان کچھ زیادہ ہی نخرے دکھا رہا تھا۔۔۔
 آپ مذاق کر رہے ہیں، آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں۔۔۔ وہ بھی پری
 ارحم خان تھی۔۔۔ حمدان سکندر کی بہن۔۔۔

پری میں سچ میں ناراض ہوں۔۔۔ اور اب تمہیں مجھے منانا چاہیے۔۔۔
 حمدان دوبارہ سے نخرے دکھاتے بولا تھا۔۔۔ ارحم کا کیا جوان دونوں کے
 پیار سے جل بھن رہا تھا۔۔۔ اوبھائی۔۔۔ بس بس۔۔۔! زیادہ اوور ہونے
 کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ارحم اسی طرح جلے بھنے انداز میں بولا تھا۔۔۔
 ہاں ہاں مجھے بھی اپنی بہن سے ملنے دو ہٹو۔۔۔ شایان نے بھی

گفتگو میں حصہ لیا تھا۔۔۔ اپ دونوں جل رہے ہیں نا، پری انکھیں چھوٹی کرتی بولی تھی۔۔۔ ارے بیٹا حمدان کو بیٹھنے تو دو، یہیں پہ سب باتیں کر لینی ہیں۔۔۔ مہرناز بیگم جو کب سے کھڑی ان کی نوک جھوک دیکھ رہی تھیں انہوں نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔۔۔

آئی کیسی ہیں آپ۔۔۔! شایان نے اگے ہوتے سلام کیا تھا۔۔۔ بیٹا میں بالکل ٹھیک ہوں، تم کیسے ہو مہرناز بیگم شایان کے سر پہ پیار دیتے بولی تھیں۔۔۔ آئی میں بھی بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔

آؤ سب اندر بیٹھو۔۔۔! حمدان نے بھی اگے بڑھتے مہرناز بیگم سے پیار لیا تھا۔۔۔ اور سب بیٹھ چکے تھے۔۔۔ پری تو اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان میں بیٹھی تھی۔۔۔ پری کو اس طرح بیٹھا دیکھ ار حم کے دل کو کچھ کچھ ہو رہا تھا۔۔۔ کیا پری ار حم کو بھول گئی تھی۔۔۔ ار حم نے معصومیت بھرے چہرے سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو خود بھی اس وقت اپنے بیٹے کو بھلائے بیٹھی تھیں۔۔۔

سب باتوں میں مصروف تھے۔۔۔ پری تو نہ جانے اپنے بھائی سے ہاتھوں سے اشارے کرتی، کیا کیا باتیں کر رہی تھی۔۔۔ ار حم بیچارہ ایک سائیڈ پہ خاموشی سے بیٹھا تھا۔۔۔

ار حم تم بھی کوئی بات کر لو۔۔۔ حمد ان کو شاید ار حم کی شکل پہ تھوڑا ر حم ایا تھا۔۔۔ تو اس نے ار حم کو مخاطب کیا۔۔۔ تم مجھے خاموشی ہی رہنے دو تو اچھا ہے۔۔۔ ار حم تڑختے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ کیوں تمہیں کیا ہوا۔۔۔؟ اب کی بار شایان نے سوال کیا تھا۔۔۔ کچھ نہیں دو ٹوک جواب دیا گیا۔۔۔ مہر ناز بیگم سمجھ گئی تھیں۔۔۔ کہ ار حم کا موڈ خراب کیوں ہے۔۔۔ ار حم کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔؟ حمد ان سے رہا نہیں گیا تھا، تو اس نے دوبارہ سوال کر ڈالا۔۔۔ ہاں تم سننا چاہتے ہو مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔؛ تو سنو۔۔۔ "میرا بس چلے ناتو میں ابھی تمہاری فلائٹ کروادوں۔۔۔" تم مجھے مزید ایک منٹ بھی میری بیوی کے ساتھ برداشت نہیں ہو۔۔۔ ار حم تو بھڑک ہی اٹھا تھا۔۔۔ اوو۔۔۔! تو یہ بات ہے۔۔۔ شایان ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔۔ ار حم نے

گھور کر دیکھا۔۔۔ حمدان نے بھی اپنی ہنسی چھپائی تھی۔۔۔ اگر واضح کرتا، تو یقیناً رحم اس کا قتل کر دیتا۔۔۔ پری تو اپنے بھائی کے ساتھ مصروف تھی۔۔۔ وہ ان کی باتیں کیسے سنتی۔۔۔ پری سرے سے رحم کو اگنور کر رہی تھی۔۔۔ اور اب رحم کی بس ہو گئی تھی۔۔۔ تمہیں تو میں دیکھ لوں گا۔۔۔ رحم نے دانت پیستے دل میں سوچا تھا۔۔۔



ہائے یہ لڑکی رحم کی فیملنگز کب سمجھے گی۔۔۔ ہائے بیچارہ راحم، ویسے رحم بیچارہ تو نہیں تھا، وہ تو جہان سکندر کی طرح میسنا تھا، ایسا پری نے سوچا تھا۔۔۔ "بڑی بی بی کھانا لگ گیا ہے، رضیہ بھی لاؤنج میں اتے بولی تھیں۔۔۔ رضیہ بی بھی آج بہت خوش تھیں۔۔۔ کتنے ٹائم کے بعد سب اس طرح اکٹھے

ہوئے تھے۔۔۔ سب کے دلوں سے غلط فہمیاں دور ہو گئی تھیں۔۔۔ اللہ سب کو اسی طرح ہمیشہ مسکراتا رکھے۔۔۔ امین۔۔۔! رضیہ بی نے دل سے دعا کی تھی۔۔۔ چلو بچو سب اٹھو کھانا لگ گیا ہے۔۔۔ باقی کی باتیں بعد میں کر لینا۔۔۔ پہلے کھانا کھالو۔۔۔ مہرناز بیگم سب کو اٹھاتے بولی تھیں۔۔۔ چلے بھائی پری نے اٹھتے حمدان کو اٹھایا تھا۔۔۔ شایان نے بھی اگے بڑھتے حمدان کو سہارا دیا تھا۔۔۔ اس کی یک ٹانگ ٹوٹی ہے دوسری صحیح ہے۔۔۔ وہ خود چل سکتا ہے۔۔۔ تم چھوڑ دو اسے، ورنہ اس کی دوسری ٹانگ میں توڑ دوں گا۔۔۔ ارحم پری کو گھورتے بولا تھا۔۔۔ لیکن پری نے تو کچھ سنا ہی نہیں تھا۔۔۔ اس لیے باقی سب نے بھی سرے سے اگنور کیا۔۔۔ ارحم پیر پٹختا جا کر کھانے کی ٹیبل پہ بیٹھ چکا تھا۔۔۔ پری اور شایان حمدان کو ہلکا سا سہارا دیتے لائے، اور چیئر کھینچتے بٹھایا۔۔۔ ارحم اپنے ساتھ والی سیٹ پری کے لیے چھوڑ کر بیٹھا تھا۔۔۔ لیکن یہ کیا، پری تو حمدان کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔۔ یہ تم آج کچھ زیادہ ہی نئی نئی دلی دہن نہیں بن رہے۔۔۔ ارحم دانت پیستے حمدان کو

گھورتے بولا تھا۔۔۔ حمدان نے کندھے اچکائے۔۔۔ اگر تم بھی ایسا
 ٹریٹمنٹ چاہتے ہو تو میری مانو، ایک ٹانگ تڑ والو۔۔۔ شایان انکھ مارتے بولا
 تھا۔۔۔ ار حم نے شایان کو سخت گھوری سے نوازا تھا۔۔۔ اتنے میں مہرناز
 بیگم نے اتے سر براہی سیٹ سنبھالی تھی۔۔۔ سب کھانا شروع کر چکے تھے
 ، لیکن ار حم کے حلق سے تو ایک دنکا نیچے نہیں جا رہا تھا۔۔۔ جاتا بھی کیسے
 پری اپنے ہاتھوں سے حمدان کو جو کھلا رہی تھی۔۔۔ سب کھانا کھا چکے تھے،
 اور اگر کوئی بھوکا بچا تھا تو وہ ار حم تھا۔۔۔ لیکن بس ار حم کی برداشت سے
 باہر ہو گیا تھا۔۔۔ آخر کتنا برداشت کرتا وہ۔۔۔ آخر وہ بھی انسان تھا۔۔۔ ماما
 میرے خیال سے اب ہمیں اپنے کمرے میں جانا چاہیے۔۔۔ ار حم پری کی
 طرف دیکھتے بولا تھا۔۔۔ نہیں ابھی مجھے بھیا سے باتیں کرنی ہیں۔۔۔ پری
 جو کب سے ار حم کی ہر بات کو ان سنا کر رہی تھی، پتہ نہیں کیسے اس نے
 ار حم کی یہ بات سن لی تھی۔۔۔ اووو۔۔۔! تو تمہیں سنائی بھی دیتا ہے۔۔۔
 ار حم مذاق اڑانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔ پری نے نظریں چرائیں۔۔۔

ارحم نے صحیح کہا تھا، وہ کب سے کوئی نہ کوئی بات کر رہا تھا، لیکن پری اس کی ہر بات کو ان سنا

کر رہی تھی۔۔۔ جیسے وہ یہاں موجود ہی نہ ہو۔۔۔ اور کمرے میں جانے والی بات پری کو جھٹ سے سنائی

دے گئی تھی۔۔۔ واہ پری واہ۔۔۔! میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی سو جانا چاہیے۔۔۔ صبح جلدی نکلنا ہے شایان کھڑے ہوتے بولا تھا۔۔۔ شکر ہے تمہیں بھی سونے کا خیال آیا۔۔۔ ارحم نے تنز کیا تھا۔۔۔ جو اباحمدان نے اپنی ہنسی کنٹرول کی۔۔۔ مہرناز بیگم بھی اٹھ گئی تھیں۔۔۔ پری کا چہرہ تھوڑا سا مر جا گیا تھا۔۔۔ شایان بھی احمدان کا بازو پکڑتے جا چکا تھا۔۔۔ پری نے نظریں گھما کر ارحم

کی طرف دیکھا، جو پہلے سے ہی پری کی طرف متوجہ تھا۔۔۔ ابھی بھی تمہیں بیٹھ کر باتیں کرنی ہیں، یا ہم بھی کمرے میں چلیں۔۔۔ ارحم دانت پیستے بولا تھا۔۔۔

سب سونے چلے گئے ہیں، اب آپ اکیلے ہی باتیں کریں، میں جا رہی ہوں
 --- پری نے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔۔۔ اور ارحم کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا
 --- آپ بھی آجائیں پری دروازے سے جھانکتی بولی تھی۔۔۔ آ رہا ہوں
 تمہاری خبر بھی تو لینی ہے۔۔۔ کمرے میں اتے پری جلدی سے سوتی بنی
 تھی۔۔۔ اسے صبح جلدی اٹھ کر حمدان سے باتیں بھی کرنی تھیں۔۔۔ پری
 نے سوچ لیا تھا، کہ اب وہ کبھی بھی اپنے گھر والوں سے بات نہیں کرے
 گی۔۔۔ اس کو سکندر عثمان کا تھپڑ یاد تھا۔۔۔ کیسے اس کے بابا نے اسے تھپڑ
 مار دیا تھا۔۔۔ اس کی غلطی کیا تھی، اور وہ فریجہ بیگم کی باتیں، پری کبھی ان
 کے گھر نہیں جائے گی۔۔۔ ایسا پری نے سوچا تھا۔۔۔ لیکن جب اس کے
 بھائی اس کے سامنے آئے تو اس کا سارا غصہ ہوا ہو گیا۔۔۔ وہ جانتی تھی بابا
 جان لاہور ہیں۔۔۔ اسی لیے وہ بنا کسی ڈر کے اپنے بھائیوں سے ملی تھی
 پری کو تھپڑ مارا تھا۔۔۔ پری ان سے ڈرنے لگی۔۔۔ سکندر نے جب سے
 تھی۔۔۔ انہوں نے کہا تھا پری اب کبھی ان کے سامنے نہ جائے، تو پری

نے بھی سوچ لیا تھا کہ وہ اب کبھی ان کے سامنے نہیں جائے گی۔۔۔ پری اٹھو۔۔۔! میرے سوالوں کا جواب دیے بغیر تم نہیں سو سکتی۔۔۔ ار حم کمرے میں آیا تو اس کی سوچ کے برعکس پری بلینکٹ میں گھسی سونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی۔۔۔ پری۔۔۔! اب کی بار ار حم غصے سے بولا تھا۔۔۔ اور پری نے بھی اٹھنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔۔۔ شاباش چلو اٹھو۔۔۔! اپنی جگہ سنبھالتے ار حم دوبارہ سے بولا تھا۔۔۔ اٹھ رہی ہوں، پری تھکے سے انداز میں بولی تھی۔۔۔ یہاں پہ تو تم بول رہی تھی کہ تم حمدان سے نہیں ملو گی۔۔۔ وہ لوگ برے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔۔۔ اور اب نکل گیا سارا غصہ۔۔۔ ار حم نے ڈائریکٹ کام کی بات کی تھی۔۔۔ وہ جانتا تھا اسکا بے بی تھکا نظریں چرائیں۔۔۔ ہوا ہے، اور اب اس نے سونا ہے۔۔۔ جو اب پری نے میرے خیال سے میں تم سے بات کر رہا ہوں۔۔۔ ار حم انکھیں چھوٹی کرتے بولا تھا۔۔۔ مجھے پتہ تھا اپ یہ بات ضرور پوچھیں گے۔۔۔ پری

اداس ہوتے بولی تھی۔۔۔ اچھا تو پھر بتا کیوں نہیں رہی۔۔۔ تم حمدان سے
کیوں

ناراض تھی۔۔۔ ار حم پری کا چہرہ اوپر کرتے بولا تھا۔۔۔ جو پری نے اداسی
سے جھکا لیا تھا۔۔۔ ار حم کو تو کچھ سمجھ نہیں ار ہی تھی۔۔۔ پہلے پری نے کہا
کہ وہ حمدان

سے نہیں ملے گی۔۔۔ اور جیسے ہی حمدان سامنے آیا پری جھٹ سے اس سے
لیپٹ گئی تھی۔۔۔ پری مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے، کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہی
ہو،۔۔۔ اب تو ار حم کا شک یقین میں بدل گیا تھا۔۔۔ کوئی تو بات تھی جو
پری چھپا رہی تھی۔۔۔ پری اب تو میں تمہیں ڈانٹتا بھی نہیں ہوں، اور اگر
کوئی پریشانی والی بات ہے، تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔۔۔ اتنا یقین بھی نہیں ہے
اپنے ار حم پر۔۔۔ ار حم چاہتا تھا کہ جو کوئی بھی بات ہے پری بتا کر اپنا دل ہلکا
کر لے۔۔۔ پری کی خاموشی ار حم کو بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کر رہی تھی
۔۔۔ میں حمدان بھیا سے ناراض نہیں تھی۔۔۔ مجھے بابا سے ڈر لگ رہا تھا

-- پری اتنی سی بات بولتے چپ ہو گئی تھی۔۔۔ "کیوں۔۔۔! ارحم نے دوبارہ سے سوال کر ڈالا۔۔۔ کیونکہ اس دن بابا نے مجھے ڈانٹا تھا نہ، تو اسی لیے مجھے بابا سے ڈر لگتا ہے۔۔۔ میں اب ان کے گھر بھی نہیں جاؤں گی۔۔۔ پری کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔ پری تمہارے بابا کی کوئی غلطی نہیں تھی، انہوں نے میری وجہ سے تمہیں ڈانٹا تھا۔۔۔ پلیز تم مجھے معاف کر دو، ارحم نے سچ میں بہت بڑی غلطی کر دی تھی۔۔۔ اس نے لوگوں کی باتوں میں آکر اپنے بھائی جیسے دوست پہ شک کیا تھا۔۔۔ کبھی کبھی انسان لوگوں کی باتوں میں ہی اکر بہت بڑی بڑی غلطیاں کر جاتا ہے۔۔۔ اور شاید ارحم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔ اپ کیوں معافی مانگ رہے ہیں، ڈانٹا تو بابا نے تھا نا۔۔۔ پری نے لرزتی بھیگی، گھنٹیں، پلکیں اٹھا کر ارحم کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔ ہاں تو میں نے بھی تو

اپنے بے بی کو ڈانٹا تھا نا، اور مارا بھی تھا۔۔۔ ارحم کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو ہی گیا تھا۔۔۔ اور زبردستی اپنے گھر بھی لے کر آئے تھے۔۔۔ پری نے

جیسے ار حم کو مزید یاد دہانی کروائی تھی۔۔۔ اب کی بار ار حم نظریں نہیں اٹھا
سکا تھا۔۔۔ اس نے سچ میں غلط کیا تھا، لیکن
سارہ قصور اس کا بھی نہیں تھا۔۔۔ اسے سکندر عثمان نے کہا تھا،۔۔۔

oooooooooooo

ماضی"۔۔۔

میں تمہارے بیٹے کو جان سے مار دوں گا۔۔۔ ار حم دھاڑتے
ہوئے بولا تھا۔۔۔ وہ اس ٹائم سکندر عثمان کے افس
میں تھا۔۔۔ ار حم یہ تمہارا گھر نہیں ہے، میرا افس ہے ارام سے بات کرو
۔۔۔ سکندر عثمان نرمی سے گویا ہوئے تھے۔۔۔ اپ کو کیا لگتا ہے، اپ
میرے بھائی کو اس طرح مار دیں گے، اور میں سکون سے بیٹھ جاؤں گا۔۔۔
ار حم دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ نہیں سکندر صاحب نہیں۔۔۔! سکون

سے تو میں آپ کو بھی نہیں بیٹھنے دوں گا۔۔۔ اب آپ دیکھیں میں کرتا کیا ہوں۔۔۔ ارحم بولتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ ارحم کیا تم میری بیٹی سے شادی کرو گے۔۔۔ "سکندر عثمان کھڑے ہوتے بولے تھے۔۔۔ ارحم رکا، اسے لگا اس نے غلط سنا ہے۔۔۔ اس نے پلٹ کر سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔ آفر اچھی ہے، ویسے اس بارے میں بھی سوچا جاسکتا ہے۔۔۔ ارحم چلتے ہوئے دوبارہ سے سکندر

عثمان کے پاس آیا تھا۔۔۔ کیا یہ کوئی نئی گیم ہے۔۔۔ ارحم نے میز پر ہاتھ رکھ کے سکندر صاحب کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔ ارحم یہ کوئی گیم نہیں ہے۔۔۔ اور میں

تمہیں اتنا پاگل لگتا ہوں، کہ میں اپنی بیٹی کے نام پر گیم کھیلوں گا۔۔۔ سکندر عثمان نے وضاحت دی تھی۔۔۔ اگر آپ پاگل نہیں ہیں تو اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی کا کیوں بول رہے ہیں۔۔۔ وہ بھی یہ جانتے ہوئے، کہ میں

اس کا کیا حال کروں گا۔۔۔ ار حم مسکراتے ہوئے طنز کر رہا تھا۔۔۔ میری ایک مجبوری ہے، جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔۔۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم میری بیٹی کے ساتھ کچھ برا نہیں کرو گے۔۔۔ سکندر عثمان پورے یقین سے بولے تھے۔۔۔ اور اگر میں اب آپ کے یقین پہ پورا نہ اتر سکوں تو۔۔۔ ار حم نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا تھا۔۔۔ ار حم تم صرف ایک غلط فہمی میں مبتلا ہو، ار حم یہ کسی نے ہمارے خلاف سازش کی ہے، ہمیں تمہاری نظروں میں چھوٹا دکھانے کے لیے۔۔۔ اور میں جانتا ہوں ایک دن سچ سامنے آ ہی جائے گا۔۔۔ اور میری بیٹی کے لیے تم سے بہتر مجھے کوئی اور نہیں لگا۔۔۔ سکندر عثمان نے اطمینان سے بات کی تھی۔۔۔ اور ار حم نے بھی تفصیل سے پوری بات سنی تھی۔۔۔ آپ کی افر اچھی ہے، میں سوچ کر بتاؤں گا۔۔۔ ار حم بولتا واک آؤٹ کر گیا تھا۔۔۔ سکندر عثمان بیٹھ چکے تھے۔۔۔ ان کو کسی حد

تک سکون مل گیا تھا۔۔۔ انہیں لگ رہا تھا کہ ارحم پری سے شادی کرے گا،
گی۔۔۔ اور اس یزدان سے پری کی جان چھوٹ جائے

●●●●●●●●

ارحم نے گھرا کے بہت سوچا تھا، کہ آخر سکندر اپنی
کلوٹی بیٹی کا رشتہ کیوں دے رہے ہیں۔۔۔ لیکن اسے کچھ
سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ آخر کیا مجبوری ہے، سکندر عثمان کی۔۔۔ ارحم کو
اس بات کا جواب نہیں مل رہا تھا۔۔۔ کہیں یہ سکندر کی کوئی نئی چال تو نہیں
۔۔۔ ارحم نے چلتے چلتے سوچا تھا۔۔۔ سکندر صاحب یہ تو نہیں سوچ رہے، کہ
میں ان کی حسین و جمیل بیٹی سے شادی کر کے، اس کے عشق میں مبتلا ہو
جاؤں گا۔۔۔ اور سب کچھ بھول جاؤں گا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ ارے واہ سکندر
صاحب۔۔۔! کیا دماغ لڑایا ہے آپ نے۔۔۔ ارحم قہقہہ
لگاتے بولا تھا۔۔۔ اب آپ دیکھیں میں کیسے آپ کی سوچ کو پلٹا مارتا ہوں
۔۔۔"

ارحم کو سمجھ گئی تھی، آخر سکندر کے کیا ارادے ہیں۔۔۔ ارحم نے اپنی ماما کو کال ملائی تھی۔۔۔ پہلی بیل پہ ہی کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔ السلام علیکم ماما۔۔۔! ارحم نے بیٹھے ہوئے سلام کیا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔! آگئی یاد ماں کی، مہرناز بیگم نے جواب میں ناراضگی دکھائی تھی۔۔۔ ماما آپ ہمیشہ مجھ سے ناراض رہتی ہیں۔۔۔ ارحم شکایت کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ ناراض نہ ہوں تو کیا کروں۔۔۔ پورا دن گزر گیا اور تم اب فون کر رہے ہو،۔۔۔ سوری ماما ج کچھ زیادہ ہی مصروف ہو گیا تھا۔۔۔ ارحم نے ماتھا مسلتے کہا۔۔۔

تم آخر فارغ کب ہوتے ہو،۔۔۔ کھانا ٹائم پہ کھاتے ہونا، مہرناز بیگم نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔ جی جی ماما میں کھانا بھی ٹائم پہ کھا رہا ہوں، اور اپنا خیال بھی رکھ رہا ہوں۔۔۔ اور اب میں شادی بھی کرنے والا ہوں۔۔۔۔۔ ارح بے فکری سے بولا تھا۔۔۔ کیا کہا تم نے، مہرناز بیگم نے آخری والی بات پہ کچھ زیادہ ہی فوکس کیا تھا۔۔۔

ماما میں نے کہا کہ میں شادی کر رہا ہوں، سکندر عثمان کی بیٹی سے۔۔۔ ار حم
 ابھی بھی بے فکری سے ہی بولا تھا۔۔۔ ار حم تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔
 مجھے سکندر کی بیٹی ایک منٹ کے لیے برداشت نہیں۔۔۔ اور تم بول
 رہے ہو کہ تم اس سے شادی کرو گے، مہرناز بیگم غصے سے بولی تھیں۔۔۔
 ماما میں صبح نکاح کر رہا ہوں، اور میں اپ سے یہ نہیں کہوں گا کہ اپ اسے
 اپنی بہو مانیں۔۔۔

میں صرف سکندر عثمان سے بدلہ لینے کے لیے شادی کر رہا ہوں۔۔۔ ار حم
 نے جیسے پتے کی بات بتائی تھی۔۔۔ ہاں جیسے سکندر عثمان تو اپنی اکلوتی بیٹی
 تمہارے لیے ہی لے کر بیٹھا ہے۔۔۔ ار حم آخر تمہارے دماغ میں چل
 کیا رہا ہے۔۔۔ مہرناز بیگم کو فکر مندی ہوئی تھی اپنے بیٹے کے لیے۔۔۔
 ارے ماما بہت کچھ چل رہا ہے۔۔۔ اپ چھوڑیں، یہ بتائیں اپ کیسی ہیں
 ،۔۔ اور واپس کب ار ہی ہیں ار حم نے بات کا رخ بدلا تھا۔۔۔ مہرناز بیگم

بھی جانتی تھیں، اب ار حم نے فیصلہ کر لیا ہے، اور اب وہ کسی کی نہیں سننے گا

--

حال---

ار حم کو سچ میں اپنے کیے پہ شرمندگی ہو رہی تھی۔۔۔ اس نے سکندر عثمان کا بھرم بھی توڑ دیا تھا۔۔۔ سکندر عثمان نے ار حم پہ بھروسہ کیا تھا۔۔۔ کہ وہ پری کو کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ "لیکن ار حم نے پری کو بہت تکلیفیں دی تھیں۔۔۔ ار حم نے سب کے ساتھ بہت برا کر دیا تھا۔۔۔ پری کیا تم میری اس غلطی کو معاف کر سکتی ہو۔۔۔ ار حم نے چہرہ نہیں اٹھایا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔ ار حم اب اپ دوبارہ معافی نہیں مانگیں گے۔۔۔ اور یہ اپ کیا رو رہے ہیں۔۔۔ پری نے جلدی سے

اٹھتے ار حم کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ پری میں نے غلطی نہیں میں نے گناہ کیا ہے۔۔۔ میں نے تم پہ ہاتھ اٹھایا ہے، تم مجھے معاف کر دو گی نا۔۔۔ ار حم التجائیہ انداز میں بولا تھا۔۔۔ ار حم اپ سے غلطی ہو گئی تھی۔۔۔ اپ نے جان

بوجھ کے تو کچھ نہیں کیا نہ۔۔۔ چلیں اب جلدی سے اپنا منہ ٹھیک کریں
۔۔۔ مجھے بغیر رونے والے ارحم زیادہ پیارے لگتے ہیں۔۔۔۔۔ پری ارحم
کی آنکھوں پہ ہاتھ پھیرتی بولی تھی۔۔۔ جن میں اس وقت پانی جمع ہو چکا تھا
۔۔۔ مجھے تواج پتہ چلا میرا بے بی اتنا سمجھا رہا ہے۔۔۔ اور اچھا بھی، ارحم
پری کی ناک کھینچتے بولا تھا۔۔

دارانہ انداز میں ار حم کے کندھے پہ سر رکھتی تعصف سے بولی تھی۔۔۔۔
 کیا کہہ رہے تھے، ار حم کو بھی تجسس ہوا۔۔۔ "وہ کہہ رہے تھے، کہ اپ
 افس میں جانے کے لیے ولیمے والے دولہے کی طرح تیار ہوتے ہیں۔۔۔۔
 پری منہ پہ ہاتھ رکھتی بولی تھی، جیسے ابھی ہنس دے گی۔۔

کیا۔۔ "ار حم کا حیرانی سے منہ کھلا۔۔۔۔ جی، اور وہ بول رہے تھے، کہ
 لڑکیاں اپ کو گھورتی بھی ہیں۔۔۔۔ پری نے ار حم کی نالچ میں مزید اضافہ کیا
 تھا۔۔۔۔ اور کیا کیا کہا تھا، سالے صاحب نے۔۔۔۔ ار حم نے صدمے کے
 عالم میں پوچھا تھا۔۔۔

اور بھیانے کہا تھا، کہ اب میں اپ کو اتنا تیار نہ ہونے دوں۔۔۔۔ پری نے
 ار حم کی شرٹ کے بٹن سے کھیلتے کہا تھا۔۔۔۔ اس وقت ار حم کو شایان پہ
 شدید غصہ رہا تھا۔۔۔۔ اگر شایان اس وقت ار حم کے سامنے ہوتا، تو اب
 تک ار حم اس کا قتل کر دیتا۔۔۔۔ لیکن اس وقت تو ار حم کی سانسیں چلنے
 سے انکاری تھیں۔۔۔۔ اس کا بے بی اتنے قریب جو تھا۔۔۔۔ پری اب تم سو

جاؤ۔۔۔ "صبح اٹھنا بھی تو ہے نا۔۔۔ ار حم نے پری کو سلانے میں ہی عافیت سمجھی۔۔۔ لیکن ابھی مجھے اور باتیں کرنی ہیں، پری نے سر اٹھاتے کہا تھا۔۔۔۔۔ پری سو جاؤ ورنہ میں تمہیں صبح نہیں اٹھاؤں گا۔۔۔۔۔ ار حم پری کو گھورتے بولا تھا۔۔۔

پری نے معصومیت سے چہرہ اٹھا کے ار حم کو دیکھا، اپنا بالکل بھی جہان سکندر کے جیسے نہیں ہیں۔۔۔۔۔ پری نے ادا سی سے کہا تھا۔۔۔۔۔ کیوں تمہارے جہان سکندر میں ایسا کیا ہے، جو مجھ میں نہیں۔۔۔۔۔ ار حم نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ اچھا میں آپ کو بتاتی ہوں، پری سیدھی ہوتی اب ار حم کے سامنے بیٹھ چکی تھی، جہان سکندر ایک غریب آدمی ہے۔۔۔۔۔ وہ ترکی میں رہتا ہے، اور ایک برگرننگ کا اونر بھی ہے۔۔۔۔۔ پری نے فنگر ٹپس پہ بتایا تھا۔۔۔

اب تم کیا چاہتی ہو، کہ میں برگرننگ بنالوں۔۔۔۔۔ یا اپنا سارا پیسہ غریبوں میں تقسیم کر کے، خود غریب ہو کے بیٹھ جاؤں۔۔۔۔۔ ار حم تنطیہ

لہجے میں بولا تھا۔۔۔ نہیں نہیں، اپ جیسے بھی ہیں ایسے ہی ٹھیک ہیں
 --- پری دوبارہ سے ار حم کے کندھے پر سر رکھتی بولی تھی۔۔۔ ہاں لیکن
 تمہیں تو جہان سکندر چاہیے نا۔۔۔ ار حم ابھی بھی طنز کر رہا تھا۔۔۔ جی اپ
 میرے لیے جہان سکندر ڈھونڈ دیں گے نا، پری شرارت سے بولی تھی۔۔
 ہاں ہاں میں ضرور ڈھونڈوں گا۔۔۔ بس ایک بار مجھے یہ "مہان سکندر"
 مل جائے، اسے تو میں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔۔۔ ار حم دانت پیستے
 بولا تھا۔۔۔۔ مہان سکندر نہیں "جہان سکندر"۔۔۔ پری سر پہ ہاتھ مارتے
 بولی تھی، جیسے ار حم کی عقل پہ ہاتھ مار رہی ہو۔۔۔ جو بھی ہے، تم سو جاؤ
 چپ کر کے، ورنہ اب میں تمہاری پٹائی کروں گا۔۔۔۔ ار حم ڈانٹنے والے
 انداز میں بولا تھا۔۔۔ اچھا جی "سور ہی ہوں۔۔۔ پری بھی شریف بنتی بولی
 تھی۔۔۔ تو سیدھی ہو کر لیٹونا۔۔۔ ار حم اس کا سراٹھاتے بولا تھا۔۔۔
 نہیں ایسے ہی ٹھیک ہے۔۔۔ "اور اپ بھی چپ کر کے سو جائیں۔۔۔ پری
 ار حم کو گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ جیسے کب سے ار حم ہی باتیں کر رہا ہو

میرم تو انج صبح صبح ہی اٹھ گئی تھی۔۔۔ انج اس کا حمد ان جو آرہا تھا۔۔۔ ماما
 میں نے حمد ان کے لیے انج ان کی پسند کا سارا کھانا بنایا ہے۔۔۔ میرم
 جلد یوں میں کام کرتی بولی تھی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا، حمد ان تین دن بعد
 نہیں تین مہینے بعد آرہا ہے۔۔۔ بس بیٹا خود کو تھکانہ لینا، فریجہ بیگم اسے
 جلد یوں میں کام کرتا دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو بھاگتی ہوئی کبھی سلاد کاٹ رہی
 تھی، تو کبھی ہانڈی میں چمچا ہلا رہی تھی۔۔۔

oooooooooooooooo

پری کیا تم تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہ سکتی ہو، ارحم تیار ہو رہا تھا، اور
 پری کب سے اس کا سر کھارہی
 تھی۔۔۔ ہاں تو اپ تھوڑا کم تیار ہوں نا، صحیح کہا تھا، شایان بھیانے کہ اپ
 ویسے والے دولہے کی طرح تیار ہوتے ہیں۔۔۔ پری ارحم کے سامنے
 کھڑی اسے گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ پری افس کے لیے ایسے ہی تیار
 ہوتے ہیں۔۔۔ اور یہ تمہارے بھیا کو تو انج میں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔

ارحم اب شایان کو کوس رہا تھا۔۔۔ جس نے نہ جانے پری کو کیا کیا خبریں سنائی تھیں۔۔۔ اپ میرے ہوتے ہوئے میرے بھیا کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔ "لوجی پری بھی ہٹلر بن گئی"۔۔۔ او تو تم کیا کر لو گی۔۔۔ ارحم اپنی ہنسی کنٹرول کرتے بولا تھا۔۔۔ میں بہت کچھ کر سکتی ہوں، پری ایڈیٹیوڈ سے بولی تھی۔۔۔ ابھی فی الحال آپ پر فیوم تھوڑا کم لگائیں۔۔۔ پری نے اگے بڑھتے ارحم کے ہاتھ سے پر فیوم پکڑا تھا۔۔۔ جو حکم سرکار۔۔۔ "ارحم بھی ہار مان

چکا تھا، ورنہ پری افس جانے سے پہلے ہی ارحم کی ساری بیٹری لو کر دیتی۔۔۔ اب میرے بے بی کا حکم ہو تو باہر چلیں، ارحم مکھن لگاتے بولا تھا۔۔۔ جی جی چلیں۔۔۔ "باہر ا کے پری نے اپنے دونوں بھائیوں سے بہت ساری باتیں کی تھیں۔۔۔ اور ان کے جانے کے بعد پری تھوڑا اداس بھی ہو گئی تھی۔۔۔ ارحم بھی افس جا چکا تھا۔۔۔

زاویاراج کام ہو جانا چاہیے۔۔۔ یزدان سکرو لنگ چیئر کو موو کرتے بولا تھا
 ۔۔۔ جی سر کام ہو جائے گا۔۔۔ زاویار فائلز پکڑتے بولا تھا۔۔۔ زاویار
 میری پری کو ایک آنچ بھینسیں انی چاہیے، ورنہ تم جانتے ہو تمہارے
 ساتھ کیا ہو گا۔۔۔ یزدان ٹیبل پہ کونیاں رکھتے بولا تھا۔۔۔ جی جی سر
 میڈم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔۔۔ گڈ چلو اب کام پہ لگ جاؤ، یزدان
 شاطرانہ مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔۔۔ زاویار جاچکا تھا۔۔۔ انج میری
 جان میرے پاس ہو گی، میری دسترس میں، یزدان سکرو لنگ کرتے ٹیک
 لگا چکا تھا۔۔۔ ار حم خان اب تمہیں میں بتاؤں گا بدلا کیسے لیتے ہیں۔۔۔
 ہا ہا ہا ہا۔۔۔ "یزدان کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔۔

.....

ار حم ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ اس کا سارا فوکس ڈرائیونگ پہ تھا۔۔۔ اس کے
 لبوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ تھی۔۔۔ وہ پری کی باتوں کو یاد کرتا مسکرا رہا
 تھا۔۔۔ تبھی تین بلیک گاڑیاں ایک قطار میں اس کے سامنے آئیں، ار حم

نے جلدی سے سپیڈ کم کی، ورنہ کوئی حادثہ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔ پھر ار حم نے دیکھا اس کی سائیڈ وں پہ بھی دو بلیک گاڑیاں تھیں، ار حم کچھ پزل ہوا۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی، اسے لگا شاید ویسے ٹریفک کی وجہ سے رش ہے۔۔۔ اسی لیے اس نے بھی گاڑی کی سپیڈ سلو کر دی تھی۔۔۔ تبھی ار حم کی لیفٹ سائیڈ والی گاڑی میں سے ایک شخص نے اچانک سے فائرنگ شروع کی۔۔۔ اس اچانک افتد پر ار حم سنبھل نہیں پایا، اور اس کی گاڑی ایک برج سے ٹکرائی۔۔۔ ار حم کا سر سٹیرنگ میں لگا تھا، ار حم نے اپنی بازو میں ہول ہوتا محسوس کیا تھا۔ ہر طرف فائرنگ کی آوازیں تھیں، جو اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔۔۔ ار حم نے بڑی مشکل سے سیدھے ہوتے اپنی بازو دیکھی، جو کہ اس وقت سن پڑ چکی تھی۔۔۔ اس کی وائٹ شرٹ جو کہ اس وقت خون سے لت پت تھی، "احمر"۔۔۔ اپنی شرٹ دیکھتے ار حم کے دماغ میں احمر کی چخیں گونجی تھیں۔۔۔

ماضی۔۔۔۔۔

بھائی آپ ماما کا بہت خیال رکھیں گے۔۔۔ اور اپنا بھی۔۔۔ احمر تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ میرے بھائی تم ٹھیک ہو۔۔۔ اٹھو، آہہ۔۔۔ درد سے احمر کی کراہ نکلی تھی۔۔۔ جوانج بھی ار حم کے بعد کانوں میں گونجتی تھیں۔۔۔ ہی از نو مور۔۔۔ "ڈاکٹر باہر آتے بولا تھا۔۔۔ یہ وہ الفاظ تھے جو ایک ماں کا دل بند کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔۔۔ نہیں میرا احمر نہیں مر سکتا، ار حم وہ نہیں مر

سکتا، میرا بیٹا نہیں مر سکتا، مہرناز بیگم چیخیں تھی۔۔۔ اسے بولو وہ اٹھ جائے، ورنہ میرا دل بند ہو جائے

گا، مہرناز بیگم روتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔۔۔ یہ وہ قیامت تھی جو انج سے تین سال پہلے ار حم اور اس کی ماں پہ ٹوٹی تھی۔۔۔۔۔ ار حم کے ہاتھ میں احمر کی شرٹ تھی، جو کہ اس وقت سفید نہیں سرخ رنگ کی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ ار حم کے ہاتھ کانپ اٹھے تھے، وہ تو خود کو نہیں سنبھال پار ہاتھ

سلیم ار حم کو ہسپتال لے گیا تھا۔۔۔۔۔ سلیم میں اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی،
کہ وہ مہرناز بیگم کو فون کر سکے۔۔۔۔۔ سلیم کے اپنے کپڑے بھی ار حم کے
خون سے رنگ چکے تھے۔۔۔۔۔ سلیم کو تو خود سمجھ نہیں ار ہی تھی، کہ وہ
اخر کیا کرے۔۔۔۔۔ سلیم نے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور شایان کو کال
ملائی۔۔۔۔۔

●●●●●●●●●●

ماما، ماما، حمدان اگئے ہیں۔۔۔ میرم بھاگتی ہوئی کچن سے باہر آئی تھی۔۔۔
 اس نے حمدان کی گاڑی کی آواز سنی تھی۔۔۔ ہاں ہاں بیٹا آرام سے، مہرناز
 بیگم بھی جلدی سے باہر کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔ حمدان "۔۔۔ میرم بھاگتی
 ہوئی حمدان سے لپٹ گئی تھی۔۔۔۔۔ کیسے ہیں آپ، آپ کو پتہ ہے بابا نے
 ہمیں اسلام آباد نہیں آنے دیا تھا۔۔۔ میرم نے شکایت کی تھی۔۔۔۔۔ میں
 آپ کو بہت مس کر رہی تھی، میرم تو رونے ہی لگ گئی تھی۔۔۔۔۔ میرم
 ڈارلنگ کچھ خیال کرو کہیں بھی شروع ہو جاتی ہو۔۔۔ حمدان انکھ مارتے
 بولا تھا۔۔۔۔۔ میرم بیچاری شرمندہ سی ہوتی پیچھے
 ہوئی تھی۔۔۔ بڑے بے شرم ہیں آپ، میرم منہ میں بڑ بڑائی تھی۔۔۔
 فریحہ بیگم نے جلدی سے اگے بڑھ کر حمدان کو گلے لگایا۔۔۔۔۔ ان کی
 آنکھوں میں بھی آنسو اگئے تھے۔۔۔ میرا بیٹا کیسا ہے۔۔۔ فریحہ بیگم حمدان
 کو پیار کرتے بولی تھیں۔۔۔

ماما میں بالکل ٹھیک ہوں، دیکھیں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔۔۔۔۔ بس
 کریں آپ لوگ۔۔۔۔۔ "مل تو ایسے رہے ہیں، جیسے کشمیر فتح کروا کے آیا ہے
 ۔۔۔ اور تم چلو اندر۔۔۔۔۔" شایان جو بیچارہ کب سے اگنور ہو رہا تھا، اندر کی
 طرف جاتے بولا۔۔۔۔۔ آپ بھی چلیں اندر، میں آپ کی خبر لیتی ہوں۔۔۔۔۔
 میرم بھی غصہ ظاہر کرتی بولی تھی۔۔۔۔۔

شایان کا فون بجا، کس کا فون ہے۔۔۔۔۔ "حمدان نے شکی نظروں سے پوچھا
 تھا۔۔۔ تمہاری ہونے والی بھابھی کا فون نہیں ہے۔۔۔ گھور و مت۔۔۔۔۔
 شایان بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔۔ میرم اور فریحہ بیگم بھی حمدان کے ساتھ
 ہی ٹک گئی تھیں۔۔۔۔۔

ہاں بولو سلیم شایان نے کال اٹھاتے پوچھا تھا۔۔۔۔۔
 شایان سر وہ۔۔۔ سلیم میں ہمت نہیں تھی کہ وہ شایان کو کیسے بتائے۔۔۔۔۔
 کیا ہوا سلیم تم ٹھیک تو ہو کیا بات ہے شایان فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔۔۔
 حمدان بھی شایان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔۔

سر ار حم سر کی گاڑی پر حملہ کروایا گیا ہے۔۔ اور وہ ہاسپٹل میں ہے۔۔
 سلیم کیا بول رہے ہو تم۔۔ ار حم کیسا ہے شایان کھڑا ہو گیا تھا۔۔ حمد ان بھی
 ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

سر ان کی بہت بری حالت ہے پلیز اپ یہاں واپس آجائیں۔۔۔ سلیم کی
 آواز لڑکھرائی تھی۔۔۔ شایان کیا ہوا ہے ار حم کو، حمد ان بھی پریشان ہو گیا
 تھا۔۔۔ ار حم کی گاڑی پہ فائرنگ ہوئی ہے، اور وہ کریڈٹیکل کنڈیشن میں ہے
 ۔۔۔ حمد ان مجھے جانا ہوگا، شایان خود رونے والا ہو گیا تھا۔۔۔ شایان میں
 بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا،۔۔

حمد ان نہیں۔۔۔ "اپ دوبارہ نہیں جائیں گے۔۔۔ میرم جلدی سے
 حمد ان کی بازو پکڑتی بولی تھی۔۔۔ ہاں حمد ان تم ابھی ٹھیک نہیں ہو، تم بعد
 میں آجانا۔۔۔ شایان بھی اسے سمجھاتے بولا تھا۔۔۔ کوئی کہیں نہیں جائے
 گا، شایان تم بھی چپ کر کے بیٹھ جاؤ، خبردار اگر اب کسی نے اس گھر میں
 "ار حم کا نام لیا تو۔۔۔ فریحہ بیگم غصے سے بولی تھیں۔۔۔

ایسے کیسے ماما؟" وہ ہمارا دوست ہے۔۔۔ اور ہماری بہن کا شوہر بھی۔۔۔ ہم ایسے اسے مشکل وقت میں نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔ شایان افسوس سے بولا تھا۔۔۔ اس ارحم نے کیا حال کیا ہے میرے بیٹے کا، اب تم لوگ دوبارہ اس سے کوئی رابطہ نہیں رکھو گے۔۔۔

ماما ارحم نے کچھ نہیں کیا، وہ تو خود ہمارے ساتھ تھا۔۔۔ شایان سمجھاتے "ہوئے بولا تھا۔۔۔

حمدان مجھے نکلنا ہو گا"۔۔۔ شایان نے جلدی سے نکلنے کی کی تھی۔۔۔ ورنہ فریجہ بیگم دوبارہ سے شروع ہو جاتیں۔۔۔ شایان مجھے فون پہ بتاتے رہنا۔۔۔ حمدان فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔

ہاں" ہاں بتاتا رہوں گا۔۔۔ شایان جاچکا تھا۔۔۔ اور فریجہ بیگم بھی غصے سے پیر پٹھکتی اندر چلی گئی تھیں۔۔۔ شایان نے گاڑی میں بیٹھتے سلیم کو کال ملائی تھی۔۔۔ ہیلو سلیم میں یہاں سے نکل گیا ہوں، جتنی جلدی ہو سکا میں پہنچ جاؤں گا، اور تم نے آنٹی کو انفارم کیا۔۔۔؟ شایان خود

یا اللہ خیر۔۔۔" مہرناز بیگم اور پری لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ جب باہر سے فائرنگ کی آواز آئی۔۔۔ پری بھی جلدی سے مہرناز بیگم کے قریب ہو گئی تھی۔۔۔ ماما یہ آواز کہاں سے آئی ہے۔۔۔ پری نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔۔۔ اتنے میں رضیہ بی بھی باہر آگئی تھیں۔۔۔ پتہ نہیں بیٹا اللہ خیر کرے۔۔۔ ابھی مہرناز بیگم بول ہی رہی تھیں۔۔۔ دو آدمی دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئے۔۔۔ ان کے ہاتھ میں گن تھی۔۔۔ ماما۔۔۔" پری چیخی تھی۔۔۔ کک۔۔۔ کون ہو تم لوگ۔۔۔؟ اور اس طرح اندر کیسے گھس

آئے ہو۔۔۔" مہرناز بیگم پری کا ہاتھ پکڑتے بولی تھیں۔۔۔ اوو بی بی ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔ بس تم اس لڑکی کو ہمارے حوالے کر دو۔۔۔ ایک آدمی مہرناز بیگم کے سر پہ گندتانے بولا تھا۔۔۔ دور رہو میری بیٹی سے۔۔۔ تم ہو کون۔۔۔؟ اور اندر کیسے آئے۔۔۔ مہرناز بیگم پری کو اپنے پیچھے چھپاتی بولی تھیں۔۔۔ رضیہ بی بھی جلدی سے پری کے اگے

کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔ کتنی عزیز ہو گئی تھی ان کو یہ چھوٹی سی لڑکی۔۔۔ تم سے پوچھ کون رہا ہے۔۔۔ "ہم تو اسے لیے کر ہی جائیں گے۔۔۔ ایک آدمی نے اگے ہوتے پری کو بازو سے کھینچا تھا۔۔۔ چھ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ ماما "چھوڑو میری بیٹی کو" تم ہو کون۔۔۔ "مہرناز بیگم اگے بڑھنے لگی تھیں کہ دوسرے آدمی نے انہیں دھکے دے کر پیچھے گرا دیا۔۔۔ رضیہ بی بھی اگے آنے ہی لگی تھیں، کہ اس آدمی نے ان پہ گن تانی۔۔۔ اگر اب تم دونوں میں سے کوئی اپنی جگہ سے ہلا، تو میں اس لڑکی کی جان لے لوں گا۔۔۔ اب اس آدمی نے گن کارخ پری کی طرف کیا تھا۔۔۔ پری مزید ڈر گئی تھی۔۔۔ پلینز، چھوڑ دے مجھے۔۔۔ ماما مجھے بچائیں۔۔۔ وہ آدمی پری کو گھسیٹتے ہوئے لے گیا تھا۔۔۔ اور دوسرا آدمی ابھی بھی مہرناز بیگم اور رضیہ بی کے سر پہ گن تانے کھڑا تھا۔۔۔ تم لوگوں کو جو لینا ہے لے لو، لیکن خدا کا واسطہ ہے میری بچی کو چھوڑ دو۔۔۔ مہرناز بیگم ہاتھ جوڑتے بولی تھیں۔۔۔ "ہا ہا ہا۔۔۔" ہمارے پاس سب کچھ ہے، بس ہمیں یہ

لڑکی چاہیے تھی۔۔۔۔۔ وہ آدمی بولتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔ مہرناز
 بیگم بھی اس کے پیچھے ہی لپکی تھیں۔۔۔۔۔ لیکن ان کے اگے جانے سے پہلے
 وہ آدمی دروازے کو باہر سے لوک کرتا جا چکا تھا۔۔۔۔۔

oooooooooooo

کمرے میں دبی دبی سسکیاں گونج رہی تھیں۔۔۔۔۔ کمرے کا دروازہ کھلا،
 جس کی وجہ سے پری کے چہرے پہ روشنی پڑی، اور پری مزید جھنپ سی گئی
 ۔۔۔۔۔ دو قدم اس کی طرف بڑھ رہے تھے، اور پری کی مزید ڈر سے جان
 نکل رہی تھی۔۔۔۔۔ کک۔ کون ہو تم۔۔۔۔۔ بمشکل دو الفاظ ادا ہوئے تھے
 ۔۔۔۔۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، میری جان۔۔۔۔۔ "میں ہوں تمہارا
 یزدان۔۔۔۔۔ یزدان پری کے قریب بیٹھتے بولا تھا۔۔۔۔۔ پری ڈر سے پیچھے
 کو سرکی۔۔۔۔۔ لیکن پیچھے دیوار تھی۔ کک۔ کون ہو۔ تم میں ت۔ تمہیں

نہیں جانتی۔۔۔ پری کا جسم لرز نے لگا تھا۔۔۔ "اس کی اواز کپکپانے لگی
 تھی۔۔۔" کہانا ڈرو مت۔۔۔ "میں ہوں تمہارا یزدان اس نے پری کا ہاتھ
 پکڑا تھا۔۔۔ جو پری نے جھٹ سے چھڑو دیا تھا۔۔۔ چھ۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ مم
 ۔۔۔ میں تمہیں نن۔۔۔ نہیں جانتی ہوں۔۔۔ مجھے میرے گھر جانے دو۔۔۔ پری
 روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔ کون سا گھر۔۔۔ "یزدان نے جان بوجھ کر
 ایسا بولا تھا۔۔۔۔۔ میری ماما کا گھر، میرے ارحم کا گھر۔۔۔۔۔ لیکن ارحم تو مر
 گیا۔۔۔۔۔ یزدان کو تو بہت غصہ ارہا تھا، جب پری نے ارحم کا نام لیا، لیکن وہ
 کنٹرول کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ وہ اپنی پری پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا
 ۔۔۔۔۔ نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔۔۔ میرے ارحم آفس گئے ہیں "۔۔۔
 صبح۔۔۔ اور ابھی وہ آنے والے ہوں گے۔۔۔ پلینز "مجھے جانے دو۔۔۔
 میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔۔۔ ارحم سچ میں مر گیا ہے۔۔۔۔۔ اور اج
 سے یہ تمہارا گھر ہے۔۔۔۔۔ ہمممم۔۔۔ یزدان نے پری کے چہرے سے بال
 ہٹائے تھے۔۔۔۔۔ "نہیں۔۔۔" پری یزدان کو دھکا دیتے بولی تھی۔۔۔۔۔

لیکن یزدان اپنی جگہ سے ہلاتک نہیں تھا۔۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو، میرے ارحم کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ تم ہٹو "میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔ پری نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ جو کہ یزدان ناکام کرچکا تھا۔۔۔ پری بری طرح دیوار سے ٹکرائی تھی۔۔۔ آہ۔۔۔ چھ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے پری نے اپنی بازو چھڑوانے کی کوشش کی تھی، جو کہ اس وقت یزدان کے ہاتھ میں تھی۔۔۔ پہلی اور آخری دفعہ بولوں گا، ارحم زندہ ہو، یا مر گیا ہو، تم اب اس شخص کا نام نہیں لو گی۔۔۔ اور اگر اب تم نے اس کا نام لیا، تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ یزدان پری کی بازو پہ مزید سختی دکھاتے بولا تھا۔۔۔ پری تو دوبارہ بولنے کی ہمت نہیں کر سکی تھی۔۔۔ میں نے کچھ نہ۔۔۔ نہیں کیا۔۔۔ پلیر۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے جانے دو۔۔۔ پری نے اپنی بازو چھڑوانی چاہی تھی۔۔۔ کہانہ، دوبارہ تم جانے کا نام نہیں لو گی۔۔۔ اور دوبارہ تم اونچی آواز میں بات بھی نہیں کرو گی۔۔۔ پ۔۔۔ پلیر جانے دیں۔۔۔ پری نے یزدان کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔ اب دوبارہ یہ حرکت مت کرنا،

یہ تمہارا کمرہ ہے۔۔۔ اور اب میں تمہیں روتا ہوا نہ دیکھوں۔۔۔ اس طرف ابھی بھی خاموشی تھی پری یزدان کی آواز سے کافی زیادہ ڈر گئی تھی۔۔۔ وہ خاموشی سے بیڈ کی ایک سائیڈ پہ ٹک گئی۔۔۔ اس کا جسم لرز رہا تھا۔۔۔ نہ وہ بھاگ سکتی تھی، اور نہ ہی بول سکتی تھی۔۔۔ میں ابھی تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔۔۔ اور تم نے بالکل بھی نہیں رونا۔۔۔ یزدان وارن کرتے بولا تھا۔۔۔ یہاں ابھی بھی خاموشی تھی۔۔۔ وہ جاچکا تھا، اور پری ابھی بھی کسی ٹرانس کی کیفیت میں بیٹھی تھی۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ ارحم کے پاس تھی۔۔۔ پری کو ارحم کی یاد آئی تھی۔۔۔ بے بی "پری کو لگا اسے ارحم نے پکارا ہے۔۔۔" ارحم "پری نے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔ ارحم آپ کہاں ہیں۔۔۔ آپ کا بے بی بہت بڑی مشکل میں ہے۔۔۔ آپ اپنے بے بی کو یہاں سے لے جائیں۔۔۔ وہ گھٹنوں میں سر دیے رونے لگی تھی۔۔۔ ماما آپ کہاں ہیں۔۔۔ بابا کہاں ہیں سب، کوئی میرے پاس کیوں

نہیں آرہا۔۔۔ پری مسلسل روتے ہوئے بول رہی رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے
اپنے گھر والے یاد آرہے تھے۔۔۔

.....

سلیم نے حیات بابا کو ارحم کے ایکسڈنٹ کا بتانے کے لیے کال کی تھی
۔۔۔۔۔ لیکن حیات بابا نے جو خبر دی تھی، سلیم کے پیروں تلے زمین نکل
گئی تھی۔۔۔۔۔ حیات بابا یہ کیا بول رہے ہیں۔۔۔۔۔ اپ کون لوگ تھے وہ
۔۔۔۔۔ اور پری بی بی کو کہاں لے کر گئے ہیں۔۔۔۔۔ ہم ارحم سر کو کیا جواب دیں
گے۔۔۔۔۔ سلیم باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔۔۔ اسے اس کی بھابی بھی اتنی عزیز
" تھی، جتنا کہ ارحم سر سلیم

سلیم۔۔۔۔۔ کہاں جا رہے ہو۔۔۔۔۔ سامنے سے شایان بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس
نے سلیم کو اس طرح بھاگتا دیکھ اس کے سامنے آتے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔
شایان سر کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔۔ اچھا ہوا اپ اگئے۔۔۔۔۔ سلیم بڑے
بڑے سانس لیتے بولا تھا۔۔۔۔۔ سلیم ہوا کیا ہے، کچھ بتاؤ بھی۔۔۔۔۔ ارحم تو

ٹھیک ہے نہ۔۔۔۔ شایان کی پریشانی میں مزید اضافہ اگیا تھا۔۔۔۔ شایان سر۔۔! حیات بابا نے بتایا ہے، کہ گھر میں دو آدمی آئے تھے، وہ وہ پری بی بی کو لے گئے ہیں۔۔۔۔ کیا بکو اس کر رہے ہو تم۔۔۔۔ کہاں لے گئے ہیں وہ پری کو۔۔۔۔ شایان دھاڑا تھا۔۔۔۔ سر میں کچھ نہیں جانتا، میں خود صبح سے ار حم سر کے پاس ہوں۔۔۔۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے سلیم، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔۔ شایان اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ وہ اپنے بھائی جیسے دوست کے پاس جائے، یا اپنی بہن کو ڈھونڈے۔۔۔۔ شایان ار حم کو دیکھنے آیا تھا۔۔۔۔ لیکن ڈاکٹر نے ابھی ملنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔۔ ار حم کی بہت زیادہ بری حالت تھی۔۔۔۔ اس کا کافی خون بہہ گیا تھا۔۔۔۔ شایان بھی ہمت ہار گیا تھا۔۔۔۔ ار حم کی حالت اور پری کی گمشدگی، اس نے لرزتے ہاتھوں سے بابا کو کال ملائی تھی۔۔۔۔۔۔ پہلی بیل پہ ہی کال اٹھا لی گئی تھی۔۔۔۔ ہاں شایان بیٹا۔۔! تم پہنچ گئے، ار حم کیسا ہے، سکندر صاحب کو حمدان نے آگاہ کر دیا تھا۔۔۔۔ اور وہ بھی کافی پریشان ہو گئے تھے

۔۔۔ بابا یہاں پہ کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ شایان تھکے تھکے سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ شایان بیٹا کیا ہوا ہے، تم ٹھیک ہو، ار حم ٹھیک ہے۔۔۔ سکندر عثمان جو کہ اس وقت بیٹھے تھے، شایان کی بات سنتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ بابا ار حم کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ اور پری کڈنیپ ہو گئی ہے۔۔۔ بابا مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ میں کیا کروں، میں پری کو ڈھونڈوں، یا ار حم کے پاس رہوں۔۔۔ سکندر عثمان جواب تک صرف ار حم کے لیے پریشان ہو رہے تھے۔۔۔ پری کا سنتے ان کو ایک سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔ پریشے کی کڈنیپ ہو گئی۔۔۔؟ سکندر صاحب نے حیرانی سے پوچھا تھا۔۔۔ جیسے انہوں نے غلط سنا ہو۔۔۔ جی بابا میں یہاں اکیلا نہیں سنبھال سکتا۔۔۔ پلیز بابا پ اور حمد ان اجائیں۔۔۔ وہ بے بسی سے بولا تھا۔۔۔ شایان بیٹا تم پریشان نہیں ہو میں اور حمد ان جلدی پہنچ جائیں گے۔۔۔ تم ار حم کے پاس رہو۔۔۔ سکندر عثمان بات کرتے کرتے باہر کی طرف بڑے تھے۔۔۔ لیکن بابا پری کہاں ہے اس وقت میں نہیں جانتا

-- شایان پھر سے بولا تھا۔۔۔ میں پری کو دیکھ لیتا ہوں، تم ار حم کے پاس
 رہو۔۔۔ سکندر عثمان نے بولتے کال کاٹ دی تھی۔۔۔ یزدان تم نے اچھا
 نہیں کیا۔۔۔! سکندر عثمان سمجھ گئے تھے۔۔۔ کہ پری یزدان کے پاس ہی
 ہے۔۔۔ سکندر صاحب کو لگا تھا، کہ انہوں نے پری کی شادی کر دی ہے
 ۔۔۔ اب یزدان ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔۔۔ پری ار حم کے ساتھ محفوظ
 ہے، لیکن یہاں تو کچھ اور ہی ہو گیا تھا۔۔۔ سکندر عثمان سمجھ گئے تھے،
 ار حم کی گاڑی پہ فائرنگ بھی یزدان نہیں کروائی تھی۔۔۔ یزدان تم نے
 اچھا نہیں کیا۔۔۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ سکندر عثمان گاڑی
 میں بیٹھ چکے تھے۔۔۔ ان کو جلد از جلد حمدان کے ساتھ اسلام آباد کے لیے
 نکلنا تھا۔۔۔

●●●●●●●●●●

شایان نے سلیم کو گھر بھیجا تھا۔۔۔ تاکہ وہ مہرناز بیگم کو لے آئے۔۔۔ سلیم جب وہاں پہنچا، تو مہرناز بیگم کی حالت دیکھ کر اس سے بات کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔ وہ توپری کے لیے اتنا رو رہی تھیں۔۔۔ تو ارحم کا سن کر ان پہ کیا گزرے گی۔۔۔ رضیہ بی آپ ذرا بات سنئے گا۔۔۔ سلیم نے رضیہ بی کو بلایا تھا۔۔۔ تاکہ وہ ایک سائیڈ پہ ان سے بات کر سکے۔۔۔ سلیم "سلیم، کہاں تھے تم لوگ۔۔۔ اور ارحم کہاں ہے۔۔۔ وہ کیوں نہیں آیا۔۔۔ وہ لوگ میری بیٹی کو لے گئے ہیں۔۔۔ ارحم سے کہو ابھی اور اسی وقت وہ توپری کو لے کر آئے۔۔۔ اب تک وہ بے خبر کیسے بیٹھا ہے۔ مہرناز بیگم چیخی تھیں۔۔۔ پتہ نہیں میری بیٹی کس حال میں ہوگی۔۔۔ بڑی بی بی آپ میرے ساتھ ہسپتال چلیں۔۔۔ سلیم سر جھکائے بولا تھا۔۔۔ رضیہ بی نے سراٹھاتے سلیم کی طرف دیکھا۔۔۔ جیسے کچھ پوچھ رہی ہو۔۔۔ ہاسپٹل کیوں۔۔۔ "مہرناز بیگم نے نہ سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔ جبکہ ان کے دل میں بہت سی خیالوں نے جنم لے لیا تھا۔۔۔ وہ سلیم کو نہ بولتا دیکھ وہ پھر

سے بولی تھیں۔۔۔۔ ہسپتال کیوں؟ کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ اور ارحم کہاں ہے۔۔۔ آپ آجائیں باہر میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔ سلیم بولتا ہوا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ تاکہ مہرناز بیگم کوئی اور سوال نہ کریں۔۔۔ اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔ نہ ہی اس سے مہرناز بیگم کی حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی۔۔۔ رضیہ بی یہ کیا بول کر گیا ہے۔۔۔ کون ہے ہسپتال میں۔۔۔ وہ رضیہ بی کی طرف پلٹی بولی تھیں۔۔۔ آپ چلیں تو صحیح انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔۔۔ مہرناز بیگم سارے راستے سلیم سے پوچھتی رہی تھیں۔۔۔ لیکن سلیم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ وہ بتاتا بھی کیا۔۔۔ سلیم کی خاموشی مہرناز پہ ان کو کھائے جا رہی تھی۔۔۔ ہسپتال میں پہنچتے ان کو شایان نظر آیا تھا۔۔۔ وہ بھاگتی ہوئی اس کے پاس آ گئیں۔۔۔ شایان تم تو لاہور چلے گئے تھے۔۔۔ یہاں کیسے۔۔۔؟ اور کیا ہوا ہے، مجھے کوئی بتا کیوں نہیں رہا۔۔۔ وہ روتے ہوئے اب شایان سے سوال کر رہی تھیں۔۔۔ شایان جو پہلے ہی پریشان تھا، اب اس کی پریشانی میں مزید

اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ کیسے بتاتا وہ ان کو، کہ اندران کا بیٹا زندگی اور موت سے لڑ رہا ہے۔۔۔۔۔ آنٹی ار حم کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔۔۔۔ شایان ہمت کرتے بولا تھا۔۔۔۔۔ یہ الفاظ بولتے ہوئے شایان کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے ار حم کو، مہرناز بیگم اپنے ہوش گنوا تی بولی تھیں۔۔۔۔۔ آنٹی اپ سنبھالیں خود کو۔۔۔۔۔ ار حم بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ شایان اور رضیہ بی نے اگے بڑھتے مہرناز بیگم کو سہارا دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ کسی بے جان وجود کی طرح بیٹھ گئی تھیں۔۔۔۔۔ ان کو لگ رہا تھا، ان کا دل دھڑکنا بند ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ دنیا تھم گئی تھی۔۔۔۔۔ ان کو لگ رہا تھا، اگر انہوں نے آنکھیں بند کی تو سب ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ ان کا بیٹا اندر زندگی موت سے لڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ اور درد ان کو محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ رضیہ بی کی حالت بھی ان سے مختلف نہ تھی

● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ●

پری گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔۔۔ جب یزدان کمرے میں داخل

ہوا۔۔ پری نے چہرہ نہیں

اٹھایا تھا، وہ جانتی تھی، کون ہے۔۔۔ میں نے تمہیں منع کیا تھا نارو نے

سے، یزدان نے آگے ہوتے اس کا چہرہ اوپر کیا تھا۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔! تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی، پری پیچھے کو

سر کی تھی۔۔

جناب اتنا غصہ تو بنتا ہے۔۔۔ یزدان ہاتھ باندھتے مسکرایا تھا۔۔

میرے بابا کو پتہ چل گیا، تو۔۔ وہ تمہیں چھوڑیں گے نن۔ نہیں۔۔۔

تمہارا باپ جانتا ہے کہ تم اس وقت میرے پاس ہو۔۔۔ یزدان مسکراتے

ہوئے بولا تھا۔۔۔

نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو، میرے بابا نہیں جانتے۔۔ اگر انہیں پتہ چلا

تو وہ تمہیں مار دیں گے۔۔ پری مزید روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

اواچھا۔۔۔! یزدان نے جیسے پری کا مذاق اڑایا تھا۔۔۔ چلو ایک کام کرتے ہیں، میں بابا کو فون کر کے خود بتاتا ہوں، کہ میری پری میرے پاس ہے۔۔۔ پھر دیکھیں گے سکندر مجھے مار سکے گا یا نہیں۔۔۔ یزدان نے موبائل نکالا، اور کال ملانے لگا۔۔۔

تین سیکنڈ میں کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔ جیسے سکندر عثمان اسی کی کال کے انتظار میں بیٹھے ہوں۔۔۔ ارے سکندر صاحب کیسے ہیں آپ۔۔۔ یزدان پری کی طرف دیکھتے بولا تھا۔۔۔ یزدان تم اس حد تک گر جاؤ گے۔۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ سکندر عثمان دھاڑے تھے۔۔۔ پری شکی نظروں سے یزدان کے ہاتھ میں موبائل دیکھ رہی تھی۔۔۔ کہیں سچ میں کال پہ اس کے بابا تو نہیں تھے۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔! سکندر صاحب مجھے تو لگا تھا آپ غصہ کریں گے۔۔۔ لیکن آپ تو بہت خوش ہو رہے ہیں۔۔۔ یزداد جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہا تھا۔۔۔ یزدان آخر تم چاہتے کیا ہو۔۔۔؟ "سکندر عثمان ہار مانتے بولے اے ہے۔۔۔"

تمہاری بیٹی سے نکاح۔۔؟

پری نے حیرانی سے یزدان کا چہرہ دیکھا۔۔

یزدان۔۔ سکندر عثمان دھاڑے تھے۔۔ اب دوبارہ اپنی گندی زبان سے

میری بیٹی کا نام بھی مت لینا۔۔

آواز نیچی۔۔۔ پری میرے پاس ہے۔۔ یزدان نے جیسے دھمکی دی تھی

یزدان اگر میری بیٹی کو ایک آنچ بھی آئی، تو میں

تمہاری جان لے لوں گا۔۔ سکندر عثمان کا بس نہیں چل رہا تھا، کہ وہ اسی

وقت یزدان کی جان لے لیں۔۔

پری کے چہرے پہ ایک رنگ ارہا تھا، اور ایک رنگ جارہا تھا۔۔۔ ارے

سکندر صاحب یہ لیں، اپ اپنی بیٹی سے بات کریں۔۔۔ اسے یقین نہیں ہو

رہا۔۔ کہ اس کے باپ نے اسے میرے حوالے کیا ہے۔۔۔

یزدان کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔ تم میری بیٹی کو بھٹکا رہے ہو۔۔۔" وہ انتہائی غصے سے چیخے تھے۔۔۔ حمدان بھی ان کے ساتھ ہی تھا، وہ بھی اب پوری توجہ سے یزدان کی بات سن رہا تھا۔۔۔

پری کا فٹ سے رنگ اڑا۔۔۔ کیا اس کے بابا نے اسے اس شخص کے حوالے کیا تھا۔۔۔ نن۔ نہیں میرے بابا ایسا۔ نن۔ نہیں کر سکتے۔۔۔ پری نے اپنی سوچ کو انکاری کی تھی۔۔۔

لو بات کرو اپنے بابا سے۔۔۔ یزدان پری کی طرف موبائل بڑھاتے بولا تھا۔۔۔

پریشے بیٹا۔۔۔! ابھی کندر صاحب بول ہی رہے تھے کہ، یزدان نے والیوم بند کر دیا۔۔۔

بابا۔ بابا۔! پری اپنے بابا کی آواز سنتی جلدی سے

موبائل کی طرف بڑھی تھی۔۔ جو کہ یزدان نے کچھ حد تک پیچھے کر لیا تھا۔۔۔ بابا مجھے یہاں سے لے جائیں پلیز۔۔ بابا۔۔ پری روتے ہوئے بولی تھی۔۔ پریشے تم ٹھیک تو ہو۔۔ سکندر صاحب بول تو رہے تھے، لیکن والیوم بند کی وجہ سے پری کچھ سن نہیں پائی تھی۔۔۔ یزدان نے کال کاٹ دی تھی۔۔۔ اور پری بت بنی موبائل کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا، کہ اس کا باپ اس کے ساتھ ایسا بھی کر سکتا ہے۔۔۔ سچ میں اس کے باپ نے اسے اس شخص کے حوالے کیا تھا۔۔۔

! اسی لیے تو وہ بول نہیں رہے تھے۔۔ دیکھ لیا تم نے۔۔۔

اب تو تمہیں یقین آ گیا ہو گا نہ۔۔۔۔ یزدان پری کا چہرہ اوپر اٹھاتے بولا تھا۔۔۔ لیکن پری تو کوئی مجسمہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ کسی پتلے کی ماند۔۔۔ جسے کبھی کسی کے ہاتھوں میں تھمایا جاتا ہے، اور کبھی کسی کے ہاتھوں میں۔۔۔

کیا ہوا۔۔ تم کچھ بول کیوں نہیں رہی۔۔ یزدان اس کے پاس بیٹھ چکا تھا۔۔
میں تمہاری سچویشن سمجھ سکتا ہوں۔۔ تمہارے بابا کو ایسا نہیں کرنا چاہیے
تھا۔۔ وہ پری کا ہمدرد بنتے بولا تھا۔۔

پری نے آنکھیں نہپکیں۔۔ ایک آنسو اس کی گال پہ پھسلا۔۔ پری نے
پھر سے آنکھیں جھپکیں۔۔ اور

اس کے دل کے سو ٹکڑے ہو گئے۔۔ پری نے دوبارہ آنکھیں نہیں جھپکی
تھیں۔۔ اسے لگا اگر اس نے دوبارہ آنکھیں بند کیں، تو اسے سانس نہیں
آئے گا۔۔ وہ پتھر ریت کی طرح بکھر جائیں گے۔۔ آج پری کا
دل ٹوٹا تھا۔۔ اور دل کی جگہ پہ نفرت پیدا ہوئی تھی۔ اور یہ نفرت کسی
"اور کے لیے نہیں بلکہ اس کے اپنے باپ کے لیے تھی۔۔"

وہ ہمیشہ سے ایسے ہی تھے۔۔۔ پری بے ساختہ بولی۔۔ اس نے انکھیں
 "نہیں جھپکی تھیں۔۔ یزدان نے نہ سمجھی سے پری کا چہرہ دیکھا۔۔
 کیا اس کا تیر نشانہ پہ لگا تھا۔؟ کیا اس نے سکندر عثمان کو پری کی
 نظروں میں گرا دیا تھا۔۔

انہوں نے کبھی مجھے اپنی بیٹی سمجھا ہی نہیں تھا۔۔۔ وہ پھر سے بولی تھی
 ۔۔ اس نے چہرہ اٹھا کے یزدان کی طرف دیکھا تھا۔۔ جو پہلے سے ہی اس
 کی طرف متوجہ تھا۔۔

میرے بابا نے ایسا کیوں کیا۔۔۔؟ پری ٹوٹے لہجے میں بولی تھی۔۔ کیا
 انہوں نے آپ سے پیسے لیے ہیں۔۔۔ لیکن ان کے پاس تو بہت پیسے ہیں
 ۔۔ اس نے خوہی اپنی بات کا جواب دیا تھا۔۔ پھر انہوں نے میری قیمت
 کیوں لگائی۔۔ اس نے سوالیہ نظروں سے یزدان کی طرف دیکھا۔۔
 شاید وہ تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتے تھے۔۔ "یزدان بے ہنس بنتا
 بولا تھا، یہ جانے بغیر کے پری کے

"دل پہ کیا گزرے گی۔۔۔"

پری جو کب سے ٹوٹے ٹکڑوں کو اکٹھا کر رہی تھی۔۔۔ یزدان کے جواب پہ اس کے ہاتھ کھلے گئے، اور سارے جمع کیے ہوئے ٹکڑے بکھر گئے۔۔۔ اسکا سر چکرایہ۔۔۔ اس نے خود کو سنبھالنا چاہا، لیکن اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا۔۔۔ اور اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔ وہ کسی بے جان وجود کی طرح پیچھے کو جا گری۔۔۔

پری۔۔۔ "پری۔۔۔ یہ سب اتنی جلدی میں ہوا تھا، کہ یزدان دھیان ہی نہیں دے پایا۔۔۔ یزدان نے اگے بڑھتے پہلے اس کی نمس چیک کی، جس کی رفتار کافی کم تھی۔۔۔ اور پھر پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔ برف کی طرح ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔

پری۔۔۔! تم ٹھیک ہو۔۔۔ یزدان مسلسل اس کا چہرہ تھپکتے بولا تھا۔۔۔ وہ کیا، ایک ٹکڑے ہی تو بچے تھے۔۔۔ جو آج یزدان نے ریت کر دیے تھے۔۔۔

میری پری ٹھیک نہیں ہے، مجھے ڈاکٹر کو بلانا ہو گا۔۔! یزدان باہر کی طرف
 بھاگا تھا۔۔ میری پری کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ پری اس کی پہلی محبت تھی۔۔
 اور یزدان اسے کھونا نہیں چاہتا
 تھا۔۔ اسے پانے کے لیے یزدان نے کتنے گناہ کیے تھے۔۔ اور اب وہ
 سمجھ رہا تھا کہ اس کے سارے

گناہوں کے آگے سکون ہے۔۔ کیونکہ اس کی پری اس کے پاس ہے۔۔
 "اب یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔۔ آگے سکون ہے یا جہنم۔۔"

.....

سکندر صاحب اور حمدان دونوں ہی ہسپتال پہنچ گئے تھے۔۔ ارحم کا آپریشن
 تو ہو گیا تھا، لیکن ابھی آنے والے چوبیس گھنٹے اس کے لیے کافی خطرناک
 تھے۔۔ سکندر صاحب نے شایان اور حمدان کو بتا دیا تھا، یزدان کے
 بارے میں۔۔ اور حمدان تو غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔ جبکہ شایان کو تو

پری کی ٹینشن کھائے جا رہی تھی۔۔۔ کہ کہیں یزدان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔۔

بابا اب ہم کیا کریں گے۔۔۔ اگر اس نے پری کو کوئی نقصان پہنچا دیا تو۔۔
حمدان فکر مندی سے بولا تھا۔۔

نہیں وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔ سکندر عثمان پریشان تو تھے،
" لیکن محسوس نہیں ہونے دے رہے تھے۔۔۔

تو پھر بابا ہم اس طرح پری کو اس کے پاس تو نہیں رہنے دے سکتے نا۔۔ ہم
ارحم کو کیا جواب دیں گے۔۔ حمدان فکر مندی سے بولا تھا۔۔ شایان کو پری
کی

طرف سے تسلی نہیں ہو رہی تھی۔۔

بابا میں اس شخص کی جان لے لوں گا۔۔ حمدان جذباتی ہوتا اٹھا تھا۔۔
حمدان ہمیں صبر سے کام لینا ہو گا۔۔ ہم جلد بازی نہیں دکھا سکتے۔۔ اس

طرح ہم پری کے لیے مشکل کھڑی کر دیں گے۔۔ سکندر عثمان حمدان کو
 بٹھاتے بولے تھے۔۔ انہیں
 سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب کیا ہوگا۔۔

.....

زل، زل۔۔ "حمزہ صاحب لاؤنج میں داخل ہوتے زل بیگم کو پکار رہے
 تھے۔۔۔

جی حمزہ کیا ہوا، اپ کافی پریشان لگ رہے ہیں۔۔ زل بیگم کچن سے باہر آتی
 بولی تھیں۔۔

زل ار حم کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔ اور ہمیں جانا چاہیے۔۔۔
 یا اللہ خیر۔۔! کیسے "زل بیگم بھی پریشان ہوتی بولی تھیں۔۔ سلیم بتا رہا تھا
 کہ ار حم کی گاڑی پہ فائرنگ ہوئی تھی۔۔ پتہ نہیں بھا بھی کا کیا حال ہوگا
 ۔۔ ہمیں جلدی نکلنا چاہیے۔۔ حمزہ صاحب فکر مندی سے بولے تھے

جی میں ہیزل کو بتاتی ہوں۔۔۔ زمل بیگم جلدی سے ہیزل کے کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔ حمزہ صاحب ار حم کے چچا تھے، ان کے تعلقات کافی کمزور تھے، جس کی وجہ سے ان کا اتنا ملنا جلنا نہیں تھا۔۔۔ اور جب ار حم کے والد کی ڈیٹھ ہوئی تھی، تو اس کے بعد تو بالکل بھی حمزہ صاحب سے ملنا جلنا بند ہو چکا تھا۔۔۔

●●●●●●●●●●

یزدان ڈاکٹر کو لایا تھا، پری سٹریس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔ ڈاکٹر اسے کب تک ہوش آئے گا۔۔۔ یزدان نے جزباتی سے انداز میں پوچھا تھا۔۔۔ اس کو ایک پل کے لیے سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔ دیکھیں انہیں پہلے بھی ایک دفعہ پینک اٹیک ہو چکا ہے۔۔۔ اور اب ان کا اتنا سٹریس لینا ان کی جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔ آخر ان کو ٹینشن کس بات کی ہے۔۔۔ ابھی تو یہ بچی ہیں۔۔۔ ڈاکٹر نے سوالیہ نظروں سے یزدان کی

طرف دیکھا تھا۔۔ جبکہ یزدان لا جواب تھا۔۔ اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔

آپ کو انہیں سٹریس سے بچانا ہو گا۔۔ اگر ان کی زندگی چاہتے ہیں تو۔۔ ڈاکٹر اپنی چیزیں سمیٹتے بولا تھا۔۔ ڈاکٹر سمجھ گیا تھا، اسی لیے اس نے دوبارہ نہیں پوچھا۔۔ جبکہ یزدان کا دماغ وہیں پہرے رک گیا تھا، جہاں پہ ڈاکٹر نے کہا تھا، کہ پری کو پہلے بھی پینک اٹیک ہوا تھا۔۔

آئیں میں آپ کو چھوڑ دوں۔۔ یزدان باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔ جاتے جاتے بھی ڈاکٹر نے سختی سے ہدایت کی تھیں کہ پری کو کوئی سٹریس نہیں آنا چاہیے، اور یزدان کافی حد تک پریشان ہو گیا تھا۔۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ اس نے پری کے سامنے کافی بڑا جھوٹ بول دیا

تھا۔۔ اس نے اپنی محبت حاصل کرنے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیا تھا۔۔
وہ نہیں جانتا

تھا کہ جھوٹ کی بنیاد پہ قائم ہوئی دیوار کبھی وفا نہیں کرتی۔۔
یزدان ڈاکٹر کو باہر چھوڑنے کے بعد دوبارہ اندر نہیں گیا تھا۔ اسے
افسوس تھا، اس کی پری اس کی وجہ سے اس حال میں تھی۔ اس نے پری کو
اسکے باپ کے خلاف کر دیا تھا۔۔

یزدان سمجھ رہا تھا کہ وہ اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی ہے، بہت لاڈلی ہوگی، اسی
لیے اس سے یہ سب برداشت نہیں ہوا۔ لیکن وہ یہ کہاں جانتا تھا کہ اس
باپ کی اکلوتی بیٹی نے نہ ہی کبھی باپ
کا لمس محسوس کیا، اور نہ ہی کبھی ماں کا۔۔ کاش یزدان کو پتا ہوتا۔۔

.....

رات کے دس بج رہے تھے، اور مہرناز بیگم اسی طرح کسی زندہ لاش کی طرح بیٹھی تھیں۔۔ بڑی بی بی اب کچھ کھالیں رضیہ بی کب سے ان کو مخاطب کر رہی تھیں، لیکن وہ تو جیسے کچھ سن ہی نہیں رہی تھیں۔۔۔

بڑی بی بی اب کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔ رضیہ نے پھر سے ایک ناکام سی کوشش کی تھی۔۔ لیکن اس بار بھی مہرناز بیگم کچھ نہیں بولی تھیں۔۔۔ رضیہ بی نے ایک بے بسی، سی نظر سے مہرناز بیگم کو دیکھا، جو اس وقت دنیا بھلائے بیٹھی تھیں۔۔

رضیہ بی کا رخ اب حمدان کی طرف تھا، جو سکندر عثمان کے پاس بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔۔

حمدان بیٹا آپ ہی بڑی بی بی سے کہیں کہ وہ کچھ کھالیں، ورنہ ان کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔

وہ حمدان کے پاس آتی فکر مندی سے بولی تھیں۔۔ حمدان رضیہ بی کی بات سنتے جلدی سے کھڑا ہوا تھا۔۔ سکندر عثمان نے بھی بے بسی سے حمدان کی

طرف دیکھا تھا۔۔ حمدان خاموشی سے رضیہ بی کے ساتھ مہرناز بیگم کے پاس آیا۔۔

آئی۔۔۔ "حمدان نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے مہرناز بیگم کے ہاتھ پکڑتے ان کو پکارا تھا۔۔ جواباً مہرناز بیگم نے ہلکا سا چہرہ اٹھا کر حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔

اس طرح بھوکا رہنے سے تو کچھ نہیں ہو گا نا۔۔۔

آپ کھانا کھالیں۔۔۔ "انشاء اللہ ارحم بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔ حمدان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔۔۔

حمدان میں احمر کو نہیں بلا سکی، وہ میرا چھوٹا بیٹا تھا۔۔۔ جب میں نے اسے کھویا تھا، تو مجھے لگا تھا میری دنیا ختم ہو گئی۔۔۔ لیکن پھر مجھے ارحم کا خیال آیا،

اگر مجھے کچھ ہو گیا تو میرے ارحم کو کون سنبھالے گا۔۔۔ اور ارحم کو دیکھ
دیکھ کے دن بدن میں احمر کے غم کو بھولتی گئی۔۔۔ ایسا نہیں کہ میں اپنے
احمر کو بھول گئی ہوں۔۔۔ مجھے وہ اج بھی یاد آتا ہے۔۔۔ لیکن میرا ایک بیٹا ارحم
بھی

ہے۔۔۔ اگر ارحم کو کچھ ہو گیا، تو میں جیتے جی مر جاؤں گی۔۔۔
اب وہ بے آواز رونے لگی تھیں۔۔۔ دن بھر کی خاموشی کے بعد وہ اب
بولی تھیں، ان سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ ہمت کرتی بول رہی
تھیں۔۔۔ کچھ نہیں ہو گا ارحم کو۔۔۔ وہ بالکل ٹھیک ہے، اور انشاء اللہ صبح
تک اسے ہوش آ جائے گا۔۔۔

حمد ان جیسے ان کو یقین دلاتے کہا تھا۔۔۔ اور پلیز آپ کھانا کھالیں۔۔۔
نہیں۔۔۔ "جب تک میرا بیٹا ٹھیک نہیں ہو گا، میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔۔۔
وہ ضدی انداز میں بولی

تھیں۔۔ میں بھی تو اپ کا بیٹا ہی ہوں۔۔۔ میرے کہنے پہ کھالیں۔۔۔
 حمدان نے ان کا چہرہ دیکھتے کہا تھا۔۔ جہاں پہ دن بھر کی تھکاوٹ تھی۔۔۔
 حمدان ان کی حالت سمجھ سکتا تھا۔۔

حمدان بیٹا تم بھی میرے بیٹے ہو۔۔ لیکن جب تک ارحم خود اٹھ کر مجھے
 نہیں کہے گا، جب تک میں کچھ نہیں کھاؤں گی۔۔ وہ ابھی بھی ضد کر رہی
 تھیں۔۔

حمدان پری کہاں ہے۔۔۔؟ مہرناز بیگم نے جیسے
 کچھ یاد اتے پوچھا تھا۔۔ حمدان کچھ نہیں بولا تھا۔۔ لیکن ہاں گڑ بڑا ضرور گیا
 تھا۔۔ اسے مہرناز بیگم سے پری کا پوچھنے کی توقع نہیں تھی۔۔
 اب رضیہ بی بھی حمدان کا بولنے کا انتظار کر

رہی تھیں۔۔ میں پوچھ رہی ہوں پری کہاں ہے۔۔۔؟
 مہرناز بیگم نے حمدان کو جواب نہ دیتے دیکھ دوبارہ سوال کیا تھا۔۔ آنٹی
 پری یزدان کے پاس ہے۔۔ حمدان بڑی ہمت کرتے بولا تھا۔۔

کیا۔۔۔"مہرناز بیگم کو جیسے جھٹکا لگا۔

آنٹی پلیزاب پریشان مت ہوں، وہ پری کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔ ہم اسے لے آئیں گے۔۔۔ حمدان یقین دلاتے بولا تھا۔

میری بیٹی اس گھٹیا شخص کے پاس ہے، اور تم لوگ یہاں کتنے آرام سے بیٹھے ہو۔۔۔ مہرناز بیگم غصے سے کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔ سکندر عثمان بھی ان "کو دیکھتے جلدی سے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔ کہ آخر ہوا کیا ہے۔۔۔

آنٹی ابھی ہم کچھ نہیں کر سکتے، ورنہ وہ پری کو کوئی نقصان پہنچا دے گا۔۔۔ حمدان بھی کھڑے ہوتے بولا تھا۔۔۔ دور بیٹھے سکندر صاحب بھی اب ان کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

تم لوگ کچھ نہیں کر سکتے ہو، میرا رحم ہی پری کو لے کر آئے گا۔۔۔ چلے جاؤ تم یہاں سے، وہ ایک بار پھر سے رونے لگی تھیں۔۔۔

نہ جانے میری بیٹی کس حال میں ہوگی۔۔ مہرناز بیگم روتے ہوئے پھر سے بیٹھ گئی تھی۔۔

حمدان نے ایک بے بسی سی نگاہ اپنے باپ پہ ڈالی۔۔ جواباً انہوں نے نفی میں س ہلایا تھا۔۔ حمدان بھی سر جھکاتا کسی ملزم کی طرح وہاں سے واپس پلٹا۔۔

رضیہ بی نے بیٹھتے مہرناز بیگم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ وہ اب بھی بے آواز رو رہی تھیں۔۔

رضیہ بی "میرا رحم تو آفس گیا تھا نا، یہ کیا ہو گیا اس کے ساتھ۔۔ مہرناز بیگم بغیر چہرہ اٹھائے بولی تھیں۔۔ آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔

بڑی بی بی ار حم صاحب بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔ آپ پریشان مت ہوں۔۔ رضیہ بی خود کو ٹوٹا ہوا

محسوس کر رہی تھیں۔۔ تو مہرناز بیگم تو پھر ار حم کی ماں تھیں۔۔۔

رضیہ بی میرا احمر مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔ میں
 پل پل مرتی ہوں۔۔۔ کوئی میرے دل کا حال نہیں جانتا۔۔۔ میں آج تک
 احمر کو نہیں بھلا پائی۔۔۔ لیکن میرا ارحم اگر میرے ارحم کو کچھ ہو گیا تو میں مر
 جاؤں گی وہ تھکے تھکے لہجے میں بولی تھیں۔۔۔ بڑی بی بی آپ پریشاں مت
 ہوں، ارحم صاحب کو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔
 رضیہ بی دلا سہ دینے کے سوا کچھ کر بھی نہیں
 سکتی تھیں۔۔۔ وہ ماں تھیں۔۔۔ اب اتنا تو بنتا تھا۔۔۔
 حمدان کے پاس ڈاکٹر آیا۔۔۔ مہرناز بیگم بھی اس طرف متوجہ ہوئی "
 تھیں۔۔۔

"ارحم سر کو کمرے میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔۔۔
 مہرناز بیگم جلدی سے کھڑی ہو گئیں۔۔۔
 وہ کافی حد تک بہتر ہیں، لیکن ابھی آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔۔۔
 مہرناز بیگم نے ڈاکٹر کی طرف دیکھا، جو حمدان سے بات کر رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر۔۔۔! وہ جلدی سے اس کے پاس آئیں۔۔۔ ڈاکٹر میرا بیٹا کیسا ہے
۔۔۔ انہوں نے سوال کیا تھا۔۔۔

وہ ٹھیک ہیں۔۔۔" اب آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔
آپ اب بس ان کے لیے دعا کریں۔۔۔ ڈاکٹر مہرناز بیگم کی طرف پلٹا تھا۔
کیا میں ارحم سے مل سکتی ہوں۔۔۔ وہ جذباتی ہوتی
بولی تھیں۔۔۔

نہیں جب تک نہیں ہوش نہیں آتا آپ کو انتظار کرنا ہوگا۔۔۔ ڈاکٹر نے کچھ
لکھتے لکھتے جواب دیا تھا۔۔۔ مہرناز بیگم کے چہرے پہ خوشی آگئی تھی۔۔۔ اور
آپ نے میرے ساتھ آئیں۔۔۔ کچھ فارمیسیٹیز ہیں، وہ پوری کرنی ہیں۔۔۔
ڈاکٹر نے سکندر عثمان اور حمدان سے کہا تھا۔۔۔

جی چلیں "وہ دونوں ڈاکٹر کے ساتھ جا چکے تھے۔۔۔ رضیہ بی آپ نے سنا
۔۔۔! میرا ارحم بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے

مہرناز بیگم ہلکا سا مسکرائی تھیں۔۔

جی جی۔۔! بڑی بی بی!! میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا۔۔۔ ارحم صاحب بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ اور دیکھیں ماشاء اللہ سے وہ ٹھیک ہیں۔۔ اب رضیہ بھی مسکرا دی تھیں۔۔ ان دونوں کے چہرے پہ رونک آگئی تھی۔۔

مہرناز بیگم اللہ کا شکر ادا کرتی بیٹھ چکی تھیں۔۔ اللہ نے ان کی دعائیں سن لی تھیں۔۔

Zubi Novels Zone

اللہ نے ان کی دعائیں سن لی تھیں۔۔۔۔ یزدان صوفے سے ٹیک لگائے پچھلے دو گھنٹوں سے پری کا چہرہ تک رہا تھا۔ وہ کتنی خوبصورت تھی نا۔۔

یزدان کی پہلی محبت "یزدان کی پریشے،!! یزدان پچھلے دو گھنٹوں سے یہاں بیٹھا، پری کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی

کہ آخر پری کو پہلے پینک اٹیک کیسے ہوا۔۔ پری نے ایسی کون سی ٹینشن لی تھی، وہ تو سکندر عثمان کی اکلوتی بیٹی ہے، اور پھر سب کی لاڈلی بھی ہوگی۔۔۔ پھر اسے کیا ٹینشن ہوگی بھلا۔۔

یزدان کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔ مجھے معاف!
! کرد و میری جان۔۔۔

میں آئندہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔۔۔ تم بس یہ میری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دینا۔۔ اور بس کبھی میرے سامنے ارحم کا نام مت لینا۔۔ مجھے ہر گز برداشت نہیں، کہ میری پری کسی اور کے بارے میں سوچے بھی۔۔

سکندر جانتا تھا، مجھے جو چیز پسند آئے، وہ میں حاصل کر کے رہتا ہوں۔۔ اور یہ بھی جانتا تھا۔۔ کہ میں تمہیں حاصل کر کے رہوں گا۔۔ لیکن پھر بھی سکندر عثمان نے اس شخص سے!! ارحم سے تمہارا نکاح کروا دیا۔۔ بہت بڑی غلطی کر دی اس نے۔۔

یزدان اٹھا، اور اس کے قدم پری کی طرف بڑھے۔۔۔ پری تو اس کی آواز سے سہم گئی تھی۔۔۔

!پری تم اپنے لیے مزید مشکلیں مت کھڑی کرو۔۔۔

یزدان پری کے قریب آتے بولا تھا۔۔۔ پری پیچھے کو سر کی۔۔۔

اسندہ یہ حرکت مت کرنا۔۔۔ یزدان کو اس کی حرکت کچھ پسند نہیں آئی تھی۔۔۔ اس نے لال آنکھوں سے اسے گھورتے کہا تھا۔۔۔

مجھے میرے ارحم کے پاس جانا ہے۔۔۔ پری یزدان کی آنکھوں سے نظریں "ہٹاتی بولی تھی۔۔۔ اسے یزدان سے خوف آرہا تھا۔۔۔

میں نے منع کیا تھا نا، کہ اب تم ارحم کا نام نہیں لو گی۔۔۔ ہممم۔۔۔ پری میں بار بار غلطیاں معاف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔۔ اس کی آواز میں غصہ تھا۔۔۔ یزدان نے بولتے بولتے پری کو بازو سے پکڑ کے قریب کیا تھا۔۔۔

ت۔ تم مجھے ہاتھ مت لگاؤ۔۔ پری نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تھی
 --- لیکن یزدان کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔
 اوو۔۔ تو مجھے ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں ہے۔۔ یزدان ہونٹ گول
 کرتے بولا تھا۔۔ تو ٹھیک ہے پھر ہم صبح نکاح کر لیں گے۔۔ پھر تو
 اجازت ہو گی نا۔ یزدان نے انگلی کی مدد سے اس کا چہرہ اٹھایا تھا۔
 کیا بکو اس کر رہے ہو تم۔۔ پری نے پورے زور سے اپنی بازو چھڑوائی تھی
 --

بکو اس نہیں کر رہا، صحیح بول رہا ہوں۔۔ جب
 نکاح ہو جائے گا، تو ہاتھ لگانے کی اجازت بھی ہو گی۔۔ یزدان مسکرا ہٹ
 سجائے بولا تھا۔۔۔

گھٹیا انسان! میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔ پری

غصے سے اٹھتی اس کا گریبان پکڑ چکی تھی۔۔۔ یزدان ہلکا سا مسکرایا۔۔
 ایک جان کیا، تمہارے لیے تو سو جانیں بھی قربان۔۔۔ تم بس حکم کرو
 ۔۔۔ یزدان اسے کندھوں سے پکڑتے بولا تھا۔۔۔
 چھوڑ مجھے، گھٹیا انسان "تم بہت برے ہو۔۔۔ پری نے ایک جھٹکے سے
 خود کو چھڑوا یا، اور جلدی سے نیچے اتری۔۔۔ مجھے اپنے گھر جانا ہے، ابھی
 پری چہرہ جھکاتے روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔
 پری میں نے تم سے کہا تھا نا، کہ اب یہی تمہارا گھر ہے۔۔۔ اب تم یہیں
 رہو گی۔۔۔ تم واپس نہیں جا
 سکتی۔۔۔ اور اب دوبارہ یہاں سے جانے کی بات مت کرنا۔۔۔ یزدان کافی
 پیار سے بولا تھا۔۔۔
 یہ میرا گھر نہیں ہے۔۔۔ مجھے میرے ارحم کے گھر جانا ہے۔۔۔ وہی میرا
 گھر ہے۔۔۔ "وہ چیخی تھی۔۔۔
 پریشے۔۔۔ "آہہ۔۔۔

یزدان نے پری کو اتنی زور سے جھٹکادیا تھا، کہ پری کی چیخ بلند ہوئی۔۔۔
 میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں، بار بار تمہاری غلطی معاف نہیں ہوگی۔۔۔
 جان نکال دوں گا میں تمہاری، اب اگر تم نے ارحم کا نام لیا تو۔۔۔ یزدان
 نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کو پھینکا تھا۔۔۔

لیکن اس بار پری بہادر بنتی اٹھی تھی۔۔۔ میں تم سے نہیں ڈرتی۔۔۔ تم نے
 جو کرنا ہے کر لو۔۔۔ پری خود نہیں سمجھ پائی، کہ اس میں اتنی ہمت کہاں سے
 آئی۔۔۔ میں تمہیں یہاں سے جا کر دکھاؤں گی۔۔۔
 وہ بھی یزدان کے مقابل غصے سے دھاڑی تھی۔۔۔
 ! آہہ۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔

یزدان نے دوبارہ سے پری کو بازو سے جکڑا تھا۔۔۔ کافی لمبی زبان ہے
 تمہاری ہوں۔۔۔ یزدان نے گرفت
 مزید سخت کی تھی۔۔۔

آہہ "چھ۔۔۔ چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔ پری روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔۔

اوو۔۔ تو اس بہادر شیرنی کو درد بھی ہوتا ہے۔۔ اس نے گرفت تھوڑی
ڈھیلی کی تھی۔۔

پری میں آخری بار بول رہا ہوں، اگر اب تم نے ارحم کا نام لیا، تو مجھ سے برا
کوئی نہیں ہوگا۔۔ یزدان پری کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے بولا تھا

۔۔

آہہ۔۔ وہ پری کو دھکا دیتے، لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے جا چکا تھا۔۔
پری خود کو سنبھالتی اٹھی تھی۔۔

یزدان نے کھڑاک سے دروازہ بند کیا تھا۔۔ اور پری بے بسی سے
دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ آخر یہ شخص چاہتا کیا تھا۔۔ پری کو
کچھ سمجھ

نہیں آرہی تھی۔۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔ وہ ایک بار پھر خود کو
انتہائی بے بس لڑکی سمجھ رہی تھی۔۔

پری ہمت نہیں ہارنا چاہتی تھی، وہ بہادر بن رہی تھی۔۔۔ لیکن یزدان کی دھاڑ کے اگے، وہ ڈر جاتی تھی۔۔۔

یہ کیا کر دیا بابا آپ نے۔۔۔ "کیا میں سچ میں آپ کی بیٹی نہیں ہوں۔۔۔ بے اختیار پری کی آنکھ سے آنسو گرا۔۔۔ ایک، پھر دو، پھر تین، اور پھر یہ سلسلہ جاری ہو گیا۔۔۔

پری سوچتے ہوئے ایک دیوار کے ساتھ جا لگی۔۔۔ م لیکن میں تو آپ کی بیٹی تھی نا۔۔۔ مجھے یاد ہے۔۔۔ پری نے بے دردی سے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھے تھے۔۔۔ یہ سب۔۔۔ "یہ سب ماما کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ وہ خود غرض تھیں۔۔۔

پری زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ انہوں نے میرے بابا کو دھوکہ دیا تھا۔۔۔! میں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔ انہیں کی وجہ سے بابا مجھے اپنی بیٹی نہیں مانتے۔۔۔ بہت بری ہیں وہ۔۔۔ "پری نے سسکیاں لیتے اپنا سر

گھٹنوں میں چھپا لیا تھا۔۔۔ ماما خرابا ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔ وہ رونے لگی تھی۔۔۔ اور رونے کے سوا اور کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔
آنسو۔۔۔ آنسو۔۔۔ اور پھر آنسو۔۔۔

.....

دور کہیں سے اذانوں کی آواز آئی تھی۔۔۔ مہرناز بیگم جو بیچ پہ ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھیں۔۔۔ وہ اذانوں کی آواز پہ سیدھی ہوئی۔۔۔ رضیہ بی "بھی ان کے پاس ہی بیٹھی تھیں۔۔۔ لیکن شاید وہ سو رہی تھیں۔۔۔ مہرناز بیگم نے ایک نظر کمرے کے دروازے پہ دوڑائی۔۔۔ جہاں اس وقت ان کا بیٹا زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا۔۔۔ بے ساختہ انہوں نے ہچکی لی۔۔۔ اور نم آنکھوں سے وہ پرے روم کی طرف بڑھیں۔۔۔

انہوں نے وضو کیا۔۔۔! باہر آتے جائے نماز بچھائی، اور نماز ادا کی۔۔۔ وہ پانچ وقت نماز کی پابند تھیں۔۔۔ لیکن کل انہوں نے چار نمازیں قضا کر دی

تھیں۔۔۔ بے اختیار ان کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھے۔۔۔

اے میرے پروردگار "میں بہت گنہگار ہوں۔۔۔ ان کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔ میرے بیٹے نے بھی جانے انجانے میں بہت سے گناہ کر دیے ہیں۔۔۔

ان کی آنکھوں سے آنسو گرا تھا۔۔۔ اپنے حضور کے صدقے میرے بیٹے کو معاف کر دے۔۔۔

اے میرے پروردگار "میری بیٹی کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔۔۔ وہ جہاں کہیں بھی ہو، صحیح سلامت ہو، وہ میرے بیٹے کی امانت ہے۔۔۔ اسے آنچ بھی نہ آنے دینا۔۔۔" اے میرے پروردگار "میری بیٹی کی عزت کی حفاظت کرنا۔۔۔ بے شک تو بڑا رحیم و رحیم کرنے والا ہے۔۔۔

اب ان کے انسوزور و قطار سے بہنے لگے تھے۔۔۔ یا اللہ میرے بیٹے کو
میری زندگی بھی لگا دیں۔۔

انہوں نے اپنا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں چھپا لیا تھا۔۔

صبح کے اس پہر جہاں سب لوگ سو رہے تھے۔۔۔ وہاں یہ عورت اپنے
بیٹے اور بیٹی کی زندگی کے لیے دعائیں مانگ رہی تھیں۔۔۔ جانے انجانے
میں انسان بہت سی ایسی غلطیاں کر جاتا ہے، جن کے بعد پچھتاوے کے سوا
کچھ نہیں بچتا۔۔۔

ان کی زندگیوں میں بھی شاید کچھ ایسا ہی چل رہا تھا۔۔۔

.....

تقریباً صبح کے اٹھ بج چکے تھے سورج اہستہ اہستہ اپنی رنگینیاں گھول رہا تھا،
پرندے چہک رہے تھے، اور صبح صبح ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بھی آرہے
تھے، جس سے پرندے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

بہت سے لوگ آج کے دن خوش بھی تھے، اور بہت سے لوگ ایسے بھی تھے، جن کو بہت سی آزمائشوں سے گزرنا تھا۔۔۔

بہت سی مشکلیں جوان کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔ انہی لوگوں میں ایک پریشہ بھی تھی، "پریشہ سکندر" کیا پہچان تھی اس کی۔۔۔ اسے تو اس کا باپ اپنی بیٹی بھی نہیں مانتا تھا۔۔۔ اور اس کی ماں کہاں تھی، وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔

پری اسی ڈائریکشن میں بیٹھی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں کوئی پتھر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔ جن

میں صدیوں کی تھکن ہو، جیسے ان آنکھوں نے کبھی خوشیاں نہ دیکھی ہوں، اور اگر دیکھنے کی خواہش کی ہو، تو اس سے وہ خوشیاں چھین لی گئی ہوں۔۔۔

پری نے "موو" کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

لیکن اسے اپنا وجود نہ ہونے کے برابر لگ رہا تھا۔۔۔ اسے لگا وہ ایک پتھر کا مجسمہ ہے۔۔۔ "ہاں وہ مجسمہ ہی تو تھی"۔۔۔ جسے کبھی کسی کے ہاتھوں میں تھمایا جاتا، اور کبھی کسی کے ہاتھوں میں تھمایا جاتا۔۔۔

کھڑکی سے آتی مدھم روشنی، جو کہ آہستہ آہستہ "اپنا رنگ بدلتی دن کو اور خوشگوار بنا رہی تھی۔۔۔

اور یہی روشنی پری کی آنکھیں چندھیانے "کا باعث بھی بن رہی تھی۔۔۔ پری نے جھنجھلاتے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا۔ اس سے روشنی سے اریٹیشن ہو رہی تھی۔۔۔ پوری رات

ایک ہی ڈائریکشن میں بیٹھے رہنے کی وجہ سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس کی بازو میں درد کی ٹھیس اٹھی تھی۔۔۔ پری نے بے اختیار اپنی بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اسے اپنا بدن ٹوٹا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔ وہ منمنائی تھی "۔۔۔ بابا۔۔۔

مجھے سچ میں درد ہو رہا ہے۔۔۔ ارحم کہاں ہیں آپ۔۔۔! آپ کے بے بی کو درد ہو رہا ہے۔۔۔ وہ روہانسی ہوتی سب کو پکار رہی تھی۔۔۔ لیکن یہاں پہ اس کا تھا کون۔۔۔

سب نے اپنے اصلی چہرے دکھا دیے تھے۔۔۔ پری آج تک جن کو اپنا سمجھتی آئی تھی، وہ اس کے نہیں

تھے۔۔۔ بابا تو بہت خوش ہوں گے نا۔۔۔" پری دوبارہ

سے گھٹنوں پہ سر ٹکاتے بولی تھی۔۔۔ ارحم آپ کہاں ہیں۔۔۔

کیا آپ کو میری یاد نہیں آرہی۔۔۔ آپ ابھی تک آئے ہی نہیں" میں کل سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔

اور میں بہت زیادہ تھک بھی گئی ہوں۔۔۔ پری نے کمرے کے دروازے کی طرف نظریں دوڑاتے سوچا تھا۔۔۔ اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔۔۔

اس نے پورے کمرے میں نظریں دوڑائیں، اور ہمت کرتے اٹھی۔۔۔ پری نے اپنا دوپٹہ لیا۔ اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ دروازہ لوک نہیں تھا۔۔۔ پری نے دے

قدموں سے کمرے کی دہلیز عبور کی۔۔۔ یہ گھر بہت بڑا تھا۔۔۔ پری نے ایک نظر جائزہ لیا۔۔۔ نظریں دوڑانے پر پری کو ایک دروازہ نظر آیا۔۔۔ جو شاید باہر جانے کے لیے ہی تھا۔۔۔ پری دے قدموں سے اس دروازے کی طرف آئی۔۔۔ اس سے صحیح سے چلاتک نہیں جا رہا تھا۔۔۔ لیکن کسی بھی طرح وہ یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔۔۔

پری دروازے کی طرف بڑھتے مسلسل دعائیں کر رہی تھی، کہ دروازہ
لوک نہ ہو۔۔ شاید قبولیت کی گھڑی تھی، دروازہ لاک نہیں تھا۔۔ پری کی
"آنکھیں چمکیں۔۔۔ پری نے دروازہ کھولا اور باہر کی طرف بڑھی۔۔۔
اسے کچھ پتہ نہیں تھا، کہ کدھر کو جانا ہے۔۔۔ یہ گھر بہت بڑا تھا۔۔۔ پری
نے پزل ہوتے نظریں دوڑائیں، ہر طرف سبزہ تھا، رنگ برنگے مختلف
پھول، پودے، وہ شاید لون میں آگئی تھی۔۔۔ دور کہیں پری کو گاڑی نظر
آئی۔۔۔ جو کہ شاید یزدان کی تھی۔۔۔
اگر گاڑی یہاں کھڑی ہے تو دروازہ بھی یہی کہیں ہوگا۔۔۔ پری کی
آنکھوں میں چمک آئی۔۔۔ اور وہ جلدی سے اگے بڑھی۔۔۔ اسے ڈر بھی
تھا، کہ کوئی آنہ جائے۔۔۔

.....

یزدان سونے سے ٹیک لگائے ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔۔۔ اس کے
ایک ہاتھ میں سگریٹ تھی۔۔۔ جس کا وقفہ بوقفہ وہ کش لگا رہا تھا۔۔۔

اس کے لبوں پہ دلکش مسکراہٹ تھی۔۔۔ اور مسکراتے ہوئے وہ کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

اس کے ہاتھ میں موبائل تھا۔ جس میں گھر میں لگے کیمرے کے ذریعے، وہ اپنی پری کو دیکھ رہا تھا۔ دیکھ ہی نہیں رہا تھا، بلکہ وہ اس کی ایک ایک ادا کو حفظ بھی کر رہا تھا۔۔۔

اف کتنی معصوم ہے میری پری۔۔۔ یزدان بڑبڑاتے ہوئے اٹھا تھا۔۔۔
" اس کے قدم باہر کی طرف تھے۔۔۔ شاید وہ پری کے پاس جا رہا تھا۔۔۔

.....

پری دروازے کے قریب آگئی تھی، لیکن اب یہ دروازہ
لوک تھا۔۔۔ پری کے چہرے پہ اداسی، اور آنکھوں میں نمی آئی۔۔۔ پری
نے انتہائی بے بسی سے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ پری کی نظریں دیوار
کی طرف گئیں۔۔۔ جو قدر اونچی تھی۔۔۔

پری دیوار کی طرف پلٹنے لگی تھی، کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔۔

پری کے قدم رک گئے۔۔۔ "اس میں پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ہمت تک نہیں ہوئی تھی۔۔۔"

پریشے۔۔۔ "اس کے کانوں میں یزدان کی بھاری آواز"

گو نجی تھی۔۔۔ اب تو وہ مزید سہم گئی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ کانپنے لگے

تھے۔۔۔ "اور ماتھے پہ پسینے کی" ننھی ننھی بوندیں "بھی نمودار ہو گئی تھیں

"پریشے۔۔۔"

پریشے کو پلٹتا نہ دیکھ یزدان نے دوبارہ پکارا تھا۔۔۔

اب کی بار آواز میں تھوڑا غصہ تھا۔۔۔

! جج۔۔۔ جی

پری جلدی سے پلٹتے بولی تھی۔۔۔ کہاں جا رہی ہو تم۔۔۔ یزدان نے ہاتھ

باندھتے سوال کیا تھا۔۔۔

مم۔ میں اپنے گھر جا رہی ہوں۔۔۔ انتہائی معصومیت سے جواب دیا گیا

کیا تمہیں پیار کی زبان سمجھ نہیں آتی۔۔۔ یزدان

اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے بولا تھا۔۔۔

پپ۔ پلیز۔ مم۔ مجھے جانے دو۔۔۔ پری منت بھرے لہجے میں بولی تھی

مطلب تم میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو۔۔۔ یزدان جیسے کچھ سوچتے

بولا تھا۔۔۔

میں کچھ نہیں کر رہی۔۔۔ ت۔ تم بس مجھے گھر جانے دو، میرے ارحم کے

پاس۔۔۔ وہ بری طرح روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

میں نے تم سے کہا تھا نا تم کہیں نہیں جاؤ گی یہی ہے تمہارا گھر اور چلو اندر،

یزدان غصے سے بولا تھا۔۔۔

یہ میرا گھر نہیں ہے۔۔۔ میرے ارحم کا گھر میرا ہے،

پری چیخی تھی۔۔۔ "چٹاخ" یزدان نے پوری قوت سے تھپڑ مارا تھا۔۔۔
 اور پری پوزیشن برقرار نہ رکھتے زمین بوس ہو چکی تھی۔۔۔
 یزدان کو برا تو لگا تھا، لیکن اب وہ مزید نرمی نہیں برتنا چاہتا تھا۔۔۔ یزدان
 نے اسے دوبارہ بازو سے پکڑ کے اٹھایا۔۔۔

آہہ۔۔۔ چھ۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔۔! پری نے اپنی بازو چھڑوانے کی ایک ناکام
 سی کوشش کی تھی۔۔۔

یزدان کی گرفت انتہائی سخت تھی۔۔۔ جس میں وہ معصوم سی جان پس کر
 رہ گئی تھی۔۔۔

اپنی زبان بند رکھو۔۔۔! یزدان بولتے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ پلیز مجھے
 میرے گھر جانے دو۔۔۔ میرے بابا نے تم سے جو پیسے لیے تھے، وہ ارحم
 تمہیں واپس کر دیں گے۔۔۔

جانے دو پلیز۔۔۔! پری منت بھرے لہجے میں بول رہی تھی۔۔۔ اور
 یزدان کی گرفت کی وجہ سے اس کی جان نکل رہی تھی۔۔۔۔۔ یزدان نے

کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ وہ اسی طرح اندر کی طرف بڑھ رہا تھا، اور
 معصوم پری بھی اس کے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی۔۔۔
 اندر آتے یزدان نے اس کی بازو چھوڑ دی تھی۔۔۔ وہ دوبارہ سے
 دروازے کی طرف لپکی، لیکن اس سے پہلے یزدان دروازہ لاک کر چکا تھا
 ۔۔۔"

مم۔ مجھے جانے دو۔۔۔ "پری کی زبان پہ مسلسل ایک ہی لفظ تھا، مجھے جانے
 دو۔۔۔"

تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تم سے نرمی سے پیش آیا جائے۔۔۔ یزدان اس کی
 بازو کو جھنجھوڑتے بولا تھا۔۔۔ ہاں تو تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم مجھ سے بات
 کرو۔۔۔ تم مجھے بس میرے گھر جانے دو۔۔۔
 بلکہ تت۔ تم چھوڑو مم۔۔۔ میں خود ہی چلی جاؤں گی۔۔۔

پری نے اپنے بازو چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔۔ میں کل سے تم سے پیار سے بات کر رہا ہوں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم بد تمیزی پہ اتر آؤ۔۔۔

یزدان بے دردی سے پری کو واپس کھینچتے بولا تھا۔۔۔

اگر میں اتنی بد تمیز ہوں تو تم مجھے جانے کیوں نہیں دیتے۔۔ وہ پھر سے چیخی تھی۔۔۔ "قسم خدا کی اگر تم میری محبت نہ ہوتی، تو میں تمہیں بتاتا، کہ زبان کیسے بند کرواتے ہیں۔۔۔ یزدان ابھی بول ہی رہا تھا، کہ پری نے اسے ٹوکا۔۔۔

تم ایک گھٹیا انسان ہو۔۔۔ آج پری نے بھی بہادری کے سارے ریکارڈ توڑ دیے تھے۔۔۔ یزدان کی غصے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔ لیکن اس وقت وہ اپنا غصہ قابو رکھنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا، کہ اس کی پری کو کوئی نقصان پہنچے۔۔۔

بولورک کیوں گئی۔۔۔! پری کو خاموش ہوتا دیکھ یزدان دوبارہ سے بولا تھا۔۔۔ پریشے میں نہیں چاہتا کہ تم پہ کوئی سختی کروں۔۔۔ اسی لیے چپ چاپ

جو کہتا ہوں، اس پہ عمل کرو۔۔۔ یزدان نرم لہجے میں بولا تھا، لیکن آواز میں غصہ محسوس کیا جاسکتا تھا۔۔۔

تم چاہتے ہو میں یہاں رہوں، ہنہ۔۔۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔ پری اس کے سامنے آتی بولی تھی۔۔۔ تم ایک انتہائی گھٹیا انسان ہو۔۔۔ پری نے انگلی سے اشارہ کیا تھا۔۔۔ تم جیسے مرد نہ جانے کتنی لڑکیوں کو یہاں لا کر اپنی ہوس پوری کرتے۔۔۔ "چٹاخ۔۔۔ اس قدر تھپڑ کی آواز گونجی تھی، کہ اگر کوئی شخص

باہر کھڑا ہوتا، تو آسانی سے سن سکتا تھا۔۔۔ پری اوندھے منہ نیچے گرمی " تھی۔۔۔ اس کا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔۔۔

پریشہ یزدان کی پہلی محبت تھی۔۔۔ اس کے علاوہ یزدان نے کبھی کسی لڑکی کی طرف انکھ تک اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اس نے پریشہ سچی محبت کی تھی۔۔۔ اس کی محبت میں کوئی کھوٹ نہیں تھا۔۔۔ یزدان شاہ لڑکی ذات سے چڑکھانے والا شخص، واقعی اس نے پریشہ سے سچی محبت کی تھی۔۔۔

اور پری اس کی محبت کا مذاق اڑا رہی تھی۔۔۔ وہ اسے ہوسے بول رہی تھی۔۔۔
 ہاں یزدان کا طریقہ غلط تھا، اسے پری کو اس کے گھر سے رخصت کر
 کے لانا چاہیے تھا۔۔۔ اور وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ پری کو عزت سے اس
 کے گھر سے رخصت کر کے لائے۔۔۔ لیکن سکندر عثمان نے بھی تو اس
 کے ساتھ غلط کیا تھا نا۔۔۔ اگر سکندر عثمان پریشے کا نکاح ارحم کے ساتھ نہ
 کرتا تو پریشے آج اتنا دور ری ایکٹ نہ کرتی۔۔۔

ایسا یزدان نے

سوچا تھا، اور اسے اب سکندر عثمان پہ شدید غصہ آ رہا تھا۔۔۔ یقیناً اگر
 سکندر عثمان پری کا باپ نہ ہوتا تو یزدان اب تک اسے ختم کر چکا ہوتا۔
 پری کی ساری ہمت ہوا ہو گئی تھی۔۔۔ وہ ابھی تک اسی پوزیشن میں تھی۔۔۔
 اس کا وجود ہلنے سے انکاری تھا۔۔۔ یزدان قہر برساتی نظروں سے دیکھتا پلٹا،
 وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا جا چکا ہے۔۔۔

اور اس بار وہ دروازہ بند کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔ پری

کانپتے وجود کے ساتھ اٹھی تھی۔۔ اس نے بے دردی سے اپنے چہرے پہ
 " ہاتھ رگڑا۔۔ اس کے ہونٹ سے خون بہہ رہا تھا۔۔
 بابا آپ دنیا کے ڈب سے برے بابا ہیں۔۔ میں نفرت کرتی ہوں آپ سے
 ۔۔" پری نے بے اختیار ہچکی لی
 تھی۔۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔ کبھی نہیں۔۔ وہ
 اب گھٹنوں میں سر دیے بیٹھ چکی تھی۔۔
 آج اسے اپنی قسمت پہ رونا آ رہا تھا۔۔ "قسمت۔۔ کون سی قسمت"۔۔
 قسمت تو وہ ہوتی ہے جو خدا لکھتا ہے۔۔ لیکن پری کی قسمت تو اس کے
 باپ نے لکھی تھی۔۔
 آنسو۔۔ آنسو۔۔ آنسو۔۔ مزید آنسو۔۔ کیا اب آنسو ہی پری کا مقدر
 تھے۔۔ وہ اب ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔

بھائی آپ لوگ بھی مجھے بچانے نہیں آئیں گے، آپ سب بھی بابا کے ساتھ کے ہی ہیں۔۔ کسی کو میری پرواہ نہیں ہے۔۔ وہ ایک بار پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔

.....

دس بج چکے تھے، ار حم کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔۔ حمزہ صاحب، زمل بیگم، اور ہیزل بھی آچکے تھے۔۔ مہرناز بیگم ان سے ملتے ایک بار پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔ بھابی ار حم بالکل ٹھیک ہے، اسے ابھی ہوش آجائے گا۔۔ آپ پریشان مت ہوں۔۔ زمل بیگم ان کو تسلی دیتے بولی تھیں۔۔ حمزہ صاحب بھی ار حم کی کنڈیشن کا سنتے، کافی حد تک پریشان ہو چکے تھے۔۔ ان کا اپنا کوئی بیٹا نہیں تھا وہ ار حم اور ار حم کو ہی اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔۔

مہرناز بیگم کے تو آنسو ہی نہیں تھم رہے تھے۔۔ ہیزل بھی ان کے سینے سے سر لگائے رو رہی تھی۔۔۔ ار حم اس کا بھائی تھا، اور کوئی بہن اپنے بھائی کو اس حال میں کہاں دیکھ سکتی ہے۔۔۔

ہیزل کی بھی اس وقت کچھ یہی کیفیت تھی۔۔ "شایان اور سکندر صاحب آفس گئے تھے۔۔ اور حمزہ صاحب حمدان سے ار حم کی کنڈیشن کے بارے میں ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔

ار حم صاحب کو ہوش آگیا ہے، آپ مل سکتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر نے باہر آتے بتایا تھا۔۔۔ مہرناز بیگم جو ہیزل کا سر کندھے سے لگائے بیٹھی تھیں، ڈاکٹر کی آواز پہ جلدی سے اٹھیں۔۔۔

مم۔۔ میرے ار حم کو ہوش آگیا ہے۔۔۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ ہیزل نے جلدی سے آگے ہوتے مہرناز بیگم کو گلے لگایا تھا۔۔۔

قدم دوبارہ سے چل پڑے ار حم کے قریب آتے بے ساختہ انہوں نے
ار حم کی پیشانی چومی۔۔۔ حمدان بھی ار حم کو دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرایا
تھا۔۔

تم نے تو ہماری جان نکال دی تھی۔۔۔ حمدان نے جیسے شکوا کیا۔۔

ہاں میں تو شوق سے یہاں لیٹا ہوں نا۔۔۔ ار حم نے

گھورتے ہوئے کافی مدد لہجے میں کہا تھا۔۔۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے، اب زیادہ مت بولو۔۔۔ ابھی تم صبح سے ٹھیک نہیں

ہوئے ہو۔۔۔ حمدان مصنوعی غصہ دکھاتے بولا تھا۔۔۔ اتنے میں حمزہ

صاحب، زمل بیگم، اور ہیزل بھی اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ مہرناز بیگم تو

خدا کا شکر ادا کر رہی تھیں، کہ ان کا بیٹا صبح سلامت ہے۔۔۔ لیکن اس وقت

وہ خاموش، خاموش تھیں۔۔۔ ان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا، اگر ابھی ار حم نے

پری کا پوچھ لیا تو وہ کیا جواب دیں گی۔۔۔

ار حم بھائی کیسے ہیں آپ، ہیزل خوشی سے سب

سے پہلے اگے ہوتی ار حم سے ملی تھی۔۔ میں ٹھیک ہی ہوں۔۔ ار حم نے
 اداسی سے جواب دیا تھا۔۔ میری گڑیا کیسی ہے۔۔؟ ار حم نے جواب تو
 ہیزل کو دیا تھا، لیکن اس کی نظریں تو کسی اور کو تلاش کر رہی تھیں۔۔۔
 حمدان بھی محسوس کر چکا تھا۔۔ کہ ار حم پری کو تلاش رہا ہے۔۔۔ ار حم
 تمہیں ڈاکٹر نے زیادہ بولنے سے منع کیا ہے۔۔ حمدان نے اگے آتے ار حم کا
 دھیان بٹانا چاہا تھا۔۔

پری کہاں ہے۔۔۔؟ ار حم نے اس کی بات کو اگنور کرتے اپنا سوال پوچھا
 ۔۔ جو وہ کب سے پوچھنا چاہ رہا تھا۔۔۔
 حمدان نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔ ار حم نے گھور کر دیکھا۔۔۔ ار حم کے
 اس طرح دیکھنے پر حمدان نے نظریں چرائیں۔۔۔ پہلے ار حم کو لگا حمدان جان
 بوجھ کر نہیں بول رہا۔۔۔ لیکن اس طرح حمدان کا نظریں چرانا، ار حم کا
 خطرے کا الارم دے گیا تھا۔۔ حمدان میں پوچھ رہا ہوں پری کہاں ہے۔۔
 ار حم نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

اب ہیزل بھی مکمل طور پر پریشان ہو گئی تھی۔۔۔ اسے بھی یہاں آکر ہی
 ار حم کی شادی، اور پری کی گمشدگی کا پتہ چلا تھا۔۔۔
 ار حم نے ہیزل کا چہرہ دیکھا۔۔۔ ہیزل کیا تم باہر سے پریشے کو بلا سکتی ہو۔۔
 ؟ ار حم نے حمدان کو انگور کرتے کہا تھا۔۔۔

وہ باہر پریشے بھا بھی نہیں ہیں بھائی۔۔۔ ہیزل نے بات کا آغاز کر دیا تھا
 ۔۔۔ ار حم نے نہ سمجھی سے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔ لیکن حمدان اس کی
 طرف دیکھ کہاں رہا تھا، وہ اب نظروں کے ساتھ ساتھ چہرہ بھی جھکا چکا تھا
 ۔۔۔ کوئی میری بات کا جواب دے گا، یا میں خود اٹھ کر دیکھوں۔۔۔ ار حم
 پری یزدان کے پاس ہے حمدان ہچکچاتے بولا تھا۔۔۔ کیا بکو اس کر رہے ہو
 تم۔۔۔

ار حم ایک جھٹکے سے اٹھتے بولا تھا۔۔۔ ار حم پلیز تم لیٹ جاؤ۔۔۔ تم ابھی ٹھیک
 نہیں ہو۔۔۔ حمدان نے فکر مندی سے اسے کندھے سے پکڑتے لٹانا چاہا تھا
 "۔۔۔ میری پریشے اس کمینے یزدان کے پاس ہے، اور تم کہہ رہے ہو کہ میں

لیٹ جاؤں۔۔۔ ار حم نے قہر برساتی نظروں سے حمدان کی طرف دیکھا
 ۔۔۔ ار حم یزدان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔ ابھی ہم۔۔۔!
 چھوڑو مجھے ار حم دھاڑا تھا۔۔۔ ہیزل بھی ڈر سے دو قدم پیچھے کو سر کی تھی
 ۔۔۔ مہرناز بیگم اور زمل بیگم شور سنتی جلدی سے اندر آئیں۔۔۔ ماما "ماما"
 پری کہاں ہے۔۔۔۔۔ ار حم نے مہرناز بیگم کو اندر آتا دیکھ "اب کی بار ان سے
 پوچھا تھا۔۔۔۔۔ اور دل میں دعا بھی کی تھی، کہ حمدان کی بات جھوٹ ہو
 ۔۔۔! مہرناز بیگم نے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔ ماما آپ بول کیوں نہیں
 رہی۔۔۔ وہ ایک بار پھر سے دھاڑا تھا۔۔۔۔۔ ار حم تم لیٹ جاؤ۔۔۔! پریشے"
 بات کا جواب نہیں ہے۔۔۔۔۔ ار حم اس کی بات کو ٹوکتے حمدان یہ میری
 بولا تھا۔۔۔ ار حم نے اپنے دونوں ہاتھ کھینچے تھے، جس کی وجہ سے ڈرپ کی
 سوئیاں نکل گئی تھیں۔۔۔۔۔ ار حم ہم پری کو لے کر آئیں گے،، ابھی لے کر
 آئیں گے،، پلیز تم لیٹ جاؤ۔۔۔ تم ٹھیک نہیں ہو۔۔۔ "مہرناز بیگم نے بھی
 اگے بڑھتے ار حم کو روکنا چاہا تھا۔۔۔۔۔ ماما کچھ نہیں ہو گا مجھے۔۔۔" میں مر

نہیں جاؤں گا۔۔۔ مجھے تو یقین نہیں آرہا، میری پری اس یزدان کے پاس ہے، اور اپ سب یہاں کتنے آرام سے بیٹھے ہیں۔۔۔ وہ پھر سے دھاڑا تھا۔۔۔ ار حم پری بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ ہم ابھی اسے نہیں لاسکتے۔۔۔ یزدان نے دھمکی دی ہے، کہ اگر کوئی وہاں گیا، تو وہ یزدان پری کوئی نقصان نقصان پہنچا دے گا۔۔۔ "تم لوگ اس یزدان کی دھمکی سے ڈر گئے ہو۔۔۔ ار حم افسوس سے بولا تھا۔۔۔! ار حم تمہیں کیا لگتا ہے، ہم نے کوشش مجھے۔۔۔ ار حم نے حمدان نہیں کی۔۔۔ ہم نے یزدان کو۔۔۔!! تم چھوڑو کی بات کاٹے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن بری طرح واپس گرا تھا۔۔۔ اس کی پسلیوں میں گولی لگی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے اس سے اٹھا نہیں گیا۔۔۔ مہرناز بیگم نے بھاگتے ہوئے ار حم کو پکڑا تھا۔۔۔ حمدان ڈاکٹر کو بلانے بھاگا تھا۔۔۔ اب زمل بیگم، اور مہرناز بیگم ار حم کے پاس تھیں۔۔۔ ماما مجھے میری پری چاہیے۔۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔ آپ لوگ میری پری کا خیال تک نہیں رکھ سکے۔۔۔ ار حم درد سے کرا رہا تھا۔۔۔

اسے اس کی پری کی پرواہ تھی۔۔۔۔ میں خود اپنی پری کو لے آؤں گا۔۔۔
 اب چھوڑیں مجھے۔۔ "میں خود ہی اپنی پری کو لے آؤں گا، ارحم پھر سے اٹھتے
 بولا تھا۔۔۔ مہرناز بیگم، اور زمل بیگم مسلسل اسے روکنے کی کوشش کر رہی
 تھیں۔۔۔ لیکن اس بار وہ ہمت کرتا اٹھ چکا تھا۔۔۔ ارحم خدا کا واسطہ ہے،
 تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ تم مت جاؤ "حمدان اسے لے آئے گا
 ۔۔۔۔ ماما اگر حمدان نے پری کو لانا ہوتا تو، اب تک لا چکا ہوتا۔۔۔ آپ
 میری فکر مت کریں۔۔۔ میری پری کو میری ضرورت ہے۔۔۔۔ ارحم
 اپنی شرٹ پہنتا بولا تھا۔۔۔۔ جو شایان گھر سے لایا تھا۔۔۔۔ ارحم بیٹا تم
 ابھی ٹھیک نہیں ہو۔۔۔ اب کی بار زمل بیگم نے بھی کوشش کی تھی۔۔۔
 آپ لوگوں کو صرف میری تکلیف نظر آرہی ہے۔۔۔ کسی کو میری پری کی
 تکلیف نظر نہیں آرہی۔۔۔۔ وہ کس حال میں ہے۔۔۔ کہاں ہے "ارحم
 اب اپنے ہاتھ سے ڈریسنگ اتار رہا تھا۔۔۔ مہرناز بیگم نے ایک بے بسی سی
 نظر ارحم پہ ڈالی۔۔۔ کیا ارحم سچ میں پری سے اتنی محبت کرنے لگا تھا۔۔۔

ماما میں جا رہا ہوں۔۔۔ "اور میں پری کو لے کر آؤں گا۔۔۔ بس اب دعا
 کریں کہ وہ ٹھیک ہو، ورنہ یزدان انج زندہ نہیں بچے گا۔۔۔ اسی پل حمدان
 ڈاکٹر کو لیے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ لیکن یہاں کے حالات دیکھتے اس
 کے ہوش اڑ گئے تھے۔۔۔ ار حم اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ ڈاکٹر نے ار حم
 کو روکنا چاہا، جو بس کمرے سے باہر جانے ہی والا تھا۔۔۔ سر آپ ایسے
 نہیں جاسکتے۔۔۔ ابھی آپ مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔ ڈاکٹر بھی
 بول ہی رہا تھا، کہ ار حم باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ اس سے چلا نہیں جا رہا تھا
 ۔۔۔ لیکن وہ اپنی پری کے لیے چل رہا تھا۔۔۔ حمدان بھی اس کے پیچھے بھاگا
 تھا۔۔۔ اور ڈاکٹر انتہائی افسوس سے مہرناز بیگم کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو
 سر پکڑ کے بیٹھ چکی تھیں۔۔۔ زمل بیگم بھی ان کے پاس بیٹھ گئی تھیں۔۔۔
 چچی جان ار حم بھائی کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ آپ دیکھنا وہ پریشہ بھا بھی کو
 لے کر ہی آئیں گے۔۔۔ ہیزل دوسری سائیڈ پہ بیٹھتی مہرناز بیگم کے
 کندھے پہ سر رکھ چکی تھی۔۔۔! یار ار حم ہم چلے جائیں گے۔۔۔ لیکن

پہلے تم ٹھیک تو ہو جاؤ۔۔۔ حمدان مسلسل ار حم کے پیچھے بھاگتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ اور ار حم جو اس حالت میں بھی اتنی تیز رفتار میں چل رہا تھا۔۔۔ حمدان مجھے مزید ایک منٹ برداشت نہیں، میری بیوی اس گھٹیا شخص کے پاس رہے، نہ جانے وہ پوری رات کی سال میں ہوگی۔۔۔ ار حم گاڑی تک پہنچ چکا تھا۔۔۔ ر کو میں ڈرائیو کرتا ہوں۔۔۔ حمدان جلدی سے اگے بڑھا تھا۔۔۔ ار حم نے بھی دوسری سیٹ سنبھال لی تھی۔۔۔ ار حم کیا ہم یزدان کے آفس جائیں گے۔۔۔ حمدان نے بیٹھتے سوال کیا تھا۔۔۔ نہیں !! ہم اس کے گھر جائیں گے۔۔۔ ہمیں پری وہاں ہی ملے گی۔۔۔ ار حم ٹیک لگاتا بیٹھ چکا تھا۔۔۔ اب اسے درد کا احساس بھی ہو رہا تھا۔۔۔ ار حم تم ٹھیک نہیں ہو، مجھے تمہاری فکر ہو رہی ہے۔۔۔ حمدان نے دوبارہ سے فکر مندی سے ظاہر کی تھی۔۔۔ حمدان تم میری فکر مت کرو، میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ تم بس تیز ڈرائیو نگ کرو، مجھے جلد از جلد پری کو لانا ہے۔۔۔ ار حم بے چینی سے بولا تھا۔۔۔ اور یہ یزدان آج زندہ نہیں بچے گا

--- "ہاں وہ اس سے ڈر رہی تھی، اس نے بھی تو پری کو دو دفعہ تھپڑ مارا تھا نہیں مارا تھا، تم ضد کر رہی تھی،" --- پری میں نے تمہیں جان بوجھ کر اس لیے مارا تھا۔۔۔ یزدان نے اس کے چہرے سے بال ہٹائے تھے۔۔۔ جو آنسوؤں کی وجہ سے چہرے پہ چپک چکے تھے۔۔۔ پری نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔ تم مجھے ہاتھ مت لگاؤ۔۔۔ وہ مزید پیچھے کو سر کی۔۔۔ یزدان نے ایک سرد آہ بھری، اچھا ٹھیک ہے تم اب اٹھو حالت درست کرو اپنی، اور کھانا کھاؤ۔۔۔ یزدان کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا، یزدان کا اس طرح سے اسے چھونا پری کو مناسب نہیں لگ رہا۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نہیں اٹھنا، نہ ہی مجھے کچھ کھانا ہے۔۔۔ پری ضدی سے انداز میں بولی تھی۔۔۔ کیوں کچھ نہیں کھانا، اس طرح سے تو بیمار پڑ جاؤ گی۔۔۔ چلو اٹھو شاباش ورنہ پھر میں دوبارہ غصے سے بات کروں گا۔۔۔ یزدان دوبارہ سے بولنے کے بعد اس کا اٹھنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔۔۔ لیکن وہ اس بار بھی نہیں اٹھی تھی۔۔۔ کیا تم ناراض ہو گئی ہو۔۔۔؟ اب بول بھی نہیں رہی۔۔۔

وہ گٹھنے کے بل بیٹھ چکا تھا۔۔۔ پری نے چہرہ پھیر لیا۔۔۔ اووو۔۔ تو مطلب ناراض ہو۔۔۔ یزدان نے کچھ سوچتے کہا تھا۔۔۔ تو بتاؤ پھر اب کیسے مانو گی۔۔۔ یزدان نے یہ تین الفاظ انتہائی "خوبصورتی" سے بولے تھے۔۔۔۔۔

تم مجھے۔۔۔ مم۔۔۔ میرے گھر جانے دو میں۔۔۔ خود مان جاؤں۔۔۔۔۔ گی۔۔۔۔۔

پری نے پھر سے گھر جانے کی بات کر دی تھی۔۔۔۔۔ پری تم واپس جانے کے سوا جو کہو گی میں کروں گا۔۔۔۔۔ لیکن بس واپس جانے والی بات اب نہیں ہو گی۔۔۔۔۔ یہ گھر تمہارا ہے، اور تم صرف یزدان کی ہو۔۔۔۔۔ وہ انتہائی نرم لہجے میں بولا تھا وہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اس کی پری اب اس سے مزید ڈرے۔۔۔۔۔ تو ٹھیک ہے پھر، تم بھی یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔۔۔! پری دوبارہ سے گھٹنوں میں سر دیتی ٹوٹے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے پھر تم بھی چلو میرے ساتھ۔۔۔۔۔ یزدان کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

کہاں۔۔۔؟ "

پری نے بے اختیار گھٹنوں سے سر نکالتے پوچھا تھا۔۔۔ "میرے گھر
 ---! مختصر سا جواب دیا گیا۔۔۔ تو یہ کس کا گھر ہے، یہ تمہارا گھر ہے
 ---" لیکن مجھے یہ گھر بالکل بھی نہیں پسند، میرے ارحم کا گھر زیادہ پیارا
 ہے۔۔۔ پری بے اختیار ہچکی لیتی بولی تھی۔۔۔ کیا تم جانتی ہو تمہارا ارحم
 اس وقت کہاں ہے۔۔۔ یزدان کچھ سوچتے بولا تھا۔۔۔
 جج۔ جی وہ گھر میں ہیں۔۔۔

امم۔ تمہیں کس نے کہا کہ وہ گھر ہے۔۔۔ دوسرا سوال کیا گیا تھا۔۔۔
 ت۔ تو پھر وہ آفس ہوں گے۔۔۔ امم!! نہیں ارحم آفس میں بھی نہیں
 ہے۔۔۔ وہ بے پرواہی سے بولا تھا۔۔۔ ت۔ تو پھر کہاں ہے۔۔۔ پری
 نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔ اب یہ تو میں تمہیں ایک شرط پہ بتاؤں گا
 ---کک۔ کیسی شرط، پری اب سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ تم کھانا کھاؤ
 "۔۔۔ میں تمہیں ارحم کا بتا دوں گا۔۔۔" میں تمہارے گھر سے کچھ نہیں
 کھاؤں گی۔۔۔ "تم مجھے میرے گھر جانے دو۔۔۔ میں وہاں جا کر ہی کھانا

پری کو سچ میں لگا تھا وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔ اگر تمہیں میری بات پہ یقین نہیں ہے تو تم خود دیکھ لو۔۔۔ یزدان نے موبائل کی سکرین پر پری کے سامنے کی تھی۔۔۔ "پری کی حیرت سے آنکھیں پھیلیں۔۔۔ یہ ارحم نہیں ہے۔۔۔ ت۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔ پری یزدان کے ہاتھ سے موبائل پکڑنا چاہا، جو کہ وہ قدر دور کر چکا تھا۔۔۔ یزدان نے کندھے اچکائے۔۔۔! ک۔ کیا کیا ہے تم نے ارحم کے ساتھ۔۔۔" پری کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔۔ پری اب رونے لگی تھی۔۔۔ میں کچھ بھی کر سکتا ہوں میری جان۔۔۔ اور یہ تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔ یزدان نے بیٹھتے اس کا چہرہ صاف کرنا چاہا، لیکن پری نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔۔۔ تم ایک انتہائی گھٹیا انسان ہو۔۔۔ میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔۔! پری اگے بڑھتی اس کا گریبان پکڑ چکی تھی۔۔۔"

جان تولے چکی ہو جان من "اب کیا چاہتی ہو۔۔۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے
 بولا تھا۔۔۔ میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔ ہٹو تم پری یزدان کو دھکا دیتے
 اٹھی تھی، اس کا رخ دروازے کی طرف تھا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ دروازہ
 کھولتی یزدان دروازے پہ ہاتھ رکھ چکا تھا۔۔۔

پری زدمت کرو، میں نہیں چاہتا کہ میں تمہاری ضد کے اگے ارحم کو کوئی
 نقصان پہنچا دوں۔۔۔۔۔ یزدان نے اسے وارن کیا تھا۔۔۔ چھوڑ دو تم مجھے
 میرے ارحم کے پاس جانا ہے۔۔۔ پری کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا
 ۔۔۔ ٹھیک ہے اگر تم جانا چاہتی ہو تو تم جاسکتی ہو۔۔۔ میں تمہیں نہیں
 روکوں گا۔۔۔ یزدان نے دروازے سے ہاتھ اٹھا دیا تھا۔۔۔ پری جلدی
 سے دروازہ کھولنے لگی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھولتی۔۔۔
 ! یزدان نے پسٹل نکالی۔۔۔

اس میں چھ گولیاں ہیں۔۔۔ پری نے بے اختیار پلٹتے یزدان کی طرف
 دیکھا۔۔۔ لیکن ارحم کے لیے ایک ہی کافی ہے۔۔۔ یزدان نے پری کا چہرہ

دیکھتے کہا تھا۔۔۔ جہاں اس وقت ایک رنگ آرہا تھا، ایک رنگ جارہا تھا۔۔۔ کیوں۔۔۔! کک۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔ وہ پوری طرح سے یزدان کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔ مطلب صاف ہے اگر تم نے یہاں سے ایک قدم بھی باہر نکالا تو میں ارحم کی جان لے لوں گا۔۔۔۔۔ یہ میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔۔۔۔۔ ت۔ تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو۔۔۔۔۔ پری روہانسی ہوتے بولی تھی۔۔۔۔۔ تم جو بھی سمجھو یزدان نے شاہ نے اچکائے۔۔۔۔۔ مم۔ میں جارہی ہوں۔۔۔۔۔! ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔ یزدان نے بولنے کے دوران اپنا موبائل پکڑا اور کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔۔۔۔ پری نے سوالیہ نظروں سے یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

ہاں زویار۔۔۔! کال ریسیو ہوتے یزدان نے بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔۔۔ پری بھی یزدان کی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔۔ زویار پچھلی دفعہ ارثم بچ گیا تھا، اتنا بولتے یزدان نے پری کا چہرہ دیکھا، پری اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ پھر وہ دوبارہ بولا۔۔۔۔۔ لیکن اس دفعہ نہیں بچنا چاہیے۔۔۔۔۔ یہ کیا بول رہے ہو تم

۔۔۔ پاگل ہو۔۔۔! پری ایک جھٹکے سے یزدان کی طرف لپکی تھی۔۔۔ میں یہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن تم نے مجھے مجبور کیا ہے۔۔۔ پری نے یزدان کے ہاتھ سے موبائل لیا تھا۔۔۔ جو کہ باآسانی یزدان نے بھی پکڑا دیا تھا۔۔۔ ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔! پری نے فون کان سے لگایا تھا، لیکن شاید کال ڈسکنیکٹ ہو گئی تھی۔۔۔ یہ بند ہو گیا ہے۔۔۔ پری کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔ پلیز تم اسے بولو وہ ارحم کو کچھ نہ کریں۔۔۔ پلیز پری نے روتے ہوئے موبائل یزدان کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔ لیکن اب تک تو وہ جاچکا ہو گا۔۔۔ کوئی فائدہ نہیں ہے وہ جاچکا ہے بولتے یزدان نے پری سے موبائل پکڑ لیا۔۔۔ نن۔ نہیں پلیز۔۔۔ تم ایسا نہیں کرو۔۔۔ میں تمہارے اگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔" پریشے اب کچھ نہیں ہو سکتا، ویسے بھی تم یہاں سے جا رہی ہو۔۔۔ میں نے تم سے پہلے کہا تھا، اگر تم نے دوبارہ ارحم کا نام لیا، یا جانے کی بات کی، تو ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔ یزدان افسوس سے بولا تھا، اور مقابل کی جان ہی تو نکال گیا تھا۔۔۔ نہیں میں یہاں سے

نہیں جاؤں گی۔۔۔ تم پلیزار حم کو کچھ نہیں کرو۔۔۔۔۔ پری یزدان کے
 قدموں میں گر چکی تھی۔۔۔۔۔ پری اٹھو۔۔۔! یہ کیا کر رہی ہو تم۔۔۔
 یزدان نے اسے اٹھانا چاہا تھا۔۔۔ پلیزار سے کہو ارثم کو کچھ نہ کرے۔۔۔ مم۔
 میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔ پری بری طرح سے رونے لگی تھی
 ۔۔۔۔۔ سوچ لو اگر تم بدل گئی تو۔۔۔ یزدان نے جیسے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔
 پلیزار سے کہو۔۔۔ وہ واپس آ جائے نن۔ نہیں میں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔
 ۔۔۔۔۔ ارثم کو کچھ نہ کرے۔۔۔۔۔ پری بری طرح رونے لگی تھی۔۔۔۔۔ اچھا
 ٹھیک ہے۔۔۔! پلیزار تم رونا بند کرو۔۔۔ کچھ نہیں کہے گا وہ ارحم کو۔۔۔
 نہیں تم ابھی اس سے فون کر کے کہو، وہ چلا گیا ہے۔۔۔ وہ ارحم کو مار دے گا
 ۔۔۔ پری نے اپنی ہتھیلی سے اپنا چہرہ رگڑا تھا۔۔۔ یزدان نے دوبارہ زاویار
 کو کال ملائی۔۔۔ ہاں زاویار۔۔۔! ارحم کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ یہ وہ
 الفاظ تھے، جو پری کو سکون پہنچا گئے تھے۔۔۔ پری کی جان میں جان آئی

تھی۔۔۔ اب ٹھیک ہے۔۔۔؟ یزدان نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔۔۔
 پری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

چلو پری اب کھانا کھائے گی۔۔۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔ پری اتنی کم
 آواز میں منمنائی تھی، کہ یزدان نے بھی بمشکل سنا تھا۔۔۔ اگر تم نے یہاں
 رہنا ہے، تو تمہیں میری ہر بات ماننی ہوگی۔۔۔ یزدان نے ایک اور حکم
 صادر کیا تھا۔۔۔ پدی نے بے بسی سے یزدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔
 چلیں۔۔۔ "یزدان نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ پری سر جھکائے چل "
 پڑی تھی۔۔۔ کیا واقعی اس نے اس کو حقیقت تسلیم کر لیا تھا۔۔۔ ہو کیا گیا
 تھا اس کے ساتھ۔۔۔ اس کی زندگی تو ایک کھلونابن کے رہ گئی تھی۔۔۔
 جس کا دل چاہتا تھا، وہ اسے استعمال کرتا تھا۔۔۔

.....

ارحم نے ڈیش بورڈ سے گن نکالی تھی۔۔۔ ارحم ہمیں صبر سے کام لینا ہوگا
 ۔۔۔ تم اس طرح۔۔۔ حمدان میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے، اور کیا نہیں

۔۔۔ ارحم نے اس کی بات ٹوکی تھی۔۔۔ تمہیں مجھے بتانے کی ضرورت
نہیں ہے۔۔۔ وہ دونوں گاڑی سے باہر نکلے تھے۔۔۔ اس وقت وہ شاہ
ویلا کے باہر کھڑے تھے۔۔۔

تھا۔۔۔ اب کی بار حمدان نے بھئی گارڈ کو اگنور کیا تھا۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھا اسے صرف اپنی بہن سے غرض تھی۔۔۔۔

یزدان، یزدان، ارحم نے اندر داخل ہوتے یزدان کو پکارنا شروع کیا تھا۔۔۔ یزدان کہاں ہوں تم۔۔۔ نکلو باہر۔۔۔! اس طرح چھپ کر کیوں بیٹھے ہو۔۔۔ اب کی بار حمدان دھاڑا تھا۔۔۔ یزدان کی آنی شور سنتی باہر آئی تھیں۔۔۔ ملازمہ بھی شور سنتے باہر نکلی تھیں۔۔۔ بیٹا یزدان تو گھر نہیں ہے۔۔۔! اور اپ لوگ اندر کیسے آئے۔۔۔ ارحم اور حمدان نے بیک وقت پلٹتے دیکھا تھا۔۔۔ کہاں ہے یزدان "نکالیں اسے باہر۔۔۔ آج میں اسے جان سے مار دوں گا۔۔۔ ارحم ان کی طرف آتا غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ ارحم کا غصہ آج سات آسمانوں کو چھو رہا تھا۔۔۔ اور حمدان تو ایک جگہ پہ فریز ہو چکا تھا۔۔۔ اور آنی بھی اسے کافی حیرانی کے عالم میں دیکھ رہی تھیں۔۔۔ ارحم نے پہلے حمدان کو دیکھا۔۔۔ جو اس وقت کسی ٹرانس کی کیفیت میں بالکل خاموش کھڑا تھا۔۔۔ اور پھر ارحم نے نظریں یزدان کی آنی کی طرف

حمدان کی طرف ہی دیکھ رہی تھیں۔۔۔ حمدان۔۔۔ "گھمائیں۔۔۔ جو جوابا
 ارحم نے غصے سے حمدان کو پکارا تھا۔۔۔ حمدان ہوش کی دنیا میں آیا۔۔۔
 کہاں گم ہو۔۔۔! یہاں ہم پریشے کو لینے آئے ہیں۔۔۔ اور تم۔۔۔
 آنی نے بے چینی سے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر حمدان کی طرف نظریں
 گھمائیں۔۔۔ جواب بھی بھی انہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ یزدان کہاں ہے
 ۔۔۔؟ حمدان نے بغیر کسی لقب کے ان سے سوال کیا تھا۔۔۔ وہ گھر پہ نہیں
 ہے۔۔۔ انہوں نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔۔ ارحم کو تو غصہ آرہا تھا، کہ وہ
 اتنے آرام سے کیوں بات کر رہا ہے۔۔۔ اپ کے بیٹے نے میری بیوی کو
 کڈنیپ کیا ہے۔۔۔ میری پریشے کو۔۔۔" ارحم کا صبر جواب دے گیا تھا
 ۔۔۔ آخر وہ بول ہی پڑا۔۔۔ اور تم اتنے آرام سے بات کر رہے ہو جیسے کچھ
 ہوا ہی نہیں ہے۔۔۔ اب ارحم حمدان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔ یہاں پہ
 آنی پہ یزدان کی آنی بھی موجود تھیں۔۔۔ لیکن اس وقت وہ تو "میری
 پریشے" لفظ پہ ہی رک گئی تھی۔۔۔ ارحم تم چلو یہاں سے۔۔۔ حمدان نے

اسے بازو سے پکڑا تھا۔۔۔ کیا مطلب ہے۔۔۔ چلو یہاں سے، تم پاگل ہو!
 کر رہی ہیں نا، یہ سب جانتی ہیں، کہ یزدان اور یہ جو معصوم بننے کی ایکٹنگ
 کہاں ہے۔۔۔۔ یہ بھی اس یزدان کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔۔۔ ارحم انہیں
 گھورتے بولا تھا۔۔۔

میں سچ میں نہیں جانتی یزدان کہاں ہے۔۔۔ اور وہ تمہاری بیوی کو کیوں
 کڈنیپ کرے گا۔۔۔ ان کا لہجہ کافی دھیمّا تھا۔۔۔ ان کے لہجے میں ڈر بھی
 محسوس کیا جاسکتا تھا۔۔۔ یہ تو آپ اس سے پوچھیں تو زیادہ بہتر ہے، اور
 آپ بتا رہی ہیں یزدان کا یا میں۔۔۔! "ارحم" اس سے پہلے کہ ارحم مزید
 کچھ بولتا حمدان نے اسے ٹوکا۔۔۔ تم چلو یہاں سے، وہ سچ میں نہیں جانتیں
 یزدان کہاں ہے، اور تم چلو ہم یزدان کے آفس چلتے ہیں۔۔۔ حمدان مجھے
 سمجھ نہیں آرہی تم ایساری ایکٹ کیوں کر رہے ہو۔۔۔ ارحم نہ سمجھی سے
 بولا تھا۔۔۔۔ کل سے پری اس شخص کے پاس ہے۔۔۔ اگر اس نے
 میری پری کو کوئی نقصان پہنچایا تو میں اس گھٹیا انسان کی جان لے لوں گا

۔۔۔۔۔ ار حم نے بات تو حمدان سے کی تھی، لیکن قہر برساتی نظریں آنی کی طرف تھیں۔۔۔۔۔ ار حم تم چلو یہاں سے، حمدان نے اسے وہاں سے لے جانا ہی بہتر سمجھا تھا۔۔۔۔۔ ار حم مسلسل رکنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن یزدان اسے کھینچتا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ لوگ جا چکے تھے۔۔۔۔۔

آنٹی کو اپنا جسم ٹوٹا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔ بیگم صاحبہ آپ ٹھیک ہیں، ملازمہ نے جلدی سے آگے ہوتے ان کو پکڑا تھا۔۔۔۔۔ ہاں میں ٹھیک ہوں، مجھے کمرے میں جانا ہے۔۔۔۔۔ تم کام کر واپنا۔۔۔۔۔ وہ کافی دھیمے لہجے میں بولتی کمرے میں جا چکی تھیں۔۔۔۔۔ کمرے میں آتے بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ وہ دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی تھیں۔۔۔۔۔ انہوں نے ایک گہری سانس لی۔۔۔۔۔ ان کو لگا تھا ان کے پاس سوچنے کی صلاحیت نہیں بچی۔۔۔۔۔

وہ میری پری ہے۔۔۔۔۔ میری پریشی ہے وہ "مطلب یزدان میری پری سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔ وہ میری پری کی بات کرتا تھا۔۔۔۔۔ اسے میری بیٹی

سے محبت ہے۔۔۔ وہ بے اختیار اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتی مسلسل روتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔۔

یزدان نے پری کو کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔ وہ کس حال میں ہوگی کیا۔۔۔ میری بیٹی میری پریشے۔۔۔ "وہ مجھے پہچان تو لے گی نہ۔۔۔" ناجانے کتنے "سوال جوان کے ارد گرد گھوم رہے تھے

یزدان بیٹا۔۔۔ "میں۔۔۔ میں یزدان کو کال کرتی ہوں۔۔۔ انہوں نے "اگے بڑھتے لرزتے ہاتھوں سے موبائل پکڑا۔۔۔ انہیں ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا، کہ ان کی بیٹی یزدان کے پاس ہے۔۔۔ یزدان کو کال ملاتے انہوں نے فون کان سے لگایا۔۔۔ ان کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔۔ ان کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔۔۔ ان کو سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ وہ اب یزدان سے بات کا آغاز کیسے کریں گی۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔! آنی کیسی ہیں آپ۔۔۔ کال ریسیو کرتے یزدان نے سلام کیا تھا۔۔۔ یزدان بیٹا تم کہاں ہو۔۔۔؟ انہوں نے سلام کا جواب

بیٹا اگر اس نے غلط کیا تو تم نے بھی کون سا صحیح کیا ہے۔۔۔ انہوں نے ناراضگی ظاہر کی۔۔۔

آنی میں اپنی پری کا نام کسی غیر مرد کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ وضاحت دی گئی تھی یا حقیقت بتائی گئی تھی۔۔۔ نہیں یہ کوئی وضاحت نہیں تھی۔۔۔ یہ حقیقت تھی "کوئی بھی شخص اپنی محبت کا نام کسی غیر شخص کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ اور یزدان کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہو رہا تھا۔۔۔"

یزدان غیر تم ہو، ارحم نہیں۔۔۔۔۔ آنی میں جانتا ہوں۔۔۔ اور میں نے اس کے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔! وہ میری پہلی محبت ہے، آپ جانتی ہیں۔۔۔ یزدان سچ بول رہا تھا۔۔۔ اس نے واقعی پری سے سچی محبت کی تھی۔۔۔ اور اس کی محبت کا نکاح کسی اور سے ہو گیا تھا۔۔۔ بس یہ چیز اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

یزدان کیا تم اسے گھرا سکتے ہو۔۔۔۔۔ آخر دل کی بات زبان پہ آہی گئی تھی۔۔۔۔۔ جی آنی۔۔۔۔۔! لیکن ابھی تو وہ کھانا تک نہیں کھا رہی۔۔۔۔۔ یزدان فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہے اس نے کل سے کھانا نہیں کھایا۔۔۔۔۔ انہوں نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ نہیں آنی۔۔۔۔۔ "انی پلیز آپ یہاں آجائیں۔۔۔۔۔! آپ اسے بتائیں، میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔۔۔ آنی آپ اسے کہیں گی نا۔۔۔۔۔ کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ مجھ سے نہ ڈرے میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔۔۔۔۔ یزدان نے بچوں کی طرح ضد کی تھی۔۔۔۔۔ آنی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔ آنی آپ بول کیوں نہیں رہیں۔۔۔۔۔ آپ اسے کہیں گی نا۔۔۔۔۔ ان کو خاموش دیکھ یزدان دوبارہ سے بولا تھا۔۔۔۔۔ ہاں بیٹا۔۔۔۔۔! میں کہوں گی وہ کافی دھیمے لہجے میں بولی تھیں۔۔۔۔۔ آنی کیا آپ میری بات کا یقین نہیں کر رہیں۔۔۔۔۔ آنی کے اس طرح روکھے سے جواب پہ یزدان کو لگا، کہ انہوں نے یزدان کا یقین نہیں کیا۔۔۔۔۔

نہیں بیٹا مجھے اپنے بیٹے کو پورا یقین ہے۔۔۔" تو پھر آپ پری سے بات " کریں گی نا۔۔۔

کیا وہ میری بات مان لے گی۔۔۔" آنی نے یزدان کے سوال کا جواب " دیے بغیر اپنا سوال کیا۔۔۔ آپ بات تو کریں، وہ مان جائے گی۔۔۔ وہ بہت اچھی ہے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔! میں کوشش کروں گی۔۔۔ آنی مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔ کہ آپ ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔ نہیں بیٹا میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ آنی نے اپنا چہرہ صاف کیا تھا۔۔۔ جو آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔۔ اب تو مجھے پکا یقین ہے، کہ آپ ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔ میں ابھی گھرا رہا ہوں۔۔۔ یزدان فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔

نہیں نہیں یزدان تم گھر مت آؤ۔۔۔! میں بالکل ٹھیک ہوں، بس تھوڑی سی تھکاوٹ محسوس ہو رہی ہے، ابھی تھوڑا سا آرام کروں گی، تو بہتر محسوس کروں گی۔۔۔ تم پری کے پاس رہو۔۔۔" ایک طرف سے ان کو

پری کی بھی فکر تھی۔۔۔ آنی آپ سچ بول رہی ہیں نا۔۔۔؟ ہاں بیٹا میں سچ بول رہی ہوں۔۔۔ چلو تم بھی اب کسی طرح پری کو کھانا کھلاؤ، میں بھی تھوڑا آرام کر لوں۔۔۔ انہوں نے بات ختم کرنی چاہی تھی، ورنہ یزدان کو پکا یقین ہو جانا تھا وہ رو رہی ہیں۔۔۔

جی ٹھیک ہے آنی۔۔۔ اللہ حافظ۔۔۔! اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔ چند الودائی القابات بولتے ان گفتگو کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔۔۔

کس طرح ان دونوں نے پری کی زندگی کے بارے میں ڈسکشن کی تھی۔۔۔ جیسے وہ کوئی جیتی جاگتی، انسان نہیں، کوئی کھلونا، یا پتلا ہو۔۔۔ جسے جو چاہے استعمال کرے، اور جو چاہے اس کی زندگی لکھے۔۔۔

.....

یزدان کے آفس آکر پتا چلا تھا، کہ یزدان آفس نہیں آیا۔۔۔ ارحم نے غصے میں یزدان کے آفس کا اچھا خاصا نقصان کر دیا تھا۔۔۔ ارحم بس کرو چلو یہاں سے۔۔۔ حمدان کب سے اسے کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا

۔۔۔ لیکن ار حم کا غصہ آج سر چڑھ کر بول رہا تھا۔۔۔ حمدان میرا بس چلے تو میں اس آفس کو آگ لگا دوں۔۔۔ ار حم کے ہاتھ میں گن تھی، اور سارے امپلائز ڈر کے مارے ایک سائیڈ پہ کھڑے تھے۔۔۔ کہہیں ار حم گولی ہی نہ چلا دے۔۔۔ ار حم ہمیں پولیس اسٹیشن جانا چاہیے۔۔۔ اس طرح کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ حمدان نے دوبارہ سے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ ار حم نے ایک قہر برساتی نظر امپلائز پہ ڈالی، جو کافی حد تک ڈرے سہمے کھڑے تھے۔۔۔ ار حم نے حمدان کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔ تو حمدان کو تھوڑا سکون ہوا۔۔۔ ورنہ پتہ نہیں آج ار حم یہاں پہ کیا کچھ کر دیتا

۔۔۔

حمدان وہ عورت جھوٹ بول رہی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی، کہ یزدان کہاں ہے۔۔۔ اس نے جان بوجھ کر نہیں بتایا۔۔۔ اب ار حم کی باتوں کا رخ یزدان کی آنی کی طرف تھا۔۔۔ "ار حم وہ جھوٹ کیوں بولیں گی۔۔۔"

حمدان نے افسوس سے کہا تھا۔۔۔ تم ان کی اتنی سائیڈ کیوں لے رہے ہو

-- ار حم نے خون خار نظروں سے حمدان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ میں ان کی سائیڈ نہیں لے رہا، میں بس بتا رہا ہوں۔۔۔ "حمدان نے وضاحت دی

تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ بس ایک دفعہ یہ گھٹیا شخص مل جائے، زندہ زمین میں دفن کر دوں گا۔۔۔ ار حم گاڑی میں بیٹھتا بولا تھا

-- اب ان کا رخ پولیس اسٹیشن کی طرف تھا۔۔۔

.....

مہرناز بیگم، زمل بیگم، اور ہیزل، کو حمزہ صاحب گھر لے آئے تھے۔۔۔ مہرناز بیگم تو جائے نماز پہ بیٹھی اپنے بیٹے اور بیٹی کے لیے خیریت کی دعائیں کر رہی تھیں۔۔۔ شایان اور سکندر عثمان ہسپتال پہنچے، تو ان کو پتہ چلا ار حم اور باقی سب یہاں سے جا چکے ہیں۔۔۔

شایان ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ اور سکندر عثمان کب سے یزدان کو کال ملا رہا تھا۔۔۔ لیکن یزدان کال اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

اور ادھر یزدان بڑے سکون سے راکنگ چیئر پہ بیٹھا، موبائل سامنے " رکھے، سگریٹ کے بڑے بڑے کش لگا رہا تھا۔۔۔ اب تمہیں پتہ چلے گا سکندر، کہ جدائی کیا ہوتی ہے۔۔۔ تم نے میری پری کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن میں نے تمہاری کوشش ناکام کر دی۔۔۔ میں نے تم سے تمہاری بیٹی چھین لی۔۔۔ اب پری صرف میری ہے۔۔۔ میں اسے کبھی نہیں جانے دوں گا۔۔۔

سکندر عثمان تھک ہار کے حمدان کو کال ملانے لگے۔۔۔ وہاں سے بھی یزدان کے ناملنے کی خبر ملی تھی۔۔۔ اب ان کا رخ پولیس اسٹیشن کی طرف تھا۔۔۔ پولیس اسٹیشن آکر انہوں نے یزدان کے خلاف۔ ایف۔ آئی۔ آر۔ کٹوائی تھی۔۔۔ اور ار حم کا غصہ تھا، کہ کنٹرول ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔ ار حم سر آپ بالکل بھی پریشان مت ہوں۔۔۔ ہم بہت جلد آپکی مسز کو ڈھونڈ لیں گے۔۔۔ انسپکٹر صاحب نے ار حم کا کندھا تھپکتے کہا تھا۔۔۔ ار حم نے اثبات میں سر ہلادیا تھا۔۔۔

پورے شہر میں پولیس کی ناقہ بندی لگ چکی تھی۔۔۔ پولیس پوری ذمہ داری سے اپنا کام کر رہی تھی۔۔۔ ار حم، شایان، حمدان، اور سکندر عثمان، بھی پولیس کے ساتھ ہی تھے۔۔۔ رات گئے دن چڑھ گیا تھا۔۔۔ اور یزدان کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا۔۔۔ اور اب اگر اب پتہ چل بھی جائے، تو کیا پری واپس آجائے گی۔۔۔

ار حم کی حالت بھی اب کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ اس کے ذہن میں نہ جانے کیا کیا خیال آرہے تھے۔۔۔ حمدان کب سے اس کی منتیں کر رہا تھا، کہ وہ ایک بار گھر جا کر چینج کر لے میڈیسن لے لے۔۔۔ لیکن ار حم کی ایک ہی ضد تھی، جب تک اس کی پری نہیں ملے گی، وہ کچھ نہیں کرے گا۔۔۔ وہ گھر بھی نہیں جائے گا۔۔۔

ار حم کا اپنا یہ حال تھا۔۔۔ تو اس کی پری کا کیا حال ہو گا۔۔۔ اس سے آگے ار حم سوچ بھی نہیں پارہا تھا۔۔۔ اور یہاں مہرناز بیگم جن کی پوری رات آنسوؤں، اور دعاؤں میں گزر گئی تھی۔۔۔ ہیزل بھی اپنے بھائی کے لیے

روئے جا رہی تھی۔۔۔ آخر کس منہوس کی نظر لگ گئی تھی، انکی
خوشیوں کو۔۔۔

.....

تاریکی میں ڈوبا کمرہ، خاموشی کا سماں، "یہ وہی کمرہ تھا۔۔۔ جہاں پچھلی دو
راتوں سے اس معصوم کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔۔۔ لیکن اس وقت
کوئی سسکی نہیں تھی۔۔۔ کوئی آواز نہیں تھی، پری اب رو نہیں رہی تھی
۔۔۔ نہ ہی وہ اب گھر جانے کی ضد کر رہی تھی۔۔۔ کیا اس نے ہر چیز کو
قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔۔۔" ہاں کر لیا تھا قبول، کیونکہ پری کی
قسمت تو اس کے باپ نے لکھی تھی نا۔۔۔ "اور اچھی لڑکیاں تو ہمیشہ باپ
کی بات مانتی ہیں۔۔۔ اور پری بھی عائشہ گل کی طرح اچھی لڑکی تھی۔۔۔
وہ گھٹنوں پہ سر گرائے، آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔۔۔ اس نے رات کو
یزدان کی کہنے پہ کھانا بھی کھا لیا تھا۔۔۔ اس نے کہہ تو دیا تھا، کہ وہ یہاں
سے نہیں جائے گی۔۔۔ لیکن کیا وہ اپنے ارثم کے بغیر رہ سکے گی۔۔۔"

نہیں میں ار حم کے بغیر کیسے رہوں گی۔۔۔" میں نے تو ان سے محبت کی
 آنکھیں کھولتے چہرہ اٹھایا تھا۔۔۔ ار حم آپ تو مجھے لینے ہے۔۔۔ پری نے
 بھی نہیں آئے۔۔۔ کیا آپ مجھے ڈھونڈ نہیں رہے۔۔۔ یا آپ بھی بابا
 کے ساتھ ملے ہیں۔۔۔ آپ نے بھی ان کی طرح دھوکہ دیا ہے مجھے۔۔۔
 سب دھوکے باز ہیں۔۔۔ ماما، بابا، بھیا، اور آپ بھی۔۔۔ پری نے اپنی
 ہتھیلی سے چہرہ رگڑا تھا۔۔۔ اس نے آنکھیں اٹھا کر کھڑکیوں سے آتی
 روشنی کی طرف دیکھا۔۔۔ آج ایک اور دن چڑھ گیا تھا۔۔۔ اور اس کا ار حم
 ابھی تک اس کے پاس نہیں آیا تھا۔۔۔
 رات سے تھمے آنسو جن کو زبردستی کنارہ دیا گیا تھا۔
 وہ اب کنارہ توڑ چکے تھے۔۔۔ پہلے ایک، پھر دو، اور پھر تین۔۔۔ آنسو
 ایک قطار سے بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ حمد ان بھیا آپ ہی آجائیں، مجھے
 آپ کی یاد آرہی ہے۔۔۔ شایان بھیا، کہاں ہیں آپ سب۔۔۔ کیا آپ
 لوگ نہیں جانتے، کہ میں کہاں۔۔۔

آج پری کا دل چاہ رہا تھا، وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔۔ اپنی اس قسمت پر
 جو اس کے باپ نے لکھی۔۔۔ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔۔۔
 پری نے تیر کی تیزی سے اپنا چہرہ صاف کیا۔۔۔ کمرے کی لائٹس آف
 تھیں۔۔۔ لیکن کھڑکیوں سے آتی روشنی میں یزدان اس کا چہرہ دیکھ چکا تھا
 ۔۔۔ تم پھر سے رو رہی ہو۔۔۔ یزدان نے اس کے پاس آتے، سوالیہ
 نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔ کیا اب میں رو بھی نہیں سکتی۔۔۔ پری نے بھیگی
 پلکیں اٹھا کر یزدان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ یزدان تو اس کی آنکھوں میں کھو
 ہی گیا تھا۔۔۔ پری نے پلکیں جھکالی تھیں۔۔۔ پریشے میں سچ میں تم سے
 بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ تم میری پہلی محبت ہو۔۔۔ میں نے آج سے
 تین سال پہلے تمہیں دیکھا تھا۔۔۔ اور سچے دل سے نیت کی تھی، کہ تم
 صرف یزدان کی ہو۔۔۔ "صرف اور صرف یزدان شاہ کی" یزدان نے
 پری نے کوئی جواب بغور اس کا چہرہ دیکھتے، اپنے دل کی بات کہی تھی۔۔۔
 نہیں دیا۔۔۔ وہ اسی طرح بیٹھی رہی۔۔۔ کیا تم اب بھی بات نہیں کرو گی

۔۔۔۔۔ یزدان نے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں حیا تھی۔۔۔ وہ اپنی محبت کی عزت کرنا جانتا تھا۔۔۔۔۔

پری اس وقت خود پہ کنٹرول کیے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ اسے اس وقت، اس سامنے والے شخص سے نفرت ہو رہی تھی۔۔۔ اور سب سے زیادہ نفرت اپنے باپ سے ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ جس نے اسے اس شخص کے حوالے کیا تھا۔۔۔۔۔ یزدان نے آئی بروا چکائی۔۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو، کیا سوچ رہی ہو۔۔۔۔۔؟

کیا تم مجھے کچھ دیر اکیلا چھوڑ سکتے ہو۔۔۔ پری چیخنے والے انداز میں بولی تھی۔۔۔۔۔ یزدان نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ اگر تم نے نہیں جانا تو مجھے کوئی اور جگہ بتادو، میں وہاں بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔۔۔ پری اٹھتے بولی تھی۔۔۔۔۔ یزدان نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔۔۔ پری تم میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو۔۔۔۔۔ تم حد سے بڑھ رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتے بولتا کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ حد سے میں نہیں تم بڑھ رہے ہو۔۔۔۔۔ تم

نے مجھے "بلیک میل" کر کے یہاں رکھ تو لیا ہے۔۔۔ لیکن تم مجھ پہ اس طرح حکم نہیں چلا سکتے۔۔۔ پری انگلی دکھاتے بولی تھی۔۔۔ یزدان کا غصہ اب جواب دے گیا تھا۔۔۔

یزدان نے اس کی انگلی پکڑ کے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔۔۔

آہسہ "۔۔۔ چھوڑو مجھے، پاگل انسان۔۔۔ پری کی تکلیف سے چیخ نکلی " تھی۔۔۔ اب دوبارہ زبان چلانے سے پہلے اس دفعہ سوچ لینا۔۔۔ ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔ یزدان اس کے چہرے کے قریب آتے دھاڑا تھا۔۔۔ (لوجی جو ہمت اکٹھی کی تھی وہ بھی جواب دے گئی)، اس معصوم نے کہاں کبھی کسی کی اتنی اونچی آواز سنی تھی۔۔۔ پری کے بابا سے بلاتے نہیں تھے۔۔۔ لیکن انہوں نے کبھی اس طرح ڈانٹا بھی نہیں تھا۔۔۔ پری کے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ اس نے دوبارہ بازو

چھڑوانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ مقابل بھی کتنا ظالم تھا نا، اسے اس معصوم کے آنسوؤں پہ بھی رحم نہیں آ رہا تھا۔۔۔

درد ہو رہا ہے۔۔۔ "وہ بمشکل بولی تھی۔۔۔ اب دوبارہ یہ حرکت کرو گی "

۔۔۔؟ یزدان گرفت ڈھیلی کرتے بولا تھا۔۔۔ تم مجھے ایک ہی دفعہ مار کیوں نہیں دیتے۔۔۔۔۔ پری نے رو ہانسی ہوتے سوال کیا تھا۔۔۔ یہی تو مسئلہ ہے یا۔۔۔۔۔ مار نہیں سکتا نا۔۔۔ ابھی تو تم سے نکاح بھی کرنا ہے۔۔۔۔۔ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔۔۔

میں تم جیسے انسان سے مر کر بھی کوئی رشتہ نہ رکھوں۔۔۔ اور تم نکاح کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔۔ تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔۔۔۔ "پریشے۔۔۔" یزدان نے اسے ٹوکا تھا۔۔۔

بہت پر نکل آئے ہیں تمہارے بہت زیادہ اڑ رہی ہو۔۔۔۔۔ اب دیکھو میں تمہارے پر کیسے کاٹا ہوں۔۔۔ یزدان نے اسے قہر بردا برساتی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

تیار رہنا کل نکاح کے لیے۔۔۔ ارحم سے طلاق بعد میں کروالیں گے "۔۔۔۔۔ میں چار مہینے تمہاری عدت تک انتظار نہیں کر سکتا۔۔۔ وہ معنی خیز بولا تھا۔۔۔ میں مر تو سکتی ہوں، لیکن ارحم سے "طلاق" میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔۔ پری نے بھی دو ٹوک جواب دیا تھا۔۔۔۔۔ تمہیں کہا کس نے ہے کہ تم طلاق مانگو۔۔۔ طلاق تمہیں ارحم خود ہی دے دے گا۔۔۔ تم بس نکاح کرو۔۔۔۔۔ میں نے کہانا میں مرجاؤں گی لیکن تم جیسے گھٹیا شخص سے نکاح نہیں کروں گی۔۔۔۔۔ اب کی بار پری بھی پوری قوت سے دھاڑی تھی۔۔۔۔۔ بے شک مرجانا، لیکن نکاح کے بعد۔۔۔۔۔ اور یہ جو تم نے "گھٹیا شخص" کا لفظ استعمال کیا ہے نا۔۔۔۔۔ اب میں تمہیں اس پر پورا اتر کر دکھاؤں گا۔۔۔۔۔ یزدان نے پھر سے اسے بازو سے دبوچا تھا۔۔۔۔۔ اس سے زیادہ گھٹیا پن اور کیا دکھاؤں گے، گھٹیا انسان۔۔۔۔۔ پری دوبارہ سے چیخی تھی۔۔۔۔۔ آج تمہاری آزادی کا آخری دن ہے۔۔۔۔۔ جو بولنا ہے بول لو۔۔۔۔۔ کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔۔۔ کیونکہ کل تم میری

دسترس میں ہوگی۔۔۔ پھر صرف میرا حکم چلے گا۔۔۔ پھر دیکھوں گا
تمہاری یہ زبان کیسے چلتی ہے۔۔۔

تمہاری یہ خواہش کبھی میری پوری نہیں ہوگی۔۔۔ پری نفرت سے بولی
تھی۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ یہ تو وقت بتائے گا۔۔۔ پریشے بی بی۔۔۔! خیر "کل کی
باتیں چھوڑو تم ابھی اچھا سا تیار ہو جاؤ۔۔۔ پھر کھانا بھی کھانا ہے۔۔۔

یزدان نے جیسے بات ختم کرنا چاہی تھی۔۔۔ نہ ہی مجھے تیار ہونا ہے۔۔۔
اور نہ ہی تم جیسے گھٹیا انسان کے ساتھ کھانا کھانا ہے۔۔۔ پری نے دو ٹوک
جواب دیا تھا۔۔۔ جوابا یزدان نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ اب تم میرا ہاتھ

چھوڑ رہے ہو۔۔۔ پری کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی یزدان اس کی بازو

چھوڑ چکا تھا۔۔۔ اب تم یہاں سے جا رہے ہو یا نہیں۔۔۔ پری اپنا دوپٹہ

صحیح کرتے بولی تھی۔۔۔ ابھی تو جا رہا ہوں، لیکن ابھی تھوڑی دیر تک

دوبارہ آؤں گا۔۔۔ جب تک اپنا غصہ ٹھنڈا کر لینا۔۔۔ ورنہ زبردستی کھانا

کھلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔۔۔ یزدان لبوں پہ دلکش مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔۔۔

اگر زہر دو گے تو کھالوں گی۔۔۔ پری نے پھر سے دو ٹوک جواب دیا تھا۔۔۔ اتنی بھی جلدی کیا ہے۔۔۔ پہلے نکاح کر لو۔۔۔ اس کے بعد بے شک زہر کھا لینا۔۔۔ بلکہ میں خود تمہیں زہر دے دوں گا۔۔۔ ڈھٹائی کی انتہا تھی، یا محبت میں بندہ کھسک گیا تھا۔۔۔ "جو ابا پری نے قہر برساتی نظروں سے گھورا تھا۔۔۔ اگر ابھی سے ایسے دیکھو گی، تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔۔۔ یزدان نے اپنے لب دانتوں تلے دبائے تھے۔۔۔

پری کا دل چاہ رہا تھا، کہ وہ مقابل کا سر پھاڑ دے۔۔۔ یا خود کشی کر لے۔۔۔ "اچھا میں جا رہا ہوں۔۔۔! تم نارمل ہونے کی کوشش کرو۔۔۔ یزدان اس کو مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ او وہاں۔۔۔! یزدان کو کچھ یاد آیا تھا۔۔۔ وہ واپس پلٹا۔۔۔! کل میری آنی آجائیں

گی۔۔۔ تم اکیلے بور ہو جاتی ہو گی نا۔۔۔ تو ان سے باتیں کر لینا۔۔۔ وہ بہت اچھی ہیں۔۔۔ اور وہ اب سے تمہاری بھی آنی ہیں۔۔۔ وہ وثوق سے بولا تھا۔۔۔ مجھے نہ ہی تمہاری آنی میں کوئی انٹر سٹ ہے۔۔۔ اور نہ ہی ان کی باتوں میں۔۔۔ تو بہتر ہے، وہ میرے پاس نہ ہی آئیں۔۔۔ ورنہ انجام کی ذمہ دار تو بہت ہو گے۔۔۔ پری نے بھی یزدان والا ڈائیلاگ استعمال کیا تھا۔۔۔ آخری اس میں اتنی ہمت آئی کیسے۔۔۔ پری خود حیران تھی۔۔۔ تم پیدا نشی بد تمیز ہو، یا میرے سامنے تمہاری زبان کچھ زیادہ چلتی ہے۔۔۔ یزدان پھر سے اس کے سر پہ ان پہنچا تھا۔۔۔ پری دو قدم پیچھے ہونے ہی والی تھی کہ، یزدان نے اس کا ہاتھ پکڑتے کمر پہ پن کیا۔۔۔ پری نے نفرت سے اپنا چہرے کا رخ پھیرا تھا۔۔۔ "چھوڑو۔ مم۔ مجھے گھٹیا انسان۔۔۔ پری کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔ اگر میں تمہارے پر کاٹ سکتا ہوں، تو مجھے تمہاری زبان کاٹنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔۔۔ یزدان اس کے منہ پہ دھاڑا تھا۔۔۔ اگر تم نے

میری آنی کے ساتھ کسی قسم کی بھی بد تمیزی کی، یا ان سے زبان چلائی، تو
 کاٹ دوں گا تمہاری یہ زبان۔۔۔ یزدان نے اپنے ہاتھ سے اس کا چہرہ دبوچا
 تھا۔۔۔ اور میں جانتا ہوں، یہ سب تم ار حم کی وجہ سے کر رہی ہونا۔۔۔
 سب سے پہلے میں اس ار حم کا پتا صاف کروں گا۔۔۔ نہ ہو گا ار حم، اور نہ
 چلے گی تمہاری زبان۔۔۔ یزدان نے دوبارہ سے دھمکی دی تھی۔۔۔
 تیار رہنا۔۔۔! بہت جلد تمہیں ار حم کی موت کی خبر ملے گی۔۔۔ یزدان نے
 اسے ایک جھٹکے سے بیڈپہ دھکیلا تھا۔۔۔ اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا جا چکا تھا
 ۔۔۔ کھڑاک سے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تھی۔۔۔ بالکل اسی طرح
 جس طرح پری کی قسمت کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔۔۔ ہر روز ایک نئی افیت،
 ایک نئی آزمائش، ایک نیا غم۔۔۔۔۔ پری جہاں گری تھی، اسی جگہ اوندھے
 منہ ڈھ گئی تھی۔۔۔۔۔

میں کیوں ار حم کے لیے اتنا مر رہی ہوں۔۔۔ وہ تو مجھے لینے بھی نہیں آئے
 ۔۔۔ انہوں نے بھی مجھے دھوکہ دے دیا۔۔۔ وہ بھی مطلبی انسان ہیں۔۔۔

سب کی طرح وہ بھی، سب جیسے نکلے۔۔۔ میں نے تو انہیں سب سے الگ سمجھا تھا۔۔۔ لیکن اگر وہ مجھ سے پیار کرتے، تو اب تک وہ میرے پاس آجاتے۔۔۔ مجھے اس درندے سے بچانے۔۔۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا، کہ ان کو پتہ نہ ہو، کہ میں کہاں ہوں۔۔۔ کہیں وہ بابا کے ساتھ ملے تو نہیں ہوئے۔۔۔ پری کے دل میں نہ جانے کیسے کیسے خیال آرہے تھے۔۔۔ یہی حقیقت ہے پریشے بی بی۔۔۔! قبول کر لو۔۔۔ تم جیسی لڑکیوں کی یہی حیثیت ہوتی ہے۔۔۔ پری نے اپنی آواز اپنے کانوں میں بجتے محسوس کی تھی۔۔۔ اس کے لبوں پہ تنزیہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ جس میں دنیا جہان کے شکوے تھے۔۔۔

مجھ جیسی لڑکیاں۔۔۔؟ کیسی لڑکیاں۔۔۔؟

مطلب، کیسی لڑکی ہوں میں۔۔۔ "پری نے بیٹھتے ہوئے خود سے سوال" کیا تھا۔۔۔ کیا میرے سوال کا جواب مجھے ہی دینا ہے۔۔۔؟ ہاں مجھے ہی دینا ہے۔۔۔

میں نے کبھی کسی دوسری لڑکیوں کی طرح غیر لڑکوں سے دوستیاں " نہیں کی۔۔۔ میں ایک باوقار، باکردار لڑکی ہوں۔۔۔ پھر میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔۔۔؟ پری نے اپنے سوال کا جواب دیتے، مقابل سے سوال کیا تھا۔۔۔ لیکن مقابل پہ تھا کون، جس سے پری نے سوال کیا تھا۔۔۔ یہی تو مین بات تھی، کہ کوئی پری کی سننے والا نہیں تھا۔۔۔ اس سوال کا جواب بھی پری کو خود ہی دینا تھا۔۔۔

ہاں تو پریشہ سکندر۔۔۔ "تم ایک باکردار، باوقار اور اچھی لڑکی ہو۔۔۔" لیکن تم میں ایک کمی ہے۔۔۔ "کمی" کیسی کمی۔۔۔؟ اس کے لبوں نے حرکت کی تھی۔۔۔

میرے ماں باپ ہوتے ہوئے بھی میرے نہیں ہیں۔۔۔ پری کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ ایک دفعہ پھر سے کڑچ کی آواز آئی تھی۔۔۔ چھوٹے چھوٹے ذرے بکھر گئے تھے۔۔۔ دل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ اور دل کی جگہ نفرت پیدا ہوئی تھی۔۔۔ آنسو نے بھی کنار ا توڑ دیا تھا۔۔۔

پری نے بے اختیار چہرہ اٹھایا۔۔۔ اس کے کانوں میں قہقروں کی آوازیں
گو نجی تھیں۔۔۔

پری نے دیکھا سامنے شلف پہ پڑی کتابیں، ہنس رہی تھیں۔۔۔ بے یقینی سے پری کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔ پری نے چہرہ گھمایا۔۔۔ دیوار پہ ٹنگے فریم، بھی قہقہے لگا رہے تھے۔۔۔ پری نے پھر سے نظریں گھمائیں۔۔۔ گلداں میں پڑے پھول بھی قہقہے لگا رہے تھے۔۔۔ صوفے، پھرٹی وی۔۔، اور پھر ایک ایک کر کے کمرے کی ہر چیز، پری کی قسمت پہ ہنس رہی تھی۔۔۔

پری نے بے اختیار اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے۔۔۔۔۔ چپ کر جاؤ۔۔! خدا کا واسطہ ہے چپ کر جاؤ۔۔۔ میں "۔۔ میں ختم ہو رہی ہوں۔۔۔ میرا سر پھٹ رہا ہے۔۔۔ خدا کا واسطہ چپ کر جاؤ۔۔۔ پری چیخ رہی تھی۔۔۔ لیکن!

اس کی آواز تو کہیں دب چکی تھی۔۔۔ کسی بھاری پتھر کے نیچے۔۔۔

ایک دم سے قہقہوں کی آواز رک گئی تھی۔۔۔ کمرے میں پھر سے سناٹا "

چھا گیا تھا۔۔۔ پری نے آنکھیں کھولیں، اس کے ہاتھ کانوں سے نیچے

سر کے۔۔۔ پری نے نظریں گھمائیں۔۔۔ ریک پہ پڑی کتابیں، جن کی آواز
اب بند ہو چکی تھی۔۔۔ صوفہ، میز، دیوار پہ لگے فریم، سب خاموش ہو
" چکے تھے۔۔۔

جن کے ماں باپ نہیں ہوتے ان کا کوئی نہیں ہوتا۔۔۔ پری نے بے اختیار
ہچکی لی۔۔۔ مم۔ میرے ماما، بابا ہیں۔۔۔ لیکن وہ میرے نہیں ہیں۔۔۔ وہ
اب گھٹنوں میں سر دیے بے آواز رونے لگی تھی۔۔۔ ایک نئی افیت، ایک
نیا پچھتاوا، ایک نئے غم کے ساتھ۔۔۔

.....

دن گزرے شام ہونے کو آئی تھی۔۔۔ لیکن یزدان کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا
۔۔۔ اب تو یزدان کے گھر کے باہر بھی پولیس کی ناکہ بندی لگ چکی تھی
۔۔۔ اور اب رحم کی حالت بھی انتہا کی خراب تھی۔۔۔ "لیکن اسے دوپل
" سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔

ارحم یار، تم ایک دفعہ گھر تو چلو۔۔۔! تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔
 حمدان نے پھر سے ایک ناکام سی کوشش کی تھی۔۔۔ یہ لوگ اس وقت
 اسلام "آباد" کے ون وے روڈ پہ بیٹھے تھے۔۔۔ دسمبر کی سردی میں سرد
 ہوا کے جھونکے۔۔۔ ان کے جسم کو کراس کرتے گزر رہے تھے۔۔۔
 حمدان اگر اب تم نے گھر کا نام لیا، تو یزدان سے پہلے میں تمہیں اس دنیا سے
 رخصت کروں گا۔۔۔ صبح سے تقریباً پچاس مرتبہ حمدان نے ارحم سے
 کھری کھری سن لی تھیں۔۔۔ پھر بھی ہر دس منٹ بعد اسے گھر جانے کا
 بول دیتا تھا۔۔۔ پولیس ہر آنے جانے والے گاڑی کی چیکنگ کر رہے
 تھے۔۔۔

شایان چلتا ہوا ارحم کے پاس آیا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں شال تھی۔۔۔ جو
 اس نے ارحم کی طرف بڑھائی۔۔۔ ارحم تم یہ شال لے لو تمہارے زخم
 ابھی ٹھیک نہیں ہوئے۔۔۔

شایان کیا تم مجھے زہر دے سکتے ہو۔۔۔ ار حم کھڑا ہوتا غصے سے دھاڑا تھا
 ۔۔ اس کی کمر میں ٹھنڈ کی وجہ سے، ایک درد کی ٹھیس اٹھی تھی۔۔
 حمدان نے اگے بڑھتے اسے سہارا دیا۔۔ شایان بھی اگے بڑھا تھا۔۔
 ار حم نے سنبھلتے پھر سے بولنا شروع کیا تھا۔۔ اب سبھی ار حم کی طرف
 متوجہ تھے۔۔

شایان کیا تم مجھے اس شال کی جگہ پریشے لا کر دے سکتے ہو، ار حم کی آواز
 میں درد تھا جو اسکے جگری یاروں نے با آسانی محسوس کر لیا تھا۔۔ حمدان
 اور شایان نے بے بسی سے ار حم کا چہرہ دیکھا۔۔ جہاں مدتوں کی تھکاوٹ،
 برسوں کا انتظار تھا۔۔

ار حم کوئی جواب نہ پاتے دوبارہ سے بولا تھا۔۔ بولو۔۔! کیا تم لوگ
 میری پریشے کو لا کر دے سکتے ہو۔۔ اب کی بار ار حم کی آواز میں تھوڑا
 غصہ تھا۔۔ ار حم انشاء اللہ۔۔! بہت جلد یزدان کا پتہ چل جائے گا۔۔
 حمدان نے ار حم سے نظریں چرائی تھیں۔۔

جھوٹ بول رہے ہو تم لوگ۔۔! جھوٹ بولتے ہو۔۔ اگر تم لوگوں
 نے اسے ڈھونڈنا ہوتا، تو اب تک ڈھونڈ چکے ہوتے۔۔ ار حم کو ایسا محسوس
 ہو رہا تھا، جیسے وہ سب سے بے بس انسان ہے۔۔۔
 اسے عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی تھی۔۔ ار حم مایوسی سے پیچھے ہوتے
 چیئر پہ بیٹھ چکا تھا۔۔ اس کا دل گھبرانے لگا تھا۔۔ اب شاید اس میں
 بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔۔۔
 ار حم اچانک سے کھڑا ہوتا ہوا۔۔ شاید اسے کچھ یاد آیا تھا۔۔ "نماز"
 نماز۔۔۔ پڑھنی ہے مجھے۔۔ ار حم گاڑی کی طرف بڑھا۔۔ شایان نے
 حمد ان کو بھی ار حم کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔۔ حمد ان بھی جلدی سے
 ار حم کے مقابل آیا ار حم تم بیٹھو میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں۔۔ ار حم
 خاموشی سے دوسری سائیڈ کو ہوتا بیٹھ چکا تھا۔۔

یہاں قریب کہیں بھی کوئی مسجد نہیں تھی۔۔۔ حمدان جلدی چلو۔۔۔! ار حم
 بے اختیار بولا تھا۔۔۔ حمدان نے اس بات میں سر ہلاتے گاڑی کی سپیڈ تیز کی
 تھی۔۔۔ ار حم کو عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔
 اسے ایک پل سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔ "ملتا بھی کیسے ار حم نے کسی کو
 تکلیف دے کر خود سکون محسوس کیا تھا۔۔۔" اور اب اس سکون کی بھرپائی
 بھی توادا کرنی تھی۔۔۔ جو بھی تھا گناہ توار حم نے بھی کیا تھا۔۔۔ اس نے
 بھی ایک بے گناہ معصوم لڑکی پہ ظلم ڈھائے تھے۔۔۔ بعد میں محبت تو ہو
 گئی تھی۔۔۔ لیکن پہلے کامکافات بھی تو ہونا ہے نا۔۔۔
 گاڑی رکتے ہی ار حم کے جسم میں سنسناہٹ شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ
 خاموش بیٹھا تھا۔۔۔ یا شاید اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ ار حم
 حمدان نے ار حم کو مخاطب کیا۔۔۔ ہم۔۔۔ ار حم نے چونکتے دیکھا تھا۔۔۔ ہم
 مسجد پہنچ گئے ہیں۔۔۔۔۔ حمدان نے جیسے کچھ یاد کروایا تھا۔۔۔ ہاں جانتا

ہوں۔۔۔ وہ کافی دھیمی آواز میں بولا تھا۔۔۔ حمدان کو ارحم کی کیفیت کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

سارے رستے بھی اس نے ارحم کو اس طرح گم سم ہی دیکھا تھا۔۔۔ ارحم کیا تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ حمدان نے اس کا چہرہ دیکھتے کہا تھا۔۔۔ ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ ارحم دھیمے لہجے سے بولتا گاڑی سے نیچے اتر۔۔۔ اور اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ حمدان بھی اترتے اس کے پیچھے ہی بڑھا تھا۔۔۔ مسجد میں داخل ہوتے ارحم نے ابھی پہلا قدم ہی رکھا تھا کہ وہ ٹھٹھکا، اس نے محسوس کیا تھا، کہ اس کے دل کی بے چینی کچھ کم ہوئی ہے۔۔۔ ایسا لگا تھا، جیسے ایک قدم اور بڑھائے گا، تو اسے ہر گم ہر آزمائش سے آزادی مل جائے گی۔۔۔

ارحم چلو۔۔۔! حمدان نے اس کے برابر آتے اسے کھڑا دیکھ مخاطب کیا تھا۔۔۔ ہاں چلو۔۔۔ ارحم نے دوسرا قدم رکھا، تو ایسا محسوس ہوا جیسے دل سے ایک اور اینٹ اٹھالی گئی ہو۔۔۔ تیسرا قدم، اور پھر چوتھا قدم، ارحم

ارحم نے آنکھوں سے چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔ حمدان بھی مسکراتا ہوا اٹھا تھا۔۔۔ اسے یقین ہو گیا تھا، کہ ارحم کسی حد تک مطمئن ہو چکا ہے۔۔۔ اس کے دل کا بوجھ کسی حد تک ہلکا ہو چکا ہے۔۔۔ وہ دونوں ایک ساتھ مسجد سے باہر نکلے تھے۔۔۔ ارحم ہمیں ایک دفعہ گھر جانا چاہیے۔۔۔ تم ایک دفعہ آئی سے مل لو وہ کافی پریشان ہیں تمہارے لیے۔۔۔ حمدان نے اسے مطمئن دیکھ کر دوبارہ سے وہی سوال کیا تھا۔۔۔ ارحم خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔ اس کا مطلب تھا، کہ وہ گھر جانے کے لیے تیار ہے۔۔۔ حمدان نے شکر کا سانس لیتے ڈرائیونگ سیڈ سنبھالی، اور اب ان کا رخ گھر کی طرف تھا۔۔۔

.....

پری ایک دم سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔ اسے عجیب سی گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ عجیب سی بے چینی، پری سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔ پری نے

بے اختیار اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ اس کا چہرہ شدید تپ رہا تھا۔۔۔ بابا
 --"ارحم، کہاں ہیں سب۔۔۔"

کک۔ کوئی ہے؟ مم۔ مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔ پری نے لرزتے وجود کے
 ساتھ باہر کے دروازے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ پری نے اپنے دل والے
 مقام پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اس کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ دروازہ
 بھی بند تھا۔۔۔ پری کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔ وہ جلدی سے بیڈ سے
 نیچے اتری اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ دروازہ کھولا اس نے دھیمے
 سے دروازے پہ دستک دی تھی۔۔۔ پلیر کھولو۔۔۔! اس کی پہلی دستک پہ
 ہی دروازہ کھل گیا تھا۔۔۔ جیسے باہر والا شخص تو اسی کے انتظار میں بیٹھا ہو
 -- پری تم ٹھیک ہو۔۔۔ یزدان اس کی حالت دیکھتے جلدی سے اندر کی
 طرف بڑھا۔۔۔

مم۔ مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔ مجھے کھانا کھانا ہے، اور پانی بھی پینا ہے۔۔۔
 پری نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔ اچھا تم بیٹھو میں ابھی کھانا لے

کر آتا ہوں۔۔۔ یزدان بھی اس کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا تھا۔۔۔ اس نے پری کو پیچھے صوفے سے ٹیک لگاتے بٹھایا۔۔۔ اور خود جلدی سے کھانا لینے کے لیے بھاگا۔۔۔ پری نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اس کا سر چکرار ہاتھ اور اسے لگ رہا تھا، یہ کچھ نہ کھانے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔ اس لیے اس نے یزدان سے کھانا مانگا تھا۔۔۔

یزدان تقریباً دو منٹ میں کھانا لے آیا تھا۔۔۔ پری کیا تم ٹھیک ہو۔۔۔ یزدان نے دوبارہ سے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔ ہاں۔ ہاں پانی۔۔۔! پری کا ہلک خشک ہو رہا تھا۔۔۔ یزدان نے جلدی سے اس کی طرف پانی بڑھایا۔۔۔۔۔ پری نے پانی کا گلاس پکڑا۔۔۔ ایک سانس میں ہی سانس میں پانی کا گلاس خالی کر گئی تھی۔۔۔

یزدان نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ جو اس وقت بے تاثر تھا۔۔۔ مم۔ میں کھانا کھالوں۔۔۔ پری نے کھانے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ ہاں تم کھانا کھاؤ۔۔۔ پری نے جلدی سے اگے ہوتے کھانے کی پلیٹ پکڑی، اور جلدی

سے کھانا کھانے لگی۔۔۔ یزدان نے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا، جیسے وہ صدیوں سے بھوک لڑکی زبردستی کھانا کھا رہی ہے۔۔۔ پری نے منہ میں بانٹ ڈالتے ایک نظریہ یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ پری نے ہچکچاہٹ سے ہلکا سا رخ پلٹا۔۔۔ یزدان نے اس کی ہچکچاہٹ سمجھتے جلدی سے اٹھنے کی کی۔۔۔ اچھا تم کھاؤ میں آتا ہوں۔۔۔۔۔ یزدان باہر جا چکا تھا۔۔۔ پری نے گہرا سانس لیا، اور کھانے کی طرف دیکھا۔۔۔ آخر میں نے اس شخص سے کھانا مانگا ہی کیوں۔۔۔ وہ منہ میں بڑبڑاتی تھی۔۔۔

ہاں تو مجھے اتنی بھوک لگ رہی تھی۔۔۔ ارحم بھی نہیں آئے۔۔۔ اور کتنا انتظار کرتی میں۔۔۔۔۔ پری کی آنکھوں میں اس قدر جمع ہو چکے تھے، اسے سامنے والا منظر بھی دھندلا نظر آ رہا تھا۔۔۔

یزدان نے باہر آتے آنی کو کال ملائی تھی۔۔۔ پہلی پہلی بیل پہ ہی کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔ السلام علیکم آنی۔۔۔! وعلیکم السلام بیٹا۔۔۔! کیسے ہو ٹھیک ہو

آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی اور لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔۔
 اتنی خوشی کے لمحات تھے نایہ۔۔۔ وہ ان لمحات کو سوچتے مسکرا رہی تھیں
 ۔۔۔ یہ جانے بغیر کہ نا جانے آگے کیا ہو گا۔۔۔

.....

ارح حمدان کے کہنے پہ گھر آ گیا تھا۔۔۔ مہرناز بیگم تو اسے گلے لگائے
 روئے جا رہی تھیں۔۔۔ ارحم جو خود بمشکل سنبھلا تھا، اب مہرناز بیگم کے
 آنسو دیکھتے اس کا ضبط بھی ٹوٹ رہا تھا۔۔۔ زمل بیگم، اور ہیزل، بھی بے
 بسی سے ان دونوں ماں بیٹا کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔
 اب آپ اس طرح روئیں تو مت۔۔۔ بہت جلد پری مل جائے گی۔۔۔
 اور ارحم تم ایک مضبوط انسان ہو، کم از کم مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔
 حمدان افسوس سے بولا تھا۔۔۔

حمدان کیا تم پریشے کے سگے بھائی ہو۔۔۔ اور ہم تپ کر بولا تھا۔۔۔ کیا
 مطلب ہے تمہارا۔۔۔ حمدان ہڑبڑا گیا تھا۔۔۔ تمہیں اپنی بہن کی ذرا پرواہ

نہیں ہے۔۔۔۔۔ کیسے انسان ہو تم۔۔۔۔۔ اب کی بار ار حم بھی افسوس سے بولا تھا۔۔۔۔۔ حمدان نے بے بسی سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔۔ پھر اس نے مہرناز بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ ار حم مجھے پری کی پرواہ ہے، اور مجھے تمہاری بھی پرواہ ہے۔۔۔۔۔ حمدان نے وضاحت دی تھی۔۔۔۔۔

اپنی بکو اس بندی ہی رکھو تو اچھا ہے۔۔۔۔۔ ار حم غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔۔۔ بکو اس میں نہیں، تم کر رہے ہو۔۔۔۔۔ حمدان بھی تپ اٹھا تھا، ار حم کی بات سنتے۔۔۔۔۔ اس کے بھی تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔۔۔۔۔

تم لوگ لڑنا بند کرو گے۔۔۔۔۔ مہرناز بیگم ان دونوں کو ہی گھورتے بولی تھیں۔۔۔۔۔ آنٹی آپ کا بیٹا مکمل طور پہ پاگل ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ ویسے تو حمدان کو غصہ نہیں آتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اس بار اس نے مصنوعی غصہ دکھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔ ایک طرف اسے خوشی بھی تھی، کہ ار حم اس کی بہن کی اتنی پرواہ کر رہا ہے۔۔۔۔۔ حمدان تم ابھی۔۔۔۔۔ ار حم کچھ بول ہی رہا تھا، کہ مہرناز بیگم نے اسے ٹوکا۔۔۔۔۔ ار حم حمدان بالکل صحیح بول رہا ہے۔ تم اپنا

خیال رکھو گے، توپری کو ڈھونڈو گے نہ۔۔۔ پہلے ایک دفعہ اپنی حالت پہ تو غور کرو۔۔۔ مہرناز بیگم صحیح بول رہی تھیں۔۔۔ جب تک ارحم خود ٹھیک نہیں ہوگا، وہ پری کو کیسے ڈھونڈے گا۔۔۔ مجھے نایہاں سے چلے ہی جانا چاہیے۔۔۔ ارحم نے اٹھتے موبائل پکڑا، اور پیر پٹکتا ہوا باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

مہرناز بیگم نے بے بسی سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔۔۔ آنٹی آپ پریشان مت ہوں۔۔۔ میں دیکھتا ہوں اسے۔۔۔ حمدان بھی اس کے پیچھے ہی بڑھا۔۔۔

ارحم باہر لون کی طرف گیا تھا۔۔۔ شاید اسے کھلی فضا کی ضرورت تھی۔۔۔ حمدان بھی اس کے مقابل آن کھڑا ہوا۔۔۔ ارحم کا چہرہ جھکا تھا۔۔۔ ارحم اگر تم خود اس طرح۔۔۔ حمدان بولتے بولتے رکا۔۔۔ ارحم۔۔۔؟ حمدان نے اسے کندھے سے پکڑا۔۔۔ ارحم تم رو رہے ہو۔۔۔ حمدان نے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔۔۔ جو اس وقت ارحم کے آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا

--- نہیں۔۔! تم یہاں کیوں آئے ہو۔۔۔ ارحم نے چہرہ چھپانے کی
کوشش کی تھی۔۔۔

ارحم یار تمہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔ تم ایسے تو نہیں تھے۔۔۔ تم اتنے بہادر
انسان ہو، اور تم ہی ہمت ہار رہے ہو۔۔۔ ہمت کرو یار، ہمیں پریشہ مل
جائے گی۔۔۔ حمدان تڑپ ہی تو اٹھا تھا اپنے یار کے آنسو دیکھ کر۔۔۔ حمدان
۔۔۔ "ارحم نے حمدان کو پکارا تھا۔۔۔ اس کی آواز میں درد تھا۔۔۔ حمدان
نے سوالیہ نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ حمدان میں نے بہت گناہ کیے
ہیں۔۔۔ اور مجھے انہی گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔۔۔ کیا اللہ تعالیٰ نے
میری پری مجھ سے چھین لی ہے۔۔۔ کیا میرے گناہوں کی سزا اس کے حصے
میں آگئی ہے۔۔۔ ارحم نے بے اختیار ہچکی لی تھی۔۔۔

ارحم کیا بول رہے ہو تم۔۔۔ کچھ نہیں کیا تم نے، حمدان نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔۔ نہیں میں بہت گنہگار ہوں۔۔۔ میں پری کا مجرم ہوں۔۔۔ میں نے اس کے ساتھ بہت غلط کیا۔۔۔ میں نے تم سب کے ساتھ بہت غلط کیا ہے۔۔۔ میں اچھا انسان نہیں ہوں۔۔۔ میں نے اسے زبردستی شادی کی۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے، وہ مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے۔۔۔ میں نے اس سے معافی مانگی تھی، لیکن وہ یزدان۔۔۔! ارحم کچھ بولتے بولتے رکا۔۔۔ حمدان سمجھ گیا تھا۔۔۔ ارحم کیا بولنا چاہ رہے ہیں۔۔۔ ارحم ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔

تم اچھا اچھا سوچو۔۔۔! پری ایسا کبھی نہیں کرے گی۔۔۔ اور دیکھنا انشاء اللہ وہ بہت جلد واپس آجائے گی ہمارے پاس۔۔۔ اور تم چلو چینیج کرو اپنی حالت درست کرو پھر ہمیں بھی نکلنا ہے۔۔۔ حمدان نے بعد کا موضوع بدلنا چاہا تھا۔۔۔ اور ہم نے ایک نظر حمدان کو دیکھا۔۔۔

حمدان تم مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں تمہیں جانے انجانے میں بہت غلط بول چکا ہوں۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔ حمدان نے بے بسی سے ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔ حمدان تمہیں پتہ ہے، آج جب میں مسجد میں گیا، تو میرے دل سے جیسے کچھ بوجھ کم ہو گیا۔۔۔ میری بے چینی کافی حد تک کم ہو گئی۔۔۔ اور مجھے ایسی تسلی ملی۔۔۔ جیسے پری مجھے مل جائے گی۔۔۔ اور بہت جلد مل جائے گی۔۔۔

مجھے دعا نہیں مانگنی آرہی تھی، اور مجھے ایسا لگ رہا تھا، جیسے دعا مانگے بغیر ہی میری دعا اوپر تک پہنچ چکی ہے۔۔۔ میرا رب میرے دل کا حال جان چکا ہے۔۔۔ ارحم اسی طرح چہرہ جھکائے بول رہا تھا۔۔۔ اور وقت باوقت اس کے چہرے پہ آنسو بھی پھسل کر نیچے گر رہے تھے۔۔۔ ارحم میں نے کہانا آپ بس کرو۔۔۔ اور چلو۔۔۔! حمدان بات بدلنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن ہو کیا گیا تھا اس کو۔۔۔

ارحم نے بے بسی سے حمدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ کہ سچ میں تم نے مجھے معاف کر دیا ہے۔۔۔ تمہیں مجھے معاف نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ کتنا غلط کیا میں نے تم لوگوں کے ساتھ۔۔۔ سکندر انکل، شایان، اور تمہارے ساتھ، کیا کچھ نہیں کیا میں نے، تم لوگوں کے ساتھ۔۔۔۔۔ ارحم سچ میں گلٹ محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے لوگوں کی باتوں پہ یقین کیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اپنوں کی بات کو کوئی ترجیح نہیں دی تھی۔۔۔۔۔ اسے جس نے جو کہا تھا، اس نے یقین کر لیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اور شاید اسی غلطی کی سزا اسے دی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی پری کو اس سے دور کر دیا گیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اللہ تو بڑا مہربان ہے نا، وہ اس کی دعائیں سن لے گا۔۔۔۔۔

ارحم اگر اب تم نے مزید ایک لفظ بولا، تو میں تمہاری جان نکال لوں گا۔۔۔۔۔ چلو یہاں سے۔۔۔۔۔ حمدان نے پھر سے مصنوعی غصہ دکھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

حمدان تمہیں پتہ ہے تم غصہ نہیں دکھا سکتے۔۔۔ تو تم کو شش بھی مت کیا کرو۔۔۔ اب کی بار ارحم نے حمدان کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ ارحم اب تم چل رہے ہو یا نہیں۔۔۔ ہم چلو۔۔۔

حمدان نے بھی سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔ پتہ نہیں ارحم کو ہو کیا گیا تھا۔۔۔ کیسی عجیب عجیب باتیں کر رہا تھا۔۔۔

جانے انجانے میں انسان بہت سی ایسی غلطیاں کر جاتا ہے۔۔۔ جن کے آگے صرف پچھتاوا بچتا ہے ان سب کی زندگیوں میں بھی کچھ ایسا ہی چل رہا تھا۔۔۔ بہت سی بدگمانیاں، بہت سی جھوٹی خبریں۔۔۔ جنہوں نے ان کے گرد دائرہ بنایا ہوا تھا۔۔۔ اور بہت سے لوگ اس دائرے سے متاثر ہو رہے تھے۔۔۔

.....

تقریباً ایک گھنٹے تک آنی فارم ہاؤس پہنچ گئی تھیں۔۔۔ اور اب ان میں پری کے پاس جانے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔ ان کو عجیب سی بے چینی محسوس ہو

رہی تھی۔۔۔ کیا جانے پری کا کیاری ایشن ہو گا۔۔۔ کیا وہ اپنی ماں کو
پہچان بھی سکے گی۔۔۔

آنی اب آپ کیا سوچ رہی ہیں۔۔۔ یزدان کب سے ان کو بول رہا تھا، کہ وہ
پری کے پاس جائیں۔۔۔ لیکن وہ کوئی جواب ہی نہیں دے رہی تھیں۔۔۔
یا شاید ان میں پری کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔ ان کی تو کوئی
غلطی نہیں تھی۔۔۔ انہوں نے تو اپنی بیٹی کی بھلائی چاہی تھی۔۔۔ تو پھر وہ
کیوں ڈر رہی تھیں۔۔۔ آخر انہیں ڈر کس چیز کا تھا۔۔۔ کہ کہیں پری ان
کو پہچاننے سے انکار نہ کر دے۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ میری بیٹی ہے
۔۔۔ وہ مجھے پہچان لے گی۔۔۔

.....

پری پھر سے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔۔۔ اس کے سر کی دردا بھی
تک پہلے کی طرح ہی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا، شاید کھانا نہ کھانے کی وجہ سے
اس کی حالت اس طرح ہو رہی ہے۔۔۔ لیکن کھانا کھانے کے بعد بھی درد

میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔۔۔ اور اب پری کو ہلکا ہلکا سردی کا احساس بھی ہو رہا تھا۔۔۔ پری کے قریب ہی بلیسٹک پڑا تھا۔۔۔ لیکن اس وقت وہ کچھ بھی نہیں لینا چاہتی تھی۔۔۔ وہ کچھ کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اس سے صرف تنہائی چاہیے تھی۔۔۔ صرف اور صرف تنہائی۔۔۔

کمرے کے دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔۔۔ پری نے چہرہ نہیں اٹھایا تھا، وہ جانتی تھی، کہ کون ہے۔۔۔ پھر پری نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی، پری نے ابھی بھی چہرہ نہیں اٹھایا تھا۔۔۔ چند قدم جو کہ پری کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔۔ لیکن یہ قدم وہ تو نہیں تھے، جو پہلے اس کمرے میں آتے تھے۔۔۔۔۔ پری نے پھر بھی چہرہ نہیں اٹھایا تھا۔۔۔ قدموں کی آواز رک گئی تھی۔۔۔ شاید مقابل سر پہ آن پہنچا تھا۔۔۔ میں نے تم سے کہا تھا، کہ مجھے کچھ دیر اکیلا چھوڑ دو۔۔۔ تم بار بار کیوں آ جاتے ہو۔۔۔۔۔ پری کافی دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔۔ شاید وہ ہار گئی تھی۔۔۔ اور قسمت جیت گئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے قسمت کا لکھا سب کچھ قبول کر لیا تھا۔۔۔

پریشے۔۔ "ایک جانی پہچانی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔۔۔ وہ " ٹھٹھکی۔۔۔! "۔۔ یہ وہی آواز تھی، جو آج سے پندرہ سال پہلے وہ روز سنتی تھی۔۔۔ اس کے دماغ میں ایک ساتھ سینکڑوں خیالوں کی بارش ہوئی تھی۔۔۔ دوبارہ کوئی آواز نہیں آئی تھی۔۔۔ شاید پری کو کوئی وہم ہوا تھا۔۔۔ پری نے بے اختیار گھٹنوں سے سر نکالتے مقابل کی طرف نظریں گھمائیں۔۔۔ وہ آواز پری کا وہم نہیں تھا۔۔۔ "حقیقت تھی"۔۔۔ وہ حقیقت بھی نہیں تھی۔۔۔ پری کسی ٹرانس کی کیفیت میں مقابل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جیسے ابھی ہوا کا جھونکا آئے گا، اور اس وجود کو اڑالے جائے گا۔۔۔ اور پھر۔۔۔ "اور پھر۔۔۔ بس ایک دفعہ پھر، کھلی آنکھوں کے سامنے" خواب ٹوٹ جائیں گے۔۔۔ ذرے ہوا میں اڑ جائیں گے۔۔۔ ایک دفعہ پھر سے دل ٹوٹ جائے گا۔۔۔ اور دل کے ٹکڑے ریت کی طرح پانی میں بہہ جائیں گے۔۔۔ کمرے کی ہر چیز پری کی قسمت پہ ہنسنے لگے گی۔۔۔ کیا یہ رخسار بیگم تھیں۔۔۔؟ پری نے خود سے سوال کیا۔۔۔

ہاں۔۔ نہیں۔۔ ہاں۔۔۔۔۔"

پری نے پہچاننے میں کوئی غلطی تو نہیں کر دی تھی۔۔ نہیں غلطی تو نہیں کی تھی۔۔ پندرہ سال اتنا لمبا وقفہ بھی نہیں تھا، کہ پری پہچان بھی نہ سکے۔۔۔۔۔ پوچھنے میں کیسا حرج۔۔۔۔۔

آپ رخسار۔۔ بیگم ہیں۔۔ پری کے الفاظ نہ چاہتے ہوئے بھی ٹوٹ گئے تھے۔۔۔۔۔ اور دل نے شدت سے دعا کی تھی، کہ خدا را یہ رخسار بیگم نہ ہوں۔۔۔۔۔ ورنہ آج پریشہ سکندر نے ماں جیسی ہستی کے ساتھ کوئی گستاخی کر گزرناتھا۔۔۔۔۔

ہاں میری بچی۔۔۔! تم نے مجھے پہچان لیا۔۔۔۔۔ رخسار بیگم کی آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔۔۔۔۔

میری بچی۔۔۔ یہ الفاظ پری کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔۔۔۔ " " پہچان لیا۔۔۔۔۔ کتنی آسانی سے اس عورت نے یہ چار الفاظ بولے تھے۔۔۔۔۔

کیوں آئی ہیں آپ یہاں پہ۔۔۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی
 ۔۔۔ پری دھیرے دھیرے پاؤں سرکاتے نیچے اترتے بولی تھی۔۔۔ ایسا
 کیوں بول رہی ہو میں تمہاری ماں ہوں۔۔۔ رخسار بیگم کی روح تک کانپ
 گئی تھی۔۔۔ پریشے کے الفاظ سنتے۔۔۔ "ماں کون سی ماں"۔۔۔ وہی جو
 اپنی غرض کے لیے مجھے چھوڑ گئی تھی۔۔۔ خود دار ماں، جس نے اپنا فیوچر
 دیکھا تھا۔۔۔ بیٹی کی کوئی پرواہ نہیں کی تھی۔۔۔ اسی خود دار ماں کی بات
 کر رہی ہیں آپ۔۔۔ پری کا وجود تک لرز نے لگا تھا۔۔۔ اس کی آواز
 کپکپانے لگی تھی۔۔۔ پری بس کر دو میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔ رخسار بیگم
 تڑپ ہی تو اٹھی تھیں، پری کی باتیں سن کر۔۔۔

آج بھی آپ کو اپنی پرواہ ہے۔۔۔ میرے دل کا کیا جو ایک دن میں دس
 دفعہ بند ہوتا ہے۔۔۔ صرف آپ کی وجہ سے۔۔۔ آج بھی آپ اپنی پرواہ
 کر رہی ہیں۔۔۔ انتہائی خود غرض عورت ہیں آپ۔۔۔ پری اب کی بار
 انتہائی زور سے چیخی تھی۔۔۔ پری خدا کا واسطہ ہے چپ کر جاؤ۔۔۔ رخسار

بیگم نے ہاتھ جوڑے تھے ان کو پری کی بیسیویٹر کی کچھ سمجھ نہیں آئی تھی

کیوں چپ کروں آخر میں ہی کیوں چپ کروں میں۔۔۔ آپ سے حقیقت برداشت نہیں ہو رہی۔۔۔ اور جو پندرہ سال سے میں برداشت کر رہی ہوں۔۔۔ وہ۔۔۔ اس کا کیا۔۔۔؟ اب پری نے سوال کیا تھا۔۔۔ لیکن شاید اس سوال کا جواب بھی پری کو خود ہی دینا تھا۔۔۔ کیا برداشت کر رہی ہو پندرہ سال سے۔۔۔؟ رخسار بیگم نہ سمجھی سے بولی تھیں۔۔۔ ان کو سچ میں سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ پری کیا کیا بولے جا رہی ہے۔۔۔

آپ کی وجہ سے میرے باپ نے آج تک مجھے اپنی بیٹی نہیں مانا۔۔۔ میرے سکے باپ نے مجھے کبھی بیٹی کا درجہ نہیں دیا۔۔۔ صرف آپ کی وجہ سے۔۔۔ پری چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔۔۔ وہ خود نہیں جانتی تھی، کہ اسے ہوا کیا ہے۔۔۔

رخسار بیگم کو پری کی بات سنتے جھٹکا لگا تھا۔۔۔ یہ تم کیا بول رہی ہو۔۔۔
 انہوں نے بے اختیار اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ وہی جو آپ سن رہی ہیں
 ۔۔۔ آپ تو بہت خوش ہوں گی نا۔۔۔ دیکھیں میری حالت۔۔۔ دیکھیں
 آپ میں کہاں سے کہاں آگئی ہوں۔۔۔

" شور کی آوازیں سنتے اسی پل کمرے میں یزدان داخل ہوا تھا۔۔۔ "
 میرے اپنے باپ نے مجھے اس گھٹیا شخص کے حوالے کر دیا۔۔۔ آپ
 لوگوں کی خود غرضی، آپ لوگوں کی انا مجھے کھا گئی۔۔۔ دیکھیں میں کہاں
 کھڑی ہوں آج۔۔۔ برباد کر دیا آپ لوگوں نے مجھے۔۔۔ پری ابھی بھی
 چیخنے والے انداز میں بول رہی تھی۔۔۔

پریشہ اپنی بکواس بند کرو، یہ کس لہجے میں تم آنی سے بات کر رہی ہو
 ۔۔۔ یزدان اندر کی طرف بڑھتا غصے سے داڑھا تھا۔۔۔
 رخسار بیگم نے چونکتے یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو پریشہ سے مخاطب
 تھا۔۔۔ یزدان بیٹا تم، رخسار بیگم ابھی کچھ بولنے ہی لگی تھیں کہ پری نے

ان کی بات کاٹی۔۔۔۔۔ یہ عورت یہاں کیوں آئی ہے۔۔۔؟ یہ انتہائی خود غرض ہیں۔۔۔ ان کی وجہ سے آج میں اس حال میں ہوں۔۔۔ ان کو کہو یہ یہاں سے چلی جائیں۔۔۔ نفرت ہو رہی ہے، مجھے ان سے۔۔۔۔۔ پری مسلسل بولتے جا رہی تھی۔۔۔ یہ۔ یہ تمہاری آنی ہے کیا۔۔۔۔۔ تم اسے کہو کہ یہ یہاں سے چلی جائیں۔۔۔۔۔

پریشے۔۔۔۔۔ چٹاخ۔۔۔۔۔ یزدان نے اتنی قوت سے تھپڑ مارا تھا، کہ "رخسار بیگم کو اپنے کان بچتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔۔۔ پری زمین بوس ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ یزدان کیا کر رہے ہو تم، پاگل ہو گئے ہو۔۔۔۔۔ آنی نے آگے بڑھتے پری کو اٹھانا چاہا تھا۔۔۔۔۔ لیکن پری ان کا ہاتھ جھٹک چکی تھی۔۔۔۔۔ انہوں نے آگے بڑھتے یزدان کو بازو سے جھنجھوڑا تھا۔۔۔۔۔ آنی میں اس کی جان نکال دوں گا۔۔۔۔۔ اگر اب اس نے آپ سے کوئی بد تمیزی کی تو۔۔۔۔۔ یزدان نے خونخوار نظروں سے پری کو گھورا تھا۔۔۔۔۔

یہ عورت انتہائی خود غرض عورت ہے۔۔۔ تم نے جو کرنا ہے کر لو۔۔۔
 پری ڈر تو رہی تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی ہمت کرتے بولی۔۔۔ اس عورت
 کی وجہ سے آج میں اس حال میں ہوں۔۔۔ پری بھی برابر پہ دھاڑی تھی

پریشے میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا۔۔۔ یزدان آگے بڑھنے ہی والا "
 تھا، کہ آنی نے اسے روکا۔۔۔ آنی چھوڑیں مجھے میں آج اس کی جان لے
 لوں گا۔۔۔ یزدان میں نہیں وہ۔۔۔ ابھی الفاظ ان کے منہ میں ہی تھے
 ، کہ وہ یزدان کی بازو میں جھول گئی تھیں۔۔۔
 آنی آنی۔۔۔ کیا ہوا آپ کو۔۔۔ یزدان نے ان کا چہرہ تھپکا۔۔۔ جو ٹھنڈا پڑ
 چکا تھا۔۔۔ آنی اٹھیں یزدان نے قہر برساتی نظروں سے پری کی طرف
 دیکھا تھا۔۔۔ جو پہلے سے ہی یزدان کی طرف متوجہ تھی۔۔۔ اگر میری
 آنی کو کچھ ہوا۔۔۔ تو یقین جانو اسی جگہ تمہاری قبر بنواؤں گا۔۔۔ یزدان
 نے آنی کو اٹھایا، اور باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ پری جہاں کھڑی تھی، وہیں

بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ آخر کتنی بار اس دل نے ٹوٹا تھا۔۔۔ ایک ہی تو دل ہے
 ، کتنے ٹکڑے ہونے ہیں اس کے۔۔۔ پری نے بے بسی سے چہرہ اٹھایا، وہ
 اپنے رب سے مخاطب تھی۔۔۔ اور کتنی آزمائشیں ہیں۔۔۔ بس کر دیں
 ۔۔۔ میں مزید برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ میں نے کبھی نہیں چاہا تھا، کہ
 وہ اس طرح میرے سامنے آئیں۔۔۔ وہ کیوں آئیں۔۔۔ اگر انہوں نے آنا
 ہی تھا، تو گئی کیوں تھیں۔۔۔ ایک دفعہ پھر سے آنسوؤں کا آغاز شروع ہو چکا
 تھا۔۔۔ آخر ان آنکھوں نے اور کتنے آنسو بہانے تھے۔۔۔

میں جانتی ہوں میں نے آج اچھا نہیں کیا۔۔۔ لیکن اس کے سوا میں کچھ
 نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ پری نے بے اختیار ہچکی لی۔۔۔ اسے برا لگ رہا تھا،
 کہ اس نے اپنی ماں کے ساتھ ایسے بات کیوں کی۔۔۔ لیکن اس کے دل کا
 کیا اس کو برا نہیں لگتا۔۔۔

●●●●●●●●●●

ابھی ابھی شایان نے کال کر کے بتایا تھا، کہ یزدان کی لوکیشن مل گئی ہے۔۔۔ وہ اپنے فارم ہاؤس پہ ہے۔۔۔ اور ارحم کا بس نہیں چل رہا تھا، کہ وہ اڑ کے وہاں پہنچ جائے۔۔۔ حمدان تم جلدی ڈرائیونگ نہیں کر سکتے۔۔۔ بلکہ تم اٹھو میں ڈرائیونگ کرتا ہوں۔۔۔ ارحم جلدی جلدی بولتا اس طرف بڑا تھا۔۔۔ اسکے تو پاؤں زمین پہ نہیں ٹک رہے تھے۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اڑ کے اپنے پری کے پاس پہنچ جائے۔۔۔ کیسی ہوگی اس کی پری۔۔۔ کتنا مس کیا ہوگا، اس نے اپنے ارحم کو۔۔۔ کیسے گزارے ہوں گے اس نے یہ تین دن۔۔۔ اس کی آنکھوں سے خوشی محسوس کی جا رہی تھی۔۔۔ کہ وہ اپنی پری سے ملنے کے لیے کتنا بے تاب ہے۔۔۔

ارحم صبر سے کام لو۔۔۔ ہم جا ہی رہے ہیں۔۔۔ جہاں اتنا صبر کر لیا۔۔۔ وہاں تم اتنا بھی کر ہی سکتے ہو۔۔۔ حمدان اسے گھورتے بولا تھا۔۔۔

حمدان تو انجاس کی جلدیاں دیکھ رہا تھا۔۔۔ کتنی جلدی ہو رہی تھی نا، اسے اپنی پری سے ملنے کی۔۔۔

ارحم نے ایک نظر حمدان کو دیکھا۔۔۔ جو شاید اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔۔۔۔۔ اور پھر بولنا شروع کیا۔۔۔

حمدان تمہیں پتہ ہے؟۔۔۔ جب انسان انتظار کرتا ہے، تو اس وقت انسان کتنا صبر کرتا ہے۔۔۔ لیکن جب اس کا انتظار ختم ہو جاتا ہے۔۔۔ اسے لگتا ہے، کہ اب اس کا انتظار ختم ہو گیا ہے۔۔۔ اسے اسکی منزل مل گئی ہے۔۔۔۔۔ تو پھر اس سے مزید صبر نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ پھر وہ اپنی منزل تک پہنچ جانا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ کسی بھی رکاوٹ کے بغیر۔۔۔۔۔ ارحم سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔۔۔

ارحم میں کچھ سوچ رہا ہوں۔۔۔۔۔ حمدان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ کیا سوچ رہے ہو تم۔۔۔؟۔۔۔ ارحم نے آئی برواچکائی۔۔۔۔۔ انداز ابھی بھی سنجیدہ تھا۔۔۔۔۔

یہی۔۔۔ کہ تم کافی میچور ہو گئے ہو۔۔۔ اب کی بار حمدان نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ ورنہ اس کا ہتھہ چھوٹ جاتا۔۔۔

کیا مطلب ہے۔۔۔ تمہاری اس بات کا۔۔۔ میں پہلے میچور نہیں تھا۔۔۔

ارحم نے اسے گھورا۔۔۔ نہیں، نہیں۔۔۔ تم پہلے بھی میچور تھے۔۔۔

لیکن اب کچھ زیادہ ہو گئے ہو۔۔۔ اب ہم حمدان پیچھے کو سرکہ تھا۔۔۔ ورنہ شاید ارحم نے ایک آدھ مکار سید کر ہی دینا تھا۔۔۔

میں ایک دفعہ اپنی پریشے کو گھر لے آؤں، تم سے تو پھر حساب برابر کروں گا۔۔۔ ارحم نے اسے سخت گھوری سے نوازا تھا۔۔۔

سوچ لو، بہن بھی میری ہے۔۔۔ حمدان کا لرسیدھا کرتے بولا تھا۔۔۔ ہاں

لیکن بات میری مانے گی۔۔۔ ارحم اترانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

اب یہ تو وقت بتائے گا، حمدان نے ڈرائیونگ پہ فوکس کیا۔۔۔ وہ ارحم کا دھیان بٹانا چاہتا تھا۔۔۔ اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔۔۔

یہ جو تم دونوں بھائی میٹھی میٹھی باتیں کر کے میری پری کو اپنے جال میں پھنسا لیتے ہونا۔۔۔ اس دفعہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ ار حم مکمل اس کی طرف فوکس کرتے بولا تھا۔۔۔ حمد ان نے ونڈ و سائڈ کی طرف دیکھا۔۔۔ ورنہ اس کی مسکراہٹ ار حم نے با آسانی دیکھ لینی تھی۔۔۔

ار حم پری ہماری بہن ہے اور وہ ہمیشہ ہماری سائیڈ پہ ہی رہے گی۔۔۔ تو تمہیں زیادہ اور سمارٹ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔

آہسہ "۔۔۔ ار حم نے حمد ان کی کمر میں ایک مکہ رسید کیا تھا۔۔۔ جس " کی وجہ سے حمد ان کی کراہ نکلی تھی۔۔۔۔۔ ار حم پاگل ہو گئے ہو تم، بچے کی جان لو گے کیا۔۔۔ اتنا بھارا ہا تھا ہے تمہارا۔۔۔۔۔ حمد ان ناراضگی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ میں تمہاری جان نکال دوں گا، اگر تم مجھے میری بیوی کے قریب بھی نظر آئے تو۔۔۔۔۔ ار حم اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے بولا تھا۔۔۔

اور پلیز تم جلدی ڈرائیونگ کرو۔۔۔ میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔۔۔
اور اس یزدان کی تو آج میں جان لے لوں گا۔۔۔ اب ارحم کا رخ یزدان
کی طرف تھا۔۔۔

ارحم تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔ تم قانون کو ہاتھ میں نہیں لے سکتے۔۔۔
حمدان نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔۔ حمدان میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا،
میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔۔۔ تم مجھے روک نہیں سکتے۔۔۔ ارحم بھی
دو ٹوک بولا تھا۔۔۔ تم بس دعا کرو کہ میری پریشہ ٹھیک ہو۔۔۔ ارحم کا
فوکس اب باہر گاڑیوں پہ تھا۔۔۔

حمدان نے رشک بھری نظروں سے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ ارحم پریشی
کے لیے بیسٹ آپشن تھا۔۔۔ اور سکندر عثمان نے بالکل صحیح فیصلہ کیا تھا
۔۔۔ آج حمدان کو اپنے باپ کے فیصلے پہ فخر محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ کیا ارحم
کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ پریشہ کی اتنی فکر کرتا۔۔۔ نہیں!۔۔۔ کبھی نہیں
۔۔۔ وہ ارحم خان ہی تھا۔۔۔ پریشہ سکندر کا ارحم خان۔۔۔

ارحم کیا تم سچ میں میری بہن سے اتنا پیار کرتے ہو۔۔۔؟۔۔ حمدان نے سرسری سی بات پوچھی تھی۔۔۔ ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ حمدان نے ایک نظر اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ میرے خیال سے میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔۔۔ حمدان نے آئی برواچکائی۔۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں بتا دوں گا۔۔۔ اور تم آسانی سے نظر لگا دو گے ہمیں۔۔۔ ارحم نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔۔۔ حمدان ہونکوں کی طرح ارحم کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے، کہ میں تمہاری خوشیوں کو نظر لگاتا ہوں۔۔۔ حمدان صدمے کی کیفیت میں بولا تھا۔۔۔۔ ارحم نے ایک نظر حمدان کو دیکھا۔۔۔۔ جیسے کچھ جانچ رہا ہو۔۔۔!۔۔۔ ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔۔۔؟۔۔۔ حمدان ڈرائیونگ سے فوکس ہٹاتے بولا تھا۔۔۔

تم مجھے آج کچھ مشکوک مشکوک لگ رہی ہو۔۔۔ ار حم اپنی بیئر ڈپہ ہاتھ پھیرتے بولا تھا۔۔۔ لگ "رہی" ہوں نہیں۔۔۔ لگ رہا ہوں۔۔۔ میں لڑکا ہوں۔۔۔

اوو واچھا۔۔۔!۔۔ وہ تم عورتوں کی طرح سوال جواب کر رہے تھے نہ، اسی لیے مجھے لگا، شاید تم عورت ہو۔۔۔ یا پھر عورتوں والی فیسلیٹیز تم میں آگئی ہیں۔۔۔ کیا یہ ار حم نے حمدان کی انسلٹ کی تھی۔۔۔ حمدان کی حیرت سے آنکھیں پھیلیں۔۔۔ ار حم میں تمہیں عورت لگتا ہوں۔۔۔ اب مکمل طور پہ حمدان صدمے میں جا چکا تھا۔۔۔

نہیں تم مجھے عورت نہیں لگتے، وہ بس تم عورتوں کی طرح بات کر رہے تھے، اسی لیے مجھے لگا کہ شاید تم میں بھی عورتوں والی فیسلیٹیز آگئی ہیں۔۔۔

ار حم نے شانے اچکاتے کہا تھا۔۔۔ تمہیں تو میں گھر جا کے بتاؤں گا۔۔۔

حمدان نے بھی برابر کی گھوری سے نوازا تھا۔۔۔

یہ ایک گھنٹے کا راستہ تھا، جو کہ وہ باتوں میں گزار چکے تھے۔۔۔ وہاں " پہنچتے ار حم فور اسے شایان کی طرف گیا تھا۔۔۔ "۔۔۔

شایان یزدان کا پتہ چل گیا ہے۔۔۔ ہمیں جلدی جانا ہو گا۔۔۔ ار حم کی تو خوشی نہیں ختم ہو رہی تھی۔۔۔ ہاں، ہاں پتہ چل گیا ہے۔۔۔ صبر کرو ابھی پولیس مزید انویسٹیکیشن کر لے، پھر ہم نکلتے ہیں۔۔۔ شایان نے اسے حوصلہ دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔ حمدان تو ایک سائیڈ پہ کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ تو ابھی تک عورت والی بات پہ ہی صدمے میں تھا۔۔۔ وہ صدمے میں ہی تو چلا گیا تھا۔۔۔

کیا ضرورت تھی اتنا پرسنل ہونے کی،۔۔۔ خواہ مخواہ میں اپنی عزت افزائی کروالی۔۔۔ حمدان نے دل میں سوچتے، منہ کا نقشہ بگاڑا تھا۔۔۔ تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔؟ شایان نے آگے آتے حمدان سے سوال کیا۔۔۔ شایان یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔ یہ نہ ہو کہ میرا سارا غصہ تم پہ نکل جائے۔۔۔ حمدان آنکھیں دکھاتے بولا تھا۔۔۔ ار حم نے اس کو اگنور مارا۔۔۔ شایان

ان کو مزید ٹینشن سے دور رکھا جائے۔۔۔ ورنہ ان کا جانی نقصان بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے اپنا سامان پیک کرتے سخت ہدایات دی تھیں۔۔۔ ڈاکٹر جاچکی تھی۔۔۔ یزدان نے آگے بڑھتے ڈرائیو میں سے "پسٹل" نکالی اور کمرے سے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں غصہ، اور رگیں تنی ہوئی تھیں۔۔۔ اس کو پریشہ پہ شدید غصہ ا رہا تھا۔۔۔ پریشہ کی وجہ سے اس کی آنی اس حال میں تھیں۔۔۔ رخسار بیگم اتنی بھی بے ہوشی میں نہیں تھیں۔۔۔ کہ ان کو پتہ نہ چلتا یزدان کہاں گیا ہے۔۔۔ انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

.....

یزدان پریشہ کے کمرے کی طرف گیا تھا۔۔۔ کمرے کا دروازہ اس دفعہ لوک نہیں تھا۔۔۔ اور پریشہ نے بھی بھاگنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ یزدان تیر کی تیزی سے اندر بڑھا تھا۔۔۔ پریشہ بیٹھی آنسو بہا رہی تھی

۔۔۔ جب یزدان اس کے سر پہ آن پہنچا۔۔۔ اس نے پریشے کے سر پہ گن تانی تھی۔۔۔

پری نے ڈر کے مارے دو قدم پیچھے ہونا چاہا، لیکن پیچھے سائیڈ ٹیبلز تھیں۔۔۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ تمہاری اتنی ہمت تم نے میری آنی سے بد تمیزی کی۔۔۔ میں تمہاری جان نکال دوں گا۔۔۔ یزدان اس کے سر پہ گن تانے نفرت سے بولا تھا۔۔۔ مم۔ م۔ میں نے۔ کک۔ کیا کیا ہے۔۔۔ ڈر کے مارے پری کی آواز کسی بھاری پتھر کے نیچے دب چکی تھی۔۔۔ آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا نا، کہ تم آنی سے کسی قسم کی بد تمیزی نہیں کرو گی۔۔۔ لیکن نہیں تم سنتی کہاں ہو۔۔۔ اب تمہیں میں بتاؤں گا کہ بد تمیزی کیا ہوتی ہے۔۔۔ یزدان اسے قہر برساتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور اس کے سر پہ گن تانے کھڑا تھا۔۔۔ اٹھو یہاں سے۔۔۔ یزدان نے اسے گھسیٹتے اٹھایا تھا۔۔۔ چھ۔ چھوڑو۔ مم۔ مجھے میں نے کچھ نہیں کیا

-- پری نے گھبراتے اسے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ میں نے کہا اٹھو یہاں سے۔۔۔۔ یزدان گن مزید قریب کرتے، اس کے منہ پہ دھاڑا تھا۔۔۔۔

جج۔ جی۔۔۔ گن کے ڈر سے پری ایک سیکنڈ میں اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اسے سچ میں ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ اگر اس انسان نے گولی چلا دی تو۔۔۔ اس سے آگے پری سوچ بھی نہیں پارہی تھی۔۔۔۔ یہ دیکھ رہی ہو تم۔۔۔؟۔ اس میں چھ گولیاں ہیں۔۔۔ میں نے تمہیں اس دن بھی بتایا تھا۔۔۔ لیکن شاید تم بھول گئی تھی۔۔۔ اسی لیے دوبارہ سن لو۔۔۔ آخری موقع دے رہا ہوں۔۔۔ اگر اب تم نے کوئی غلطی کی، تو پہلے یہ گولیاں ار حم کا جسم چھلنی کریں گی۔۔۔۔ اور اس کے بعد تمہارا۔۔۔۔ یزدان غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ اسی پل رخسار بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔۔

یزدان یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔ پیچھے کرو اسے۔۔۔ انہوں نے آگے بڑھتے
یزدان کو پیچھے کرنا چاہا تھا۔۔۔ جو پریشے کو دبوچے کھڑا تھا۔۔۔ آنی آپ
یہاں کیوں آئی ہیں۔۔۔ آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ اسی قابل ہے یہ دو
ٹکے کی لڑکی۔۔۔ یزدان ابھی بول ہی رہا تھا، کہ پری نے اس کی بات ٹوکی

۔۔۔

دو ٹکے کی میں نہیں۔۔۔ "دو ٹکے کہ تم ہو، گھٹیا انسان۔۔۔ اور یہ جو
تمہاری آنی ہے نا۔۔۔

Zubi Novels Zone

پریشے۔۔۔ "یزدان نے گن کارخ پری کی طرف کیا تھا۔۔۔ جیسے ابھی
گولی چلا دے گا۔۔۔ یزدان پاگل ہو تم۔۔۔ پیچھے کرو اسے۔۔۔ رخسار بیگم

نے گھبراتے یزدان کا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔۔ آنی میں آج اس کی جان لے لوں گا۔۔۔

لے لو جان۔۔۔ ایسی زندگی سے تو موت اچھی ہے۔۔۔ اب کی بار پری " ڈری نہیں تھی۔۔۔ اس نے بھی دو ٹوک جواب دیا تھا۔۔۔ پریشے اپنی زبان بند کر لو، ورنہ آج سچ میں تم میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جاؤ گی۔۔۔۔ یزدان نے ایک بار پھر سے وار ننگ دی تھی۔۔۔۔ تم دھمکیاں دینے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ گھٹیا انسان "۔۔۔ پری نے ایک اور تیر چلایا تھا۔۔۔

پریشے۔۔۔ " یزدان گولی چلانے ہی والا تھا۔۔۔ رخسار بیگم کی آواز اس " کے کانوں میں گونجی۔۔۔

نہیں یزدان وہ میری بیٹی ہے، تم اسے نہیں مار سکتے۔۔۔ یزدان کے ہاتھ رک گئے۔۔۔ اس نے آنی کی طرف دیکھا۔۔۔ جو آنکھوں میں آنسو لیے ہاتھ جوڑے کھڑی تھیں۔۔۔ ایک پل کے لیے تو یزدان کچھ سمجھ نہیں پایا

تھا۔ کک۔ کیا کہا آپ نے۔۔۔ یزدان نے نہ سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔
 یزدان کو گولی چلاتا دیکھ پری سہم کے پیچھے کو کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔ وہ سچ
 میں ڈر گئی تھی۔۔۔ یزدان وہ میری بیٹی ہے۔۔۔ پریشے۔۔۔ پریشے
 سکندر۔۔۔ "میں ہی اس کی ماں ہوں۔۔۔ وہ چہرہ جھکاتے بولی تھیں۔۔۔ ان
 کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ آج وہ خود اپنی زبان پہ
 حقیقت لے آئی تھیں۔۔۔ آج انہوں نے خود یزدان کو حقیقت بتادی تھی

میں آپ کی بیٹی نہیں ہوں۔۔۔ اگر میں آپ کی بیٹی ہوتی، تو آپ مجھے کبھی
 نہ چھوڑتیں۔۔۔ پریشے نفرت سے بولی تھی۔۔۔ اس کے لہجے میں صرف
 اور صرف نفرت تھی۔۔۔

یزدان نے چہرہ اٹھا کے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ جوڈرا اور بہادری کی ملی جلی
 کیفیت میں رخسار بیگم کی طرف متوجہ تھی۔۔۔

اس کے ہاتھوں سے پسٹل نیچے گر چکی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں بے
یقینی تھی۔۔۔ وہ مزید یہاں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ اسے گھٹن محسوس ہو
رہی تھی۔۔۔۔۔ یزدان چہرہ جھکاتے کمرے سے نکل چکا تھا۔۔۔۔۔ آنی کے
قدم بھی اس کے پیچھے ہی بڑھے تھے۔۔۔۔۔ وہ بہت جنونی تھا۔۔۔۔۔ وہ کچھ بھی
کر سکتا تھا۔۔۔۔۔ پری نے ان کو جاتا دیکھ سکھ کا سانس لیا۔۔۔۔۔ اور ایک جگہ پہ
بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ان تین دنوں میں کیا سے کیا کچھ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ کہاں سے
کہاں آگئی تھی۔۔۔۔۔ پری سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اس کا دماغ ماؤف
ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ اسے کچھ سوچنا ہی نہیں تھا، بس۔۔۔۔۔

اگر یزدان گولی چلا دیتا تو۔۔۔۔۔ پری ایک دفعہ پھر سے ڈر گئی تھی۔۔۔۔۔ اس
میں ہمت تو تھی، لیکن وہ ہمت پھر سے کہیں دور جا چھپی تھی۔۔۔۔۔

●●●●●●●●●●

یزدان اپنے کمرے کی طرف گیا تھا۔۔۔۔۔ رخسار بیگم بھی اس کے پیچھے ہی
گئی تھیں۔۔۔۔۔ یزدان میری بات سنو۔۔۔۔۔!۔۔۔۔۔ یزدان پہلے تو میری بات تو

سن لو۔۔۔ وہ مسلسل یزدان کو پکار رہی تھیں۔۔۔ لیکن یزدان ان کی ہر
آواز کو ان سنا کرتا، کمرے کے اندر جا چکا تھا۔۔۔ وہ ابھی دروازہ لوک ہی
کرنے والا تھا، کہ آنی نے اس کے دروازے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ تم ایسا نہیں
کر سکتے۔۔۔ تمہیں میری بات بھی سننی ہوگی۔۔۔ یزدان نے کوئی بھی
جواب دیے بغیر، دروازے سے ہاتھ اٹھا دیا تھا۔۔۔ تاکہ وہ اندر آ سکیں
۔۔۔ اندر آتے انہوں نے یزدان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔
آپ ایسے بھی بول سکتی ہیں!۔۔۔ میں سن رہا ہوں۔۔۔ یزدان نے بیٹھنے
سے انکاری کی تھی۔۔۔ کیا تم اب اپنی آنی کی بات بھی نہیں سنو گے۔۔۔
کیا تم اپنی آنی سے نفرت کرنے لگے ہو۔۔۔ رخسار بیگم روہانسی ہوتی بولی
تھیں۔۔۔ اللہ نہ کرے آنی میں کیوں آپ سے نفرت کروں گا۔۔۔ آپ
ہی تو میری کل کائنات ہیں۔۔۔ آپ کے سوا میرا ہے ہی کون۔۔۔ یزدان
تڑپ ہی تو اٹھا تھا۔۔۔ یہ سچ تھا، آنی ہی تو اس کا سب کچھ تھیں۔۔۔ انہوں
نے تو اسے بچپن سے سنبھالا تھا۔۔۔ اور وہ ان کو کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔ ان

سے کیسے نفرت کر سکتا تھا۔۔۔ وہ و سکی ماں کے برابر تھیں۔۔۔ وہ ان کی ہر بات پہ یقین کرتا تھا۔۔۔

تو پھر تم ایک دفعہ میری بات سن لو۔۔۔ آنی میں آپ کی ہر بات سن لوں گا۔۔۔ لیکن پلیز آپ یہ کہ دیں کہ آپ نے جھوٹ بولا ہے۔۔۔ پریشہ آپ کی بیٹی نہیں ہے۔۔۔ پتہ نہیں کیوں یزدان کو کہیں کہیں خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔ نہیں یزدان وہ میری ہی بیٹی ہے۔۔۔ یزدان نے آنکھیں اٹھا کے آنی کی طرف دیکھا۔۔۔ آج اسے بھی اپنی آنکھیں پتھر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔ بالکل وہی پتھر، جو اس نے پری کی روح پہ رکھے تھے۔۔۔

آننے نے بے بسی سے یزدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ تم بیٹھو میں تمہیں سب بتاتی ہوں۔۔۔ یزدان موشی سے بیٹھ چکا تھا۔۔۔ اور آننے نے پہلے دن سے لے کے آخری دن تک اس کو پوری کہانی سنادی تھی۔۔۔

میری بیٹی آج مجھ سے نفرت کر رہی ہے۔۔۔ اور اس کی نفرت جائز ہے
 ۔۔۔ میں بھی تو اسے چھوڑ آئی تھی نا۔۔۔ لیکن مجھے کہاں پتہ تھا، کہ سکندر
 صاحب اس قدر سنگ دل نکلیں گے۔۔۔ وہ اپنی ہی بیٹی کو، بیٹی نہیں مانیں
 گے وہ ایسے تو نہیں تھے۔۔۔ یہ سب اس فریحہ بیگم نے کیا ہے۔۔۔ رخسار
 بیگم انتہائی غمگین لہجے میں بولی تھیں۔۔۔ آج برسوں بعد وہ اپنے دل کا
 بوجھ ہلکا کر چکی تھیں۔۔۔ بہت ساری باتیں جو آج تک انہوں نے اپنے دل
 میں دفن کر کے رکھی تھی۔۔۔ آج وہ یزدان کو بتا چکی تھیں۔۔۔ ان کے
 دل کا بوجھ کم ہو چکا تھا۔۔۔

آنی میں اسے کیسے چھوڑوں، وہ میری پہلی محبت ہے۔۔۔ میں اسے نہیں
 چھوڑ سکتا۔۔۔ آپ کچھ بھی کہہ لیں۔۔۔ لیکن آپ اسے چھوڑنے کی بات
 مت کریں۔۔۔ یزدان منت بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس کی آواز
 تک لرز رہی تھی۔۔۔

یزدان یکطرفہ محبت کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ کیا تم نے اس کی آنکھوں میں
 نہیں دیکھا، وہ تم سے ڈر رہی ہے وہ سہم گئی ہے۔۔۔ تم یہ مت سوچو کہ
 میں اپنی بیٹی کی بھلائی چاہ رہی ہوں۔۔۔ یا میں صرف اس کا سوچ رہی ہوں

میں تمہارا بھی سوچ رہی ہوں۔۔۔ تم میرے بیٹے ہو۔۔۔ تم ایک دفعہ
 ٹھنڈے دل سے سوچو۔۔۔ پلیز۔۔۔! اس بچی کے ساتھ کوئی زیادتی
 مت کرنا۔۔۔ وہ پہلے ہی بہت کچھ برداشت کر چکی ہے۔۔۔ اور مجھے یقین
 نہیں آ رہا کہ میری ایک چھوٹی سی غلطی نے، میری بیٹی کو کہاں کھڑا کر دیا
 ہے۔۔۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ مجھے اپنی بیٹی کو نہیں چھوڑ کے
 آنا چاہیے تھا۔۔۔ وہ آج میرے پاس ہوتی۔۔۔ وہ مجھ سے نفرت نہ کرتی
 ۔۔۔ آج اس کے الفاظ میری روح تک کو ہلا گئے ہیں۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ
 نہیں آ رہا۔۔۔ کیا میں کبھی اپنی بیٹی کے دل سے اپنے لیے پیدا ہوئی نفرت

ختم کر پاؤں گی۔۔۔ یزدان نے ایک بے بسی سی نظر آنی کی طرف ڈالی

کاش آپ مجھے یہ سب نہ بتاتیں۔۔۔ میں پری سے محبت کرتا ہوں۔۔۔

میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔۔۔ وہ میری پہلی محبت ہے۔۔۔ یزدان کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔۔ رخسار بیگم سے یزدان کی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ بھی بے بس تھیں۔۔۔ مجبور تھیں۔۔۔

انہوں نے اپنی بیٹی کو چھوڑ دیا تھا۔۔۔ اس کی بھلائی کے لیے چھوڑا تھا۔۔۔

انہوں نے پری کے مستقبل کے بارے میں سوچا تھا۔۔۔ رخسار بیگم کے

پاس کچھ نہیں تھا، اپنی بیٹی کو دینے کے لیے۔۔۔ وہ اس کی اچھی پرورش

نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔ وہ اسی لیے پری کو سکندر عثمان کے پاس چھوڑ کے

آئی تھیں۔۔۔ تاکہ وہ اس کی اچھی پرورش کر سکے۔۔۔ اور وہ پری کا باپ

تھا۔۔۔ وہ کر سکتا تھا۔۔۔ لیکن رخسار بیگم کو سکندر عثمان سے یہ امید نہیں

تھی۔۔۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ ایسا کرے گا۔۔۔ اگر ان کو پتہ ہوتا، تو وہ اپنی بیٹی کو کبھی وہاں نہ چھوڑتی۔۔۔

●●●●●●●●●●

ارحم، حمدان، شایان، اور سکندر عثمان، یہ تینوں پولیس کے ساتھ یزدان کے فارم ہاؤس پہ پہنچ چکے تھے۔۔۔ پولیس کی ٹیم نے چاروں طرف سے فارم ہاؤس کو گھیرے میں لے لیا تھا۔۔۔ ارحم تو آگے آگے چل رہا تھا۔۔۔ جیسے سب سے پہلے یہی اندر جائے گا۔۔۔

ابے اووو۔۔۔!۔۔ ہمارے ساتھ ساتھ چل۔۔۔ تجھے کیا آج پر لگ گئے " ہیں۔۔۔ حمدان نے ارحم کو رکنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔ جو تیز تیز چلتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔ ارحم نے پلٹتے حمدان کو گھورا۔۔۔ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم مجھ سے جیلس ہو رہے ہو۔۔۔ ارحم نے اپنا پہلا تیر چلایا۔۔۔ میں تم سے جیلس نہیں ہو رہا۔۔۔ میں تمہیں بس آرام سے چلنے کا بول رہا ہوں

۔۔۔ تمہاری سپیڈیں دیکھ کر تو ایسے لگ رہا ہے، جیسے تم برات لے کر آئے ہو۔۔۔۔۔

حمدان نے بھی اپنی طرف سے ایک تیر چلایا تھا۔۔۔ حمدان کی بات سنتے ار حم نے بلش کیا تھا۔۔۔ شایان تو ار حم کی شکل دیکھ کر ہنس رہا تھا۔۔۔ سکندر عثمان بھی ان تینوں کی نوک جھوک دیکھ رہے تھے۔۔۔ بیٹا ہمیں آرام سے کام لینا ہو گا۔۔۔ انہوں نے بھی آگے بڑھتے ار حم کا کندھا تھپکا تھا۔۔۔ ار حم نے بھی اس بات میں سر ہلادیا تھا۔۔۔۔۔

یزدان کے فارم ہاؤس کے باہر پولیس کی ناکہ بندی آئے، اور یزدان کو پتہ نہ چلے۔۔۔۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔ یزدان جان چکا تھا، کہ اس کے گھر کے باہر پولیس آگئی ہے۔۔۔ اور وہ بالکل بھی نہیں ڈر رہا تھا۔۔۔ اسے مقابلہ کرنا تھا۔۔۔ ار حم سے، سکندر عثمان سے، حمدان سکندر سے، جنہوں نے اس سے اس کی محب چھیننے کی کوشش کی تھی۔۔۔

یزدان باہر کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا، کہ رخسار بیگم نے اس کو پکارا۔۔۔۔۔

یزدان بیٹارک جاؤ۔۔۔!۔۔ ایک دفعہ پھر سوچ لو، پلیز۔۔ ایسا مت کرو

۔۔۔ وہ التجا یا انداز میں بولی تھیں۔۔۔ وہ کب سے یزدان کی منتیں کر رہی

تھیں۔۔۔ کہ وہ پریشے کو جانے دے، پریشے اس سے محبت نہیں کرتی۔۔۔

اور زبردستی شادی کرنا بالکل بھی اچھی بات نہیں ہے۔۔۔ ایک طرف تو

یزدان کو لگا تھا، کہ وہ صرف اپنی بیٹی کا سوچ رہی ہیں۔۔۔ لیکن ایک طرف

اس کے دل میں بھی تھا، کہ پری نہیں مانے گی۔۔۔۔۔ وہ اس سے کبھی

شادی نہیں کرے گی۔۔۔ وہ تو اس سے نفرت کرتی ہے۔۔۔۔۔

"! آنی پھر کیا کروں۔۔۔ چھوڑ دوں اپنی محبت کو۔۔۔ جانے دوں اسے۔۔۔

میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔ میں کتنی بار آپ کو بتاؤں۔۔۔ یزدان

ایک دفعہ پھر بے بس ہوتا آنی کے سامنے رک چکا تھا۔۔۔ آنی نے بھی

انتہائی بے بسی سے یزدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ یزدان بیٹا میں نہیں چاہتی، کہ

تم کوئی ایسا غلط فیصلہ کرو۔۔۔ جو تمہاری اور پری کی زندگی خراب کر دے
 --- آنی نے دوبارہ سے یزدان کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔
 آنی آپ ایک دفعہ مجھے باہر تو جانے دیں۔۔۔ میں۔۔۔!" میں روک لوں گا
 پری کو۔۔۔۔۔ پری ان کے ساتھ نہیں جائے گی۔۔۔ آپ دیکھنا۔۔۔ وہ
 میرے ساتھ ہی رہے گی۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔" وہ مجھ سے محبت کرے گی
 --- یزدان پھر سے باہر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔۔۔ نہیں یزدان وہ تمہیں
 لے جائیں گے۔۔۔ وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔۔۔ خدا کا واسطہ مت جاؤ
 --- مم۔ مجھ پہ رحم کھا لو۔۔۔۔۔ مم۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ پاؤں گی
 ---۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔" وہ رونے لگی تھیں۔۔۔ یزدان کہاں برداشت کر سکتا
 تھا، کہ اس کی وجہ سے اس کی انی کو تکلیف ہو۔۔۔۔۔ وہ آنی جس نے یزدان
 پہ کبھی آنچ تک نہ آنے دی۔۔۔ وہ آج ان کا بھرم کیسے توڑ سکتا تھا۔۔۔
 یزدان سے ان کے آنسو نہیں دیکھے گئے تھے۔۔۔ وہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا
 --- کیا چاہتی ہیں آپ۔۔۔؟۔۔۔ چھوڑ دوں پریشے کو۔۔۔ اس کے بھائی

کو لے جانے دوں۔۔۔ میں اپنی پری کو اس ار حم کے ہاتھوں میں دے دوں۔۔۔

یہی چاہتی ہیں آپ۔۔۔! "کہ میں اپنی محبت کو چھوڑ دوں۔۔۔ یزدان بھی آج بے بسی کی انتہا پہ کھڑا تھا۔۔۔ بالکل ویسے۔۔۔ جیسے اس نے پری کو بے بسی کی انتہا پہ کھڑا کیا تھا۔۔۔

ہاں بیٹا میں تمہاری آنی ہوں۔۔۔ اور تمہیں میرے حکم کی تکمیل کرنی پڑے گی۔۔۔ تم جانے دو پری کو۔۔۔ وہ تمہارے ساتھ کبھی خوش نہیں رہے گی۔۔۔ اس کی زندگی برباد مت کرو۔۔۔ رخسار بیگم نظریں چراتی بولی تھیں۔۔۔

۔۔۔ کر دی بے وفائی، دے دیادھو کہ، آپ بھی میری نہ ہو سکیٹ۔۔۔" آپ بھی آج اپنی بیٹی کی پرواہ کر رہی ہیں۔۔۔ آپ کو بھی میری پرواہ نہیں ہے۔۔۔ یزدان نے طنز کیا تھا۔۔۔

یزدان ایسا مت بولو۔۔۔! "میں بے بس ہوں میں کچھ نہیں کر سکتی
 ۔۔۔ میں نے کبھی اپنی بیٹی کے لیے کچھ نہیں کیا۔۔۔ بس آج میں اسے
 خوش کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے میری بات مان لو
 ۔۔۔ رخسار بیگم نے ہاتھ جوڑے تھے یزدان کے آگے۔۔۔
 آئی یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔" آپ ہی تو میرا سب کچھ ہیں۔۔۔
 میں آپ کی بات سے انکار کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔ یزدان کی آواز ٹوٹی تھی
 ۔۔۔ اس کے ہاتھ کانپ اٹھے تھے۔۔۔ مم۔۔۔ میں پری کو جانے دوں گا۔۔۔
 یہ الفاظ یزدان نے بول تو دیے تھے۔۔۔ لیکن وہ اپنا دل اپنے ہاتھوں سے
 کاٹ چکا تھا۔۔۔ وہ اپنی محبت کو کسی اور کے ہاتھوں میں دینے کی حامی بھر
 چکا تھا۔۔۔

اپنی محبت کسی اور کو دینا اپنا دل چیرنے کے برابر ہے۔۔۔ اپنی محبت کو
 کھونے سے بڑا دکھ کوئی نہیں ہوتا۔۔۔"

کیا یہ دکھ اب یزدان کے حصے میں بھی آنے والا تھا۔۔۔ ہاں آنے والا تھا۔۔۔ جو لوگ دوسروں کو تکلیف دے کے خود کو سکون میں محسوس کرتے ہیں، ان کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔۔۔ ان کو بھی حساب دینا ہوتا ہے۔۔۔ ہر چیز کا۔۔۔ ہر دکھ کا۔۔۔ ہر غم کا۔۔۔ اور اب، یزدان بھی حساب دینے والا تھا۔۔۔ ہر چیز کا پری کو دی گئی ہر تکلیف کا۔۔۔

.....

یزدان شاہ پولیس تمہیں چاروں طرف سے گھیر چکی ہے۔۔۔ بھاگنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔ اب تمہیں منظر عام پہ آنا ہو گا۔۔۔ یزدان کے کانوں میں یہ چند الفاظ گونجنے لگے۔۔۔ رخسار بیگم نے تڑپ کے یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔ یزدان لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھا تھا۔۔۔ نہیں یزدان تم مت جاؤ۔۔۔! میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔

آپ کی بیٹی کے لیے اتنا تو کرنا ہو گا نا۔۔۔ اب اتنی جدائی تو آپ کو برداشت کرنی پڑے گی۔۔۔ یزدان کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ جھک چکا تھا۔۔۔ آج اس نے اپنی آنی کی بات مان لی تھی۔۔۔ اس نے اپنی محبت کو چھوڑ دیا تھا۔۔۔ اس نے اپنی پریشے کو چھوڑ دیا تھا۔۔۔

کون کہتا ہے گناہوں کے آگے سکون ہے۔۔۔ کون کہتا ہے، کسی کو تکلیف دے کے، آپ جو سکون محسوس کرتے ہو، وہ دلی سکون ہے۔۔۔ نہیں وہ دلی سکون نہیں ہے۔۔۔ کوئی یزدان سے پوچھے۔۔۔ کوئی ارحم سے پوچھے۔۔۔!۔۔۔

یزدان شاہ، ارحم خان، یہ دو نام تھے۔۔۔ ان دونوں نے پری سے سچی "محبت کی تھی۔۔۔"

(یزدان شاہ...) "پریشے سکندر اس کی پہلی محبت تھی۔۔۔"

(ارحم خان۔۔۔) "ارحم نے پری سے بعد میں محبت کی تھی۔۔۔ لیکن"

کیا یزدان ہار گیا تھا۔۔۔؟ کیا ارحم جیت گیا تھا۔۔۔ نہیں ابھی تو بہت

سے فیصلے ہونے تھے۔۔۔ ابھی تو یہ ایک گہری کھائی میں کھڑے تھے۔۔۔
ابھی ان کو یہاں سے نکلنا تھا۔۔۔ اور دیکھنا تھا، کہ کس کی جیت ہوتی ہے

۔۔۔۔

♡♡♡♡

یہ آواز پری بھی سن چکی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔۔۔
وہ ڈری سہمی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ اسے اس مشکل وقت میں اپنوں کی
ضرورت تھی۔۔۔ لیکن اپنا تھا کون۔۔۔؟ وہ رونے کے سوا کر ہی کیا سکتی
تھی۔۔۔

.....

پولیس دروازہ توڑتی اندر داخل ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ اس دفعہ بھی ارحم پولیس
سے آگے تھا۔۔۔ واقعی اسے بہت جلدی تھی، اپنی پری سے ملنے کی۔۔۔

ان کو زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی یزدان سامنے سے ہی آرہا تھا۔۔۔ آنی بھی اس کے پیچھے ہی تھیں۔۔۔ ارحم تیر کی تیزی سے آگے بڑھا تھا۔۔۔ وہ یزدان کا گریبان پکڑ چکا تھا۔۔۔

گھٹیا انسان میری پری کہاں ہے۔۔۔ میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری پری کو اس طرح یہاں لانے کی۔۔۔ ارحم دھاڑ رہا تھا۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا، کہ وہ یزدان کی جان نکال دے۔۔۔ پولیس نے آگے بڑھتے ارحم کو روکنا چاہا تھا۔۔۔ یزدان نے جواب نہ ہی کوئی ہاتھ چلایا تھا۔۔۔ اور نہ ہی کوئی جواب دیا تھا۔۔۔

سکندر عثمان، اور شایان اس وقت صدمے کی حالت میں تھے۔۔۔ ان کے سامنے رخسار بیگم تھی۔۔۔ حمدان کچھ خاصہ حیران نہیں ہوا تھا۔۔۔ اسے پہلے ہی پتہ چل گیا تھا، کہ رخسار بیگم ہی یزدان کی آنی ہیں۔۔۔ رخسار بیگم نے بھی ایک نظر سکندر عثمان پہ ڈالی تھی۔۔۔ جس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔۔۔ شایان نے پلٹتے اپنے بابا کو دیکھا۔۔۔ جو ایک جگہ پہ کسی

پتلے کی طرح کھڑے تھے۔۔۔ انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ رخسار بیگم ہی یزدان کی آنی ہوں گی۔۔۔

ارحم چھوڑ دواسے۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔ حمدان نے اگے بڑھتے،
ارحم کو روکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ حمدان میں کہتا ہوں چھوڑ دو مجھے،
آج میں اس گھٹیا شخص کی جان لے لوں گا۔۔۔ کہاں ہے میری پریشہ
۔۔۔؟۔۔۔ بولو!

ارحم نے ایک اور مقار سید کیا تھا اس کے منہ پہ۔۔۔۔۔ یزدان کے ہونٹوں
سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ رخسار بیگم تڑپ ہی تو اٹھی تھیں، اپنے یزدان کو
اس حال میں دیکھ کر۔۔۔

بیٹا چھوڑ دواسے۔۔۔ پریشے۔۔۔ وہاں کمرے میں ہے۔۔۔ انہوں نے
جلدی سے آگے آتے یزدان کو چھڑوانا چاہا تھا۔۔۔ ارحم نے کمرے کی
طرف دیکھا۔۔۔ اور یزدان کو پیچھے کو جھٹکتا کمرے کی طرف بھاگا۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔ کمرے میں ہلکی ہلکی سی سسکیوں کی آواز
گونج رہی تھی۔۔۔

وہ ڈری سہمی کمرے کے ایک کونے میں بیٹھی تھی۔۔۔ اس کا وجود لرز
رہا تھا۔۔۔ وہ پریشہ تھی۔۔۔ ارحم کی پریشہ۔۔۔ اس جا بے بی۔۔۔"
پریشہ۔۔۔" ارحم نے پریشہ کو پکارا، اس کی آنکھوں میں بھی آنسو "
!" تھے۔۔۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا، اس کی پری اس کے سامنے ہے۔۔۔
!" پری کو لگا اس کا وہم ہے۔۔۔

"پریشہ نے بے اختیار سر اٹھا کے دیکھا۔۔۔

ارحم آپ آگئے۔۔۔"

"! آپ کہاں تھے۔۔۔

پری ایک دم سے اٹھی اور ارحم سے لپٹ گئی۔۔۔ پری کا وہم نہیں تھا

۔۔۔ اسکا ارحم سچ میں آگیا تھا۔۔۔

"! ارحم کہاں تھے آپ۔۔۔

"آپ کو ایک دفعہ بھی میرا خیال نہیں آیا۔۔۔"

"آپ کتنی دیر بعد آئے ہیں۔۔۔"

"! کتنا انتظار کیا میں نے آپ کا۔۔۔"

آپ نے ایک دفعہ بھی نہیں سوچا۔۔۔ کہ آپ کا بے بی کس حال میں ہوگا۔۔۔ پری ایک ہی بار میں سارے شکوے کر گئی تھی۔۔۔

ارحم تو دنیا جہاں بھلائے صرف اسے محسوس کر رہا تھا۔۔۔ پری میرا بے بی

بس جتنا رونا تھا، رولیا۔۔۔ اب میں آگیا ہوں نا۔۔۔ اپنے بے بی کے پاس

۔۔۔!۔۔ ارحم نے اسے اپنے تحفظ کا احساس دلاتے کہا تھا۔۔۔ پری بھی

خود کو محفوظ محسوس کرتی مزید اس میں سمائی۔۔۔ کس حد تک ڈری ہوئی

تھی اس کی پریشی۔۔۔ ارحم کا دل چاہ رہا تھا، کہ وہ یزدان کی جان نکال دے

۔۔۔

اہم اہم۔۔۔!۔۔ شایان نے اندر اتے گلا کھنگارتے ارحم کو اپنی موجودگی کا

→ (۔● _ ●۔) احساس دلانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

شایان ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا، اور حمدان بھی اس کے پیچھے ہی آیا تھا۔۔۔ پری نے ہلکا سا سر نکالتے اپنے دونوں بھائیوں کی طرف دیکھا۔۔۔

ارحم آپ ان کو کیوں لے کر آئے ہیں۔۔۔ یہ بہت برے لوگ ہیں۔۔۔ آپ کو ان کو نہیں لانا چاہیے تھا۔۔۔ پری پیچھے کو ہوتی۔۔۔ ارحم سے شکوہ کر رہی تھی۔۔۔

حمدان اور شایان نے بیک وقت پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔ ان کو پری سے کسی ایسے سوال کی توقع نہیں تھی۔۔۔ پری یہ کیا بول رہی ہو تم، ہم ہیں تمہارے بھائی۔۔۔ میں حمدان، یہ شایان۔۔۔ حمدان جلدی سے پری کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

لیکن پری دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ نن۔ نہیں آپ لوگ میرے بھائی نہیں ہیں۔۔۔ مم۔ میں نہیں ہوں آپ لوگوں کی بہن۔۔۔

لک۔ کیوں آئے ہیں، آپ لوگ یہاں پہ۔۔۔ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔
اپنے بابا کے پاس اپ لوگ چلے جائیں۔۔۔ میں آپ لوگوں کی کچھ نہیں
لگتی۔۔۔ پری ضدی انداز میں بولی تھی۔۔۔

حمدان نے بے بسی سے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔ ار حم بھی شوکڈ کیفیت میں
کھڑا تھا۔۔۔ یہ کیا بول رہی تھی پری۔۔۔!۔۔۔

پری یہ تم کیا بول رہی ہو۔۔۔ شایان پری کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ وہی جو
اپ لوگ سن رہے ہیں۔۔۔ مم۔ میں کچھ نہیں لگتی۔۔۔ آپ لوگوں کی
۔۔۔ اور آپ میرے ار حم کے ساتھ کیوں آئے ہیں۔۔۔ چلے جائیں یہاں
سے۔۔۔۔ پری کے آنسو زور و قطار سے بہنے لگے تھے۔۔۔

پری تم ایسا کیوں بول رہی ہو۔۔۔؟۔۔۔ تم ٹھیک تو ہو۔۔۔ ار حم نے فکر
مندی سے اسے دوبارہ سینے سے لگایا تھا۔۔۔ مم۔ مجھے ابھی گھر جانا ہے
ہاں ہاں [LRI PDI LRI PDI]۔۔۔ ابھی، پری زدی انداز میں بولی تھی۔۔۔
چلو۔۔۔! ار حم پری کو لیے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

شایان اور حمدان دیکھ کر رہ گئے تھے۔۔۔ پری کیا بول کر گئی تھی۔۔۔۔۔
 یزدان کو پولیس نے اریسٹ کر لیا تھا۔۔۔ رخسار بیگم انتہائی بے بسی سے
 اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ وہ اس وقت کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔۔۔
 انہوں نے ایک بے بسی سی نظر سکندر عثمان پہ ضرور ڈالی تھی۔۔۔۔۔ رخسار
 بیگم کی اتنی زیادہ اتج نہیں تھی۔۔۔ لیکن غموں نے ان کو وقت سے پہلے
 بڑھا کر دیا تھا۔۔۔ حمدان کو بھی دل میں کہیں پہ برا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔ جو
 بھی تھا۔۔۔ آخر رخسار بیگم بھی کبھی ان کی فیملی کا حصہ ہوا کرتی تھیں

Zubi Novels Zone

سب جا چکے تھے یزدان کو پولیس لے جا چکی تھی سکندر عثمان ہمدان اور
 شایان یہ لوگ بھی باہر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔۔
 پری نے کسی چھوٹے بچے کی طرح ار حم کو بازو سے پکڑا تھا۔۔۔ رخسار بیگم
 نے پری کا چہرہ دیکھا ان کے دل میں درد کی ایک ٹھیس اٹھی تھی۔۔۔۔۔

ان کاشت سے دل چاہا تھا، کہ وہ پری سے لپٹ جائیں۔۔۔ اس سے معافی مانگیں۔۔۔ اور پری اپنی ماں کو معاف کر دے۔۔۔ لیکن پری نے تو ان کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔ کیا اتنے سالوں میں پری نے کبھی اپنی ماں کو یاد نہیں کیا تھا۔۔۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ بے بسی سے سب کو جاتا دیکھ رہی تھیں۔۔۔ لیکن وہ کسی کو روک نہیں سکتی تھیں۔۔۔ سب جا چکے تھے، رخسار بیگم نے لرزتے وجود کے ساتھ اپنے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔ کیا ایک دفعہ پھر ان کے حصے میں جدائی لکھ دی گئی تھی۔۔۔ کیا ایک دفعہ پھر وہ اکیلی ہو گئی تھیں۔۔۔ ہر رشتے سے محروم، ہر اپنے سے دور۔۔۔

انہوں نے ایک گہری سانس لی۔۔۔ اور اس چار دیواری گھر کو دیکھا۔۔۔ اس وقت یہ گھر ان کو کاٹنے کو دوڑ رہا تھا۔۔۔

سکندر آپ آج بھی ویسے ہی ہیں۔۔۔ کیا اتنے سالوں میں آپ کو کبھی میری یاد نہیں آئی۔۔۔ بے اختیار ان کے لب ہلے تھے۔۔۔ کتنی بڑی ہو

گئی نامیری بیٹی۔۔۔ اب ان کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ کتنا
 پیار کرتا ہے ار حم اس سے۔۔۔
 لیکن میرا یزدان۔۔۔"۔۔۔

آج میں نے اپنے بچے کا دل توڑ دیا۔۔۔ میں نے اپنے بیٹے کا دل توڑ دیا۔۔۔
 میں نے اپنی بیٹی کی بھلائی چاہی۔۔۔ میں نے صرف اس کے بارے میں
 سوچا۔۔۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کی محبت چھین لی۔۔۔ میں کبھی
 اچھی ماں بن ہی نہیں سکی۔۔۔ وہ بولتی جا رہی تھیں۔۔۔ اور آنسوؤں کی
 ایک قطار ان کی گال پہ پھسلتی جا رہی تھی۔۔۔ کیا زندگی ختم ہو گئی تھی
 ۔۔۔ کیا زندگی کا کوئی مقصد نہیں بچا تھا۔۔۔ نہیں زندگی ختم نہیں ہوئی
 تھی۔۔۔ ابھی تو بہت کچھ دیکھنا تھا، بہت کچھ برداشت کرنا تھا۔۔۔

●●●●●●●●●●

شایان ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ اور سکندر عثمان اس کے ساتھ بیٹھے تھے
 --- پیچھے پری ارحم کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔ حمدان بھی ان کے ساتھ ہی
 تھا۔۔۔

پری نے کسی کو مخاطب نہیں کیا تھا۔۔۔ نہ ہی کسی سے بات کی تھی۔۔۔
 شایان اور حمدان نے کافی کوشش کی تھی، اسے بلانے کی۔۔۔ لیکن پری
 نے تو ان کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کیا تھا۔۔۔ سکندر عثمان بھی چہرہ
 جھکائے بیٹھے تھے۔۔۔ وہ جانتے تھے پری ان سے کس قدر بدگمان ہو چکی
 ہے۔۔۔ کہیں نہ کہیں ان کی بھی غلطی تھی۔۔۔ انہوں نے بھی اپنی بیٹی
 کے ساتھ بہت غلط کر دیا تھا۔۔۔ اور اب انہوں نے سوچ لیا تھا، وہ اپنی بیٹی
 سے معافی مانگیں گے۔۔۔ اور انہیں یقین تھا، کہ ان کی بیٹی انہیں معاف کر
 دے گی۔۔۔

پری کا جسم لرز رہا تھا۔۔۔ اور اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔۔۔

ارحم کب سے اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ آنکھیں
 میچے ڈری سہمی اس سے لپٹی بیٹھی تھی۔۔۔
 پری کیا تم ٹھیک ہو، ارحم نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔ پری کسی سے
 بات نہیں کر رہی تھی، اور نہ ہی کسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔
 مم۔ میں نے آپ کا کتنا انتظار کیا۔۔۔ لیکن آپ نہیں آئے۔۔۔ اب
 اتنے دنوں بعد آئے ہیں۔۔۔ آپ کو پتہ ہے، مجھے کتنا ڈر لگ رہا تھا وہاں پہ
 ۔۔۔ وہ اتنا برا انسان تھا۔۔۔ اگر وہ مجھے مار دیتا تو۔۔۔ پری ایک دفعہ پھر
 سے رونے لگی تھی۔۔۔

پری ہم اتنے دنوں سے تمہیں ڈھونڈ ہی رہے تھے۔۔۔ ارحم نے وضاحت
 پیش کی۔۔۔ نہیں آپ مجھے نہیں ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔ اگر آپ نے مجھے
 ڈھونڈنا ہوتا، تو آپ مجھے پہلے دن ہی ڈھونڈ لیتے۔۔۔ پری نے سر نکالتے
 ارحم کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ ارحم نے بے بسی سے حمدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔

اچھا ناب رونا تو بند کرو۔۔!" ہم آگئے ہیں نا۔۔۔ ارحم نے پری کی کمر تھپکتے کہا تھا۔۔۔ پری نے ارحم کے چلتے ہاتھ پہ کندھا مارا تھا۔۔۔ جیسے کہہ رہی ہو مجھے ہاتھ مت لگائیں۔۔۔

اچھا چلو اب ناراضگی ختم کرو، دیکھو تو بابا اور دونوں بھیا بھی آئے ہیں۔۔۔ ارحم نے دوبارہ سے اس کی کمر تھپکتے دھیان بٹانا چاہا تھا۔۔۔۔۔ ہاں تو کیوں آئے ہیں۔۔۔؟ میں نے تو نہیں بلایا۔۔۔ واپس چلے جائیں۔۔۔ وہ انتہائی کم آواز میں بولی تھی۔۔۔

حمدان نے تڑپ کر اپنی بہن کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ ایسا کیوں بول رہی تھی۔۔۔۔۔ سب کتنا پیار کرتے ہیں اس سے۔۔۔۔۔ "لیکن پری۔۔۔" پتہ نہیں پری کو کیا ہو گیا تھا۔۔۔ سکندر عثمان اس سارے دورانہ خاموشی

سے بیٹھے رہے تھے۔۔۔۔۔ ان کو خاموش رہنا ہی بہتر لگا تھا۔۔۔۔۔ شاید
اگر وہ کچھ بولتے تو اس بار پری بھی خاموش نہ رہتی۔۔۔۔۔



ان کی گاڑی خان ولا میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ ابھی گاڑی مکمل طور پہ رکی
نہیں تھی۔۔۔۔۔ کہ پری نے ار حم کے سینے سے سر نکالتے دروازہ کھولا، اور
اندر کو بھاگی۔۔۔۔۔ یہ سب اتنی جلدی میں ہوا تھا، کہ ار حم سنبھل ہی
نہیں پایا۔۔۔ اور اس نے بے بسی سے حمد ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔۔
یہ سب نہ تم لوگوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔ ار حم کاٹ کھانے والے
لہجے میں بولا تھا۔۔۔ ہم لوگوں کی وجہ سے۔۔۔؟۔۔ ہم نے کیا کیا ہے
۔۔۔ وہ تو ہمیں بھی نہیں بلارہی۔۔۔۔۔ حمد ان نے بھی برابر کی گھوری سے
نوازا تھا۔۔۔۔۔ ار حم اس کی بات کو اگنور کرتا گاڑی سے اتر ا، اور اندر کی
طرف بڑھا۔۔۔ باقی سب بھی اس کے پیچھے ہی تھے۔۔۔۔۔

پری بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔"ماما۔۔۔ مہرناز بیگم نے بے اختیار چہرہ اٹھا کے دیکھا۔۔۔ پری میری بچی۔۔۔ پری بھاگتی ہوئی ان سے لپٹ گئی تھی۔۔۔ مہرناز بیگم کو تو یقین نہیں ہو رہا تھا، کہ واقعی ان کی پری ہی ہے۔۔۔ زمل بیگم اور ہیزل بھی ان دونوں کی طرف ہی متوجہ تھے۔۔۔

زمل بیگم اور ہیزل نے پریشے کو دیکھا تو نہیں تھا۔۔۔ لیکن وہ سمجھ گئی تھیں، کہ پری ہی ہے۔۔۔ اور وہ واپس آگئی ہے انہوں نے بھی خدا کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

اسی پل کمرے میں ارحم اور باقی سب داخل ہوئے۔۔۔ مہرناز بیگم نے ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔ اور پھر پری کو۔۔۔ جس نے رونے پہ زور رکھا ہوا تھا۔۔۔

پری میری بچی تم ٹھیک ہو۔۔۔!" مہرناز بیگم نے اس کے گرد حصار تنگ کرتے کہا تھا۔۔۔ جج۔ جی۔۔۔ ابھی تک تو ٹھیک ہوں۔۔۔ لیکن اگر یہ

چہرہ موڑے بیٹھی تھی۔۔۔ جی ماما۔۔۔! "وہ زمل بیگم کے حکم کی تکمیل کرتے اٹھی، اور باہر کی طرف بڑھی۔۔۔"

مہرناز بیگم اب پری کو لیے بیٹھ چکی تھیں۔۔۔ اچھا بیٹا بس کرو مت روؤ پلینز۔۔۔ پری صرف روئے جا رہی تھی۔۔۔

مم۔ مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔ پری منہ بسورتی بولی تھی۔۔۔ جیسے بڑا کوئی احسان کر رہی ہو۔۔۔ رضیہ بی آپ جلدی سے کھانا لگا دیں۔۔۔ میری بچی کو کھانا کھانا ہے۔۔۔ اور سب کچھ میری پری کی پسند کا ہونا چاہیے۔۔۔ رضیہ بیگم جو پاس کھڑی تھیں۔۔۔ مہرناز بیگم نے ان کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ جی بڑی بی بی میں ابھی لگاتی ہوں۔۔۔

پری نے چہرہ موڑتے ایک نظر ار حم کو دیکھا۔۔۔ جو ابھی تک کھڑا تھا۔۔۔ ماما آپ ان سب کو یہاں سے باہر بھیج دیں۔۔۔ کیا پری نے ضد کی تھی، ہاں ضدی تو کی تھی۔۔۔

مہرناز بیگم نے ایک نظر ار حم کو دیکھا۔۔۔۔ اور پھر آنکھوں کے اشارے سے باہر جانے کو کہا۔۔۔۔ ار حم نے کھا جانے والی نظروں سے پری کو دیکھا تھا۔۔۔۔ لیکن مہرناز بیگم کی گھوری اس سے بھی زیادہ سخت تھی۔۔۔۔ بیچارہ مرتا کیانہ کرتا، اس نے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔۔ اب تم لوگ بھی آ جاؤ۔۔۔ کیا تم لوگوں کو سپیشل انویسٹیشن دینا پڑے گا، باہر جانے کے لیے۔۔۔! "ار حم نے پلٹتے حمدان اور شایان سے کہا تھا۔۔۔۔۔ "جو کسی جرم کے بغیر ہی مجرم بنے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔"

وہ بیچارے بھی اٹھے اور باہر کی طرف بڑھے۔۔۔۔ ار حم اور حمدان آگے آگے جا رہے تھے۔۔۔ جبکہ شایان آہستہ آہستہ چلتا اپنا موبائل چیک کر رہا تھا۔۔۔۔

آپ دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا۔۔۔۔ شایان کی اچھی خاصی ٹکڑ ہوئی تھی، ہیزل کے ساتھ۔۔۔۔! "ہیزل نہیں مس بیوٹی کے ساتھ۔۔۔۔ شایان نے چہرہ اٹھا کے ہیزل کی طرف دیکھا۔۔۔۔ جو اپنا ماتھا مسل رہی تھی۔۔۔۔

" وہ چونکا۔۔۔ "

یہ وہی لڑکی تھی، اس دن جو گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔ اور اس کے دل کی دیواریں تک ہلا گئی تھی۔۔۔ نہیں یہ وہ نہیں ہو سکتی۔۔۔ وہ لاہور میں تھی۔۔۔ اور میں اس وقت اسلام آباد میں ہوں۔۔۔ لیکن یہ وہی لڑکی ہے۔۔۔ مجھے اچھے سے یاد ہے۔۔۔ شایان نے پھر سے سوچا۔۔۔ اگر یہ وہ لڑکی ہے، تو پھر یہ یہاں کیسے آئی۔۔۔ نہیں یہ وہ لڑکی نہیں ہو سکتی۔۔۔ شایان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا سوچے۔۔۔

ہیزل ایک سائیڈ سے جانے لگی تھی۔۔۔ رکو۔۔۔! "شایان نے اسے روکنا چاہا۔۔۔ ہیزل نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جیسے پوچھ رہی ہو اب کیا ہے۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟۔۔۔ شایان نے سرسری سا سوال پوچھا۔۔۔

ہیزل نے حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ کیوں یہاں کیا کرتے ہیں۔۔۔

الٹا ہیزل نے سوال کر ڈالا۔۔۔

ارے نہیں۔۔۔"میرا مطلب ہے کہ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔" شایان دوبارہ سے سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔اپ کے خیال سے مجھے باہر ہونا چاہیے تھا، کیا آپ یہی کہنا چاہتے ہیں۔۔۔ہیزل جیسے کچھ سمجھتے بولی تھی۔۔۔

ارے نہیں، میرا مطلب ہے۔۔۔کہ تم تو لاہور میں تھی نا۔۔۔تو یہاں کیسے آئی۔۔۔شایان نے دوبارہ سے پوچھا۔۔۔چل کے تو نہیں آسکتی۔۔۔بھاگ کر بھی نہیں آسکتی۔۔۔تو گاڑی پہ آئی ہوں۔۔۔

ارے نہیں میرا مطلب ہے کہ تم یہاں کیا لینے آئی ہو۔۔۔؟

کیوں یہاں کچھ لینے آتے ہیں کیا۔۔۔ہیزل کچھ سوچتے بولی تھی۔۔۔

شایان کا دل چاہا وہ اپنے سر میں کوئی چیز دے مارے۔۔۔

تم پاگل ہو یا مجھے بنانے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔شایان تپ کر بولا تھا

۔۔۔

نہ ہی میں پاگل ہوں، اور نہ ہی میں آپ کو پاگل بنانے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔۔ فلحال آپ میرے راستے سے ہٹ جائیں۔۔۔ مجھے اندر جانا ہے۔۔۔ اپنی پریشے بھا بھی کے پاس۔۔۔

اوبھا بھی۔۔۔! "تو ارحم کی کزن ہو تم۔۔۔ حمزہ انکل کی بیٹی۔۔۔" شایان کچھ سوچتے بولا تھا۔۔۔ جی کوئی شک ہیزل نے آئی برواچکائی۔۔۔ شک تو بہت ہیں لیکن اپنے کمرے میں جا کے حساب لوں گا۔۔۔ شایان لب دانتوں تلے دباتے بولا تھا۔۔۔ کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔۔۔! "ہیزل واقع نہیں سمجھی تھی۔۔۔ میرے خیال سے ابھی تمہیں جانا چاہیے۔۔۔ میں تمہیں بعد میں سمجھا دوں گا۔۔۔ شایان نے بات ختم کرنے کی کی تھی۔۔۔ ہیزل بھی کندھے اچکاتی جاچکی تھی۔۔۔ شایان کی نظروں نے اس کی پرچھائی گم ہونے تک، اس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔

بڑی بی بی کھانا لگ چکا ہے۔۔۔ آپ پر ی بی بی کو لے آئیں۔۔۔ رضیہ بی
 نے اندر داخل ہوتے مہرناز بیگم کو مخاطب کیا تھا۔۔۔
 نن۔ نہیں۔۔۔ مم۔ مجھے باہر نہیں جانا میں یہیں پہ کھانا کھاؤں گی۔۔۔
 پری جلدی سے سراٹھاتے بولی تھی۔۔۔ کیوں بیٹا باہر آؤ سب کے ساتھ
 کھاتے ہیں نا۔۔۔

نن۔ نہیں۔۔۔ میں نے باہر نہیں جانا۔۔۔ اگر وہ پھر آ گیا تو۔۔۔ تو میں کیا
 کروں گی پری روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔۔ وہ سچ میں ابھی تک ڈر رہی تھی

نہیں بیٹا وہ اب نہیں آئے گا۔۔۔ اور تم بس اب رونا بند کرو۔۔۔ اب تم
 گھر آ گئی ہونا۔۔۔ اب کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ہم
 سب تمہارے ساتھ ہیں۔۔۔

" بابا، بھیا، میں اور ار حم بھی۔۔۔ "

مہرناز بیگم نے پری کا ڈر ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ وہ کچھ زیادہ ہی
 ڈر گئی تھی یزدان شاہ سے۔۔۔۔
 نہیں۔۔۔ میں نہیں جاؤں گی۔۔۔! "میں سب سے ناراض ہوں۔۔۔۔
 میں کسی کے سامنے بھی نہیں جاؤں گی۔۔۔۔ پری نے پھر سے ضد کی تھی
 ۔۔۔۔ مہرناز بیگم اسے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔۔۔۔

●●●●●●●●●●

سب کھانا کھا چکے تھے۔۔۔ پری نے بھی اپنے ضد کے عین برعکس کمرے
 میں ہی کھانا کھایا تھا۔۔۔۔
 سکندر عثمان لاہور کے لیے نکل چکے تھے۔۔۔ ان کو جا کے بہت سے کام
 نمٹانے تھے۔۔۔۔ حمدان اور شایان ابھی یہیں تھے۔۔۔۔ ان کو اپنی بہن
 کو منانا تھا۔۔۔ اور اپنے جگری دوست ارحم کا خیال بھی رکھنا تھا۔۔۔۔

شایان کی نظر ایک دفعہ پھر گھوم کر ہیزل کی طرف گئی تھی۔۔۔ لیکن اس بار حمدان نے اس کی کمر میں مکہ رسید کیا تھا۔۔۔

آہسہ۔۔۔ "شایان کی کراہ نکلی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے سب اسی کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔ شایان بیچارے نے شر مندہ سے ہوتے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔ شایان بیٹا تم ٹھیک ہو۔۔۔؟۔۔۔ مہرناز بیگم نے آئی برو اچکاتے پوچھا تھا۔۔۔ جج۔ جی آنٹی میں ٹھیک ہوں۔۔۔ شایان نظریں چراتے بولا تھا۔۔۔ اب کیا بتانا وہ ان کی بیٹی پہ دل ہار بیٹھا ہے۔۔۔۔۔ میرے خیال سے ہمیں اب سو جانا چاہیے، کافی رات ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ حمدان کھڑے ہوتے بولا تھا۔۔۔ ورنہ شایان نے اسے مزید ذلیل کروادینا تھا۔۔۔۔۔

حمدان ابھی اٹھا ہی تھا، کہ پری نے بے چینی سے اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ سونے جا رہا تھا۔۔۔ اپنی بہن کو منائے بغیر۔۔۔

وہ دونوں بھائی جاچکے تھے۔۔۔۔ اور پری نے غصے سے ارحم کی طرف "دیکھا۔۔۔ آپ کیوں نہیں جا رہے آپ بھی جائیں یہاں سے پری۔۔۔ بھی دو ٹوک بولی تھی۔۔۔ ارحم نے منہ کھولے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔ تم بھی میرے ساتھ چلو۔۔۔!" نہیں جانا میں نے آپ کے ساتھ۔۔۔ میں اپنی ماما کے پاس ہی رہوں گی۔۔۔ مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ جب ضرورت تھی جب تو آئے نہیں۔۔۔ اب اگتے ہیں۔۔۔ پری نے منہ پہ سورا تھا۔۔۔ وہ ایک دفعہ پھر رونے لگی تھی۔۔۔ مہرناز بیگم نے ارحم کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔ کتنی مشکل سے انہوں نے پری کو چپ کر دیا تھا۔۔۔ اور ارحم تھا کہ اس نے پھر سے رلا دیا۔۔۔ اچھا اچھا پری میں چلا جاتا ہوں۔۔۔ تم پلیز رونا تو بند کرو میں چلا جاتا ہوں۔۔۔ ارحم نے بھی ہار مانی تھی۔۔۔ اب ہیزل سے بھی اپنے بھائی کی حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی۔۔۔ اور ہم نے مایوسی سے پری کو دیکھا اور دبے دبے قدموں سے چلتا کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔

بیٹا ار حم چلا گیا ہے۔۔۔ بس اب رونا بند کرو۔۔۔ میں ہوں نا۔۔۔ مہرناز
بیگم نے اس کی کمر تھپکی تھی۔۔۔ پری نے ایک نظر دروازے کو دیکھا،
جہاں سے ابھی ابھی ار حم باہر گیا تھا۔۔۔

اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ ار حم کو اس طرح بھیجے۔۔۔ لیکن وہ
ناراض تھی۔۔۔ اور اس کی ناراضگی بنتی تھی۔۔۔ لیکن ابھی بہت کچھ
تھا۔۔۔ جو وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔

ماما پ کو پتہ ہے اس نے نا مجھے مارا بھی تھا اس نے کہا تھا کہ اگر میں نے ارم
کا نام لیا تو وہ ارم کو بھی مار دے گا پری نے انکھیں ٹمٹمائے کا کہا تھا بس
میری بچی اب تم ہمارے پاس آگئی ہو وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔
لیکن۔۔۔ پر یہ کچھ کہتے کہتے رک گئی تھی لیکن کیا میں ناز بیگم نے اسے
مزید بولنے کا اشارہ کیا تھا کچھ نہیں وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔۔

۔۔۔ اسی لیے تو وہ تمہیں جلدی ڈھونڈ نہیں سکے۔۔۔۔ وہ خود ٹھیک نہیں تھے۔۔۔۔ لیکن تمہیں پتہ ہے وہ ایک دن بھی ہاسپٹل میں نہیں ٹھہرے۔۔۔۔ وہ صرف تمہیں ڈھونڈتے رہے۔۔۔۔ ایٹ لیسٹ کے انہوں نے میڈیسن بھی نہیں لی اتنے دن۔۔۔۔ ہیزل نے جیسے اس کی سوچ میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔۔

کیا اور آپ لوگ مجھے اب بتا رہے ہیں۔۔۔۔ پری نے روہانسی ہوتے مہرناز بیگم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔ بیٹا تم خود ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔ ہاں لیکن ارحم بھی تو ٹھیک نہیں تھے نا۔۔۔۔ مم۔ مجھے ابھی ان کے پاس جانا چاہیے۔۔۔۔

ہاں ہاں بیٹا جاؤ، اب کی بار زمل بیگم بولی تھیں۔۔۔۔ لیکن میں نے انہیں یہاں سے بھیج دیا۔۔۔۔ اگر وہ مجھ سے ناراض ہو گئے تو۔۔۔۔ پری نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔۔۔۔ نہیں نہیں! "وہ تم سے ناراض نہیں

ارحم نے مسکرا کے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔ آپ نے مجھے بتایا نہیں آپ کو
چوٹ لگی تھی۔۔۔ پری نے آنکھیں ٹمٹپاتے ناراضگی سے کہا تھا۔۔۔ میں
تمہیں بتانے والا تھا، لیکن تم مجھ سے ناراض تھی۔۔۔ ہاں تو اتنی بھی
ناراض نہیں تھی نا، کہ آپ بتاتے ہی نا۔۔۔ پری نے مزید مزید ناراضگی
دکھائی۔۔۔

کیا تم ابھی بھی ناراض ہو۔۔۔؟" ہائے کتنا معصومانہ سوال پوچھا تھا ارحم نے
۔۔۔ نہیں میں اب آپ سے ناراض نہیں ہوں۔۔۔ پری ہونٹ لٹکاتے
بولی تھی۔۔۔ مطلب میری پری اب مجھ سے ناراض نہیں ہے۔۔۔
ارحم نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔ ہمم۔۔۔ لیکن تھوڑا تھوڑا ہوں۔۔۔
پری ابھی بھی نخرہ دکھا رہی تھی۔۔۔

تو یہ تھوڑی تھوڑی جو ناراضگی ہے، یہ کیسے ختم ہوگی۔۔۔؟ ارحم کچھ سوچتے
بولا تھا۔۔۔ آپ نے میڈیسن لی۔۔۔ پری نے بات کا رخ بدلا تھا۔۔۔ پہلے

اب یہ عمر جہانگیر کون ہے۔۔۔؟۔۔۔ ار حم کے چہرے کا نقشہ بگڑا۔۔۔۔۔
 کتنا اچھا موڈ تھا اس کا، پری نے ار حم کے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔۔۔۔۔ جو
 بھی تھا، آپ سے تو اچھا ہی تھا۔۔۔ پری نے ناراضگی ظاہر کر دوائی تھی۔۔۔
 مطلب میں اچھا نہیں ہوں۔۔۔ رائٹ۔۔۔! "ار حم نے جیسے اس کی بات کا
 مطلب نکالا تھا۔۔۔۔۔

نہیں آپ اچھے ہیں۔۔۔ لیکن بس آپ جہان سکندر کے جیسے نہیں ہیں
 ۔۔۔ وہ حیا سلیمان کا کتنا خیال رکھتا تھا۔۔۔ آپ نے میرا خیال نہیں رکھا
 ۔۔۔ آپ مجھے لینے نہیں آئے۔۔۔ میں نے آپ کا کتنا انتظار کیا۔۔۔
 مجھے وہاں پہ اتنا ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ کوئی تھا ہی نہیں۔۔۔ اور آپ کو پتہ ہے
 اس نے مجھے اتنا ڈانٹا تھا۔۔۔ اس نے کہا تھا، کہ میں آپ کا نام بھی نہیں
 لوں۔۔۔ ورنہ وہ آپ کو مار دے گا۔۔۔ پری روہانسی ہوتی ایک ہی بار میں
 سب کچھ بتا گئی تھی۔۔۔

"! اور، اور۔۔۔ وہ اس کی آنی آپ کو پتہ ہے، وہ میری۔۔۔"

پری کچھ بولتے بولتے رکی۔۔۔ بولو۔۔۔! "ارحم نے اسے خاموش ہوتا دیکھ، دوبارہ بولنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔"

لک۔ کچھ نہیں۔۔۔ پری دوبارہ سے ارحم کے سینے سے لپٹ گئی تھی۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ "آپ کو کتنی زیادہ چوٹ لگ گئی، اور آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔"

ارحم نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ پری نے بات بدل دی تھی۔۔۔ آخر ایسا کیا تھا یزدان کی آنی کو۔۔۔ جو پری نے بات ہی بدل دی تھی۔۔۔ اب تو ارحم پتہ لگا کر رہے گا۔۔۔

ارحم جی آپ ایک بات بتائیں۔۔۔ پری کچھ سوچتے بولی تھی۔۔۔ پوچھو!"

آپ جہان سکندر کے جیسے کیوں نہیں ہیں۔۔۔؟

کیونکہ میں اپنی بے بی کار حم ہوں۔۔۔ اسی لیے میں جہان سکندر نہیں ہوں۔۔۔ ار حم نے اس کی گال کھینچی تھی۔۔۔ جسے وہ اتنے دنوں سے مس کر رہا تھا۔۔۔۔۔

ہاں لیکن آپ کو جہان سکندر کے جیسا ہونا چاہیے تھا۔۔۔
اگر آپ جہان سکندر کے جیسے ہوتے، تو کتنا اچھا ہوتا
۔۔۔ ویسے آپ کو ایک بات پتہ ہے۔۔۔ جہان سکندر نہ حیا کو پر وٹیکٹ کرنے کے لیے "ڈولی۔۔۔" بھی بنا تھا۔۔۔۔۔ پری نے چہرہ اٹھاتے ار حم کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔ لیکن اسی پل نظریں جھکا بھی لی تھیں۔۔۔

ہائے اتنے سے منظر سے ہی ار حم کے دل میں سبز باغیچہ اگ آیا تھا۔۔۔۔۔
لیکن اسے غصہ آرہا تھا۔۔۔ اس کی پری اس سے باتیں کرنے کی بجائے جہان سکندر کی باتیں کر رہی ہے۔۔۔۔۔

ایک تو اتنے دنوں بعد مجھے میرا بے بی ملا ہے۔۔۔ ابھی میں نے ٹھیک سے پیار تک نہیں کیا۔۔۔ اور میرا بے بی یہ جہان نامہ کھول کے بیٹھ گیا ہے۔۔۔ اب کی بار ارحم نے بھی ناراضگی ظاہر کروائی تھی۔۔۔ اگر کبھی یہ جہان میرے سامنے اگیا تو اس کا گلاد وادینا ہے میں نے۔۔۔ اور ہم نے مزید جہان سکندر کو سنائی تھیں۔۔۔

پری نے ادا سی سے ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔ ارحم وہ اس دنیا میں ایگزٹ نہیں کرتے۔۔۔ اور اپ اسے ایسی باتیں بول رہے ہیں۔۔۔ پری افسوس سے بولی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آگئے تھے۔۔۔

بے بی میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔ تم بتاؤ ویسے یہ ڈولی ہے کون۔۔۔ ارحم کچھ سوچتے بولا تھا۔۔۔ آخر اس کو پری کا دھیان بھی تو بٹانا تھا۔۔۔

آپ کو پتہ ہے ڈولی جہان سکندر ہی تھا۔۔۔ وہ حیا سلیمان کے لیے ٹرانس جینڈر بنا تھا۔۔۔ اور آپ کو پتہ ہے، حیا نے اس بیچارے پہ ٹھنڈا سلسلش پھینک دیا تھا۔۔۔ ہا ہا ہا ہا۔۔۔ پری منہ پہ ہاتھ رکھتی ہنسی تھی۔۔۔

بہت اچھا کیا تھا، اس نے۔۔۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتا نا، تو گرم گرم چائے پھینک دیتا۔۔۔ ار حم بھی شرارت سے بولا تھا۔۔۔

ار حم کیا آپ میرے لیے ڈولی بن سکتے ہیں۔۔۔ پری نے پھر سے ار حم کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ کیا ہو گیا ہے پری تمہیں۔۔۔ اب میں اچھا خاصا بندہ تمہارے لیے ڈولی بن جاؤں۔۔۔ تم مجھے ار حم خان ہی رہنے دو۔۔۔ کاش آپ میرے جہان جیسے ہوتے۔۔۔ پری کا پھر سے منہ بن گیا تھا

۔۔۔

میرے۔۔۔! "ار حم نے میرے پہ زور دیا تھا۔۔۔ پری میری بات سنو، تمہارا صرف ار حم خان ہے۔۔۔ اور تم صرف ار حم خان کی ہو۔۔۔ خبردار اگر آئندہ تم نے جہان سکندر کا نام لیا تو۔۔۔ ار حم کو تو غصہ ہی آگیا تھا پری کو اس طرح میرا جہان بولنے پر۔۔۔ پری نے آنکھیں ٹٹماتے ار حم کا چہرہ دیکھا۔۔۔ آج کے بعد تم صرف میرے ار حم بولو گی۔۔۔ بس!" اور اب اس جہان نامے کو بند کرو۔۔۔

مجھ سے تم نے ایک دفعہ نہیں پوچھا کہ میری حالت کیسی ہے۔۔۔ تم نے ایک دفعہ میرے زخم نہیں دیکھے، اور آتے ساتھ یہ جہان نامہ لے کر بیٹھ گئی ہو۔۔۔ اب کی بار ارحم نے ناراضگی ظاہر کی تھی۔۔۔ اور ناراضگی میں غصہ بھی تھا۔۔۔

پری نے بھی شرمندگی سے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔ واقعی اسے ایسے نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔۔ اور اسے اب شرمندگی بھی ہو رہی تھی۔۔۔ کہ اس نے ارحم کا حال چال پوچھنے کی بجائے، جہان سکندر کی باتیں شروع کر دیں

Zubi Novels Zone

۔۔۔ "سوری۔۔۔"

آج کے بعد تم صرف میرے ارحم بولو گی۔۔۔ بس! "اور اب اس جہان نامے کو بند کرو۔۔۔"

مجھ سے تم نے ایک دفعہ نہیں پوچھا کہ میری حالت کیسی ہے۔۔۔ تم نے ایک دفعہ میرے زخم نہیں دیکھے، اور آتے ساتھ یہ جہان نامہ لے کر بیٹھ

گئی ہو۔۔۔ اب کی بار ارحم نے ناراضگی ظاہر کی تھی۔۔۔ اور ناراضگی میں غصہ بھی تھا۔۔۔

سوری۔۔۔! "پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔ کیا سوری سارا موڈ خراب کر دیا تم نے میرا۔۔۔

اچھانا میں آئندہ نام نہیں لوں گی۔۔۔ اب کیا آپ اپنے بے بی سے ناراض ہو گئے ہیں۔۔۔ پری نے معصومیت سے پوچھا تھا۔۔۔ نہیں تم آئندہ بھی اس مہان سکندر کا نام لوں گی۔۔۔ تم ہمیشہ اس کا نام لیتی ہو۔۔۔ ارحم نے جیسے اسے مزید حقیقت سے آگاہ کیا۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ اگر آپ کو برا لگتا ہے، تو میں سچ میں آئندہ "اس کا نام نہیں لوں گی۔۔۔ ارحم نے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔" پکا۔۔۔

"! ہاں پکا۔۔۔

ہلکا سا مسکرا دیا تھا۔۔۔ لیکن پری تو اس کی مسکراہٹ سے بھی شرمائی تھی

اوو۔۔ تو تم شرماتی بھی ہو۔۔۔۔۔ ار حم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی
۔۔۔۔۔ نن۔ نہیں تو۔۔ آپ سے کس نے کہا میں بھلا کیوں شرمانے لگی
۔۔۔۔۔ واقعی پری شرمائیں رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ بس جس ڈائرکشن میں
بیٹھی تھی نا اس پہ اسے تھوڑی سی شرم آرہی تھی۔۔۔۔۔
پری تمہیں پتہ ہے میں نے تمہیں کتنا مس کیا تھا۔۔۔۔۔ ار حم نے اپنا حصار
مزید تنگ کیا۔۔۔ جس سے پری اس کے سینے سے جا لگی تھی۔۔۔۔۔
کتنا۔۔۔!" پری نے اسی طرح چہرہ اٹھا کے دیکھا تھا۔۔۔ اتنا انتظار کیا، کہ
یہ جو تین دن تھے نایہ مجھے تین سال کے برابر لگے تھے۔۔۔ اور اس سے
زیادہ مجھے ڈر تھا کہیں میں تمہیں کچھ ہونہ جائے۔۔۔۔۔ ار حم کے الفاظ جیسے
جیسے منہ سے نکل رہے تھے اس کا حصار بھی تنگ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ کیا وہ
ابھی بھی پری کو کھونے سے ڈر رہا تھا۔۔۔ ہاں وہ ڈر رہا تھا۔۔۔ کتنا برا کیا تھا
نا اس نے پری کے ساتھ۔۔۔ لیکن اب اس کی پری اس کے پاس واپس
آگئی تھی۔۔۔ سب کچھ بھول بھلا کے۔۔۔

ارحم آپ کو پتہ ہے، میں نے آپ سب کو کتنی آوازیں دی تھیں۔۔۔ میں وہاں پہاکیلی تھی۔۔۔ کوئی تھا بھی نہیں۔۔۔۔۔ پری ایک دفعہ پھر سے روہانسی ہو گئی تھی۔۔۔۔

بس اب میرا بے بی آگیا ہے نا۔۔۔ اب میں ہمیشہ اپنے بے بی کو اپنے پاس رکھوں گا۔۔۔ ارحم نے جھکتے اس کے ماتھے پہ لب رکھے تھے۔۔۔ پری جھنپ سی گئی تھی۔۔۔۔

اگر اب تم اس طرح شرماءوگی تو معاملہ مزید خراب ہو جائے گا۔۔۔۔۔ ارحم نے مزید جھکتے کہا تھا۔۔۔۔

اللہ اللہ کتنے بے شرم ہو گئے ہیں آپ۔۔۔ پری نے ایک دم سے اس کی گود سے نکلنا چاہا تھا۔۔۔۔

کیا "بے شرم" اور میں۔۔۔ ارحم تو صدمے میں چلا گیا تھا۔۔۔ اپنے لیے
 بے شرم لفظ سن کے۔۔۔ پری میں تمہیں بے شرم لگتا ہوں۔۔۔
 جی جیسی آپ آج حرکتیں کر رہے ہیں ناضرور میرے پیچھے سے آپ نے
 کوئی موویز دیکھی ہوں گی۔۔۔ پری بلا جھجک بولی تھی۔۔۔ کیا۔۔۔؟۔۔۔
 ارحم کامزید حیرانی سے منہ کھلا۔۔۔ کیسی حرکتیں کر رہا ہوں میں۔۔۔
 یہی جو آپ دھیرے دھیرے قریب آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔
 پری نے نظریں چرائیں تھی۔۔۔ لوجی کر لو گل۔۔۔
 تو کیا آفس کی لڑکیوں کے قریب جاؤں۔۔۔ ارحم نے پری کو گھورا
 تھا۔۔۔ میں آپ کی آنکھیں نہ نکال دوں۔۔۔
 آفس کی لڑکیوں کے قریب جاؤں۔۔۔ "پری نے ارحم کی نقل "
 اتاری تھی۔۔۔ کیا مطلب ہے آنکھیں نکال دوں گی۔۔۔ صحیح بولا ہے اگر
 تمہارے قریب نہیں آؤں گا تو آفس کی لڑکیوں کے قریب جاؤں گا۔۔۔

ارحم تو تپ ہی اٹھا تھا۔۔۔ اسے غصہ آگیا تھا پری کو "حرکتیں" والا لفظ
بولنے پر۔۔۔

آہسہ۔۔۔ ظالم لڑکی۔۔۔ پری نے ارحم کے سینے میں ایک تیج مارا تھا
۔۔۔ میں نا آپ کی جان نکال دوں گی۔۔۔ اگر اب آپ نے ایسی کوئی
بات کی تو۔۔۔ پری نے غصے سے آنکھیں بڑی کرتے دیکھا تھا۔۔۔

ہاں ہاں میری جان نکال دو۔۔۔ خود تمہارا وہ مہان سکندر ہر بات میں آجاتا
ہے۔۔۔ اچھے خاصے رومینٹک موڈ کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا۔۔۔ ارح
ہم نے منہ کا نقشہ بگاڑا تھا۔۔۔

مہان سکندر نہیں جہان سکندر۔۔۔!"۔۔۔ پری انتہائی نفاست سے بولی تھی
۔۔۔ ارحم نے پری کو گھور کر دیکھا۔۔۔ اب کیوں گھور رہے ہیں۔۔۔
میں نے تو آپ کو صرف نام کی تصحیح کر کے بتایا ہے۔۔۔

پری کیا تم کبھی میرے جذبات کو نہیں سمجھ سکو گی۔۔۔ ارحم نے بولا نہیں
تھا وہ بیچارہ صرف سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

اچھا چلیں ٹھیک ہے۔۔۔ میں آنکھیں بند کر کے دیکھ لوں گی۔۔۔ آخر
 پری بھی حامی بھر ہی چکی تھی۔۔۔

کیا آنکھیں بند کر کے دیکھ لوں گی۔۔۔ ارحم نے آئی برواچکائی۔۔۔

جی آنکھیں بند کر کے دیکھوں گی نا۔۔۔ اس طرح تو نہیں دیکھ سکتی نا۔۔۔

گناہ ملتا ہے نا اس طرح دیکھنے سے۔۔۔

واہ۔۔۔ واہ۔۔۔ واہ۔۔۔ کیا بات کہی تھی پری نے۔۔۔ ارحم تو پری کا فین ہو
 گیا۔۔۔

پری تم رہنے دو تم دیکھ ہی نہیں پاؤ گی۔۔۔ میرے خیال سے ہمیں اب سو
 جانا چاہیے۔۔۔ سونے کے علاوہ ارحم کے پاس کوئی آپشن نہیں بچا تھا۔۔۔

جی لیکن ابھی میں نے آپ سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔۔۔ پری نے
 ایک چھوٹی سی خواہش ظاہر کی تھی۔۔۔

ہاں لیکن مجھے اب تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔ میں سونے جا رہا ہوں
 ۔۔۔ ار حم اٹھ چکا تھا۔۔۔ جہاں اس کے جذبات کی کوئی قدر نہیں تھی
 وہاں باتیں سننے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔

پری دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔ کیا ار حم سچ میں اس سے باتیں نہیں کرے گا

ار ح کیا آپ ناراض ہو گئے ہیں۔۔۔ پری جلدی سے کھڑے ہوتے بولی
 تھی۔۔۔ تمہیں میری ناراضگی سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔۔۔
 ار حم نے دو ٹوک جواب دیا تھا۔۔۔ اس نے تو پری کی طرف دیکھا بھی نہیں
 تھا۔۔۔ بس پھر یہی بات پری کو آگ لگا گئی تھی۔۔۔

کیا مطلب ہے مجھے آپ کی ناراضگی سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔۔۔
 ناراض مجھے ہونا چاہیے۔۔۔ جبکہ آپ کا منہ بن گیا ہے۔۔۔ مجھے نا اس
 کمرے میں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔۔ جہاں میری کوئی قدر ہی نہ ہو۔۔۔
 الٹا پری منہ بناتے ہوئے لی تھی۔۔۔ ار حم نے پلٹتے پری کی طرف دیکھا

۔۔۔ وہ کوئی جواب دیے بغیر آگے بڑھا اور اوندھے منہ بیڈ پہ جا گرا۔۔۔

جیسے کہہ رہا ہو میں واقعی تم سے ناراض ہوں۔۔۔۔۔

پری نے مایوسی سے ار حم کو دیکھا۔۔۔ کیا میں نے سچ میں ان کو ناراض کر دیا

ہے۔۔۔ اف پری کتنی پاگل ہو تم۔۔۔ اب کیا کروں۔۔۔ مجھے تو منانا

بھی نہیں آتا۔۔۔ پری نے منہ بسورا تھا۔۔۔ کیا مصیبت ہے۔۔۔

پری دھیرے دھیرے چلتی ہے ار حم کے پاس آئی۔۔۔ اور ہم کیا سچ میں

آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔۔۔ پری نے انگلیاں مروڑتے پوچھا تھا

۔۔۔ نہیں میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔۔۔ تم سو جاؤ مجھے بھی آرام

کرنا ہے۔۔۔ ار حم تھکے تھکے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اب تو پری کو پکا یقین ہو گیا

تھا، کہ ار حم ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

پری دھیرے دھیرے چلتی اپنی سائیڈ پہ آتے ار حم کے پاس بیٹھی۔۔۔

اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔ پری انگلی منہ میں رکھتے کسی چھوٹے بچے

کی طرح بولی تھی۔۔۔

ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی ٹھیک ہے۔۔۔ ار حم نے اسی طرح اوندھے منہ لیٹے جواب دیا تھا۔۔۔ وہ محسوس کر چکا تھا کہ پری اس کے پاس بیٹھی ہے۔۔۔ لیکن اس نے کوئی حرکت نہیں کی تھی۔۔۔

کیا مطلب ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی ٹھیک ہے۔۔۔ آپ مجھے بتائیں نا، کہ آپ کو درد ہو رہا ہے۔۔۔ پری نے دھیرے سے اپنا ہاتھ ار حم کے کندھے پہ رکھا تھا۔۔۔ اور ار حم کا سارا غصہ ہوا ہو گیا تھا۔۔۔

ار حم نے ہلکا سا چہرہ باہر نکالا اور پری کی طرف دیکھا۔۔۔ ٹھیک اس لیے ہوں کہ میرا بے بی میرے پاس آگیا ہے۔۔۔ اور ٹھیک اس لیے نہیں ہوں کہ میرا بے بی مجھ سے باتیں نہیں کر رہا۔۔۔ ار حم کا چہرہ ادا سی سے مرجھا گیا تھا۔۔۔

پری تمہیں پتہ ہے میں نے تمہیں کتنا مس کیا تھا۔۔۔ پری نے آنکھیں ٹمٹمائیں۔۔۔ جیسے پوچھ رہی ہو بتائیں تو صحیح کتنا مس کیا تھا۔۔۔

میں نے تمہیں اتنا مس کیا تھا کہ جب میں ہوش میں آیا تو میں چاہتا تھا کہ سب سے پہلے میرا بے بی میرے پاس آئے۔۔۔ اتنی دیر میری نظریں صرف تمہیں ڈھونڈتی رہی تھیں۔۔۔ لیکن تم نہیں آئی میں نے سب سے پوچھا کسی نے مجھے نہیں بتایا۔۔۔ اس وقت میں صرف اپنے بے بی کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن وہی میرے پاس نہیں تھا۔۔۔ میں اتنا داس ہو گیا تھا۔۔۔

اب ارحم مکمل طور پر پری کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔۔۔ پھر میں نے حمدان سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ پری یزدان شاہ کے پاس ہے۔۔۔ جو درد مجھے اس وقت محسوس ہوا کہ میری پری اس یزدان شاہ کے پاس ہے اتنا درد مجھے گولیاں لگنے پہ محسوس نہیں ہوا تھا۔۔۔ ارحم کی آواز میں درد تھا۔۔۔ وہ واقعی سچ بول رہا تھا۔۔۔ پری کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔ بے اختیار اس نے ارحم کے سینے پہ سر رکھا، اور اس کے گرد ہاتھ لپیٹے لیٹ گئی۔۔۔

ارحم میں نے بھی آپ کو سچی میں بہت زیادہ مس کیا تھا۔۔۔۔۔سوری میں
آئندہ آپ کو ایسے تنگ نہیں کروں گی۔۔۔۔اور آئندہ کبھی آپ سے
ناراض بھی نہیں ہوں گی۔۔۔۔پری لاڈ سے بولی تھی۔۔۔۔ارحم کے
لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔

جی جی ایسا ہی ہو گا۔۔۔! "میں بھی آپ سے بہت سارا پیار۔۔۔۔۔ پری
بولتے بولتے رکی۔۔۔۔۔ اف یہ کیا ہوا۔۔۔۔۔ راز کی بات پری اپنے منہ سے
نکالنے والی تھی۔۔۔۔۔

نہیں نہیں تم کچھ تو بولنے والی تھی۔۔۔۔ اور اب تمہیں بولنا پڑے گا۔۔۔
 ار حم چپ کریں نا۔۔۔۔ پری نے زور سے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔۔ نہیں
 ابھی تم جو بول رہی تھی میں وہ سننا چاہتا ہوں۔۔۔۔ اور اب دوبارہ تمہیں
 بولنا پڑے گا۔۔۔۔ تم یہی کہنے والی تھی نہ کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو

ار حم چپ کرے نا پری نے ار حم کے لبوں پہ انگلی رکھی تھی۔۔۔۔ کچھ بھی
 بولتے رہتے ہیں۔۔۔۔

اووو۔۔۔۔ تو میڈم کو محبت ہو گئی ہے، وہ بھی ار حم خان سے۔۔۔۔ ار حم
 ہونٹ گول کرتے بول رہا تھا۔۔۔۔ ار حم میں پھر آپ سے ناراض ہو
 جاؤں گی۔۔۔۔ پری نے منہ بسورا تھا۔۔۔۔

اظہار تو کر دیا ہے۔۔۔۔ اب ناراض ہونے کا فائدہ۔۔۔۔ ار حم شرارت سے
 بولا تھا۔۔۔۔ ار حم منہم اگر اب آپ دوبارہ بولے نا تو پھر میں یہاں سے اٹھ
 جاؤں گی۔۔۔۔ پری نے اپنی انگلی دکھاتے ار حم کو دھمکی دی تھی۔۔۔۔ نہیں

۔۔۔ حمدان بار بار پری کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔ جبکہ شایان ہیزل کو تکتے میں مصروف تھا۔۔۔

ارحم نے کانٹا چمچ پکڑا اور اس کو زور سے پلیٹ میں مارا۔۔۔ شایان حمدان اور پری نے بیک وقت ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ جو شایان کو گھورنے میں مصروف تھا۔۔۔

ویسے میں انسان کی آنکھیں بھی نکال لیتا ہوں۔۔۔۔۔ ارحم شایان کو سخت گھوری سے نوازتے بولا تھا۔۔۔ شایان نے بھی ڈھیٹ بنتے اپنا کالر جھاڑا۔۔۔۔۔ آنکھیں ان کی نکالی جاتی ہیں جن کی نظر گندی ہو۔۔۔ شریفوں کا بھلا کیا قصور۔۔۔ شایان نے بات تو ارحم سے کی تھی لیکن نظریں ابھی بھی ہیزل کی طرف تھیں۔۔۔۔۔

ہیزل ان سب سے الگ بیٹھی موبائل میں مصروف تھی۔۔۔ وہ انتہائی کم گولڑ کی تھی۔۔۔ کسی سے زیادہ بات بھی نہیں کرتی تھی۔۔۔۔۔

پری تم ہم سے بات کیوں نہیں کر رہی۔۔۔ آخر حمدان نے بھی پری کو مخاطب کر ہی لیا تھا۔۔۔ پری نے چہرہ اٹھا کے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ آپ کو بابا سے پوچھنا چاہیے تھا۔۔۔

پری تم ہمیں خود بتادو کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔ کیا بابا نے تمہیں کچھ کہا ہے۔۔۔ ہم تو ہمیشہ سے تمہاری سائیڈ لیتے ہیں۔۔۔ تم ہمیں بتا سکتی ہو۔۔۔ اب کی بار شایان بولا تھا۔۔۔

پری خاموش رہی اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ پری میں جانتا ہوں تم اس دن والی بات پہ ناراض ہو۔۔۔ جس دن یزدان نے بابا کو کول ملائی تھی۔۔۔ تم یقین کرو گی، اس دن بابا بول ہی رہے تھے کہ یزدان نے والیوم بند کر دیا تھا۔۔۔ تاکہ تم سن نہ سکو۔۔۔ وہ صرف تمہارے دل میں ہمارے خلاف بدگمانی پیدا کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اور میرے خیال سے وہ اس کام میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔۔۔ کیونکہ تم نے اس کی بات پہ یقین کر لیا تھا۔۔۔ حمدان پری کو سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

نہیں وہ ایک حساب سے سچی بول رہا تھا۔۔۔ بابا ہمیشہ سے ایسا کرتے ہیں
 ۔۔۔ پری بولتے بولتے رک گئی تھی۔۔۔ وہ ار حم کے سامنے کچھ ظاہر نہیں
 کروانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ ار حم نے حمدان کا چہرہ دیکھا، جیسے پوچھ رہا ہو آخر
 پری کی بات کا مطلب کیا ہے۔۔۔ حمدان نے نظریں چرائیں۔۔۔۔۔
 اچھا ناب یہ ساری ناراضگی ختم کرو۔۔۔ شایان پھر سے بولا تھا۔۔۔
 خبردار پری۔۔۔ "کوئی ضرورت نہیں ہے ناراضگی ختم کرنے کی۔۔۔"
 تمہاری اس ناراضگی کی وجہ سے میں بہت سکون میں ہوں۔۔۔ ار حم ان
 دونوں بھائیوں کو گھورتے بولا تھا۔۔۔ صحیح تو بول رہا تھا۔۔۔ ان کی
 ناراضگی رہے تو اچھی بات ہے۔۔۔ اگر صلح ہو گئی تو پری ار حم کو کہاں سے
 بلائے گی۔۔۔۔۔ وہ تو اپنے بھائیوں کے ساتھ مصروف رہے گی۔۔۔۔۔
 جی ار حم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔ ابھی میں آپ لوگوں سے ناراض
 ہی رہوں گی۔۔۔ آپ لوگوں کو کل منانا چاہیے تھا۔۔۔ اور آپ لوگوں

نے منایا ہی نہیں۔۔۔ پری نے منہ بنایا تھا۔۔۔ حمدان سرد آہ بھر کے رہ گیا تھا۔۔۔

مہرناز بیگم بھی اگئیں تھیں۔۔۔ حمزہ صاحب اور زمل بیگم بھی آگئے تھے
۔۔۔ ناشتہ لگ چکا تھا۔۔۔ سب نے مل کے ایک ساتھ ناشتہ کیا تھا۔۔۔ اور
اب سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔۔۔

● ● ● ● ● ● ● ● ● ●

تقریباً تین بجے کا ٹائم تھا۔۔۔ آج کا دن ان کا معمول کے مطابق گزرا تھا۔۔۔ بس گھر میں تین لوگوں کا اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔ زلزلہ بیگم ہیزل اور حمزہ صاحب۔۔۔۔

بڑی بی بی باہر کوئی عورت آئی ہیں، وہ بول رہی ہیں کہ انہیں پر ی بی بی سے ملنا ہے۔۔۔ رضیہ بی نے لاونج میں آتے بتایا تھا۔۔۔

پری سے کون ملنے آیا ہے نام ہی بتایا انہوں نے۔۔۔۔ اور ہم نے سوالیہ
نظروں سے پری کی طرف دیکھا تھا نہیں جی وہ کہہ رہی ہیں کہ بس پری بی

بی کو بلا دیں ارے ایسے کیسے بھیج دیں ماما پدیکھیں کون ہیں اور ہم نے مہر ناز بیگم سے کہا تھا۔۔۔۔

پری کو خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی تھی ماما میں اپ کے ساتھ جاتی ہوں ناشاید کوئی جاننے والی ہوں پر ہی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے بیٹھ جاؤ تم ماما پہلے دیکھیں گی اور ہم نے اسے روکا تھا۔۔۔۔

مجھے ماما کے ساتھ جانا ہے پری ضدی انداز میں بولتی مہر ناز بیگم کے ساتھ ہی باہر کو آئی۔۔۔۔

مہر ناز بیگم آگئی تھی اور پری ان کے پیچھے پیچھے لیکن پری مقابل کا چہرہ دیکھ چکی تھی۔۔۔۔

جی اپ کون مہر ناز بیگم نے ان کے سامنے جاتے سوال کیا تھا لیکن وہ مہر ناز بیگم کی طرف متوجہ کرتی وہ تو پری کی طرف متوجہ تھیں۔۔۔۔

مہرناز بیگم نے پلٹتے پری کی طرف دیکھا جو پلکیں جھپکائے بغیر اس عورت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ پری کیا تم ان کو جانتی ہو پری نے نا سمجھی سے مہرناز بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔

نن۔ نہیں۔۔۔ میں ہاں میں۔۔۔۔ پری کے الفاظ ادھورے رہ گئے تھے

یہ رخسار بیگم تھیں۔۔۔ پری کی ماما۔۔۔ پری ان کو کیسے بھول سکتی تھی۔۔۔۔ پریشے میں جانتی ہوں تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ لیکن پلیز میری ایک بات سن لو۔۔۔ پلیز انکار مت کرنا۔۔۔ انہوں نے آگے ہوتے پری کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہیں آپ پلیز ایسا مت کریں۔۔۔۔ پری نے آگے ہوتے ان کے ہاتھ پکڑنے جاہے تھے۔۔۔۔ لیکن اس کے قدم رک گئے تھے۔۔۔

پری نے چہرہ اٹھاتے مہرناز بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔ بیٹا اگر کوئی ضروری بات ہے تو اندر آ جاؤ نا۔۔۔ کر لو بات پری سر جھکاتے اندر کی طرف چل پڑی تھی۔۔۔

یہ تینوں ڈرائنگ روم میں آئے تھے۔۔۔۔۔ مہرناز بیگم بھی پریشے کے ساتھ ہی تھیں۔۔۔۔۔ رخسار بیگم نے بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔۔۔ پریشے میں تم سے معافی مانگنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ اگر تم مجھے معاف کر دو گی تو میں ساری زندگی تمہاری احسان مند رہوں گی۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں کہیں نہ کہیں میری بھی غلطی ہے۔۔۔۔۔ مہرناز بیگم نے نہ سمجھی سے ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔۔ وہ چہرہ جھکائے بول رہی تھیں۔۔۔۔۔ اور پری تو کوئی حرکت ہی نہیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔

پریشے میں نہیں جانتی تھی کہ میری ایک چھوٹی سی غلطی تمہارے ساتھ اتنا کچھ کر جائے گی۔۔۔۔۔ تم مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔ وہ اب رونے لگی تھیں۔۔۔۔۔

پری نے بے بسی سے ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ پری کا دل چاہا وہ اٹھے اور اپنی ماں کو گلے لگالے۔۔۔ وہ ان کو رونے سے روک دے۔۔۔ پری جانتی تھی انہوں نے کیا کچھ نہیں برداشت کیا تھا۔۔۔ اور کہیں نہ کہیں انہوں نے پری کی بہتری ہی سمجھی تھی، وہ غلط نہیں تھی۔۔۔

آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ بس اس سے آگے پری کچھ نہیں بول سکی تھی۔۔۔ بیٹا کیا تم لوگ مجھے بتاؤ گے کہ یہاں ہو کیا رہا ہے۔۔۔ یہ کون ہے اور یہ تم سے اس طرح معافی کیوں مانگ رہی ہیں۔۔۔ مہر ناز بیگم نے نہ سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔

رخسار بیگم نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔۔۔

پری میں تم سے کچھ نہیں مانگوں گی۔۔۔ بس ایک احسان کر دو میرا جینے کا واحد سہارا میرا یزدان ہے۔۔۔ تم اسے معاف کر دو۔۔۔ وہ سچ میں تم سے محبت کرتا تھا، لیکن میں نے اسے سمجھا دیا ہے وہ آئندہ ایسی غلطی نہیں کرے گا۔۔۔ تم بس اسے معاف کر دو۔۔۔ اپنا کیس واپس لے لو۔۔۔

میں یزدان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔ میں گارنٹی دیتی ہوں وہ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا۔۔۔ اب رخسار بیگم کے مسلسل آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔

اسی پل کمرے میں ارحم داخل ہوا۔۔۔ یہ کس کی اجازت سے یہاں آئی ہیں۔۔۔ اور ماما آپ ان کو اندر کیوں لے کے بیٹھی ہیں۔۔۔ ارحم نے ناگواری سے ان کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ اور آپ کیا آپ میں شرم نام کی چیز کوئی باقی بچی ہے۔۔۔ ارحم انگلی دکھاتا بولا تھا۔۔۔

بیٹا کیا کر رہے ہو ایسے بات نہیں کرتے۔۔۔ پیچھے ہٹو مہرناز بیگم جلدی سے اٹھی تھیں۔۔۔ ماما پیچھے ہو جائیں آپ۔۔۔ آپ ان کو اندر کیوں لے کر آئی ہیں۔۔۔ یہ لوگ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ان سے عزت سے بات کی جائے ارحم بد لحاظ ہوتا بولا تھا۔۔۔

رخسار بیگم جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔ کہیں نہ کہیں پری کو بہت برا لگا تھا۔۔۔ وہ جیسی بھی تھی پری کی ماں تھی۔۔۔

شور کی آواز سنتے شایان اور حمدان بھی اندر آئے لیکن اندر کا ماحول دیکھتے
ان کو جھٹکا لگا۔۔۔۔

ارحم پلیر وہ معافی مانگ رہی ہیں نا۔۔ آپ ایسے بات مت کریں۔۔ پری کی
آنکھوں میں بھی آنسو آگئے تھے۔۔۔۔ پری تم اندر جاؤ یہاں سے۔۔۔
ابھی اور اسی وقت ارحم کو تو غصہ ہی آگیا تھا کیسے وہ اس عورت کو اندر لے
آئی تھے۔۔۔ اور بیٹھ کے اس سے باتیں بھی کر رہے تھے۔۔۔۔
ارحم جو بھی ہے تم ان سے اس طرح بات نہیں کر سکتے۔۔ حمدان نے
بھی آگے ہوتے ارحم کو سمجھانا چاہا تھا۔۔۔ حمدان کیا تم نہیں جانتے کہ ان
کے بیٹے نے ہماری پری کے ساتھ کیا کیا ہے۔۔ کیا بھول گئے ہو تم۔۔۔
ارحم میں جانتا ہوں لیکن تم ان سے اس طرح سے بات تو نہیں کر سکتے نا
۔۔۔

میں اسی طرح بات کروں گا۔۔ اسی قابل ہیں یہ لوگ، اور آپ ابھی تک
یہاں کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہیں۔۔ جائیں یہاں سے۔۔ ارحم بلا کا

بدلہا ض ہوتا بولا تھا۔۔۔ ار حم تم چلو یہاں سے میں تم سے بات کرتا ہوں
 --- حمدان نے اسے لے جانا ہی بہتر سمجھا تھا حمدان تم آخر چاہتے کیا ہو

مم۔ مجھے یہاں سے جانا چاہیے۔۔۔ رخسار بیگم چہرہ جھکاتی جلدی سے باہر
 کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔
 "! ماما رک جائیں۔۔۔"

پری کو بل بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا کہ ار حم اس کی ماں کو اس طرح سے
 ٹونٹ کریں۔۔۔

مہرناز بیگم اور ار حم نے ایک ساتھ پری کا چہرہ دیکھا جو بے تاثر تھا۔۔۔ ار حم
 نے اب سوالیہ نظروں سے حمدان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

کیا بولا ابھی تم نے؟۔۔۔ مہرناز بیگم نے نا سمجھے سے پوچھا تھا۔۔۔ پری
 دوبارہ نہیں بول سکتی تھی۔۔۔ وہ بولنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ سب کو بتانا چاہتی تھی
 کہ رخسار بیگم اس کی ماں ہے۔۔۔ لیکن وہ نہیں بتا پار ہی تھی۔۔۔

پری ابھی کیا بولا تھا تم نے، اب ار حم پری سے مخاطب تھا۔۔۔ ار حم تم چلو
میں تمہیں بتاتا ہوں مناسب، تم چلو یہاں سے۔۔۔ حمدان نے دوبارہ اسے
باہر چلنے کو کہا تھا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ پری سے کوئی کسی بھی قسم کا سوال
کرے۔۔۔ آخر تم مجھے بتانا کیا چاہتے ہو، ار حم تنگ آتا حمدان کے ساتھ باہر
کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

پری نے ار حم کو باہر جاتا دیکھا تو جیسے اس کو بات کرنے کا موقع مل گیا تھا
۔۔۔ پر نے جلدی سے مہرناز بیگم کی بازو پکڑی۔۔۔ ماما آپ ان سے ایسے
بات مت کریں۔۔۔ یہ میری ماما ہیں۔۔۔ اشک پھر سے بہنا شروع ہو گئے
تھے۔۔۔ پھر سے غم تازہ ہو گئے تھے۔۔۔ ایسے جیسے کسی نے زخموں سے
مرہم اتار دی ہو۔۔۔ مہرناز بیگم تو پری کا چہرہ دیکھ رہی تھیں کہ وہ بول کیا
رہی ہے۔۔۔

●●●●●●●●●●

رخسار بیگم جاچکی تھیں۔۔۔ وہ ایک دفعہ پھر پری کو چھوڑ گئی تھیں۔۔۔۔
 کیا وقت رک نہیں سکتا تھا۔۔۔ کیا وہ وقت واپس نہیں آ سکتا تھا۔۔۔ نہیں
 ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ جن لوگوں کو دھتکار دیا جائے، وہ پلٹتے نہیں ہیں
 ۔۔۔ کیا ان کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔۔۔ پری نے دھتکارا تو نہیں تھا۔۔۔
 بچپن سے اپنی ماں کے لمس سے محروم لڑکی، کیا اب بھی محروم ہی رہنے
 والی تھی۔۔۔ کاش وقت واپس آ جاتا۔۔۔ کاش وقت پلٹا مار دیتا۔۔۔ کاش
 وقت پری کے ساتھ ایسا نہ کرتا۔۔۔
 کاش۔۔۔ "ایک کاش ہی تو بچا تھا، پری کی زندگی میں۔۔۔"
 کاش ماما کبھی چھوڑ کر نہ جاتی۔۔۔ کاش بابا مجھے ہمیشہ اپنی بیٹی مانتے۔۔۔
 کاش ماما واپس آ جائیں۔۔۔ کاش میں اپنے گھر واپس چلی جاتی۔۔۔۔"
 "کاش۔۔۔ کاش۔۔۔ اور صرف کاش۔۔۔"
 پری کا دل چاہا تھا کہ وہ انہیں روک لے۔۔۔ لیکن وہ چاہ کر بھی نہیں روک
 سکی تھی۔۔۔

ارحم اور مہرناز بیگم پہ تو جیسے آج حیرانیوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔۔۔ ان کو ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا کہ فریحہ بیگم پری کی سوتیلی ماں ہے۔۔۔ جبکہ اس کی پہلی ماں رخسار بیگم ہے۔۔۔

پری مہرناز بیگم کے گرد اپنا حصار لپیٹے بیٹھی تھی۔۔۔ سامنے صوفے پہ ارحم اپنے دونوں ہاتھ چہرے کے نیچے ٹکائے پری کی طرف متوجہ تھا۔۔۔ جونہ کچھ بول رہی تھی اور نہ ہی کچھ سن رہی تھی۔۔۔ صرف رونے پہ زور رکھا تھا۔۔۔۔۔

ارحم کو تو جیسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا، کہ اس کے کانوں نے جو سنا ہے وہ سچ ہے۔۔۔ بے یقینی سے پری کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن اتنی بڑی بات، دھوکہ تو نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ لیکن اس بات کے بارے میں پھر بھی وہ پری سے تصدیق کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اس لیے پری کی چہرے کو دیکھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔

حمدان، شایان، زمل بیگم، ہیزل، اور حمزہ صاحب بھی یہیں موجود تھے

ماما آپ کو پتہ ہے میں نے ان کے ساتھ کتنی بد تمیزی کی تھی۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ وہ کتنا ہرٹ ہوئی ہوں گی نا۔۔۔۔۔ پری نے ایک دفعہ پھر سے ہچکی لی تھی۔۔۔ میں نے ان سے اتنی زیادہ بد تمیزی کی تھی، کہ۔۔۔ وہ ان کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ میں میں ان سے سوری بول لوں گی۔۔۔ آپ ان کو واپس بلائیں نا۔۔۔ وہ پھر چلی گئی ہیں۔۔۔ آپ ان کو کہیں وہ واپس آ جائیں۔۔۔۔۔

پری نے چہرہ باہر نکالتے حمدان اور شایان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ "بھیا آپ جائیں نا آپ ان کو لے کر آئیں آپ ہی انہیں لا سکتے ہیں واپس۔۔۔ پری جانتی تھی، وہ واپس نہیں آ سکتی۔۔۔ لیکن پتہ نہیں کیوں وہ ضد کر رہی

تھی۔۔۔ وہ ضد ہی تو کر رہی تھی۔۔۔ کہاں کبھی پری نے ضد کی تھی
لیکن آج۔۔۔۔۔

شایان اور حمدان نے بے بسی سے پری کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ وہ 15 سال پہلے
بھی کچھ نہیں کر سکے تھے، اور آج بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

.....

دھیرے دھیرے افتاب ڈوبتا جا رہا تھا۔۔۔ آسمان پہ تاریکی چھا رہی تھی
۔۔۔ پرندے گھروں کو واپس لوٹ رہے تھے۔۔۔ دسمبر کی سرد ہوا کے
جھونکے ان کے جسم کو چھوتے گزر رہے تھے۔۔۔ حمدان، شایان، اور ارحم
یہ تینوں باہر لون میں بیٹھے تھے۔۔۔ ان تینوں میں اتنی ہمت نہیں تھی، کہ
وہ ایک دوسرے کو مخاطب کر سکیں۔۔۔

"! خاموش، خاموشی، اور خاموشی۔۔۔"

آخر ارحم نے اس خاموشی کو توڑ ہی دیا۔۔۔ حمدان مجھے اب تک تمہاری
بات پہ یقین نہیں آرہا۔۔۔ ارحم اپنا ماتھا مسلتے بولا تھا۔۔۔

" سکندر انکل کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔

ارحم اس وقت سچویشن ہی ایسی تھی کوئی کسی کی بات سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔ رخسار آنٹی پہ جو الزام لگے، وہ سنتی گئیں۔۔۔ انہوں نے بولنے کی ہمت نہیں کی تھی۔۔۔ ان کو اپنے حق کے لیے بولنا چاہیے تھا۔۔۔ لیکن وہ نہیں بولیں۔۔۔ بابا نے جو کہا وہ سنتی گئیں۔۔۔ حمد ان نے افسوس سے بتایا تھا۔۔۔

کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ اس سب میں نقصان صرف پری کا ہوا ہے۔۔۔ ارحم نے جیسے بات کا نتیجہ نکالا تھا۔۔۔

●●●●●●●●●●

ارحم شایان اور حمدان کے ساتھ کافی دیر تک باتیں کرتا رہا تھا۔۔۔ تقریباً
نوبے کے قریب وہ کمرے میں آیا۔۔۔ اس کی نظر بالکنی میں کھڑی پری کی
طرف گئی۔۔۔

گلے میں دوپٹہ لپیٹے بندھی چٹیا سے باہر نکلے بالوں کی لٹیں جو ہوا کے "
جھونکوں سے لہرا رہی تھیں۔۔۔ وہ گم سم سی کھڑی آسمان کو دیکھ رہی تھی
۔۔۔ نہیں شاید وہ ستارے گن رہی تھی۔۔۔ نہیں وہ ستارے بھی نہیں
گن رہی تھی۔۔۔ کیا وہ کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔ نہیں سوچنے کے لیے کچھ
بچا ہی نہیں تھا۔۔۔

ہر طرف "دھوکہ" فریب۔۔۔ کیا کچھ نہیں تھا۔۔۔ کیا یہ سب پری کے
حصے میں تھا۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ نہیں ایسا ہو بھی سکتا ہے۔۔۔
پری ان لاتعداد ستاروں کو گننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ وہ ہر کوشش
میں ناکام ہو رہی تھی۔۔۔ وہ 20 ستارے گنتی تھی، اور تھوڑا سا آگے

جاگے وہ ان گنت ستاروں میں گم ہو جاتی تھی۔۔۔ وہ پھر سے پہلے والے
ستاروں کو گننے لگتی تھی۔۔۔

ارحم نے وارڈروب سے شال نکالی اور بال کنی کی طرف بڑھا۔۔۔
اس نے اندر اتے شال کھول کے پری کے کندھوں پہ ڈالی۔۔۔ پری نے
پلٹتے ہیں ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔ اتنی ٹھنڈ میں یہاں کیوں کھڑی ہو سردی
لگ گئی تو۔۔۔ ارحم نے شال لپیٹنے کے ساتھ ساتھ اس کے گرد حصار بھی
باندھا تھا۔۔۔

"! خاموشی، خاموشی، صرف خاموشی۔۔۔"

کیا سوچ رہی ہو؟۔۔۔ ارحم نے اس کے کندھے پہ اپنا چہرہ ٹکایا تھا۔۔۔
ارحم آپ میری ایک بات مانیں گے۔۔۔ دھیمالہجہ تھا، آواز میں
لڑکھڑاہٹ تھی۔۔۔

جناب آپ حکم کریں۔۔ بندہ حاضر۔۔ ارحم نے بولتے بولتے پری کے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کیا تھا۔۔ جو بار بار ہوا میں لہراتی ارحم کے چہرے سے ٹکرا رہی تھی۔۔۔

آپ اپنا کیس واپس لے لیں۔۔ پری کی آواز بھیگی تھی۔۔ آواز میں صدیوں کی تھکن تھی۔۔ التجا تھی۔۔ یا منت تھی۔۔ ارحم کچھ سمجھ نہیں پایا تھا۔۔۔

ارحم نے پری کا رخ اپنی طرف موڑا۔۔ پری چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔۔ ارحم نے انگلی کی مدد سے اس کا چہرہ اٹھایا۔۔۔
میرا بے بی جو کہے گا، جیسا کہے گا، ویسا ہی ہوگا۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔۔ پری کی آنکھوں میں چمک آئی۔۔۔ آپ سچ بول رہے ہیں نا۔۔۔

"! پہلے کبھی جھوٹ بولا ہے۔۔۔"

پری بے اختیار ار حم سے لپٹ گئی تھی۔۔۔ جن آنسوؤں کو وہ کب سے رو
 کے کھڑی تھی۔۔۔ وہ اب بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔
 میں۔۔ میں ماما سے بھی سوری کروں گی۔۔ میں نے بہت بد تمیزی کی
 تھی ان کے ساتھ۔۔۔ ار حم اب بہت اچھے ہیں۔۔۔
 ار حم نے جھکتے اس کے ماتھے پہ لب رکھے تھے۔۔۔
 اب میرا بے بی خوش ہے۔۔۔ پری نے زور زور سے اس بات میں سر ہلایا تھا
 ۔۔۔ نہیں یا ایسے نہیں کسی اور طرح سے اپنی خوشی کا اظہار کرو۔۔۔ ار حم
 شرارت سے بولا تھا۔۔۔ پری نے سر نکالتے ار حم کا چہرہ دیکھا۔۔۔
 وہ کیسے۔۔۔؟
 اب یہ بھی مجھے بتانا پڑے گا۔۔۔ ار حم نے منہ بگاڑا۔۔۔ مجھے سچی میں
 نہیں پتا آپ بتادیں نا میں ویسے کر دیتی ہوں۔۔۔ پری واقعی نہیں جانتی
 تھی۔۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے میں تمہیں بتاتا ہوں۔۔۔ نہیں بلکہ کر کے دکھاتا ہوں
 ۔۔۔ ارحم نے لب دانتوں تلے دبائے تھے۔۔۔ پری نے نا سمجھی سے
 دیکھا۔۔۔ جیسے بول رہی ہو اب کریں بھی۔۔۔

ارحم نے جھکتے انتہائی نرمی سے پری کی کال پہ لب رکھے تھے۔۔۔ پری کو
 اپنے جسم میں کرنٹ دوڑتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ پری ایک جگہ پہ ساکت
 کھڑی تھی۔۔۔ اس کا چہرہ شرم سے لال ٹماڑ ہو گیا تھا۔۔۔
 ارحم نے چہرہ اٹھاتے پری کو آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔۔ جیسے بول رہا ہو
 ایسے شکریہ ادا کرو۔۔۔

مم۔۔۔ مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے سونا ہے۔۔۔ پری اندر کی طرف
 بڑھنے لگی تھی، ارحم نے اسے روکا۔۔۔ تو میرا شکریہ ادا کون کرے گا۔۔۔
 پہلے میرا شکریہ ادا کرو، پھر سو جانا۔۔۔

مم۔۔ میں کیسے کروں پری سے بمشکل تین الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔۔ جیسے
میں نے کیا، ار حم نے شانے اچکائے۔۔۔ ہاں لیکن میں نہیں کر سکتی ایسے
، پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔

بے بی تم کر سکتی ہو۔۔۔ چلو اب جلدی سے کرو، میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔
ار حم شوخ لہجے سے بولا تھا۔۔۔ نہیں مجھے سونا ہے۔۔۔

سوچ لو پھر میں اپنا کیس واپس نہیں لوں گا۔۔۔ ار حم نے دھمکی دی تھی
۔۔۔ بھلا بیویوں کو کون دھمکی دیتا ہے۔۔۔۔

آپ مجھ سے رشوت لیں گے۔۔۔ پری نے آنکھیں ٹمٹماتے ار حم کی
طرف دیکھا۔۔۔

رشوت نہیں اسے پیار کہتے ہیں۔۔۔ ار حم نے پری کے لہراتے بالوں پہ
پھونک ماری تھی۔۔۔ پری نے زور سے آنکھیں میچی۔۔۔

یار میں انتظار کر رہا ہوں، جلدی کروارحم نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تھا
 --- نن۔ نہیں آپ انتظار مت کریں۔۔۔ مجھ سے نہیں ہوگا۔۔۔ مجھے
 ابھی سونا ہے۔۔۔

ٹھیک ہے تم سو جاؤ۔۔۔! "ارحم نے اسے چھوڑ دیا تھا، اور کمرے کی طرف
 اشارہ کیا۔۔۔

میرے خیال سے تم چاہتی ہی نہیں ہو کہ میں اپنا کیس واپس لوں۔۔۔ پری
 پلٹنے ہی لگی تھی کہ اس کے کانوں میں ارحم کے الفاظ گونجنے۔۔۔۔۔ پری
 نے بے بسی سے پلٹتے ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔ آپ دھمکی دے رہے ہیں۔۔۔
 ارحم نے شانے اچکائے۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہو ہاں۔۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے

بے بی محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔۔۔۔۔ ارحم نے پری کی گال کھینچی
 تھی۔۔۔ تو ٹھیک ہے پھر آج کے بعد میں بھی رشوت پہ ہی آپ کا کام
 کروں گی۔۔۔ پری نے منہ بنایا تھا۔۔۔۔۔

مطلب میں ہاں سمجھوں۔۔۔ ار حم نے بتیسی دکھائی تھی۔۔۔ پری ایک دفعہ پھر سے لال ٹماٹر بنی تھی۔۔۔ یا ایک تو تم شرماتی بہت ہو۔۔۔ اب کر بھی دو مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ ابھی مجھے میڈیسن بھی لینی ہے۔۔۔ ار حم نے جلدی سے اپنا چہرہ آگے کیا تھا۔۔۔

پری نے انگلیاں مروڑتے بمشکل اپنا چہرہ اٹھایا۔۔۔ ار حم کے چہرے پہ دلکش مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

پری نے دھیرے سے ار حم کی گال پہ لب رکھے، لیکن اسی پل اٹھالیے۔۔۔ ہائے۔۔۔ (ایک تو شرمانے کے لیے یہ بند رہی بچا ہے
 (!"۔۔۔

پری کے اتنے سے عمل سے ہی ار حم ہواؤں میں اڑ گیا تھا۔۔۔ اس نے ایک الگ احساس محسوس کیا تھا۔۔۔ اس کے چہرے کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی تھی۔۔۔ اب شرم کیوں رہی ہو۔۔۔

ارحم نے پری کو کندھوں سے تھامتے آسمان کی طرف رخ موڑا تھا۔۔۔۔۔

پری نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ واقعی شرمائی تھی۔۔۔۔۔

میں نے سوچا تھا کہ میں ایک بے شرم لڑکی سے شادی کروں گا۔۔۔۔۔ جو بلا جھجک ہر کام کرے، لیکن یہاں تو مجھے شرم کی دکان مل گئی ہے۔۔۔۔۔

ہر کام مطلب۔۔۔؟ "پری نے بے اختیار پوچھا۔۔۔۔۔ لیکن اپنی بات پہ غور کرتی شرم سے مزید چہرہ جھکا گئی۔۔۔۔۔ ارحم نے بڑی مشکل سے اپنا قہقہہ کنٹرول کیا تھا۔۔۔۔۔ پری واقعی بہت معصوم تھی۔۔۔۔۔

اگر کہو گی تو ٹریلر دکھا دوں گا۔۔۔۔۔ ارحم پری کا چہرہ دیکھتے بولا تھا۔۔۔۔۔ جو اس وقت ٹماٹر کی طرح لال ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ پری نے مزید شرماتے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔ اگر اب دوبارہ سے تم اس طرح شرمائو گی تو معاملہ مزید خراب ہو جائے گا۔۔۔۔۔ ارحم نے پری کے چہرے سے نظریں ہٹائی تھیں۔۔۔۔۔ ورنہ سچ میں معاملہ خراب ہو جانا تھا۔۔۔۔۔

مم۔ میں تو نہیں شرم رہی۔۔۔ پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔ اچھا اگر شرما نہیں رہی، تو پھر میری طرف دیکھ کر بات کرو۔۔۔ ارحم نے انگلی سے پری کا چہرہ اٹھایا تھا۔۔۔ پری مزید جھپ گئی تھی۔۔۔

ارحم نے پری کے کندھے سے شمال درست کرتے آسمان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا تھا۔۔۔ پری نے بھی چہرہ اٹھا کے چاند کی طرف دیکھا۔۔۔

اور ارحم کے کندھے پہ سر ٹکاتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

ارحم نے دوسری بازو بھی اس کے گرد لپیٹی۔۔۔ چاند بھی ان کی محبت دیکھ کر شرماتا بادلوں میں چھپ گیا تھا۔۔۔

آخر کار ارحم خان اور پریشہ سکندر کو محبت ہو ہی گئی تھی۔۔۔

.....

شایان سکندر عثمان سے کال پہ بات کر رہا تھا۔۔۔ چلتے چلتے اس کی نظر لون میں بیٹھی ہیزل پہ پڑی۔۔۔ بے اختیار اس کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی

میرے خیال سے بابا آپ کو پری سے خود بات کرنی چاہیے۔۔۔ شایان
" دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے بولا تھا۔۔۔

جی جی چلیں ٹھیک ہے۔۔۔ اللہ حافظ۔۔۔! جلدی سے چند الودائی کلام
بولتے شایان باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

کیا یہ بندہ ناچیز تمہارے پاس بیٹھ سکتا ہے۔۔۔ شایان نے ہیزل کے پاس
آتے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔ ہیزل نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔
ایکسیوزمی میں تم سے بات کر رہا ہوں۔۔۔ مقابل کی طرف ابھی بھی "
خاموشی تھی۔۔۔ بلکہ اس نے تو چہرہ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کیا تھا

شایان نے غور کیا کہ وہ ہینڈ فریز لگائے بیٹھی ہے۔۔۔ شایان نے ہاتھ آگے
بڑھاتے اس کے کان سے ہینڈ فری کھینچی تھی۔۔۔

کیا بد تمیزی ہے یہ ہیزل اچھل کے اٹھی تھی۔۔۔ بد تمیزی نہیں تم اسی
قابل ہو، اتنے پیار سے مخاطب کیا میں نے تمہیں۔۔۔ لیکن تم نے کوئی

جواب نہیں دیا۔۔۔ تو اسی لیے مجھے ایسا کرنا پڑا۔۔۔ شایان مزے سے اس کی سائیڈ والی جگہ پہ بیٹھتے بولا تھا۔۔۔

اب یہاں کیوں بیٹھ رہے ہیں اٹھے یہاں سے۔۔۔ ہیزل اسے گھورتے بولی تھی۔۔۔ دیکھو مجھ سے نا تمیز سے بات کرو۔۔۔ اور بیٹھ جاؤ چپ کر کے میں تم سے کچھ ضروری بات کرنے آیا ہوں۔۔۔

واہ۔۔۔ واہ۔۔۔ واہ۔۔۔ شایان بول تو ایسے رہا تھا، جیسے ہیزل اس کی پھوپھو کی بیٹی ہے۔۔۔

اب جلدی بات کریں، اور اٹھیں یہاں سے۔۔۔ ہیزل دونوں کے درمیان فاصلہ قائم کرتے بیٹھ چکی تھی۔۔۔

جتنا مرضی فاصلہ قائم کر لو، آنا تو تمہیں میرے پاس ہی ہے۔۔۔ شایان نے کار لر جھاڑا تھا۔۔۔

جی کچھ کہا آپ نے۔۔۔ نہیں کام کی بات کرتے ہیں۔۔۔ شایان اب مکمل طور پہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔ تو بات یہ ہے کہ میں تم سے

شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اور تم بتادو کہ میں کب اپنے ماما بابا کو بھیجوں۔۔۔
 شایان نے ڈائریکٹ کام کی بات کی تھی۔۔۔
 ہیزل منہ کھولے شایان کی شکل دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا کہا آپ نے۔۔۔
 تمہیں کم سنائی دیتا ہے کیا۔۔۔؟ شایان ہلکا سا آگے ہوا تھا۔۔۔
 مجھے بالکل صحیح سنائی دیتا ہے، اور یہ کیا بول رہے ہیں۔۔۔ آپ اٹھیں یہاں سے۔۔۔
 ابھی اور اسی وقت۔۔۔ ہیزل نہ چاہتے ہوئے بھی غصہ نہیں دکھا پائی تھی۔۔۔ اس کا لہجہ انتہائی نرم تھا۔۔۔
 ہاں ہاں اٹھنے لگا ہوں۔۔۔ کام کی بات میں نے تمہیں بتادی ہے۔۔۔ اب جواب کا منتظر ہوں۔۔۔ تمہارے پاس صرف ایک دن کا ٹائم ہے۔۔۔ کل میں لاہور واپس جا رہا ہوں۔۔۔

اور تم بھی یہاں سے جلد لاہور واپس آؤ۔۔۔ تاکہ میں اپنے ماما بابا کو تمہارے گھر لا سکوں۔۔۔ شایان نے بلا جھجک پوری بات کر دی تھی۔۔۔

مجھے کوئی آپ سے شادی وادی نہیں کرنی۔۔۔ آپ۔۔ آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ ہیزل نے اندر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

اچھا جی لیکن چہرہ تو کچھ اور ہی بول رہا ہے۔۔۔ شایان کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ اور پتہ نہیں کیوں اپنے آپ ہیزل دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ کک۔۔ کیا۔۔۔ آپ رہنے دیں میں ہی اندر چلی جاتی ہوں۔۔۔ ہیزل نے سائیڈ پہ ہوتے اپنا موبائل پکڑنا چاہا، جو کہ شایان ہیزل سے پہلے ہی پکڑ چکا تھا۔۔۔ ہیزل کچھ بول نہیں پائی تھی۔۔۔

شایان دو قدم چلتے آگے آیا۔۔۔ اور موبائل ہیزل کی طرف بڑھایا۔۔۔ ہیزل کے دل کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی۔۔۔ اس نے لرزاتے ہاتھوں سے اپنا موبائل پکڑا۔۔۔

تم تو ابھی سے گھبرار ہی ہو۔۔۔ ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں۔۔۔ شایان نے اپنے لب دانتوں تلے دبائے تھے۔۔۔ ہیزل نے شایان کو گھورا۔۔۔ بد تمیز انسان وہ منہ میں بڑبڑاتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

ہونے والے شوہر سے اس طرح بات نہیں کرتے۔۔۔" تمیزدار لڑکی
 ۔۔۔! "شایان نے پیچھے سے آواز لگائی تھی۔۔۔ ہیزل نے پلٹ کر نہیں
 دیکھا تھا۔۔۔ وہ صرف چلتی جا رہی تھی۔۔۔
 بندی اچھی ہے۔۔۔ بس تھوڑی غصے والی لگتی ہے۔۔۔ کوئی بات نہیں، اسے
 تو میں دیکھ لوں گا۔۔۔ شایان نے اپنا کارلر جھاڑا تھا۔۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا
 آج شایان کی کالرپہ اتنی مٹی کہاں سے آئی۔۔۔

.....

ہیزل جب سے کمرے میں آئی تھی، اس کا چہرہ بلش کر رہا تھا۔۔۔ آخر ایسی
 کون سی بات تھی، جس پہ ہیزل کا چہرہ بلش کر رہا تھا۔۔۔ کوئی تو بات تھی
 ۔۔۔ 

کہیں شایان سکندر کے پروزل پہ تو نہیں ہیزل میڈم مسکرا رہی تھیں۔۔۔
 ارے نہیں نہیں ہیزل کیوں کسی کو اتنی اٹینشن دینے لگی۔۔۔ لیکن سوچنے
 میں کیا حرج ہے۔۔۔

بے اختیار اٹھی، اور بالکنی کی طرف آئی۔۔۔ اس نے سائیڈ پہ کھڑے ہوتے ہلکی سی ایڑیاں اٹھائی، اور نیچے کی طرف دیکھا۔۔۔ شایان ابھی تک وہیں بیٹھا تھا۔۔۔ اس کے لبوں سے ایک مسکراہٹ چھو کر گزری تھی

ہیزل دوپٹہ درست کرتی واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔۔۔ اسے عجیب سی فیلنگ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اس کے لبوں پہ بار بار مسکراہٹ آرہی تھی۔۔۔ کیا اسے شایان کا پروپوزل پسند آیا تھا۔۔۔ کیا اسے شایان کا پروپوز کرنا اچھا لگا تھا۔۔۔ ہاں بھی۔۔۔ اور نہیں بھی۔۔۔ ویسے انکار کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔۔۔ لڑکا ہینڈ سم تو ہے ہیزل نے سوچتے بے اختیار اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

تو جناب شایان کو محبت ہو گئی ہے، ہیزل حمزہ سے۔۔۔ کہیں وہ مذاق تو نہیں کر رہا تھا۔۔۔ نہیں نہیں یہ بھی بھلا کوئی مذاق کرنے کی بات ہے۔۔۔ ہیزل نے خود سے سوچا تھا۔۔۔ ویسے شکل سے ایسا لگتا تو نہیں ہے

--ہیزل نے سوچتے پھر سے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ دیکھو تو ذرا
میڈم کتنا شرمناک رہی ہیں۔۔۔۔

اف اللہ کیا کیا سوچ رہی ہوں میں۔۔۔ ہیزل نے جھنجھلاتے کتاب کھولی
اور نہ چاہتے ہوئے بھی اسے پڑھنے بیٹھ گئی۔۔۔۔

.....

یزدان شاہ کا کیس، جو کہ آج سے تین دن پہلے سامنے آیا تھا۔۔۔ پریشہ
ارحم خان اور ان کے شوہر ارحم خان اپنا یہ کیس واپس لیتے ہیں۔۔۔
یزدان شاہ کی غلطی قابل معافی نہیں ہے، لیکن سکندر عثمان کی فیملی، اور "
خان فیملی اپنے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا کیس واپس لے چکے
ہیں۔۔۔" تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مد نظر رکھ کے یزدان شاہ کو تین دن
" کی جیل کے بعد رہا کیا جاتا ہے۔۔۔۔

یزدان بھاری قدموں سے چلتا ہوا باہر کی طرف آیا تھا۔۔۔ وہ آج سے تین
دن پہلے والا یزدان نہیں تھا۔۔۔ گھبرو، جوان، مغرور کھڑی ناک، تیکھے

نہیں نقوش، وہ وجاہت، یہ یزدان نہیں تھا۔۔۔ یہ تو کوئی برسوں کا بیمار تھا۔۔۔ یہ تو کوئی لاعلاج مرض تھا۔۔۔ کون تھا یہ کیا پہچان تھی اس کی۔۔۔ یزدان شاہ کی غرور سے کھڑی گردن جھک چکی تھی۔۔۔ وہ کہیں سے بھی یزدان شاہ نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

رخسار بیگم کی جیسے یزدان پہ نظر پڑی، وہ بھاگتی ہوئی اس سے لپٹ گئی تھیں۔۔۔ وہ رو رہی تھیں، انہوں نے یزدان کو اتنی مضبوطی سے پکڑا تھا، جیسے کوئی چھوٹا بچہ ہو۔۔۔ اور وہ اپنی ماں کو چھوڑ جائے گا۔۔۔

یزدان اتنی ہمت نہیں کر سکا تھا کہ وہ اپنی آنی کے گرد حصار بنا سکے۔۔۔ ہاں وہ ہمت نہیں کر سکا تھا۔۔۔ کیونکہ آج اس کا سر شرم سے جھک چکا تھا۔۔۔ اس کا غرور ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ اس کی اناہر چیز مٹی میں مل گئی تھی۔۔۔

پری ایک سائیڈ پہ ار حم کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔ سکندر عثمان، شایان، اور
ہمدان، بھی یہیں موجود تھے۔۔۔ پریشے اس کیس کا مین حصہ تھی۔۔۔
اسی لیے اسے لانا لازمی تھا۔۔۔ وہ نہیں آنا چاہتی تھی۔۔۔

پری نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔ جو یزدان سے لپٹی کھڑی تھیں۔۔۔
پتہ نہیں کیوں پری کو عجیب سی گھبراہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔

مجھے بھی ان کے پیار کی ضرورت تھی۔۔۔ مجھے تو نہیں دیا۔۔۔ واقعی میں
ان کی بیٹی نہیں تھی۔۔۔ مجھے سمجھنے میں غلطی ہو گئی۔۔۔ مجھ سے تو کبھی
ایسے نہیں ملی۔۔۔ نہ ہی کبھی ایسے میرا انتظار کیا۔۔۔ مجھے تو چھوڑ کر چلی گئی

تھیں۔۔۔۔ نہ جانے ان چند منٹوں میں پری نے کیا سے کیا سوچ لیا تھا
۔۔۔۔۔ اسے واقعی عجیب لگا تھا۔۔۔ کہ اس کی ماں ایک غیر شخص سے اتنا
پیار کرتی ہے۔۔۔ اور اپنی بیٹی کو وہ چھوڑ گئی تھی۔۔۔

ار حم گھر چلیں۔۔۔۔ پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔ اس نے اپنی ماں سے بھی
نظریں ہٹالی تھیں۔۔۔ یا پھر وہ کچھ دیکھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔ ر کو بس

ابھی کچھ دیر تک چلتے ہیں۔۔۔ پری نے ہلکا سا اس بات میں سر ہلا دیا تھا

پری تم ٹھیک ہو، ار حم نے اسے خاموش خاموش دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔ ہاں
میں ٹھیک ہوں، پری نے نارمل سا جواب دیا تھا۔۔۔۔۔ پری نے نظریں
چرائی تھیں۔۔۔۔۔ پری کا دل چاہا تھا، کہ ار حم پوچھے، تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔
لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔ ار حم نے نہیں پوچھا تھا۔۔۔۔۔ پری بتانا چاہتی تھی
۔۔۔ کہ وہ اپنی ماں کو یزدان کے ساتھ نہیں برداشت کر پارہی۔۔۔ وہ بتانا
چاہتی تھی۔۔۔۔۔ لیکن ار حم نے پوچھا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔

کتنے تسلسل ٹوٹے تھے۔۔۔۔۔ کتنے خواب ڈوبنے تھے۔۔۔۔۔ آخر کتنے
لوگوں نے دھوکہ دینا تھا۔۔۔۔۔ پری نے ہلکا سا سر ترچھا کرتے۔۔۔۔۔ اپنے
باپ کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ جو شاید کوئی پیپر زپڑھنے میں مصروف تھا۔۔۔
سب مصروف تھے۔۔۔۔۔ اس کی ماما اس کے بھائی۔۔۔۔۔ اس کے بابا، کسی کے
پاس اس کے لیے ٹائم نہیں تھا۔۔۔۔۔ پری کو عجیب سی گھٹن محسوس ہونے

لگی تھی۔۔۔ ایک عجیب سی گھبراہٹ۔۔۔۔۔ پری نے بی اختیار ارحم کا بازو پکڑا۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے ابھی اسی وقت گھر جانا ہے۔۔۔ آپ چلیں۔۔۔!"

پری نے ضد کی تھی۔۔۔۔

ارحم نے پری کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ پری تم ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔ ارحم نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔ مم۔۔۔ میں نہیں جانتی۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔ مجھے ابھی اور اسی وقت آپ گھر لے کر چلیں۔۔۔ اب کی بار پری تھوڑا اونچی آواز میں بولی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے سکندر عثمان کے کانوں تک بھی پری کی آواز پہنچ چکی تھی۔۔۔

کیا واقعی اس کے باپ کا دل نہیں چاہتا تھا، کہ وہ اپنی بیٹی سے پیار کرے۔۔۔ اس سے بات کرے۔۔۔ کیا واقعی اس کی ماں کا بھی دل نہیں چاہتا تھا۔۔۔ ایسا ہی تھا، یہی حقیقت تھی۔۔۔ اور آہستہ آہستہ پری اس حقیقت کو تسلیم کرنے لگی تھی۔۔۔ یا پھر تسلیم کر چکی تھی۔۔۔

●●●●●●●●●●

پورا راستہ خاموشی سے گزر گیا تھا۔۔۔ پری نے کسی کو مخاطب نہیں کیا تھا
 ۔۔۔ گھر آکر بھی پری خاموشی سے جا کے سو گئی تھی۔۔۔ اس نے کھانا بھی
 نہیں کھایا تھا۔۔۔ ارحم کو لگا شاید وہ تھک گئی ہے، اسی لیے جلدی سو گئی
 ۔۔۔ لیکن حمدان اور شایان دونوں اس کی طرف سے کافی پریشان ہو گئے
 تھے۔۔۔ ان کو پری کے بیسیویئر کی کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ آخر کیا
 چل رہا تھا، پری کے دل میں۔۔۔ آخر کیا سوچ رہی تھی وہ۔۔۔۔۔ خیر کسی کو
 اس سے کیا لگے۔۔۔ وہ کیا سوچتی ہے۔۔۔ کیا کرتی ہے۔۔۔ کیا نہیں کرتی

Zubi Novels Zone

.....

ہیزل کچن میں چائے بنا رہی تھی۔۔۔ جب شایان کچن کے قریب سے
 گزرا، اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ اس کے چہرے پہ چمک آئی لبوں پہ
 مسکراہٹ۔۔۔

اہم اہم۔۔۔!" شایان نے اندر داخل ہوتے ہیزل کو اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہا تھا۔۔۔ کیا ہو رہا ہے جناب۔۔۔!" شایان نے ہیزل کے پاس آتے کہا تھا۔۔۔

میں۔۔۔ چچ۔ چائے بنا رہی ہوں۔۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ہیزل کی زبان پھسلی تھی۔۔۔ اوو تو۔۔۔ چچ۔ چائے بنا رہی ہو۔۔۔ شایان نے اس کے قریب شیلف پہ کوئی ٹکاتے کہا تھا۔۔۔

آ۔۔۔ جی اگر آپ کو بھی پینی ہے تو آپ رضیہ بی سے بنوا سکتے ہیں۔۔۔ ہیزل نے چائے میں پتی ڈالتے کہا تھا۔۔۔

چائے تو میں پیوں گا، لیکن رضیہ بی کے ہاتھ کی نہیں۔۔۔ تمہارے ہاتھ کی

۔۔۔ شایان شوخ سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ جی لیکن میں نے کبھی کسی کے لیے چائے نہیں بنائی۔۔۔ اسی لیے آپ رضیہ بی سے ہی بنوالیں۔۔۔

کہانا مجھے تمہارے ہاتھ کی پینی ہے۔۔۔ اور یہ کیا کسی کسی لگا رکھا ہے۔۔۔
 ہونے والا شوہر ہوں میں تمہارا تمیز سے بات کرو۔۔۔ شایان نے پورے
 رعب سے اپنا کالا جھاڑا تھا۔۔۔

ہیزل کی حیرت سے آنکھیں کھلیں۔۔۔ اللہ اللہ کتنے بے شرم ہیں آپ
 ۔۔۔ شرم آنی چاہیے آپ کو۔۔۔ یہ کیا بول رہے ہیں آپ۔۔۔ ہیزل تو
 شرم سے چہرہ بھی نہیں اٹھا پارہی تھی۔۔۔ نظریں کیا ملاتی۔۔۔ اس میں
 شرم والی کیا بات ہے۔۔۔ اب ہونے والی بیوی ہو تو تم سے ہی چائے مانگوں
 گانا۔۔۔ یا پھر چائے کے لیے مجھے الگ سے بیوی لانی پڑے گی۔۔۔ شایان
 نے آئی بروچکائی تھی۔۔۔

ہاں۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہیزل دوسری بیوی کے نام پہ کچھ
 بعل نہیں پائی تھی۔۔۔

کیا تم کچھ کہنا چاہتی ہو۔۔۔؟۔۔۔ شایان نے قریب پڑی باسکٹ میں سے ایک
 سیب اٹھاتے اس کی بائے لگائی تھی۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے، کہ میں بنا

دیتی ہوں۔۔۔ ہیزل جلدی سے اپنی والی چائے میں مزید دودھ ڈالتے بولی تھی۔۔۔

ہاں یار ویسے تمہیں شرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ شایان ہزیانی بولا تھا۔۔۔ میں جانتا ہوں شادی کے بعد تم ہی بولو گی۔۔۔ "ہاجی تینو کے ابا سنتے ہو۔۔۔" شایان اپنی مسکراہٹ دباتے بولا تھا۔۔۔ میں اپنے بیٹے کا نام ٹنو نہیں رکھوں گی۔۔۔ بے اختیار ہیزل کے منہ سے نکلا۔۔۔ لیکن جیسے ہی اس نے اپنے جملے پہ غور کیا، بیچاری شرم سے پانی پانی ہو گئی۔۔۔ تو پھر تم ہی بتا دو کیا نام رکھو گی اپنے بیٹے کا۔۔۔ ہنسی روکنے کی وجہ سے شایان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ اس وقت ہنس کے رومینٹک سچو لیشن کا بیڑا غرق نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ آپ نہ جائے یہاں سے۔۔۔ کام کرنے دیں مجھے۔۔۔ ہیزل شایان سے نظریں چراتی بولی تھی۔۔۔ سنو لڑکی میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا، کہ ہونے والے شوہر سے تمیز سے بات کرو۔۔۔ شایان نے پھر سے روعب جماعتے کہا تھا۔۔۔

یہ کیا آپ نے "ہونے والا شوہر، ہونے والا شوہر" لگا رکھا ہے۔۔۔ ماما بابا سے تو ابھی تک بات نہیں کی۔۔۔ اور یہاں بچوں کے نام تک سوچ لیے ہیں۔۔۔ استغفر اللہ ہیزل ہاتھوں سے اشارہ کرتے بولی تھی۔۔۔

"جب لڑکی لڑکا ہے راضی، تو کیا کرے گا قاضی۔۔۔"

شایان تیس مارخان بنتے بولا تھا۔۔۔ جی جی لیکن یہاں قاضی کو نہیں اماں ابا کو راضی کرنا ہے۔۔۔ ہیزل منہ بناتے بولی تھی۔۔۔ تم ان کی ٹینشن مت لو، ان کے پاس انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوگی۔۔۔ شایان بے فکر سے انداز میں بولا تھا۔۔۔ اور اگر میں نے انکار کر دیا تو، ہیزل اپنی کمر پہ ہاتھ رکھتے بولی تھی۔۔۔ تو میں تمہیں تمہارے گھر سے اٹھوا لوں گا۔۔۔ آئی سمجھ۔۔۔! "شایان آگے کو جھکتے، ہیزل کے کان میں سرگوشی کرتے بولا تھا۔۔۔ ہیزل گھبراتے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ کیوں کون سی گینگسٹر ٹیم کے لیڈر ہیں آپ، جو آپ مجھے گھر سے اٹھوالیں گے۔۔۔ ہیزل نے آنکھیں چھوٹی کی تھیں۔۔۔

یہ تو تمہیں وقت آنے پہ پتہ چل جائے گا۔۔۔ کہ میں کیا ہوں، اور کیا نہیں
 ۔۔۔ فی الحال تم چائے بناؤ۔۔۔ زیادہ باتیں کرنا مناسب نہیں۔۔۔
 شایان اسکے سر پہ ایک چپت لگاتے بولا تھا۔۔۔ میں کام ہی کر رہی ہوں
 ۔۔۔ آپ نے مجھے باتوں میں لگایا ہوا ہے، ہٹیں یہاں سے۔۔۔
 ویسے ہم صبح لاہور واپس جا رہے ہیں۔۔۔ اور تم کب واپس آؤ گی۔۔۔
 بظاہر تو شایان خود کو سیب کھانے میں مصروف دکھا رہا تھا۔۔۔ لیکن اس کی
 نظریں ہیزل کے چہرے پہ مرکوز تھیں۔۔۔
 بابا بول رہے تھے کہ ابھی ہم ایک دو دن یہیں رکیں گے۔۔۔ ہیزل کپ
 میں چائے ڈالتے بولی تھی۔۔۔ اوو۔۔۔ شایان نے ہونٹ گول کیے تھے
 ۔۔۔ آپ کی چائے۔۔۔ ہیزل نے چائے شایان کی طرف بڑھائی تھی
 ۔۔۔ شایان نے بہت عزت سے ہیزل کے ہاتھ سے چائے پکڑی۔۔۔

ہیزل اپنی چائے پکڑتے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ تم کہاں جا رہی ہو۔۔۔؟۔۔۔
 شایان نے اسے باہر جاتے دیکھ سوال کیا تھا۔۔۔ میں اپنے کمرے میں جا
 رہی ہوں۔۔۔ ہیزل نے سرسری سا جواب دیا۔۔۔

اچھا تو پھر میں نے یہ چائے کس لیے بنوائی ہے۔۔۔ تم ایک کام کرو تم یہ
 چائے بھی ساتھ لے جاؤ۔۔۔ شایان نے چائے کاگ ہیزل کی طرف
 بڑھایا تھا۔۔۔ ہیزل نے نہ سمجھی سے دیکھا۔۔۔ جیسے پوچھ رہی ہو
 مطلب کیا ہے آپ کی بات کا۔۔۔

یار میں نے چائے بنوائی تھی، کہ میں اپنی ہونے والی بیوی کے ساتھ چائے
 انجوائے کروں گا۔۔۔ لیکن میری ہونے والی بیوی، اس کے تو نخرے ہی
 ختم نہیں ہوتے۔۔۔ میڈم مجھے چھوڑ کے کمرے میں جا رہی ہیں۔۔۔
 شایان نے منہ بنایا تھا۔۔۔

ارے نہیں نہیں۔۔۔ میں تو ویسے بول رہی تھی۔۔۔ کہیں آپ ڈسٹرب
 نہ ہوں۔۔۔ ہیزل نے اپنے چہرے سے بال کان کے پیچھے کیے تھے۔۔۔

آدھی رات۔۔۔ سرد رات۔۔۔ اکیلی رات۔۔۔ دکھی رات۔۔۔ یا " پھر آخری رات۔۔۔

شدید سرد رات۔۔۔ یہ دسمبر کی رات تھی۔۔۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔ دھند کی وجہ سے آسمان ستارے دکھانے سے انکاری تھا۔۔۔ ہلکی ہلکی چاند کی روشنی نظر آرہی تھی۔۔۔ شاید وہ بھی کچھ دیر میں چھپنے والی تھی۔۔۔

جہاں رات کے اس پہر لوگ خواب سرگوش کے مزے لے رہے تھے۔۔۔ وہاں یہ شخص ٹیرس میں لگی گرل پہ ہاتھ رکھے آسمان سے مخاطب تھا۔۔۔

نہیں اپنے رب سے مخاطب تھا۔۔۔ نین اشک بہانا چاہتے تھے، لیکن اشک سوکھ چکے تھے۔۔۔ کسی سوکھے پتے کی ماند۔۔۔ آنکھیں پتھر ہو چکی تھیں۔۔۔ جسم برف کی طرح ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔

محبت کرنا گناہ تو نہیں۔۔۔ لیکن محبت کرنے کے بعد اس کی چاہت کرنا شاید گناہ ہے۔۔۔ یزدان نے یک طرفہ محبت کی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا وہ جیت گیا ہے، نہیں وہ غلط تھا۔۔۔ اصل ہار تو اس کی ہوئی تھی۔۔۔ یہ ایسی ہار نہیں تھی جس میں انسان روتا ہے۔۔۔ سوگ مناتا ہے۔۔۔ اور پھر کچھ دن بعد سب کچھ ویسا ہی۔۔۔ نہیں یہ اس کی زندگی کی ہار تھی۔۔۔ یہ ایک ایسی ہار تھی، جو اس شخص کو توڑ گئی تھی۔۔۔ جسم تو تھا بظاہر مجسمہ۔۔۔ روح تو تھی لیکن بے جان۔۔۔ آج یزدان شاہ کا دل ٹوٹا تھا۔۔۔ آج یزدان شاہ نے اپنی محبت کو خیر آباد کہا تھا۔۔۔ آج یزدان شاہ کو پتہ چلا تھا، کہ جدائی کیا ہوتی ہے۔۔۔ رسوائی کیا ہوتی ہے۔۔۔ آج اسے اس کے گناہوں کی سزا مل گئی تھی۔۔۔ آج اس سے اس کی محبت چھین لی گئی تھی۔۔۔

یزدان نے اپنی آنی کی بات مان لی تھی۔۔۔ وہ اس کی آنی کی بیٹی تھی۔۔۔ وہ بیٹی جسے پچھلے کئی سالوں سے اس کی یاد کرتے روتی تھی۔۔۔ یہ

وہی آنی کی بیٹی تھی۔۔۔ جس آنی سے اس نے پہلے محبت کی تھی۔۔۔ اور وہ اپنی آنی کی بات کو کیسے ٹھکرا سکتا تھا۔۔۔ آنی اس کا واحد سہارا تھی۔۔۔ اور یزدان بھی اپنی آنی کا واحد سہارا ہی تھا۔۔۔

مم۔۔ مجھے جانے دو۔۔۔ "ایک لفظ۔۔۔" خدا کا واسطہ مجھے جانے " دو۔۔۔" دو لفظ۔۔۔ "تم ارحم کو نہیں مارنا۔۔۔" میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔۔۔

تم ایک انتہائی گھٹیا انسان ہو۔۔۔ ایک ایک کر کے یزدان کے کانوں میں پری کے الفاظ گونجنے لگے۔۔۔ ایک تسلسل ٹوٹا تھا۔۔۔ محبت کی ڈور کھلی تھی۔۔۔ یا پھر شاید وہ کبھی بندھی ہی نہیں تھی۔۔۔

یزدان کی آنکھوں کے سامنے پری کا چہرہ آیا تھا۔۔۔ یزدان نے ایک بیٹی کے دل میں باپ کے لیے نفرت بھرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ ایک بیٹی کو اس کے گھر والوں سے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ یزدان نے

گناہ کیا تھا۔۔۔ اور اسے اس کے گناہ کی سزا ملی تھی۔۔۔ اس کی پری نے
اسے ٹھکرا دیا تھا۔۔۔

"وہ اس کی تو نہیں تھی۔۔۔ وہ ارحم کی تھی۔۔۔" ارحم کی پریشے۔۔۔
میری محبت میں کہیں کھوٹ نہیں تھا۔۔۔ میں نے عشق کیا تھا۔۔۔
پریشے سکندر سے۔۔۔ کاش وہ مجھے نہ نظر آتی کاش میں اسے نہ دیکھتا۔۔۔
یزدان نے ایک سرد آہ بھری تھی۔۔۔

.....

"! محبت اگ ہوتی ہے۔۔۔
! محبت خاک کرتی ہے۔۔۔
! محبت کتاب ہوتی ہے۔۔۔
! محبت کلام کرتی ہے۔۔۔
! محبت گلاب ہوتی ہے۔۔۔
! محبت ہار کرتی ہے۔۔۔

اور۔۔۔۔۔!۔۔۔۔۔"

اور دے کر حوصلہ یہ جی بھر کر برباد کرتی ہے۔۔۔

"جاگ فقیر۔۔۔"

.....

چاند مکمل طور پر چھپ چکا تھا۔۔۔ یزدان نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی

۔۔۔ لیکن اس کی کوشش ناکام گئی۔۔۔ چاند اتنی آسانی سے نہیں ملتا۔۔۔

اس کے کانوں میں آواز گونجی تھی۔۔۔ کون بولا تھا یہ کس کی آواز تھی

۔۔۔ یزدان ہڑبڑاسا گیا۔۔۔ واقع ہی چاند اتنی آسانی سے نہیں ملتا۔۔۔

بعض اوقات انسان اپنی اوقات سے بڑھ کر خواہش کر دیتا ہے۔۔۔

یزدان پری کے قابل نہیں تھا۔۔۔ ہاں وہ پری کے قابل نہیں تھا۔۔۔

یزدان کے چہرے پہ ایک بے تاثر سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ بے اختیار

اس کے لبیلے تھے۔۔۔

"ظالم عشق۔۔۔"

یزدان نے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔ ہائے "ظالم عشق" وہ مزید اوپر نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔ الوداع دسمبر، میں دعا کروں گا کہ میری زندگی میں دوبارہ کبھی دسمبر نہ آئے۔۔۔ میں دوبارہ نہیں ٹوٹنا چاہتا۔۔۔ میں دوبارہ نہیں بکھرنا چاہتا۔۔۔ یزدان کا دل چاہا تھا وہ چنچے۔۔۔ وہ دھاڑے مار مار کر روئے۔۔۔ وہ سب کو بتائے۔۔۔ آج وہ ہار گیا تھا۔۔۔ وہ جیت کر بھی ہار گیا تھا۔۔۔ اس نے جانے انجانے میں بہت سارے گناہ کر دیے تھے۔۔۔

"جانے انجانے میں۔۔۔"

نہیں اس نے اپنی ہوش میں ہی بہت سارے گناہ کر دیے تھے۔۔۔ ایسے گناہ جن کے آگے معافی نہیں تھی۔۔۔ جن کے آگے کوئی راستہ نہیں تھا۔۔۔ اس نے اپنے لیے صراطِ مستقیم کے سارے راستے بند کر دیے تھے۔۔۔

تمہیں بھلانا میرے اختیار میں نہیں۔۔۔ لیکن میں پوری کوشش کروں گا۔۔۔ کہ میں تمہیں بھلا سکوں۔۔۔ اگر میں پھر بھی تمہیں نہ بھلا سکا۔۔۔ تو مجھے معاف کر دینا۔۔۔ میں یزدان شاہ خود کو تو بھول سکتا ہوں۔۔۔ لیکن پریشے کو۔۔۔!" بس یزدان اس سے آگے نہیں سوچ سکا تھا۔۔۔ بے اختیار اس کا ہاتھ اٹھا، اسے عجیب سی گھبراہٹ کا احساس ہوا تھا۔۔۔ اتنے زور سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔ اسے اپنے آپ سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اس سے پہلی دفعہ اللہ یاد آیا تھا۔۔۔ انسان اپنے مشکل وقت میں ہی رب کو یاد کرتا ہے۔۔۔

آنی۔۔۔ آنی بے ساختہ اس کے لب ہلے۔۔۔ اس نے ارد گرد دیکھا۔۔۔ کچھ پل کو تو وہ سمجھ نہیں سکا۔۔۔ کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔۔۔ اس سارے دورانیے میں اسے پہلی بار سردی کا احساس ہوا تھا۔۔۔ اس نے جلدی سے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔ کمرے میں فل اندھیرا تھا۔۔۔ یزدان کو اندھیرے سے خوف محسوس ہوا۔۔۔ اسے عجیب سی گھٹن محسوس ہو رہی تھی

-- اس نے قدم باہر بڑھائے اب اس کا رخ آنی کے کمرے کی طرف تھا

یزدان نے کمرے کا دروازہ کھولتے آنی کو تلاش کیا۔۔۔ اس کو زیادہ مشکل نہیں ہوئی تھی۔۔۔ آنی سامنے ہی صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔۔۔
"وہ کچھ سوچ رہی تھیں۔۔۔" کیا سوچ رہی تھیں وہ۔۔۔

آ۔۔۔ آنی۔۔۔ یزدان کی آواز ٹوٹی تھی۔۔۔ اسے اپنی آواز کھائی سے آتی
میں محسوس ہوئی تھی۔۔۔ رخسار بیگم نے چہرہ اٹھاتے یزدان کی طرف
دیکھا۔۔۔ یزدان کو دیکھتے ان کی روح تک کانپ گئی تھی۔۔۔ یہ یزدان شاہ
نہیں تھا۔۔۔ یہ ان کا بیٹا نہیں تھا۔۔۔

یزدان۔۔۔ ان کی آنکھوں میں بے اختیار نمی اتر آئی۔۔۔ انہوں نے تڑپ
کر یزدان کو پکارا تھا۔۔۔ یزدان ٹوٹے قدموں کے سہارے چلتا ان کے
قریب آ کے بیٹھا۔۔۔ وہ ابھی بھی پتھر ملی آنکھوں سے یزدان کی طرف
دیکھ رہی تھیں۔۔۔ دو ہی دن میں یزدان کیا سے کیا ہو گیا تھا۔۔۔ اس کی

بھاری جسامت کسی کمزور ہارے ہوئے مرد کی طرح محسوس ہو رہی تھی
 --- اس کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔۔۔

انی مجھے معاف کر دیں اس کی آنکھ سے ایک آنسو گرا تھا انی نے تڑپ کر
 یزدان کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔ آنی میں نے
 پری کے ساتھ بہت غلط کیا۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔ مجھے ایسا نہیں
 کرنا چاہیے تھا، میں ایک گنہگار انسان ہوں۔۔۔ یزدان نے اپنے ہاتھوں
 سے آنی کے ہاتھ تھامے تھے۔۔۔

یزدان تم معافی مانگ چکے ہو۔۔۔ دوبارہ معافی مت مانگو۔۔۔ اور تم رو
 کیوں رہے ہو۔۔۔ تمہیں دیکھ کے میرا دل بند ہو رہا ہے۔۔۔ تم ایسا مت
 کرو، تم ایک بہادر انسان ہو۔۔۔ آنی تڑپ ہی تو اٹھی تھی یزدان کی ایسی
 حالت پہ۔۔۔

نہیں ہوں میں بہادر انسان، میں ایک کمزور انسان ہوں۔۔۔ میں نے اپنی
 محبت کو پانے کے لیے گناہ کا سہارا لیا، میں نے غلط راستے کو چنا۔۔۔ ایک ایسا

راستہ جہاں صرف رسوائی ہی رسوائی۔۔۔ میں نے سچ میں عشق کیا تھا، میں نے پری سے سچی محبت کی تھی۔۔۔ مجھے میری محبت کیوں نہیں ملی۔۔۔ بیٹا ضروری نہیں آپ جس چیز کی خواہش کرو وہ آپ کو ملے۔۔۔ پری تمہاری قسمت میں نہیں تھی۔۔۔ وہ تو میری قسمت میں بھی نہیں تھی۔۔۔ رخسار بیگم تلخ سا مسکرائی تھیں۔۔۔ یزدان نے ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ آج یزدان کو بھی رخسار بیگم ٹوٹی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔ وہ رخسار بیگم جنہوں نے ہمیشہ خود کو مضبوط دکھایا۔۔۔ کبھی اپنا غم ظاہر نہیں کیا۔۔۔ یزدان جانتا تھا وہ چھپ چھپ کے رویا کرتی تھیں۔۔۔ یزدان نے ان کو روتے دیکھا تھا، اپنی بیٹی کے لیے۔۔۔ اپنی اکلوتی بیٹی کے لیے، جس کو وہ چھوڑ آئی تھیں۔۔۔

آنی آج میں آپ کے پاس سونا چاہتا ہوں۔۔۔ آپ کی گود میں، یزدان نے بات کا رخ بدلنا چاہا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی آنی مزید ہرٹ ہوں

یزدان نے آنی کی گود میں سر رکھا اور آنکھیں موند گیا۔۔۔ آنی نے بے بسی سے یزدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ کاش اس طرح وہ اپنی بیٹی کو بھی پیار کر سکتیں۔۔۔ وہ اپنی بیٹی کو بھی اپنی گود میں سلا سکتیں۔۔۔ یزدان نے ہاتھ بڑھاتے آنی کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

بس کر دیں اور کتنا سوچیں گی۔۔۔ اور اب پلیز مجھے سونے دیں۔۔۔ تنگ مت کر یے گا۔۔۔ یزدان نے خود کو نارمل ظاہر کروایا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا آنی اس کی وجہ سے کافی زیادہ پریشان ہیں۔۔۔

آنی نے بھی اپنی سوچ کو جھٹکتے یزدان کے بالوں میں ہاتھ پھیرنا شروع کیے تھے۔۔۔ یزدان کو اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس نے آنکھیں موندتے سونے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"! آج کی رات افسوس کے نام۔۔۔

"! آج کی رات یزدان شاہ کے ناکام عشق کے نام۔۔۔

آج کی رات اس ظالم عشق کے نام جس کی خاطر یزدان شاہ نے گناہوں کی
 "! دنیا میں قدم رکھا۔۔۔

اس ظالم عشق کے نام، جسے یزدان حاصل کر کے بھی لا حاصل رہا۔۔۔
 "!

وہ عشق ہی کیا، جو لا حاصل نہ رہے۔۔۔ وہ عشق ہی کیا جس میں انسان "
 "گناہ نہ کرے۔۔۔

.....

ایک اور دن چڑھ چکا تھا۔۔۔ ایک سرد دن جسم کو چھوتی سردی۔۔۔ خشک
 پتے، یہ شدید سردی کے دن تھے۔۔۔ سڑکوں پہ ٹریفک کاشور۔۔۔ گاڑیوں
 سے نکلنے والا دھواں بھی دن کو گرم نہیں بنا پا رہا تھا۔۔۔ ایسوں میں دلوں
 کی آگ کہاں سے بجھتی۔۔۔ انسان کی چھوٹی سی چھوٹی غلطی اس کے لیے
 بڑا پچھتاوا بن جاتی ہے۔۔۔

پری اٹھ جاؤ۔۔۔ آخر اور تمہیں کتنا سونا ہے۔۔۔ ار حم پچھلے ایک گھنٹے سے
 پری کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ اٹھ کر دوبارہ سو جاتی تھی
 ۔۔۔ تم رات میں بھی جلدی سو گئی تھی۔۔۔ اور اب بھی تم نہیں اٹھ رہی
 ہو۔۔۔ میرے خیال سے اب تک تمہاری نیند پوری ہو جانی چاہیے۔۔۔
 ار حم نے مصنوعی سا غصہ دکھاتے کہا تھا۔۔۔

مجھے ابھی اور سونا ہے۔۔۔ آپ چلے جائیں۔۔۔ مجھے سونے دیں۔۔۔ پری کی
 آواز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ سو نہیں رہی، وہ جاگ رہی ہے۔۔۔ لیکن
 وہ ایسا کیوں کر رہی تھی، یہ بات ار حم کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ پری یہ
 ڈرامے بازی بند کرو اور اٹھو۔۔۔! "تمہاری وجہ سے رات کو میں نے
 میڈیسن بھی نہیں لی، اور اب بھی تم یہ نوٹسکی دکھا رہی ہو۔۔۔ ار حم کا تو
 صبر جواب دے گیا تھا۔۔۔

کیا میری وجہ سے آپ نے میڈیسن نہیں لی۔۔۔ پری ایک دم سے اٹھ
 بیٹھی تھی۔۔۔ ہاں تمہاری وجہ سے نہیں لی میں نے میڈیسن، مجھے

تمہارے ہاتھ سے میڈیسن لینی تھی۔۔۔ لیکن تم سو گئی تھی، پھر میں نے کہا چلو کوئی بات نہیں صبح لے لوں گا۔۔۔ ارحم نے پری کو پوری بات سے آگاہ کیا تھا۔۔۔

تو آپ کو مجھے اٹھا دینا چاہیے تھا نا۔۔۔ میں آپ کو میڈیسن دے دیتی۔۔۔ پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔ آپ بیٹھے ہیں میں ابھی آپ کی میڈیسن لے کر آتی ہوں۔۔۔ پری اٹھنے والی تھی کہ ارحم نے اسے روکا۔۔۔ پری تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔ تم مجھے بتا سکتی ہو، تم ایسا بیہوش کیوں کر رہی ہو

Zubi Novels Zone

آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ مجھے کچھ ہوا ہے۔۔۔ مجھے کچھ نہیں ہوا۔ بالکل ٹھیک ہوں میں۔۔۔ پری نظریں چراتی بولی تھی۔۔۔ نہیں میں نہیں مانتا۔۔۔ ضرور کل کچھ ایسا ہوا ہے جس کی وجہ سے تم تھوڑا اپسیٹ ہو۔۔۔ اگر تم چاہو تو مجھ سے شیئر کر سکتی ہو۔۔۔ دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔۔۔ ارحم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

نہیں میں آپ کو نہیں بتا سکتی، اگر میں نے آپ کو بتایا تو مجھے رونا آ جائے گا اور میں رونا نہیں چاہتی۔۔۔ میں ایک مضبوط لڑکی بننا چاہتی ہوں۔۔۔ پری نے ار حم کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔

مطلب میرا شک صحیح تھا۔۔۔ ار حم نے آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھا۔۔۔ آخر ایسی بھی کیا بات ہے جو تم مجھے نہیں بتا سکتی۔۔۔

میں آپ کی میڈیسن لے کر آتی ہوں۔۔۔ پری اٹھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ اب کی بار ار حم نے اسے نہیں روکا تھا، وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔ لیکن وہ بھی ار حم تھا، پتہ لگا کر رہے گا کہ آخر اس کی پری کو ہوا کیا ہے۔۔۔ آخر ایسی کون سی بات ہے جس کی وہ اتنی ٹینشن لے رہی ہے۔۔۔

مجھے ناشتہ کر کے میڈیسن لینا ہے۔۔۔ تم بھی تیار ہو جاؤ پھر مل کر نیچے چلیں گے۔۔۔ ار حم بولتا موبائل میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔ پری بھی واش روم میں چلی گئی۔۔۔

●●●●●●●●●●

حمدان اور شایان واپس جا رہے تھے۔۔۔ پری بھی اپنے بھائیوں سے مل رہی تھی۔۔۔ انج وہ پہلے کی طرح اداس نہیں ہوئی تھی انج اسے اپنے بھائیوں کے جانے پہ رونا نہیں ہو آ رہا تھا۔۔۔

اہم۔۔۔ اہم۔۔۔ شایان نے ہیزل کے قریب آتے اسے مخاطب کرنا چاہا تھا۔۔۔ ہیزل نے سوالیہ نظروں سے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ جیسے پوچھ رہی ہو کیا بات ہے۔۔۔ یار ہم تو لاہور جا رہے ہیں اور اب مجھے تمہارا انتظار رہے گا۔۔۔ اور جلدی سے اپنا کانٹیکٹ نمبر دے دو تاکہ میں تم سے بات کر سکوں۔۔۔

ہیزل ہلکا سا شرمائی تھی۔۔۔ اس نے ارحم کو اپنے قریب باتیں دیکھا تھا۔۔۔ اسی لیے اس نے شایان کی بات کا جواب نہیں دیا۔۔۔ آہہہ۔۔۔ ارحم نے پیچھے سے آتے شایان کی کمر میں ایک مکہ رسید کیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے شایان کی کراہ نکلی تھی۔۔۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارا منہ توڑ سکتا ہوں۔۔۔ ارحم نے شایان کو گھورتے کہا تھا۔۔۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں بس ہیزل۔۔۔"

ابھی شایان بولی رہا تھا کہ ار حم نے اس کی بات کاٹی۔۔۔ میرے خیال سے اب تم لوگوں کو نکلنا چاہیے۔۔۔ کافی زیادہ ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔ تم لوگوں کو جلدی گھر بھی پہنچنا ہے۔۔۔ میرم بھا بھی انتظار کر رہی ہوں گی۔۔۔ ار حم نے بولنے کے ساتھ ساتھ شایان کو بازو سے پکڑ کے آگے کو بھی دھکیلا تھا۔۔۔

یار مجھے اس سے بات تو کرنے دو۔۔۔۔۔ شایان نے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

تم چلو میں تمہاری بات کروادوں گا۔۔۔ چلو چلو۔۔۔ ار حم بس ان کو نکالنا چاہتا تھا۔۔۔ شایان نے ار حم کو گھورتے غصے سے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔ اسے ار حم پہ غصہ آرہا تھا۔۔۔ آخر ار حم اس کی فیلنگ کو کیوں نہیں سمجھ رہا تھا۔۔۔

ہیزل نے اداس سا چہرہ بناتے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کی نظریں
 اسی پہ مرکوز تھیں۔۔۔ ہیزل نے جلدی سے نظریں چرائیں۔۔۔ ارحم کی
 وجہ سے شایان ہیزل سے اس کا فون نمبر نہیں لے سکا تھا۔۔۔
 شایان اور حمدان جا چکے تھے۔۔۔ ہیزل بھی اداس سامنہ بناتی اپنے کمرے
 میں آگئی۔۔۔

.....

سب کے جانے کے بعد پری بھی سیدھا اپنے کمرے میں آگئی تھی۔۔۔ آج
 اسے کسی کے جانے سے فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔ آج اسے رونا بھی نہیں آیا تھا
 ۔۔۔ لیکن کمرے میں آتے ہی پری کے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ وہ بے آواز
 رورہی تھی۔۔۔ ہلکی ہلکی سسکیوں کے ساتھ۔۔۔
 آخر کیا بات تھی جو اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی۔۔۔ ایسا کیا تھا جو
 وہ برداشت نہیں کر پارہی تھی۔۔۔ ایسا کیا تھا جس کو سوچتے بے اختیار اس
 کی آنکھوں سے آنسو بہی جا رہے تھے۔۔۔

پری نے ار حم کے قدموں کی چاپ سنی تھی۔۔۔ وہ جلدی سے واش روم کی طرف بھاگی۔۔۔ پری ار حم پہ کچھ واضح نہیں کروانا چاہتی تھی۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ار حم کو اس کی سچویشن کا پتہ چلے۔۔۔ ار حم نے اندر آتے پری کو ٹٹولا۔۔۔

پری بے بی کہاں ہو۔۔۔ ار حم پری کو پکارتے واش روم کی طرف آیا۔۔۔ بہتے پانی کی آواز سنتے وہ سمجھ چکا تھا کہ پری اندر ہے۔۔۔ ار حم واپس آتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے موبائل میں مصروف ہو چکا تھا۔۔۔

پری واش روم کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی اپنے آنسو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جو مسلسل بہتے جا رہے تھے۔۔۔ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔ کافی دیر جب پری باہر نہ آئی تو ار حم کو تھوڑی پریشانی ہوئی۔۔۔ پری تم ٹھیک ہو۔۔۔؟

ارحم دروازے کے قریب جاتے بولا تھا۔۔۔ پری نے کوئی جواب نہیں دیا
 ۔۔۔ پری دروازہ کھولو کیا تم ٹھیک ہو۔۔۔ ارحم گھبرا کر دروازہ بجانے لگا تھا
 ۔۔۔

نچ۔ جی۔ مم۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ اندر سے انتہائی کم آواز میں جواب دیا
 گیا تھا۔۔۔ نہیں تم ٹھیک نہیں ہو۔۔۔ دروازہ کھولو جلدی۔۔۔ ارحم کی
 پریشانی میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ دروازہ کھولو پری۔۔۔
 دروازہ کھولوں۔۔۔ "۔۔۔"

پری نے نہ سمجھی سے ارحم کی بات کو ریپیٹ کیا۔۔۔ ہاں دروازہ کھولو
 جلدی۔۔۔ ارحم کافی اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔ پری نے جلدی سے
 دروازہ کھولا۔۔۔ پری کا چہرہ دیکھتے ارحم کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔ اس نے
 آگے بڑھتے پری کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔
 پری تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔؟ کیا ہوا ہے۔۔۔؟ ارحم فکر مندی سے
 اس کے آنسو صاف کر رہا تھا۔۔۔

مم۔ مجھے۔ کک۔ کیا۔۔۔۔ ہوا ہے۔۔۔۔ مم۔ م۔ میں رو رہی تھی۔۔۔۔
 پری نے پھر سے ار حم کی بات کو ریپیٹ کیا تھا۔۔۔۔ پری میرا بے بی کیا ہوا
 ہے میرے بے بی کو۔۔۔۔ ار حم نے پری کے گرد حصار بنایا تھا۔۔۔۔ پری نے
 ار حم کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑا۔۔۔۔ ار حم۔ وو۔ وہ آپ۔ کک۔ کو۔۔۔۔
 میں۔۔۔۔ وہ آپ کو پتہ ہے۔۔۔۔ وہ انہوں نے۔۔۔۔ پری ار حم کے چہرے کی
 طرف دیکھتے کچھ بتانا چاہ رہی تھی۔۔۔۔ لیکن اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں
 دے رہی تھی۔۔۔۔

پری میرا بچہ میرا بے بی کیا ہوا ہے۔۔۔۔ ریلیکس میں ہوں نہ۔۔۔۔ چاوشا باش
 جلدی بتاؤ کیا ہوا ہے میرے بے بی کو۔۔۔۔ ار حم تڑپ ہی تو اٹھا تھا پری کی
 حالت پہ۔۔۔۔

ار حم۔ وو۔ وہ۔۔۔۔ پری ار حم کے سینے سے چہرہ اٹھاتے کچھ بولنے لگی تھی،
 لیکن اس کی زبان نے اس کا ساتھ نہ دیا۔۔۔۔ پری کا سر چکرایا اور وہ ار حم کے
 بازو میں ہی جھول گئی۔۔۔۔

پری۔۔ پری۔۔ اٹھو۔۔! "ارحم پاگلوں کی طرح اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔"

"

.....

ہیزل جب سے کمرے میں آئی تھی ادا سی سے چہرہ لٹکائے ایک جگہ پہ بیٹھی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کا موڈ کیوں آف ہے۔۔۔ اس نے بہت کوشش کی خود کو کسی دوسرے کام میں مصروف کرنے کی۔۔۔ لیکن کسی بھی کام میں اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

اف اللہ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔۔ کیا سوچ رہی ہوں میں۔۔۔ ہیزل جھنجھلا گئی تھی۔۔۔ کیا سچ میں شایان مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔ اگر وہ جھوٹ بول رہا ہوا تو۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں وہ جھوٹ کیوں بولے گا۔۔۔ اور اگر وہ سچ بول رہا تھا تو اسے رشتہ لانا چاہیے۔۔۔ لیکن وہ مجھ سے شادی کیوں کرے گا۔۔۔ پتہ نہیں کتنے سوال ہیزل کے دماغ میں چل رہے تھے۔۔۔

اف اللہ شایان تو میرا نمبر بھی نہیں لے سکا۔۔۔ اب میں کیا کروں گی
 ۔۔ کیا میں اب کبھی شایان سے بات نہیں کر پاؤں گی۔۔۔ پری کے
 چہرے پہ مزید ادا اسی چھا گئی تھی۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔ یہ میں کیوں شایان کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔۔۔؟
 کہیں مجھے شایان سے محبت نہیں۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ ہیزل نے جلدی سے چہرہ نفی میں ہلایا
 تھا۔۔۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر میں ادا اس کیوں ہوں۔۔۔ مجھے سمجھ
 نہیں آرہی۔۔۔ ہیزل کنفیوز ہو گئی تھی۔۔۔ میں بھلا کیوں کسی سے محبت
 کرنے لگی۔۔۔ میری طرف سے بھاڑ میں جائے۔۔۔ ہیزل پاؤں پٹختے
 اٹھی تھی۔۔۔ اس کا رخ اپنی ماما کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

.....

رضیہ بی۔۔۔ رضیہ بی۔۔۔ ماما۔۔۔ ارحم پوری قوت سے دھاڑا تھا۔۔۔ اس
 کی پری اس کے ہاتھوں میں جھول رہی تھی۔۔۔

ہیزل جوار حم کے کمرے کے پاس سے گزر رہی تھی۔۔۔ ار حم کی آواز سنتے پلٹی۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے ار حم کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔

پری۔۔۔ بھائی کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ ہیزل نے بھاگتے ار حم کی باہوں میں جھولتی پری کو دیکھا تھا۔۔۔ ہیزل پتہ نہیں دیکھوا سے کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ روتے ہوتے بے ہوش ہو گئی ہے۔۔۔ ہیزل مم۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔

ماما کو بلاؤ جلدی۔۔۔ ار حم دھاڑا تھا۔۔۔ ہیزل بھاگتی ہوئی باہر کی طرف گئی۔۔۔ اس کا رخ مہرناز بیگم کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

ار حم نے پری کو اٹھایا اور اسے بیڈ کی طرف لے کے آیا۔۔۔ پری کو بیڈ پر لٹاتے ار حم اس کے ہاتھ کی ہتھیلی کو مسل رہا تھا۔۔۔ پری کا چہرہ پسینے سے تر ہو چکا تھا۔۔۔ اس کا جسم ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔ پری آخر تمہیں ہوا کیا ہے۔۔۔

ار حم خود اتنا پریشان ہو گیا تھا کہ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔۔۔

مہرناز بیگم بھی پری کا سنتے پریشانی بھاگتے ہوئے ہیزل کے ساتھ ار حم کے کمرے میں آئی تھیں۔۔۔

ار حم کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ مہرناز بیگم نے گھبراتے ہوئے ار حم سے پوچھا تھا۔۔۔ ماما پتہ نہیں کیا ہوا ہے پری رورہی تھی۔۔۔ وہ واش روم میں رو رہی تھی۔۔۔ اور۔۔۔ اور جب میں نے دروازہ کھلوا یا تو وہ مجھے کچھ بتانے والی تھی۔۔۔ لیکن اس سے پہلے وہ بے ہوش ہو گئی۔۔۔ ماما آپ دیکھیں نا پری کو کیا ہوا ہے۔۔۔ ار حم کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا بتائے۔۔۔ تم ڈاکٹر کو فون کرو جلدی کرو۔۔۔ مہرناز بیگم نے ار حم سے کہا اور وہ بیٹھ کے پری کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔ جو اس وقت زرد پڑ چکا تھا ہیزل بیٹے پانی دو۔۔۔ ہیزل نے جلدی سے گلاس میں پانی ڈالا اور مہرناز بیگم کی طرف بڑھایا۔۔۔ مہرناز بیگم نے پری کے چہرے پہ پانی کے چھینٹے مارے۔۔۔ ان سے بھی پری کو کوئی فرق نہیں پڑا۔۔۔ وہ اسی طرح دنیا سے بیگانی سدھ بدھ پڑی رہی۔۔۔

حمزہ صاحب اور زمل بیگم بھی شور کی آواز سنتے ار حم کے کمرے کی طرف
آئے تھے۔۔۔

.....

لیڈی ڈاکٹر آچکی تھی۔۔۔ اور اب وہ پری کا چیک اپ کر رہی تھی۔۔۔ ار حم
اسی طرح پری کا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں کے کنارے
بھیک چکے تھے۔۔۔ اس سے اپنے بے بی کی حالت برداشت نہیں ہو رہی
تھی۔۔۔

ڈاکٹر پری کے چہرے کا معائنہ کرتے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ ڈاکٹر کیا ہوا ہے
پری کو۔۔۔؟۔۔۔ ار حم ان سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

دیکھیں انہوں نے کسی چیز کی بہت زیادہ اٹینشن لی ہے۔۔۔ جس کی وجہ
سے ان کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا۔۔۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آخر ان
کو کیا پریشانی ہے۔۔۔ ایسی کون سی بات ہے جس کو یہ اتنا زیادہ سوچ رہی ہیں
۔۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ اتنی کم اتج میں ان کو کوئی پریشانی یا کوئی ٹینشن ہونی

چاہیے۔۔۔ جس کو یہ مسلسل اپنے ذہن پہ سوار کر لیں۔۔۔ ڈاکٹر اپنی بات بولتے خاموش ہو چکی تھی۔۔۔ اب اسے مقابل کے جواب کا انتظار تھا

جہاں ڈاکٹر کی بات پہ ارحم کو جھٹکا لگا تھا، وہیں مہرناز بیگم، ہیزل، حمزہ صاحب، اور زمل بیگم، بھی کافی حد تک حیران ہو چکے تھے۔۔۔ ان سب کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ پری ایسی کون سی بات کی ٹینشن لے رہی ہے۔۔۔ کہ اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا۔۔۔

نہیں ڈاکٹر ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ پری نے کسی بات کی ٹینشن نہیں لی۔۔۔ ارحم بے یقینی کی کیفیت میں بولا تھا۔۔۔ اسے واقعی یقین نہیں آرہا تھا کہ پری کسی چیز کی اتنی زیادہ ٹینشن بھی لے سکتی ہے۔۔۔ کہ اس حالت تک پہنچ جائے۔۔۔

جی نہیں انہوں نے کسی بات کی بہت زیادہ ٹینشن لی ہے۔۔۔ پچھلے دو دنوں سے یہ مسلسل کسی بات کی ٹینشن لے رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے ان کا یہ

حال ہوا ہے۔۔ شاید انہوں نے آپ کو نہ بتایا ہو۔۔ کیا آپ نے بھی ان کے بدلے روپے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔۔ ڈاکٹر نے پھر سے سوال کر ڈالا تھا۔۔ اور ارحم کے پاس کسی بھی سوال کا جواب نہیں تھا۔۔ وہ تو بے یقینی کی کیفیت میں بیٹھا تھا۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ پری کسی بات کی اتنی ٹینشن بھی لے سکتی ہے۔۔ خرابات کیا تھی۔۔؟۔۔



اب آپ کو ان کا بہت سارا خیال رکھنا ہے۔۔ ان کو ہر طرح کی پریشانی ہر طرح کے ڈپریشن سے دور رکھیں۔۔ کوشش کریں کہ ان کو گھر کے معاملات سے بھی دور رکھیں۔۔ گھر کے معاملات کی وجہ سے بھی اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔۔ تو آپ کوشش کریں کہ ان کے سامنے کم ڈسکشن کریں۔۔۔۔۔ ورنہ ان کے لیے بڑا مسئلہ بھی بن سکتا ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر سمجھ گئی تھی

کچھ ہی دیر میں شایان اور حمدان لاہور پہنچ چکے تھے۔۔۔ گھر پہنچتے ہی حمدان کی گاڑی جو ہی گھر کے گیراج کے اندر آئی میرم سیڑھیوں سے دوڑتی ہوئی نیچے آئی۔۔۔ اور حمدان حمدان پکارنے لگی۔۔۔

حمدان ابھی گاڑی سے اتر ہی تھا کہ میرم بھاگ کے اتی ہے اس کے گلے لگ گئی۔۔۔

شایان دوسری سائیڈ سے نکلتا گلا کھنگارتا اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ اس نے یہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔۔۔ یہ اسکے بھائی اور بھابھی کی کافی لونگ ملاقات تھی اب وہ کباب میں ہڈی بنتا اچھا تو نہیں لگتا "Distance" تھانا۔۔۔ حمدان نے شایان کو گھورا۔۔۔ جو گلاتو ایسے کھنگار کی گیا تھا جیسے حمدان کسی اپنی معشوقہ سے مل رہا ہو۔۔۔۔۔

کیوں آئے ہیں آپ۔۔۔ واپس چلے جائیں یہاں سے۔۔۔ ابھی واپس مڑ جائیں۔۔۔ میرم نے پیچھے ہوتے باہر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ حمدان نے میرم کی انگلی کے تعاقب میں نظریں گھمائیں۔۔۔

میں واپس چلا جاؤں۔۔۔ حمدان نے اپنی طرف انگلی سے اشارہ کیا تھا۔۔۔
 کیوں یہاں کوئی اور بھی ہے کیا۔۔۔ جسے میں بول رہی ہوں۔۔۔ میرم
 منہ پھلاتے بولی تھی۔۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا میں واپس چلا جاؤں۔۔۔
 کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔۔۔ میرے آنے پہ۔۔۔ حمدان نے صدمے
 کی حالت میں پوچھا تھا۔۔۔

نہیں مجھے بالکل بھی خوشی نہیں ہوئی۔۔۔ آپ واپس چلے جائیں ابھی کے
 ابھی۔۔۔ میرم نے دوبارہ سے باہر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ لگتا ہے اس
 دفعہ کچھ زیادہ ہی ناراض ہو۔۔۔ کوئی بات نہیں چلو اندر میں تمہیں منالوں
 گا۔۔۔ حمدان نے میسنا بننے کی کوشش کی تھی۔۔۔

نہیں مجھے نہیں ماننا۔۔۔ آپ جہاں سے آئے ہیں وہاں واپس چلے جائیں۔۔۔
 ابھی اور اسی وقت۔۔۔ میرم غصے سے گویا ہوئی تھی۔۔۔

میرم ڈارلنگ میری بات تو سونو یار۔۔۔ حمدان میرم کی بازو پکڑتے بولا۔۔۔
 لیکن اسی پل میرم نے حمدان کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

نہیں ہوں میں آپ کی ڈارلنگ۔۔۔ آپ مجھے ہاتھ بھی مت لگائیں۔۔۔
 ناراض ہوں میں آپ سے۔۔۔ آپ کو میری ذرا پروا نہیں ہے۔۔۔ آپ
 مجھے اکیلا چھوڑ گئے تھے۔۔۔ کتنا مس کیا میں نے آپ کو۔۔۔ میرم ایک ہی
 دفعہ میں سارے شکوے کر گئی تھی۔۔۔

میں نے کہا نہ میں اپنی ڈارلنگ کو منالوں گا۔۔۔ تم اندر تو چلو۔۔۔ حمدان
 میرم کو پیار کرتے بولا تھا۔۔۔ آپ ہر دفعہ ایسے ہی کرتے ہیں۔۔۔ میرم
 روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔۔

میرم آج تم کچھ زیادہ ڈرامے نہیں کر رہی۔۔۔ حمدان شرارت سے بولا تھا
 ۔۔۔ اس بات سے بے خبر کہ اسکی یہ شرارت اسی کے گلے پڑنے والی ہے
 ۔۔۔

کیا میں ڈرامے کر رہی ہوں۔۔۔ میرم نے حمدان کو گھورا۔۔۔ مجھے نہ آپ
 سے بات ہی نہیں کرنی۔۔۔ آپ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔ میرم پیر
 پختی اندر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

"!میرم ڈار لنگ میری بات تو سونو۔۔۔"

"لیلیٰ مجنو۔۔۔"

😊 لیلیٰ آگے آگے۔۔۔ مجنو پیچھے پیچھے۔۔۔

.....

پری کے ہاتھ نے ہلکی سی حرکت کی تھی۔۔۔ ارحم نے بے چینی سے پری کا ہاتھ تھاما۔۔۔ پری۔۔۔ "میرا بے بی کیسا ہے۔۔۔ پری نے ابھی آنکھیں بھی نہیں کھولی تھیں۔۔۔ اور ارحم اسے پکارنے لگا تھا۔۔۔"

پری میرا بے بی ناراض ہے مجھ سے۔۔۔ پری میرا بے بی کیا ہوا ہے۔۔۔ ارحم پری کے چہرے کے قریب جھکتے بولا تھا۔۔۔ بے اختیار اس کی انگلیاں اٹھیں اس نے دھیرے سے پری کے لبوں کو چھوا تھا۔۔۔ پری ہلکا سا کسمسائی تھی۔۔۔ پری میرا بے بی اٹھ بھی جاؤ نا۔۔۔ میں اپنے بے بی کو لائیو پیار کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ ارحم نے پری کے کان میں سرگوشی کی تھی

۔۔۔ ار حم۔۔۔! "پری نے دھیرے سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔ جی ار حم کی جان۔۔۔؟ ار حم نے پری کی آواز سنتے فوراً سے جواب دیا تھا۔۔۔

ار حم نے پیار سے پری کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا۔۔۔ ار حم آپ میرے پاس ہیں۔۔۔ پری کی آنکھوں میں نمی درائی تھی۔۔۔ پری میں اپنے بے بی کے پاس ہی ہوں۔۔۔ ار حم نے اس کے چہرے پہ انگلیاں رب کرتے کہا تھا۔۔۔

ماما کہاں ہیں۔۔۔؟۔۔۔ پری نے چہرہ گھمانے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی کوشش ناکام ہو گئی تھی۔۔۔ وہ کافی حد تک کمزور محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ماما، ہیزل، زمل آنٹی، سب یہیں تھے۔۔۔ میرے بے بی کے پاس۔۔۔

میں نے ابھی ابھی ان کو بھیجا ہے۔۔۔ تاکہ میں اپنی بے بی سے پیار کر سکوں۔۔۔

پتہ ہے بے بی میں کتنا اداس ہو گیا تھا کیا ہوا تھا میری بے بی کو۔۔۔ ہم ہم
 --- ار حم آپ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائیں گے نہ۔۔۔ پری نے ار حم کے
 سوالوں کا جواب دیے بغیر اپنا سوال ڈالا۔۔۔
 میں کیوں اپنی پری کو چھوڑوں گا۔۔۔ ار حم ناراضگی سے بولا تھا۔۔۔ اور یہ
 کیسی باتیں کر رہی ہو تم۔۔۔ ار حم نے مصنوعی غصہ دکھایا تھا۔۔۔ نہیں
 آپ وعدہ کریں کہ آپ مجھے کبھی ان کی طرح نہیں چھوڑیں گے۔۔۔
 پری کن کی طرح تم کن کی بات کر رہی ہو۔۔۔؟ ار حم نہ سمجھی سے بولا تھا
 --- آپ بس میرے ار حم ہیں۔۔۔ پری نے پھر سے ار حم کے سوال کو
 اگنور کیا تھا۔۔۔ پری نے لرزتے ہاتھ بڑھاتے ار حم کے گرد ہسار بنایا تھا
 --- وہ اس کے سینے میں چھپ سی گئی تھی۔۔۔ ار حم سمجھ گیا تھا کوئی تو
 ایسی بات ہے جو پری کو کافی حد تک پریشان کر رہی ہے۔۔۔ اور آخر پری
 اس بات کو چھپا کیوں رہی ہے۔۔۔ ایسی کیا بات ہے جو کسی پہ واضح نہیں
 ہونے دے رہی۔۔۔

سب کھانے کے ٹیبل پہ بیٹھے تھے۔۔۔ میرم بھاگ بھاگ کے کھانا سرو کر رہی تھی۔۔۔ آج اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔۔۔ اس نے حمدان کی پسند کی ساری ڈیشنز بنائی تھیں۔۔۔ سپیشل میٹھا بھی حمدان کی پسند کا ہی بنایا تھا۔۔۔ جہاں حمدان کے لبوں سے مسکراہٹ نہیں جا رہی تھی۔۔۔ وہاں شایان اس کی مسکراہٹ پہ جل بھن رہا تھا۔۔۔ آج پہلی بار اسے حمدان سے جیلیسی فیل ہو رہی تھی۔۔۔ آخر اسے بھی بیوی چاہیے تھی۔۔۔ جو اس کے لیے مزے مزے کے کھانے بناتی۔۔۔ اس کا انتظار کرتی۔۔۔ اور میرم کی طرح اس کو آکر ہگ کرتی۔۔۔ شایان سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

تم کیا سوچ رہے ہو۔۔۔ حمدان نے شایان کو خاموش دیکھ سوال کیا تھا۔۔۔ میں بھی سوچ رہا تھا تمہارے لیے بھا بھی لے آؤں۔۔۔ شایان کے بات کرنے کی دیر تھی فریجہ بیگم اور سکندر صاحب نے بیک وقت شایان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ کیا تم سیریس ہو۔۔۔؟

سکندر صاحب گویا ہوئے تھے۔۔۔ جی بابا بالکل میں سیریس ہوں مجھے بھی شادی کرنی ہے۔۔۔ شایان کافی سیریس انداز میں بولا تھا۔۔۔

تو ٹھیک ہے پھر میں آج ہی رشتہ والی سے بات کرتی ہوں وہ کوئی اچھا سا رشتہ دکھا دے۔۔۔ فریحہ بیگم نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔

نہیں ماما آپ کو میرے لیے رشتہ دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

ڈھونڈ چکا ہوں۔۔۔ بس مجھے کچھ دن دیں پھر "Alrady" رشتہ میں میں آپ لوگوں کو اس سے ملوا بھی دوں گا۔۔۔ شایان خود کو کھانے میں مصروف کرتا بولا تھا۔۔۔ شاید اس کا کھانے کی ٹیبل پہ دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

حمدان نے شایان کو گھور کر دیکھا۔۔۔ کیا میں جان سکتا ہوں کہ تم کس کی بات کر رہے ہو۔۔۔ حمدان نے آنکھیں چھوٹی کی تھی۔۔۔

ہاں ضرور بلکہ جاننے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ تم اور آلریڈی اسے جانتے ہو۔۔۔ اور خبردار اگر اب تم نے کسی کے سامنے نام لیا تو۔۔۔ ورنہ میں تمہارا حشر نشر کر دوں گا۔۔۔ شایان نے دھمکی دی تھی۔۔۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ

سکتے۔۔ اگر میں سب کو بتا بھی دوں تو۔۔۔ حمدان نے بھی دو ٹوک جواب دیا تھا۔۔۔

حمدان اب بھی میٹھا بھی لیں نا۔۔ میں نے سپیشل آپ کے لیے بنایا ہے۔۔۔ میرم اپنی دھن میں بولی تھی۔۔۔ اوو میرم تم کتنی اچھی ہو۔۔۔ حمدان دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔۔۔ لیکن شایان کے دل میں جو آگ لگ گئی تھی، وہ صرف شایان ہی جانتا تھا۔۔۔ شایان پیر پٹختے اٹھا تھا۔۔۔

تمہیں کیا ہوا سکندر صاحب نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔ میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔۔۔ مختصر سا جواب دیتے شایان لمبے لمبے ڈگ بھرتا جا چکا تھا۔۔۔

اسے کیا ہوا۔۔؟۔۔ فریحہ بیگم نے حمدان سے پوچھا تھا۔۔ حمدان نے شاہ نے اچکائے۔۔۔ حمدان سمجھ گیا تھا کہ اسے کیا ہوا ہے اسی لیے وہ اپنے لب دانتوں تلے دبا گیا تھا۔۔۔

اب بھائی کی بیوی نہ ہو تو کیا بندہ اپنی بیوی سے بھی پیار نہ کرے۔۔۔ واہ "

"! شایان میاں واہ۔۔۔

.....

شایان کب سے اپنے کمرے میں آیا ٹیرس پہ چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔ اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔۔۔ اور اب اس کا کسی بھی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ آخر کیوں۔۔۔؟

اگر ار حم میری پری کا شوہر نہ ہوتا تو اب تک میں اس کا قتل کر چکا ہوتا شایان نے دانت پیتے تھے۔۔۔ ار حم کی وجہ سے شایان ہیزل سے نمبر نہیں لے سکا تھا۔۔۔ جس کا غصہ وہ اب ار حم پہ ہی نکالنے والا تھا۔۔۔

"! شایان نے کمرے میں اتے ہیں موبائل پکڑا اور ار حم کو کال ملائی۔۔۔ پچھلے تین منٹ سے شایان ار حم کو کال ملا رہا تھا۔۔۔ لیکن ار حم پتہ نہیں کہاں غرق ہو گیا تھا، جو اس کا فون ہی نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔

شایان نے موبائل کو گھور کر دیکھا تھا جیسے موبائل کی جگہ ارحم ہو۔۔۔
 ارحم میں نہیں چاہتا کہ تم میرے ہاتھ سے ضائع ہو جاؤ۔۔۔ شایان نے
 بڑبڑاتے مہرناز بیگم کو کال ملائی تھی۔۔۔ پہلی بیل پہ ہی کال اٹھالی گئی تھی

"!اسلام علیکم آنٹی۔۔۔"

شایان نے شریفوں کی طرح سلام بلایا تھا۔۔۔
 وعلیکم السلام۔۔۔!" بیٹا پہنچ گئے آپ لوگ لاہور۔۔۔ مہرناز بیگم نے اپنی
 طرف سے سوار داغہ تھا۔۔۔

جی آنٹی ہم پہنچ گئے کافی دیر سے۔۔۔ وہ مجھے آپ سے ایک کام تھا۔۔۔
 شایان نے ڈائریکٹ مودے کی بات کی تھی، وہ بات کو زیادہ لمبا نہیں کرنا
 چاہتا تھا۔۔۔

"جی جی بیٹا بولو میں سن رہی ہوں۔۔۔"

آنٹی وہ دراصل مجھے ہیزل کافون نمبر چاہیے تھا۔۔۔ شایان نے بلا جھجک کہا تھا۔۔۔

اوو تو مطلب تمہیں ارحم نے نمبر بھی نہیں لینے دیا۔۔؟۔۔ مہرناز بیگم شاید مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔ مطلب آپ بھی جانتی ہیں۔۔۔ شایان کافی حد تک حیران ہوا تھا، لیکن اس نے ظاہر نہیں کروایا تھا۔۔۔
جواباً مہرناز بیگم بھی مسکرا دی تھیں۔۔۔ اب میں آپ کی مسکراہٹ کا کیا مطلب سمجھوں شایان نے آئی برواچکائی تھی۔۔۔ شایان میں تمہیں انکار نہیں کر سکتی۔۔۔ آخر تم بھی میرے بیٹے ہو۔۔۔ مہرناز بیگم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔ یہاں شایان کے لبوں پہ بھی گہری مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

۔۔۔ "I'm waiting" تو پھر دیر کس بات کی ہے۔۔۔

ویسے تم کچھ زیادہ جلدی نہیں کر رہے۔۔۔ مہرناز بیگم شایان کی جلدیاں دیکھتے بولی تھیں۔۔۔ توبہ کریں آنٹی آٹھ گھنٹے ہو گئے ہیں۔۔۔ اور آپ بول

ہیزل رانگ چیئر پہ بیٹھی موو کر رہی تھی۔۔۔ اس کا کسی بھی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ "بورنگ، بورنگ، اور بورنگ"۔۔

ہیزل کے فون کی بیل بجی تھی۔۔۔ ہیزل نے بورنگ سے انداز میں پلٹتے موبائل پکڑا۔۔۔ موبائل پہ ان نون نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔

ہیزل نے انتہائی بیزاری سے فون اٹھاتے کان سے لگایا تھا۔۔۔ اس کے سماعتوں سے آواز ٹکرائی۔۔۔

"!السلام علیکم کیسی ہیں جناب۔۔۔"

بے اختیار نے موبائل پیچھے کرتے نمبر دیکھا۔۔۔ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ کیا میں جواب کی توقع رکھ سکتا ہوں۔۔۔ شایان نے جواب نہ پاتے دوبارہ سے مخاطب کیا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام جی آپ کون۔۔۔!" ہیزل نے جان بوجھ کے نہ سمجھی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔ جی میں بندہ نہ چیز آپ کا ہونے والا شوہر۔۔۔ شایان پورے حق سے بولا تھا۔۔۔ اور اب اسے مقابل کے جواب کا انتظار تھا

۔۔۔۔۔ جی لیکن میں آپ کو نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں۔۔۔۔۔ ہیزل
شرارت سے بولی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ اتنے حق سے اسے شایان ہی بلا
سکتا ہے۔۔۔۔۔

اوو تو تم مجھے نہیں جانتی۔۔۔ شایان ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔۔ کوئی
بات نہیں میں تعارف کروادیتا ہوں۔۔۔ میں شایان سکندر "ہیزل حمزہ" کا
ہونے والا شوہر، بہت جلد ہیزل حمزہ سے "ہیزل شایان" بننے والی ہے
۔۔۔ بہت جلد یہ حسینہ میری دسترس میں آنے والی ہے۔۔۔ شایان نے
بہت خوبصورتی سے اپنا تعارف کروایا تھا۔۔۔ اور ساتھ ساتھ ہی ہیزل کا
تعارف بھی خود ہی کروادیا تھا۔۔۔

ہیزل نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک منٹ کہیں تم شرماتاؤ نہیں رہی
۔۔۔ ارے نہیں نہیں یار خبردار اگر تم شرمائی تو۔۔۔ مجھے شرمانے والی
لڑکی بالکل بھی نہیں چاہیے۔۔۔ یار یہ شرمانے والی لڑکیاں نہ رو مینس کا بیڑا
غرق کر دیتی ہیں۔۔۔ شایان بے شرمی کے سارے ریکارڈ توڑتے کہا تھا

-- ہیزل شرم سے لال پیلی ہو گئی تھی۔۔۔ کیا آپ نے یہ بات بتانے کے لیے فون کیا ہے۔۔۔ اس سارے دورانہ میں ہیزل دوسری دفعہ بولی تھی۔۔۔

تو تمہیں کیا لگا تھا کہ میں تمہیں اس وقت فون کر کے تمہارے ساتھ بچوں کے نام ڈیساؤڈ کروں گا۔۔۔ شایان شرارت سے بولا تھا۔۔۔ اللہ شایان کتنے بے شرم ہیں آپ۔۔۔ ہیزل جھنجھلاتے بولی تھی۔۔۔ اگر اب دوبارہ آپ نے کوئی اس طرح کی بات کی تو میں کال کاٹ دوں گی۔۔۔ ہیزل نے دھمکی دی۔۔۔

اچھا یار مذاق کر رہا تھا۔۔۔ تم نے تو برا ہی مان لیا۔۔۔ اچھا بتاؤ لاہور کب آرہی ہو۔۔۔ ابھی میں کچھ دن یہیں پہ رکنے والی ہوں۔۔۔ ہیزل نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے ابھی تم کچھ دن وہیں رکنے والی ہو۔۔۔؟ میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔۔۔ بس تم جلد از جلد لاہور آؤ۔۔۔

کوئی زبردستی ہے کیا۔۔؟۔۔ ہیزل نے آئی برواچکائی۔۔ نہیں زبردستی نہیں ہے حکم ہے۔۔ اور اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو میں زبردستی کرنے پہ اتر آؤں گا۔۔ اور میری زبردستی تم سے برداشت نہیں ہوگی۔۔ اسی لیے عزت سے جلد از جلد لاہور پہنچو۔۔ شایان انتہائی شرارتی لہجے میں بولا تھا۔۔

میں لاہور کیوں آؤں۔۔ اور میرے لاہور آنے سے آپ کو کیا لگے۔۔ پتہ نہیں ہیزل نے کیا سوچتے یہ سوال کیا تھا۔۔ تم جانتی ہو میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔ اور میں یہ نہیں جانتا کہ تم انجان بننے کی کوشش کیوں کر رہی ہو۔۔ تم میرے لیے سب سے بڑھ کر ہو۔۔ شاید شایان نے اپنی فیلنگ کا اظہار کیا تھا۔۔۔

"شایان کیا واقعی میں آپ کے لیے سب سے بڑھ کر ہوں۔۔؟"

اس دنیا میں والدین سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، لہذا شادی کریں اور والدین بن جائیں۔۔۔ شایان نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دو باتے کہا تھا۔۔۔ ہیزل کا چہرہ ایک دفعہ پھر شرم سے لال پیلا ہو گیا تھا۔۔۔ اگر اب دوبارہ شرمانے کی کوشش کی تو اس بندہ نہ چیز سے کوئی گستاخی ہو جائے گی۔۔۔ اور میں نہیں چاہتا کہ اپنے پورے حق سے پہلے میں کوئی گستاخی کروں۔۔۔

اس دفعہ مقابل کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔ یہ ہیزل کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔۔

کیا ہوا کیا سوچ رہی ہو۔۔۔ شایان نے جواب نہ پاتے سوال کیا تھا کچھ نہیں۔۔۔ ہیزل ہڑبڑا گئی تھی۔۔۔ کک کچھ۔۔۔ نہیں۔۔۔

ہاں بس تم جلدی سے لاہور پہنچ جاؤ۔۔۔ تاکہ میں تمہارے گھر رشتہ لے کر آسکوں۔۔۔

اگر میں نے انکار کر دیا تو۔۔۔ اب ہیزل کی تنگ کرنے کی باری تھی۔۔۔
 شایان کب سے اسے تنگ کر رہا تھا۔۔۔ آخر یہ ہیزل کا بھی حق تھا۔۔۔
 تمہارے پاس انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔۔۔ اور ہونی بھی نہیں
 چاہیے۔۔۔ اور اگر تم نے انکار کیا، تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔
 تمہیں مارنے کے بعد میں خوبصورت سی لڑکی سے شادی کروں گا۔۔۔ جو
 تم سے زیادہ خوبصورت تو نہیں ہوگی، لیکن ہاں خوبصورت ضرور ہوگی
 ۔۔۔ شایان نے بے فکری سے پورا جواب دیا تھا۔۔۔
 ہیزل کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔ کیا آپ مجھے مار دیں گے۔۔۔ ہیزل شایان
 کی بات سنتے صدے میں چلی گئی تھی۔۔۔
 ہاں بالکل میں تمہیں مار دوں گا۔۔۔ لیکن جس طرح تم سوچ رہی ہو میں
 تمہیں اس طرح نہیں ماروں گا۔۔۔ اب کی بار بھی لہجہ لاپرواہہ سا تھا۔۔۔
 تو پھر کیسے ماریں گے آپ۔۔۔؟۔۔۔ ہیزل روہانسی ہوتی ولی تھی۔۔۔

ویسے میں اپنی پر سنل باتیں کسی کو بتاتا نہیں ہوں۔۔۔ لیکن تم میری ہونے والی بیوی ہو تو اسی لیے میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔۔۔

میں سب سے پہلے تمہیں کڈنیپ کروں گا۔۔۔ اس کے بعد۔۔۔ اس کے بعد جو میں کروں گا، وہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔ اور اس کے بعد میں تمہیں مار دوں گا۔۔۔ اور پھر اس کے بعد میں ایک خوبصورت سی لڑکی تلاش کروں گا، اور پھر اس سے شادی کروں گا۔۔۔ شایان نے پوری تفصیل سے بات بتائی تھی۔۔۔

جیسے جیسے شایان بولتا گیا تھا، ہیزل کا حیرت سے منہ مزید کھلتا گیا تھا۔۔۔ شایان آپ بہت برے ہیں۔۔۔ مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔۔ ہیزل ناراض ہوتے بولی تھی۔۔۔

ارے ہیزل میری جان میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔۔ میں بھلا تمہیں کیوں ماروں گا۔۔۔ اور اگر میں تمہیں مار بھی دوں تو میں شادی کس سے کروں گا۔۔۔ تم ہی میری پہلی اور آخری محبت ہو۔۔۔ تمہیں مارنا تو دور کی بات میں

تمہیں تکلیف بھی نہیں دے سکتا۔۔۔ اور تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں
 "۔۔۔؟"

نہیں مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی۔۔۔ ہیزل منہ کا نقشہ بگاڑتے بولی
 تھی۔۔۔ آپ کا کیا بھروسہ آپ سچ میں مجھے مار دیں۔۔۔ پتہ نہیں کیوں
 ہیزل کو شایان کی باتیں سچ لگی تھیں۔۔۔ سچ میں وہ ڈر گئی تھی اگر شایان
 نے واقعی اسے مار دیا تو۔۔۔

ہیزل ڈارلنگ میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔ بتاؤں ہا ہوں میں تم سے محبت کرتا
 ہوں۔۔۔ اور جن سے محبت کی جاتی ہے انہیں تکلیف نہیں دی جاتی۔۔۔
 اور تم مارنے کی بات کر رہی ہو۔۔۔ میں جسٹ ایک چھوٹا سا مذاق کر رہا تھا
 ۔۔۔

شایان کی بات سننے ہیزل کے لبوں کو بھی گہری مسکراہٹ نے چھوا تھا
 ۔۔۔ اگر اب تم حکم دو تو کیا میں راز کی بات بتاؤں۔۔۔ شایان نے دوبارہ
 سے اجازت چاہی تھی۔۔۔

”جی جی ضرور۔۔۔

زل میں نے پہلی دفعہ تمہیں لاہور میں دیکھا تھا۔۔۔ میں صبح افس کے لیے جا رہا تھا اور تم بھی شاید اپنے بابا کے ساتھ کہیں جا رہی تھی۔۔۔ کافی زیادہ ٹریفک تھی اور شاید وہ ٹریفک تمہارے چہرے کے بگڑتے زاویوں کا سبب بھی بن رہی تھی۔۔۔ تم ٹریفک کو دیکھتے کافی عجیب عجیب چہرے بنا رہی تھی۔۔۔ اور تمہیں پتہ ہے کچھ دیر بعد تم میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔۔۔ اور تمہیں پتہ ہے اس دن پوری رات میں سو نہیں سکا تھا میری آنکھوں کے اگے بار بار صرف تمہارا چہرہ اڑتا تھا اور میں بالکل بھی نہیں جانتا تھا کہ تم کبھی اس طرح میرے سامنے آ جاؤ گی تم ارحم کی کزن نکلو گی۔۔۔

شایان کی بات سنتے ہی زکوانج سے کچھ دن پہلے والا منظر یاد آیا تھا جب وہ حمزہ صاحب کے ساتھ افس جارہی تھی۔۔۔ اس کے چہرے پہ بھی کچھ حیرانی کی شکلیں دوڑی تھیں۔۔۔

مجھے جب پہلی نظر میں ہی تم سے محبت ہو گئی تھی اور میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اللہ تعالیٰ اتنی آسانی سے میری محبت کو مجھے ملو ادے گا تم ارہم کی بہن ہو اور تم سے شادی کرنا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔۔۔ شایان نے ایک ایک کر کے اپنے دل کی ہر بات کھول دی تھی۔۔۔ ہیزل نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموش رہی۔۔۔ ہیزل کیا تمہیں بھی مجھ سے محبت ہے شایان کی آواز میں ایک اس تھی ایک امید تھی۔۔۔

شاید ہاں نہیں میں نہیں جانتی۔۔۔ ہیزل کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کیا جواب دے۔۔۔ محبت تو آپ کو بھی ہو گئی ہے مسز شایان لیکن آپ اقرار

نہیں کر پار ہیں۔۔۔ شایان نے صرف سوچا تھا۔۔۔ وہ اپنے دماغ کی بات
لبوں پہ نہیں لاسکا تھا۔۔۔

جی میں بھی ابھی کچھ دیر میں سونے ہی وادی ہوں۔۔۔ اور ہاں صبح مجھے تمہاری کال کا انتظار رہے گا اور تم یہ بالکل بھی مت سوچنا کہ تم کال نہیں کرو گی تو میں بھی تمہیں کال نہیں کروں گا اگر تم نے مجھے کال نہ کی تو میں خود تمہیں کال کر لوں گا اور کال نہ اٹھانے کی غلطی تو بالکل بھی مت کرنا ورنہ تم جانتی ہو میں تمہاری سات کیا کر سکتا ہوں شایان نے دوبارہ سے دھمکی لی تھی۔۔۔

تھا اب ہنس کیوں رہے ہیں۔۔۔ ہزل کو شایان کی ہنسی کی وجہ کچھ سمجھ نہیں
اٹی تھی۔۔۔

یار وہ دراصل میں اپنی بے وقوف بیوی کی باتوں پہ ہنس رہا تھا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔
شایان دوبارہ سے ہسا تھا۔۔۔

کک۔ کون سی بیوی۔۔۔

ہے ایک سیل جس کو میرے جذبات کی بالکل بھی قدر نہیں ہے شایان
نے بڑے دکھی سے انداز میں بتایا تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے ایک اپ کی ہونے والی بیوی تو میں نہیں تھی کیا پہلے سے
شادی شدہ ہیں رزل نے پورا جملہ بولنے کے بعد اپنے جملے پہ غور کیا تھا
۔۔۔ ایک تو ہے زل بھی نا غلط جگہ پہ غلط بات بول دیتی ہے۔۔۔

ہا ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔ ارے جناب کیا بات کر دیا آپ نے۔۔۔ میں مذاق کر رہا
ہوں میری ہونے والی بیوی تم ہی ہو اور میں تمہاری بات پہ ہی ہنس رہا تھا

۔۔۔ ہا ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔ شایان دوبارہ سے ہنستے بولا تھا زیادہ ہنسنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کے کناروں میں پانی جمع ہو گیا تھا۔۔۔

شایان بہت برے ہیں اپ مجھے اپ سے بات ہی نہیں کرنی اللہ حافظ۔۔۔

ہیزل بیچاری خود شرمندہ ہو گئی تھی وہ شایان کو کیا کہتی ہے۔۔۔

سیدھی طرح کا ہونا اپنی کہی ہوئی بات پہ شرم ا رہی ہے مجھے برا کیوں بول رہی ہو۔۔۔ میں تو اتنا شریف ہوں صرف اپنی بیوی سے رومینٹک باتیں کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن میری ہونے والی بیوی اف۔۔۔ شایان

صدے کی حالت میں بولا تھا۔۔۔

ہے جلدی موبائل کو گھورتے ٹک سے کال کاٹی تھی۔۔۔ شایان نے

موبائل کان سے پیچھے کرتے دیکھا مسز شایان تو شرمائی۔۔۔ اس کے لبوں

پہ دوبارہ سے مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ یار تم تو ابھی سے اتنا شرم مار ہی ہو نہ

جانے بعد میں کیا ہو گا شایان بڑوڑاتے کمرے میں آیا تھا۔۔۔

حیدر کول کاٹتے کمرے سے باہر جانے کی تیاری کرنے لگی تھی۔۔۔ اسے اپنے جسم میں عجیب سی سنسناہٹ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ کیا یہ سب شایان کی باتوں کا اثر تھا۔۔۔ کیا واقعی سے شایان سے محبت ہو گئی تھی

● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ●

تقریباً 10 بج رہے تھے۔۔۔ اور پری کافی گہری نیند سو رہی
 ۔۔۔ ار حم اس کے قریب ہی بیٹھا آفس کا کام کر رہا تھا۔۔۔ وہ پچھلے کافی
 دنوں سے آفس نہیں جا پا رہا تھا۔۔۔ اور اب پری کی طبیعت خراب تھی
 اب تو وہ بالکل بھی نہیں جاسکتا تھا۔۔۔

ار حم کب سے کام کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بار بار اس کی نظریں پری
 کی طرف جا رہی تھیں۔۔۔ وہ سوتی ہوئی بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔۔۔ اور
 ار حم کی پری کافی حد تک کمزور بھی ہو چکی تھی۔۔۔

اپنی سوچوں میں گم ار حم اس کا چہرہ تکنے میں مصروف تھا۔۔۔ کہ اچانک
 پری کی چیخ نکلی۔۔۔ وہ چیختے ہوئے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

ار حم جو کب سے پری کی طرف ہی دیکھ رہا تھا، اس نے جلدی سے پری کو
 تھاما۔۔۔ پری کیا ہوا تمہیں۔۔۔ اس نے پری کے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے
 پوچھا تھا۔۔۔ جو اس وقت پسینے سے تر ہو چکا تھا۔۔۔

ارحم۔۔ارحم۔۔آپ۔۔آپ یہاں پہ ہی ہیں۔۔آپ مجھے چھوڑ گئے تھے۔۔آپ کو پتہ ہے آپ مجھے چھوڑ گئے تھے۔۔سب کی طرح۔۔آپ نے کہا تھا آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔۔لیکن آپ پھر بھی چلے گئے تھے۔۔آپ۔۔

پری مضبوط گرفت سے ارحم کی بازو پکڑتے نہ جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی۔۔پری میری جان میرا بے بی میں یہیں پہ ہوں۔۔میں کہیں پہ نہیں گیا۔۔ادھر میری طرف دیکھو۔۔ارحم نے پریشانی سے اس کا چہرہ تھاما تھا۔۔

نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔آپ بہت برے ہیں۔۔آپ بھی سب کے جیسے نکلے۔۔آپ۔۔آپ نے کہا تھا آپ نہیں جائیں گے۔۔لیکن آپ پھر بھی چلے گئے۔۔پری مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔ارحم پری کی کنڈ لیشن پہ کافی حد تک پریشان ہو گیا تھا۔۔

پری تم نے ضرور کوئی خواب دیکھا ہے۔۔۔ میں تمہارے پاس ہوں دیکھو
 تمہارا ارحم تمہارے پاس ہے۔۔۔ یہ دیکھو یہیں پہ بیٹھا ہوں میں کب سے
 تمہارے پاس ہی ہوں۔۔۔۔

نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔ آپ چلے گئے تھے۔۔۔ آپ ابھی
 واپس آئے ہیں نا۔۔۔ آپ چلے گئے تھے۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ سب بھی چلے
 گئے تھے۔۔۔

آ۔۔۔ آپ کو پتہ ہے، ان سب۔۔۔ وہ۔۔۔ ان سب نے بھی مجھے چھوڑ دیا
 تھا۔۔۔ آپ بھی مجھے چھوڑ دیں گے۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔ پری
 مسلسل نفی میں سر ہلائے جا رہی تھی۔۔۔ اور اس کے آنسو بھی سٹارٹ ہو
 چکے تھے۔۔۔

پری میرا بچہ، میری جان میں کہیں بھی نہیں گیا۔۔۔ دیکھو میں تمہارے
 پاس ہوں۔۔۔ ارحم نے پری کو اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔ اس کی

آنکھوں کے بھی کنارے بھیگ چکے تھے۔۔۔ ارحم سے پری کی حالت
دیکھی نہیں جا رہی تھی۔۔۔

ارحم آپ نہیں گئے۔۔۔ آپ نہیں گئے ارحم۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے اگر آپ
مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو۔۔۔ میں کیا کروں گی۔۔۔ میں۔۔۔ میں کس کے
پاس جاؤں گی۔۔۔ ارحم میں اکیلی ہو جاؤں گی۔۔۔ پری نے بھی دونوں
ہاتھوں سے ارحم کے گرد حصار باندھا تھا۔۔۔

نہیں میری جان میں تمہیں کبھی چھوڑ کے نہیں جاؤں گا۔۔۔ میں ہمیشہ
سے اپنے بے بی کے پاس رہوں گا۔۔۔ تم ایسی باتیں کیوں کرتی ہو۔۔۔ تم
نے کوئی برا خواب دیکھا ہے۔۔۔ ارحم اس کی کمر سہلاتے بولا تھا۔۔۔
نن۔۔۔ نہیں ارحم میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔۔۔ میں سچ بول رہی
ہوں۔۔۔ آپ آپ۔۔۔ کوپتہ ہے سب چلے گئے تھے، سب چھوڑ کے
چلے گئے تھے۔۔۔ مم۔۔۔ میں اکیلی رہ گئی تھی۔۔۔

ارحم۔۔ ارحم۔ مم۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔ پتہ نہیں کیوں میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔۔ پری نے چہرہ نکالتے ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔ بھوری آنکھیں مسلسل آنسو بہانے کی وجہ سے سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔

پری کیا ہوا ہے تمہیں۔۔ تم ایسا کیوں کر رہی ہو۔۔۔ ادھر دیکھو میری طرف دیکھو۔۔۔ ارحم نے پری کا چہرہ تھاما تھا۔۔۔ تم پھر سے کسی بات کی ٹینشن لے رہی ہونا۔۔۔ تم پھر سے کوئی بات سوچ رہی ہو۔۔۔ میں نے تمہیں منع کیا تھا نا۔۔۔ فضول میں ہی الٹی سیدھی باتیں سوچ کے اپنی طبیعت خراب کر لیتی ہو۔۔۔ ارحم کو فکر مندی بھی ہو رہی تھی، اور اسے پری پہ غصہ بھی آرہا تھا۔۔۔ نہ جانے ایسی کون سی فضول بات تھی جس کو سوچ سوچ کے پری نے اپنی طبیعت خراب کر لی تھی۔۔۔

آپ مجھے چھوڑ تو نہیں جائیں گے نا۔۔۔ پری نے ڈرتے ڈرتے دوبارہ سے پوچھا تھا۔۔۔ پری، پری تم نے کیوں ایک ہی بات کی رٹ لگا رکھی ہے

۔۔۔ میں کیوں تمہیں چھوڑ کر جاؤں گا۔۔۔ ار حم خود کو بے بسی کی انتہا پہ محسوس کر رہا تھا۔۔۔

نہیں آپ جھوٹ بولتے ہیں۔۔۔ آپ چلے جائیں گے۔۔۔ میں نے دیکھا تھا۔۔۔ آپ جا رہے تھے۔۔۔ پری نے پھر سے پہلے والی لائن دہرائی تھی۔۔۔ وہ سب بھی چلے گئے تھے۔۔۔ آپ بھی چلے جائیں گے۔۔۔ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔ پری شکوہ کو نگاہوں سے دیکھتی بولی تھی۔۔۔

آج ار حم کو پری کی آنکھوں میں کچھ عجیب سا نظر آیا تھا۔۔۔ عجیب سی بے چینی، گہرا سمندر۔۔۔ ار حم خود گھبرا گیا تھا۔۔۔ بے اختیار اس نے پری کو خود میں بھینچا۔۔۔ پری اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔۔

ار حم نے تڑپ کر اسے مزید خود میں بھینچا۔۔۔ اچھا پری بس اب رونا تو بند کرو۔۔۔ ار حم کی اپنی شکل رونے والی ہو گئی تھی۔۔۔ نہیں میں رونا بند

نہیں کروں گی۔۔۔ مجھے پتہ ہے آپ چلے جائیں گے۔۔۔ پری نے پھر سے وہی ضد کی تھی۔۔۔

پری چپ بس اب تم ایک لفظ نہیں بولو گی۔۔۔ ورنہ میں تمہیں بہت برے طریقے سے ڈانٹوں گا۔۔۔ ار حم انگلی دکھاتے بولا تھا۔۔۔ پری نے ہونٹ نکالتے ار حم کی طرف دیکھا۔۔۔ آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔۔۔ پری مزید روہانسی ہو گئی تھی۔۔۔

نہیں میں تمہیں ڈانٹ نہیں رہا ہوں۔۔۔ میں تمہیں بس منع کر رہا ہوں۔۔۔ تم ایک ہی بات بار بار ریپیٹ کی جا رہی ہو۔۔۔ بس اب تم دوبارہ یہ بات نہیں بولو گی۔۔۔ جب میں نے ایک دفعہ کہا ہے کہ میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا تو مطلب نہیں جاؤں گا۔۔۔

چلو بس اب رونا بند کرو۔۔۔ ار حم اسے دوبارہ سینے سے لگاتے اس کے کمر سہلانے لگا تھا۔۔۔ پری چپ تو ہو گئی تھی لیکن سسکیاں ابھی بھی جا رہی تھیں۔۔۔۔

میں نے کہانا اب تم نہیں روو گی۔۔۔ بس اب رونا بند کر دو۔۔۔ آپ مجھے
بار بار ڈانٹی جا رہے ہیں۔۔۔ پری ایک دفعہ پھر سے رونا شروع کر دیا تھا
۔۔۔

پری میں تمہیں ڈانٹ نہیں رہا ہوں۔۔۔ میں تمہیں بس رونے سے منع کر
رہا ہوں۔۔۔ اب ارحم کی بھی بے بسی کی انتہا ہو گئی تھی۔۔۔
مم۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔ پری چہرہ نکالتے ہلکا سا منمائی تھی۔۔۔ اووو
میری پری کو بھوک لگی ہے۔۔۔ ارحم پری کے ماتھے پہ لب رکھتے بولا تھا
۔۔۔ پری نے زور سے اثبات میں گردن ہلائی تھی۔۔۔
میں ابھی اپنے بچے کے لیے کھانا منگواتا ہوں۔۔۔ ارحم اپنا فون پکڑتے بولا
تھا۔۔۔

ہیلور ضیہ بی۔۔۔! "جلدی سے کھانا لے آئیں۔۔۔ میری پری کو بھوک لگی
ہے۔۔۔"

زیادہ والی۔۔۔!" پری ار حم کا چہرہ دیکھتے کافی اونچی آواز میں بولی تھی۔۔۔
 تاکہ رضیہ بی سن سکے۔۔۔ ار حم کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔
 جی رضیہ بی سن لیا آپ نے اب بس جلدی سے کھانا لے آئیں۔۔۔ ار حم
 مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ جی جی ار حم صاحب ابھی لا رہی ہوں۔۔۔
 مقابل نے پورے جوش سے جواب دیا تھا۔۔۔ ار حم کال کاٹ چکا تھا

اب میرا بے بی کیا سوچ رہا ہے۔۔۔ ار حم پری کے بالوں میں انگلیاں
 چلاتے بولا تھا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔!" (پری نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔۔
 (۔۔۔)

کچھ سوچنا بھی مت بس۔۔۔ ار حم نے سوچ لیا تھا کہ اب وہ پری کو کچھ بھی
 الٹا سیدھا سوچنے کا موقع نہیں دے گا۔۔۔ وہ اسے اب سے باتوں میں
 لگائے رکھے گا۔۔۔

دروازہ نوک ہوا تھا۔۔۔ رضیہ بی کھانا لے کر آئی تھیں۔۔۔ رضیہ بی
 "آجائیں۔۔۔"

رضیہ بی جلدی سے اندر آئیں۔۔۔ اور ٹیبل پہ کھانا رکھتے پری کے لیے
 ڈالنے لگیں۔۔۔ پری بی بی میں آپ کے لیے آپ کی فیورٹ بریانی لے کر
 آئی ہوں۔۔۔ رضیہ بی مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔

جی جی رضیہ بی جلدی سے ڈال دیں۔۔۔ میری پری کو زیادہ والی بھوک لگی
 ہے۔۔۔ ارحم پری کے چہرے سے بال ہٹائے بولا تھا۔۔۔ پری کی نظریں تو
 کھانے پہ جمی تھیں۔۔۔ اسے واقعی بہت زیادہ بھوک لگی تھی۔۔۔
 پری بی بی اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔؟ رضیہ بی نے کھانے کی
 پلیٹ پری کی طرف بڑھاتے پوچھا تھا۔۔۔ پری نے اس بات میں سر ہلا دیا تھا
 ۔۔۔ شاید اس کا بولنے کو دل نہیں کر رہا تھا۔۔۔

دیکھیں رضیہ بھی اب پری بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ ارحم نے مسکراتے ہوئے پری کے چہرے سے بال ہٹائے تھے۔۔۔ جو کہ بار بار اس کے چہرے کے آگے آرہے تھے۔۔۔

پری سیدھی ہوتی کھانے کے لیے بیٹھ چکی تھی۔۔۔ اب اس سے مزید انتظار نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ اختر اتنا مزیدار کھانا اس کے سامنے جو پڑا تھا۔۔۔ رضیہ بی کھانا دینے کے بعد جا چکی تھیں۔۔۔ ارحم نے پری کے لیے گلاس میں پانی ڈالا۔۔۔ رکور کو میں اپنے بے بی کو خود کھلاتا ہوں۔۔۔ ارحم نے پری کا بڑھتا ہاتھ روکا تھا۔۔۔ پری اپنا ہاتھ گود میں رکھ کے بیٹھ چکی تھی۔۔۔

دیکھو تو ذرا کتنی کمزور ہو گئی ہو۔۔۔

ارحم نے ایک بڑی سی بانٹ بناتے پری کی طرف بڑھائی تھی۔۔۔ پری نے دیکھتے منہ بسورا۔۔۔ یہ بہت بڑی ہے۔۔۔

ہاں لیکن تمہارے منہ سے چھوٹی ہے۔۔۔ چپ کر کے کھاؤ۔۔۔ ار حم
 آنکھیں دکھاتے بولا تھا۔۔۔ پری نے منہ کا نقشہ بگاڑتے منہ کھولا تھا۔۔۔
 پری منہ کے نقشے بگاڑتی تقریباً آدھی پلیٹ کھا چکی تھی۔۔۔ اور اب اس
 کے پیٹ میں بالکل بھی جگہ نہیں بچی تھی۔۔۔۔
 ار حم منم۔۔۔۔۔ بششششش۔۔۔ اور نہیں کھانا۔۔۔ پری چہرہ پھیرتے بولی
 تھی۔۔۔۔ پری دیکھو تمہیں یہ سارا کھانا ختم کرنا ہے۔۔۔ اور یہ نخرے
 کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ چلو شاہاش منہ کھولو۔۔۔۔ ار حم پھر
 سے ایک بڑی سی بانٹ بناتے پری کے آگے کر گیا تھا۔۔۔
 پری نے غصے سے منہ کھولا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ار حم اسے کھانا کھلانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔ اور اب وہ
 پری کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔ پری پانی کا گلاس منہ سے لگائے بیٹھی تھی۔۔۔
 اور شاید ہٹانا بھول گئی تھی۔۔۔ ار حم نے ہاتھ سے اشارہ کرتے پری کو بتایا

تھا کہ اسے پانی کا گلاس ہٹانا بھی ہے۔۔۔ پری نے تسلی سے اپنا پانی ختم کرتے گلاس رکھا تھا۔۔۔

اب مجھے سونا ہے۔۔۔ پری معصوم سی شکل بناتی بولی تھی۔۔۔ پری یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ تم کل بھی ساری رات سوتی رہی تھی۔۔۔ اور اب بھی تم صبح سے سو رہی ہو۔۔۔ آخر میں تم سے کب باتیں کروں گا۔۔۔ ابھی تم نہیں سو سکتی۔۔۔ ابھی میں نے تم سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔۔۔ ارحم نے آگے ہوتے پری کو اپنا ساتھ لگایا تھا۔۔۔ اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھ چکا تھا۔۔۔

ارحم واقعی پری سے اداس ہو گیا تھا۔۔۔ اب اسے پری سے باتیں کرنی "تھیں۔۔۔"

نہیں مجھے آپ سے باتیں نہیں کرنی۔۔۔ میں جانتی ہوں آپ مجھ سے کیا باتیں کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ اسی لیے آپ مجھے سونے دیں۔۔۔

پری نے منہ کا نقشہ بگاڑا تھا۔۔۔ واقعی وہ جانتی تھی کہ ار حم اس سے کیا کیا پوچھنے والا ہے۔۔۔

اچھا تو بتاؤ میں تم سے کیا باتیں کرنا چاہتا ہوں۔۔۔؟۔۔ اور اگر کرنا بھی چاہتا ہوں تو تمہیں مجھے بتانا پڑے گا۔۔۔ ورنہ اب میں تمہیں بہت سارا ڈانٹوں گا۔۔۔ ار حم نے وارن کیا تھا۔۔۔

نہیں میں آپ کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔۔ اور آپ مجھے ڈانٹے گے بھی نہیں۔۔۔ ورنہ میں آپ سے سچی والا ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔ "وہ بھی پریشہ ار حم تھی۔۔۔" ار حم کو ہی دھمکی دے رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے تم سو جاؤ۔۔۔ میں بھی سونے لگا ہوں۔۔۔ ار حم پری کو چھوڑتے اپنی سائڈ کی طرف ہوا تھا۔۔۔ کیا وہ پری سے ناراض ہو گیا تھا۔۔۔ پری نے ار حم کا چہرہ دیکھا۔۔۔

آپ ناراض ہو گئے ہیں۔۔۔ پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔ نہیں تمہیں میری ناراضگی سے کیا لگے تم سو جاؤ۔۔۔ ار حم اپنی سائیڈ کا کمفرٹر کھولتے لیٹ چکا تھا۔۔۔ اس کا رخ بھی دوسری طرف ہی تھا۔۔۔

جب کافی دیر گزر گئی تو پری نے ار حم کو مخاطب کیا۔۔۔ ار حم کیا واقعی آپ سو گئے ہیں۔۔۔ ار حم نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ پری نے آگے کو سرکتے ار حم کے کندھے پہ سر رکھا، اور آنکھیں موند گئی۔۔۔ اس نے اوپر کمفرٹر بھی نہیں اڑھا تھا۔۔۔ پری کو لگا تھا ار حم اٹھ جائے گا۔۔۔ لیکن ابھی بھی ار حم نہیں اٹھا تھا۔۔۔

ار حم جاگ رہا تھا، لیکن وہ جان بوجھ کر نہیں اٹھ رہا تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد ار حم کو اپنے کندھے پہ نمی کا احساس ہوا۔۔۔ بے اختیار ار حم نے سائیڈ پلٹتے پری کا چہرہ اٹھا کے دیکھا۔۔۔

(وہ رورہی تھی۔۔۔) "۔۔۔"

رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔ وہ بے آواز رو رہی تھی۔۔۔ پری تم رو رہی ہو یا۔۔۔ ایک تو تم ہر بات میں رونے لگ جاتی ہو۔۔۔ میں تو تم سے ناراض بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ ارحم اٹھتے بیٹھ چکا تھا، اس نے پری کو سینے سے لگایا۔۔۔

تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ تم سونے لگی ہو۔۔۔ اسی لیے پھر میں بھی سو گیا۔۔۔ ارحم نے وضاحت پیش کی تھی۔۔۔

نہیں آپ سو نہیں رہے تھے۔۔۔ آپ مجھ سے ناراض ہو گئے تھے۔۔۔ اگر آپ بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو میں کیا کروں گی۔۔۔ میں پھر سے اکیلی ہو جاؤں گی۔۔۔

پلیز آپ مجھ سے ناراض مت ہوں۔۔۔ میں آپ سے بہت ساری باتیں کروں گی۔۔۔ آپ اٹھیں نا، مجھے ابھی نہیں سونا۔۔۔ میں آپ سے باتیں کروں گی۔۔۔ پری ہچکی بھرتے بولی تھی۔۔۔

ارحم پری کو سینے میں بھینچے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھ چکا تھا۔۔۔ اب پری اس کی شرٹ کے بٹن سے کھیلنے میں مصروف تھی۔۔۔ اور وہ کنفیوز بھی ہو رہی تھی، کہ وہ اب ارحم کو کیا بتائے گی۔۔۔

ارحم نے دھیرے سے اپنی بازو سیدھی کی۔۔۔ اور پری کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔۔ ارحم نہیں چاہتا تھا کہ پری کنفیوز ہو، یا وہ ارحم سے کوئی بھی بات چھپائے۔۔۔ اسی لیے اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ابھی پری سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا۔۔۔

اب میرے بے بی کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔ ارحم نے انتہائی نرمی سے حسار کو تھوڑا مضبوط کیا تھا۔۔۔ ٹھیک ہے، لیکن میرے سر میں ابھی بھی درد ہو رہا ہے۔۔۔ پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں صبح تک ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ چلو شاباش اب جلدی سے سو جاؤ۔۔۔ ارحم نے اپنے اور پری پہ کمفرٹر سیٹ کیا تھا۔۔۔ کیا آپ نے مجھ سے باتیں نہیں کرنی۔۔۔ پری نے چہرہ اٹھاتے پوچھا تھا۔۔۔

کون سی باتیں، ار حم انجان بناتھا۔۔۔ کک۔ کوئی بھی نہیں۔۔۔ پری کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ پری کو لگا کہ ار حم بھول گیا ہے، وہ پری سے دوبارہ کچھ نہیں پوچھے گا۔۔۔

پری اس بات سے انجان تھی کہ ابھی ار حم پری کو کوئی سٹریس نہیں دینا چاہتا۔۔۔ وہ بعد میں ضرور پوچھے گا۔۔۔

پری ار حم کے کندھے پہ سر ٹکاتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔ اب شاید وہ سکون سے سو پاتی۔۔۔ ار حم بھی آنکھیں بند کرتا کچھ ہی پل میں نیند کی وادیوں میں کھو گیا تھا۔۔۔ آج کتنے دن بعد اس کی پری پر سکون نیند سوئی تھی۔۔۔

.....

ہیزل اپنی عادت کے مطابق مہرناز بیگم کے کمرے میں بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ مہرناز بیگم نے اپنے اور ہیزل کے لیے چائے منگوائی تھی

کچھ ہی دیر میں رضیہ بی کمرے میں چائے لے کر آچکی تھیں۔۔۔ اب ہیزل اور مہرناز بیگم چائے پی رہے تھے۔۔۔

مہرناز بیگم نے غور کیا کہ ہیزل صبح کی نسبت کافی پر سکون ہے۔۔۔ جس پر انہوں نے ہیزل سے پوچھا ہیزل میرا بچہ کیا بات ہے صبح سے بہت پریشان پریشان لگ رہی تھی۔۔۔ لیکن اب میں نے یہ بات نوٹ کی کہ تم کافی پر سکون ہو۔۔۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔۔۔ تم مسکرا بھی رہی ہو۔۔۔ مہرناز بیگم بغور ہیزل کا چہرہ دیکھتے بولی تھیں۔۔۔

مہرناز بیگم کی بات سنتے ہیزل کو اپنے جسم میں سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔۔۔ لگتا ہے کوئی سیکرٹ بات ہے شاید تم مجھے بتانا نہیں چاہتی۔۔۔ مہرناز بیگم شرارت سے بولی تھیں۔۔۔

نن۔ نہیں طائی امی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ ہیزل نے نظریں چرائی تھیں۔۔۔ اسے بالکل بھی توقع نہیں تھی کہ مہرناز بیگم اس کے چہرے کو لے کے اس طرح کا کوئی سوال کر ڈالیں گی۔۔۔

اس کے بعد مہرناز بیگم نے بھی کوئی سوال نہیں پوچھا تھا۔۔۔ ان دونوں نے چائے پی اور ہیزل اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔ ہیزل کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آج اس کے چہرے کے رنگ بدلے بدلے کیوں ہیں۔۔۔ اپنی سوچ کو جھٹکتے ہیزل سونے کے لیے لیٹ چکی تھی۔۔۔ اب پتہ نہیں اپنی سوچوں میں اس کو نیند بھی آنی تھی یا نہیں۔۔۔

.....

ارحم کی آنکھ کھلی۔۔۔ اس نے نظریں دوڑائی گھڑی اس وقت سات بج رہی تھی۔۔۔ ارحم نے چہرہ گھماتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ پری اس کے مقابل ہی سوئی ہوئی تھی۔۔۔ پری کا پر سکون چہرہ دیکھتے ارحم کے دل کو سکون پہنچا۔۔۔ ارحم نے بہت پیار سے اس کے ماتھے پہ آتی ہوئی بالوں کی

لٹ کو پیچھے کیا۔۔۔ جس پر پری تھوڑا سا کسمپائی۔۔۔ لیکن گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے وہ دوبارہ سو گئی۔۔۔

ارحم نے جھکتے دھیرے سے پری کی آنکھوں پہ لب رکھے تھے۔۔۔ ارحم نے چہرہ اٹھاتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ ابھی تک خواب سرگوش کے مزے لے رہی تھی۔۔۔ ارحم کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔۔۔ اس کے لبوں پہ گہری مسکراہٹ آئی۔۔۔

ارحم نے دھیرے سے دوبارہ جھکتے پری کی گال پہ دانت گاڑھے۔۔۔ اب کی بار پری کافی زیادہ ڈسٹرب ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اگلے ہی سیکنڈ میں وہ دوبارہ سے نیند میں جا چکی تھی۔۔۔ پری کے پھولے پھولے گال دیکھتے ارحم کا دل چاہا کہ وہ پری کو کھا جائے۔۔۔

پری سوتے ہوئے ارحم کو اتنی خوبصورت لگ رہی تھی، کہ مانو ارحم کا دل کیا کہ وہ پری کسی چھوٹے بلی کے بچے کی طرح اس کو اپنے اندر بھیج لے

ارحم نے بہت پیار سے پری کے گرد کے حصار باندھا۔۔۔ جس کی وجہ سے
 پری نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔۔۔ اور دوبارہ سو گئی۔۔۔
 ظالم لڑکی میری نیندیں حرام کر کے کتنے سکون سے سو رہی ہے۔۔۔ ہم
 منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔۔

.....

شایان پوری رات ہیزل کے بارے میں سوچتا رہا۔۔۔ اور ایک پل بھی سو
 نہ سکا۔۔۔ صبح سب ناشتے کے لیے ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔۔۔ ابان نے
 پری کا ذکر چھیڑا۔۔۔ حمدان بھائی پری کیسی تھی۔۔۔ شایان تو کچھ نہ بولا
 ۔۔۔ یہ حمدان نے چپ توڑتے ہوئے جواب دیا۔۔۔
 ہاں ابان پری اب کافی حد تک بہتر تھی۔۔۔ اب تو وہ ان سب میں کافی گھل
 مل گئی ہے۔۔۔ اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ وہ سب اس کو بہت پیار
 کرتے ہیں۔۔۔

حمدان کی بات پر ابان کے چہرے پر ایک تسکین سے بھری مسکان آئی

اسی بات کے دوران فریحہ بیگم نے گلہ کھنگار کر بچوں کو کھانے کی طرف متوجہ ہونے کے لیے کہا۔۔۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ وہ کھانے کی ٹیبل پہ اپنے بچوں کے درمیان پری کی گفتگو برداشت نہیں کر سکتی تھیں

ان سب کی باتوں کے دوران میرم جو کب سے خاموش بیٹھی تھی اس نے بھی حصہ لیا۔۔۔ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں حمدان۔۔۔ وہ سب پری سے واقعی میں بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ لوگ ہماری پری کا بہت خیال رکھتے ہیں۔۔۔ میرم نے خوشی کا اظہار کیا تھا

میرم کے یہ کہنے کی دیر تھی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تمام تر لوگ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔۔۔ سکندر عثمان نے بھی رب کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔ وہ چاہے

پری سے جیسا مرضی برتاؤ کر لیں۔۔۔ لیکن پری ان کی بیٹی تھی۔۔۔ بس کچھ غلط فہمیاں تھیں جن کا وہ شکار ہو چکے تھے۔۔۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔

ان کے دل میں بیٹی کے لیے 'عزت'، 'پیار'، اور بہت سے مقام جگہ لے رہے تھے۔۔۔ اور آہستہ آہستہ ان کو اپنی غلطیوں کا بھی احساس ہو رہا تھا۔۔۔ انہوں نے بہت ساری غلطیاں کر دی تھیں۔۔۔ لیکن اب وہ مزید غلطیاں نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

فریحہ بیگم رخسار بیگم کی وجہ سے پری کو ناپسند کرتی تھی یا پھر پری ویسے ہی ان کو اچھی نہیں لگتی تھی۔۔۔ ایک ماں کا دل ہوتے ہوئے بھی انہوں نے کبھی پری سے پیار سے بات نہ کی۔۔۔ کبھی اس کو اپنے پن کا احساس نہ دلا یا۔۔۔

کیا کبھی ان کے دل میں خیال نہیں آیا تھا کہ ان کی بھی کوئی بیٹی ہوتی۔۔۔ یا پھر ایسا جذبہ ان کے دل میں تھا ہی نہیں۔۔۔ آخر کیا بات تھی اب یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔۔

فریحہ بیگم شایان سے مخاطب ہوئی۔۔۔ شایان تم نے کل کسی کا ذکر کیا تھا۔۔۔ اور تم نے کہا تھا کہ تم اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔۔۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو اس لڑکی کا نام کیا ہے۔۔۔ وہ کہاں رہتی ہے وہ کیا کرتی ہے۔۔۔ اس کے والدین کیا کرتے ہیں۔۔۔

شایان فریحہ بیگم کی بات سنتے ان سے مخاطب ہوا۔۔۔

ماما میں نے آپ کو کل ہی بتایا تھا کہ کچھ عرصے میں میں آپ کو اس سے ملوا بھی دوں گا۔۔۔ اس کا نام بھی بتا دوں گا۔۔۔ اور اس کے بارے میں تمام تر معلومات آپ کے سامنے رکھ دوں گا۔۔۔ پلیز مجھے کچھ ٹائم دیں میں آپ کو تمام تر تفصیلا سے آگاہ کر دوں گا۔۔۔

فریحہ بیگم اس معاملے کے بارے میں شاید نہ ہی پوچھتیں۔۔۔ لیکن اس وقت وہ پری کا نام تک سننا نہیں چاہتی تھیں۔۔۔

لیکن ڈائمننگ ٹیبل پہ موجود سب کے سب لوگ پری کے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے۔۔۔۔۔ جو ان سے برداشت نہ ہوا۔۔۔ انہوں نے بات پھیرنے کے لیے شان کو مخاطب کیا، اور اس سے یہ سوال کرنے لگی۔۔۔

ویسے شایان مجھے نہیں لگتا تھا کہ تم اتنی جلدی شادی کر لو گے۔۔۔ سکندر عثمان گویا ہوئے تھے۔۔۔ ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔ بھائی میں بھی حیران ہوں کیا اپ اتنی جلدی شادی کر کیسے رہے ہیں۔۔۔ اب کی بار اب ان نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔۔۔

حمدان میں گھورتے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ دراصل جس لڑکی سے یہ شادی کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے نہ وہ خواب اس کے خواب ہی رہیں گے۔۔۔ حمدان دانت نکالتے بولا تھا۔۔۔

شایان نے گھور کر حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔ بیٹا یہ تو تمہاری سوچ ہے
 ۔۔۔ آخر کس زمانے میں جی رہے ہو تم۔۔۔ میں تمہاری سوچ سے بھی کئی
 حد تک زیادہ آگے نکل چکا ہوں۔۔۔ شایان نے کالر جھاڑا تھا۔۔۔
 بیٹا گھاس تک تو وہ تجھے ڈالتی نہیں ہے۔۔۔ اور تو صحرا سے جانے کے سپنے
 دیکھ رہا ہے۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔ حمدان کا ایک دفعہ پھر سے قہقا گو نجا تھا

۔۔۔

شایان نے اپنا موبائل نکالتے حمدان کے چہرے کے آگے کیا اور ہاتھ
 ہلانے لگا۔۔۔ حمدان کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ یہ کہاں سے لیا تو
 نے۔۔۔؟ شایان نے حمدان کو ہیزل کا نمبر دکھایا تھا۔۔۔ جس پہ حمدان کا
 یہ ری ایکشن تھا۔۔۔۔۔

شایان نے موبائل پیچھے کرتے کالر سیدھا کیا۔۔۔ اور تسلی سے جواب دیا "
 ۔۔۔ مہرناز آنٹی سے۔۔۔"

جہاں شایان کے جواب پہ حمدان کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ وہیں فریحہ بیگم کی آنکھیں حیرت سے کھلیں۔۔۔ انہوں نے غصے سے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ آخر تم کس لڑکی کی بات کر رہے ہو۔۔۔

شایان نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ وہ خاموش رہا۔۔۔ شایان جانتا تھا کہ اس کی ماں کا کیاری ایکشن ہو گا۔۔۔ فریحہ بیگم ارحم اور اس کی فیملی کو پسند نہیں کرتیں۔۔۔

ایک منٹ، ایک منٹ کہیں تم ہیزل بیٹی کی بات تو نہیں کر رہے۔۔۔ سکندر عثمان کے دماغ میں جیسے کوئی خیال آیا تھا۔۔۔ شایان نے زخمی نظروں سے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔۔۔ اب کی بار حمدان کی زبان کو بھی بریک لگ گئی تھی۔۔۔ وہ جانتے تھے کہ فریحہ بیگم کا کیاری ایکشن ہو گا۔۔۔

سکندر عثمان نے شانے اچکائے۔۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو کیا کچھ غلط بول دیا میں نے۔۔۔ ایگزیکٹولی بابا میں ہیزل کی بات ہی کر رہا تھا۔۔۔ کتنے اچھے ہیں آپ۔۔۔ آپ نے میرے دل کی بات سمجھ لی۔۔۔ شایان خوشی اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات سے بولا تھا۔۔۔

شایان تم زمل کی بیٹی کی بات کر رہے ہو۔۔۔ اب مکمل طور پر فریجہ بیگم کا رخ شایان کی طرف تھا۔۔۔ جی ماما اور میں ہیزل کو پسند کرتا ہوں، اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ شایان نے خود کو نارمل ظاہر کرتے کہا تھا۔۔۔ ورنہ وہ فریجہ بیگم کے ریکشن سے ڈر رہا تھا۔۔۔

نہیں تم زمل کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتے۔۔۔ وہ کبھی اس گھر کی بہو نہیں بنے گی۔۔۔ سکندر صاحب سن رہے ہیں آپ۔۔۔ آپ کا بیٹا کیا بول

رہا ہے۔۔۔ میں اس خاندان سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی۔۔۔ اور آپ کا بیٹا سحرہ سجانے کی باتیں کر رہا ہے۔۔۔ خبردار اگر اب تم نے اس لڑکی کا نام لیا تو۔۔۔ میں آج ہی تمہارے لیے کوئی اچھا سارشتہ دیکھتی ہوں۔۔۔ فریحہ بیگم تو غصے میں آگئی تھیں شایان کی بات سنتے۔۔۔

ماما میں ہیزل سے ہی شادی کروں گا۔۔۔ اور میرے پاس کوئی آپشن بھی نہیں ہے۔۔۔ اور اگر کوئی آپشن ہوتا بھی تو بھی میں ہیزل سے ہی شادی کرتا۔۔۔ اس وقت سچو لیشن کافی نازک ہو گئی تھی۔۔۔ اب شایان کو بھی سوچ سمجھ کر ہی بولنا تھا۔۔۔

نہیں میں اس سے اچھی لڑکی تمہارے لیے ڈھونڈوں گی۔۔۔ بس اب تم اس لڑکی کا نام نہیں لو گے۔۔۔ فریحہ بیگم نے بھی اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔۔۔ بابا دیکھ رہے ہیں آپ۔۔۔ میں نے کہہ دیا ہے میں ہیزل سے کی شادی کروں گا۔۔۔ ماما اب آپ ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔ شایان نے رونی شکل بناتے سکندر عثمان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

بیگم صاحبہ شایان بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔ ہمیں اپنے بچوں کی پسند کو بھی دیکھنا چاہیے۔۔۔ لڑائی جھگڑوں کو ایک جگہ پہ رکھتے ہیں، اور مان جائیں۔۔۔ سکندر عثمان نے بھی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔

بلکہ سکندر عثمان کو تو خوشی ہوئی تھی۔۔۔ کہ شایان حمزہ صاحب کی بیٹی ہیزل سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔

اب کی بار فریحہ بیگم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ شاید سکندر صاحب ٹھیک کہہ رہے تھے۔۔۔ ان کو اپنے بچوں کی خوشی کو دیکھنا چاہیے۔۔۔۔۔ ماما ہیزل اتنی اچھی لڑکی ہے۔۔۔ آپ اسے ملیں گی نا آپ کو بہت اچھا لگے گا۔۔۔ بس آپ لوگ مجھے دو دن کا ٹائم دیں۔۔۔ وہ جیسے ہی لاہور آتی ہے میں آپ لوگوں کو وہاں لے کر چلوں گا۔۔۔ شایان مسنا بنتے بولا تھا۔۔۔

میں جانتی ہوں اس دفعہ بھی تم باپ بیٹا کی ہی مرضی چلے گی۔۔۔ ہر دفعہ تم لوگوں کی ہی چلتی ہے۔۔۔ میری کبھی کسی نے مانی ہے۔۔۔ فریحہ بیگم نے

غصہ کا اظہار کیا تھا۔۔۔ اور شایان تم پہ اتنی جلدی شادی کا بھوت کیسے سوار ہو گیا۔۔۔ ضرور اس لڑکی نے ہی کوئی ڈورے ڈالے ہوں گے۔۔۔ ورنہ میرا بیٹا تو اتنا سیدھا سادہ سا ہے۔۔۔

فریحہ بیگم کی بات پہ حمدان نے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ ماما یہ جسے آپ سیدھا سادہ بول رہی ہیں نا، یہ ساری کرتوتیں آپ کے بیٹے کی ہیں۔۔۔ آپ کو اس طرح کسی دوسرے کی لڑکی پہ الزام نہیں لگانا چاہیے۔۔۔ حمدان اس وقت خونخوار نظروں سے شایان کو گھور رہا تھا۔۔۔ اور شایان تو اس وقت فل مینا بننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

جی ماما دیکھیں نا آپ، "بابا کے پاس بھی بیوی ہے"۔۔۔ حمدان کے پاس بھی بیوی ہے "مجھے بھی بیوی چاہیے یا۔۔۔ مجھے بھی رو مینس کرنا ہے"۔۔۔ (اف کیا کہنے تھے شایان کی کتنی مسنویت سے بولا تھا وہ۔۔۔)

جہاں شایان کی بات پہ سب کا حیرت سے منہ کھلا تھا وہیں سکندر عثمان کا "ہاتھ اپنے جوتے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔"

یار بابا اپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ میں نے صرف اپنی ایک چھوٹی سی خواہش کا اظہار کیا ہے۔۔۔ ایسا بھی میں نے کیا بول دیا کہ اب اپ مجھے جوتے سے ماریں گے۔۔۔ شایان معصوم بچوں کی طرح بولا تھا۔۔۔ بابا یہ جوتوں کے قابل ہی ہے۔۔۔ اتاریں اپنا جوتا بد تمیز انسان شرم نہیں آتی کون سی بات کہاں پہ کرنی ہے۔۔۔ اور کون سی بات کہاں نہیں کرنی۔۔۔ حمدان کی تو آنکھیں اشتعال سے لال ہو گئی تھیں۔۔۔ میرم تو یہاں سے اٹھ کے جا چکی تھی۔۔۔

"شایان کی اس بات میں سب کو شرمندہ کر دیا تھا۔۔۔"

شرم کی بات تو تم ایسے کر رہے ہو جیسے تم ہر ٹائم شرم لیے پھرتے ہو۔۔۔ جانتا ہوں میں کتنی سی شرم ہے تم میں۔۔۔ شایان کا اشارہ اب حمدان کی طرف تھا۔۔۔ حمدان نے یہاں سے اٹھنا ہی بہتر سمجھا۔۔۔ ورنہ شایان ان سب کو مزید ذلیل کر دیتا۔۔۔

دیکھ بھائی تو جہاں کہے گانا تیری شادی ہو جائے گی۔۔ بس تو اپنا منہ بند رکھ
 ۔۔ بابا پلیر یہ جہاں کہتا ہے نا اس کی شادی کروادیں۔۔۔ ورنہ یہ شخص
 ہمیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گا۔۔۔ حمد ان جاتے
 جاتے پلٹتے بولا تھا۔۔۔

ہاں ہاں بیٹا کر لوں گا منہ بند۔۔۔ بس تو ایک دفعہ شادی ہونے دے۔۔۔
 پھر دیکھ تیرے بھائی کے جلوے شایان نے بھی کالر جھاڑا تھا۔۔۔
 سکندر عثمان اور فریحہ بیگم بھی اسے گھورتے ہوئے یہاں سے اٹھ گئے تھے
 ۔۔ اب شایان اور ابان دونوں اکیلے بیٹھے تھے۔۔۔
 ویسے شایان بھائی آپ کو کچھ شرم کرنی چاہیے۔۔۔ آپ کو اس طرح سب
 کے سامنے نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔۔ ابان نے شایان کو شرم دلانا چاہی۔۔۔
 جب سب یہاں سے اٹھ کے جا چکے ہیں۔۔۔ تو تم کیا یہاں مجھے شرم
 دلانے بیٹھے ہو۔۔۔ عزت سے یہاں سے اٹھ کے چلے جاؤ۔۔۔ ورنہ
 تمہاری خیر نہیں۔۔۔ شایان نے ابان کو گھورا تھا۔۔۔

جی جی میں تو جا رہا ہوں۔۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کے جیسا بے
 شرم بننے کا۔۔۔ اب ان اپنی بات بولنے کے بعد 420 کی سپیڈ پہ بھاگا تھا۔۔۔
 اگر شایان کے ہتھے چڑھ گیا تو اس کی خیر نہیں۔۔۔
 اب شایان اکیلا بیٹھا موبائل سکرین کو دیکھتے مسکرا رہا تھا۔۔۔ بس میری
 جان تھوڑا سا اور انتظار کر لو، پھر تم میری ہو جاؤ گی۔۔۔ اس کے لبوں پہ
 گہری دلکش مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

.....

پری یار اب اٹھ بھی جاؤ۔۔۔ کتنا سوتی ہو تم۔۔۔ سب ناشتے پہ ہمارا ویٹ
 کر رہے ہیں۔۔۔ ارحم پھر سے پری کو ہلاتے بولا تھا۔۔۔ پری تو اٹھنے کا نام ہی
 نہیں لے رہی تھی۔۔۔

پری کو جواب نہ دیتا دیکھ ارحم پری سے دوبارہ مخاطب ہوا۔۔۔ اب میرے
 بے بی کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔ ارحم نے پری کی گال کھینچی تھی۔۔۔

ابھی مجھے اور نیند آرہی ہے۔۔۔ پری ہلکی سی آواز میں منمنائی تھی۔۔۔
 پری اٹھ جاؤ ورنہ سب لوگ سوچیں گے کہ پتہ نہیں ہم کمرے میں کیا کر
 رہے تھے۔۔۔ ارحم دھیرے سے جھکتے پری کے کان میں سرگوشی نما آواز
 میں بولا تھا۔۔۔

پری نے ایک دم سے اپنی پوری آنکھیں کھول لیں۔۔۔ اللہ اللہ کیسی باتیں
 کر رہے ہیں آپ۔۔۔ پری نے ارحم کو گھور کر دیکھا تھا۔۔۔
 یار پری ایک تو تم ہر بات کو دل سے لگا لیتی ہو۔۔۔ کبھی مجھے دل سے لگا کر
 دیکھو، تمہارے دل کو بہت اچھا لگے گا۔۔۔ ارحم پری کے چہرے سے بال
 ہٹاتے بولا تھا۔۔۔

مجھے نہ ہی کسی بات کو دل سے لگانے کی ضرورت ہے۔۔۔ اور نہ ہی آپ کو
 ، آپ اٹھے یہاں سے چینیج کرنا ہے مجھے۔۔۔ پری ارحم کو پیچھے دھکیلتے بولی
 تھی۔۔۔ ہاں لیکن تمہیں تو نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔ ارحم کچھ سوچتے بولا

میری نیند پوری ہو گئی۔۔۔ میں جلدی سے چیخ کرتی ہوں۔۔۔ پھر ہم نیچے چلتے ہیں۔۔۔ پری جلدی سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔ ار حم کی اتنی بے باک بات پہ پری گھبرا گئی تھی۔۔۔

پری کی رفتاریں دیکھتے ار حم کے لبوں پہ بھی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ کیا۔۔۔؟ "پری نے ار حم کو مسکراتے دیکھ پوچھا۔۔۔ کچھ نہیں کیا میں مسکرا بھی نہیں سکتا۔۔۔ ار حم نے شانے اچکائے۔۔۔ مسکراتے رہیں اکیلے ہی۔۔۔ پری منہ میں بڑبڑاتے واش روم میں گھس گئی۔۔۔ ہا ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔ پیچھے ار حم کا ایک زوردار قہقہہ کر گونجا تھا۔۔۔

.....

خان ولا میں بھی ناشتے کا سما چل رہا تھا۔۔۔ سب بیٹھے چکے تھے۔۔۔ رضیہ بی ناشتہ لگا رہی تھیں۔۔۔ ناشتے کا دورانہ خاموشی سے چل رہا تھا۔۔۔ اسی دوران حمزہ صاحب نے خاموشی کا راج توڑا۔۔۔ اور مہرناز بیگم کو مخاطب کیا۔۔۔

بھا بھی ہم کل رات لاہور کے لیے نکل رہے ہیں۔۔۔ میں نے ٹکٹ بک کروالی ہیں۔۔۔ میں نے کہا میں آپ کو بتا دوں۔۔۔ حمزہ صاحب کی بات پر مہرناز بیگم کا چہرہ تو مانوا تر ہی گیا ہو۔۔۔ مہرناز بیگم کو ہیزل سے بہت لگاؤ ہو گیا تھا۔۔۔ اور یہ لگاؤ آج سے نہیں بچپن سے ہی تھا۔۔۔ کیونکہ ہیزل اور احمر ہم عمر تھے۔۔۔ وہ ہمیشہ ساتھ کھلتے تھے۔۔۔ اور دونوں کی پسند بھی ایک دوسرے سے بہت ملتی تھی۔۔۔

جب احمر کی ڈیٹھ ہوئی ان دنوں بھی ہزل کچھ عرصے کے لیے یہاں آئی اور پھر واپس چلی گئی۔۔۔ اب کی بار ہیزل تقریباً چھ سال سال کے بعد اسلام آباد آئی تھی رہنے کی غرض سے۔۔۔ اور ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ اس کی بڑی ماما اس کو اتنی آسانی سے جانے دیں۔۔۔ وہ احمر کے جانے کے بعد بہت ادا اس رہنے لگی تھیں۔۔۔ پھر ان کی زندگی میں پری نام کا ایک پھول آیا۔۔۔ جس سے ان کی زندگی بہت خوشگوار بن گئی۔۔۔

لیکن ان دنوں پری کے ڈسٹرب ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ دیر پری کے پاس ہی بیٹھ پاتی تھیں۔۔۔ اس سے بات نہیں کر پاتی تھی۔۔۔ اور جب سے ہیزل آئی تھی ان کو ہیزل سے پہلے سے بھی کہیں زیادہ لگاؤ ہو چکا تھا

اور وہ بھی نہیں چاہتی تھیں کہ ہیزل ان سے دور جائے۔۔۔ ہیزل کو انہوں نے ہمیشہ اپنی چھوٹی بیٹی کی طرح ہی سمجھا۔۔۔ ار حم اور احمر بھی اس کو اپنے چھوٹی بہنوں کی طرح ہی ڈیل کرتے تھے۔۔۔ ویسے تو احمر اور ہیزل ہم عمر تھے مگر احمر ہمیشہ ہیزل کو اپنی چھوٹی بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتا۔۔۔ اس کے لیے گفٹس بھیجتا۔۔۔ ہمیشہ اس کی برتھ ڈے پہ اس کو خوش کرتا۔۔۔

شاید یہی وجہ تھی کہ ہیزل نے بھائیوں سے بہت پیار کرتی تھی۔۔۔ کیونکہ اس کے بھائیوں نے اس کو ہمیشہ اپنی جان سے بڑھ کر چاہا۔۔۔

ایک تو تم لوگ اتنے لونگ ٹائم کے بعد آئے ہو۔۔۔ اور اب تم لوگ اتنی جلدی واپس جا رہے ہو۔۔۔ مہرناز بیگم اداس سا چہرہ بناتے بولی تھیں۔۔۔ جی بھا بھی جانا تو ہے۔۔۔ آفس کا کام رکا پڑا ہے۔۔۔ اور بھی بہت سارے مسئلے مسائل ہیں۔۔۔

ہممم۔۔۔ مہرناز بیگم نے اداسی سے سر جھٹکا۔۔۔ ہیزل بھی خاموش بیٹھی تھی۔۔۔ وہ بھی اداس تھی۔۔۔

"!السلام علیکم ماما۔۔۔

ارحم نیچے آتے بولا تھا۔۔۔ اس نے پری کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا کسی چھوٹے بچے کی طرح۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔!" اٹھ گئے میرے بچے۔۔۔ میری بیٹی کیسی ہے مہرناز بیگم نے پیار سے اٹھتے پری کی پیشانی چومی۔۔۔ ٹھیک ہوں ماما۔۔۔ پری مہرناز بیگم کے ساتھ والی کرسی پر ٹک گئی تھی۔۔۔ جو کہ پری کے لیے ہی خالی پڑی تھی۔۔۔

ارحم بھی حمزہ صاحب کے ساتھ بیٹھ چکا تھا۔۔۔ پری تمہاری طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔ ہزل نے پری کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ ہیزل آپری میری طبیعت اب بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ بس سر میں تھوڑا سا درد ہو رہا ہے۔۔۔ پری نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔

بس بیٹا اب کوئی الٹی سیدھی بات مت سوچنا۔۔۔ ایسے ہی اپنی طبیعت خراب کر لی۔۔۔ بلا وجہ، زمل بیگم نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔ پری خاموش رہی، اب بھلا وہ کیا بتاتی۔۔۔ کہ وہ فضول باتیں نہیں سوچتی۔۔۔ وہ اپنوں کی خود غرضی سوچتی ہے۔۔۔ وہ اپنوں کو یاد کرتی ہے۔۔۔

ارحم تم کا آفس جوائن کر رہے ہو۔۔۔ حمزہ صاحب نے ارحم کو مخاطب کیا۔۔۔ بس چاچو سوچ رہا تھا کل جاؤں۔۔۔ ویسے تو سلیم ہے وہ سارے معاملات دیکھ لیتا ہے۔۔۔ ارحم بھی جواب دیتے کھانے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔

ہاں ہم بھی کل لاہور کے لیے نکل رہے ہیں۔۔۔ آفس میں کافی سارے کام اکٹھے ہوئے پڑے ہیں۔۔۔

چاچو یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ آپ اتنے عرصے کے بعد آئے ہیں۔۔۔ اب آپ اس طرح سے جانے کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ ارحم نے بھی ناراضگی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔

بس بر خودار کام بھی تو دیکھنے ہیں نا۔۔۔ آفس کے بھی اتنے سارے کام جمع ہوئے پڑے ہیں۔۔۔ اور بھی بہت سارے مسئلے مساکل ہیں۔۔۔ بس کر دے چاچو آپ کے کون سے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔۔۔ جن کو آپ نے سکول بھیجنا ہوتا ہے۔۔۔ ارحم مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ باقی سب بھی ارحم کی بات پہ مسکرائے تھے۔۔۔ کافی ٹائم بعد وہ سب اس طرح دوبارہ سے اکٹھے ہوئے تھے۔۔۔

آج کافی عرصے بعد خان ولا میں دوبارہ سے رونق لگی تھی۔۔۔ سب باتوں میں مصروف تھے۔۔۔ اور ساتھ ساتھ ناشتہ بھی کر رہے تھے۔۔۔ پری

بھی کہیں کہیں پہ باتوں میں حصہ لے رہی تھی۔۔۔ ہیزل کی بھی پری سے
کافی اچھی دوستی ہو چکی تھی۔۔۔

.....

ہر روز کی طرح آج بھی موسم کافی حد تک سرد تھا۔۔۔ سردی زور و شور
سے اپنے جلوے دکھا رہی تھی۔۔۔ موسم خزاں بھی تیزی سے گزرتا جا رہا
تھا۔۔۔ زندگی بھی کسی تیز پھیر کی طرح گھوم رہی تھی۔۔۔ لیکن جن پہ
گزر رہی تھی وہی مظلوم تھے۔۔۔ کس کی زندگی کا مقصد کیا تھا، کوئی کچھ
نہیں جانتا تھا۔۔۔

حمزہ صاحب اپنی فیملی کے ساتھ لاہور واپس جا چکے تھے۔۔۔ مہرناز بیگم
نے کافی کمی محسوس کی تھی۔۔۔ لیکن پری کی وجہ سے ان کا کافی دل لگ گیا
تھا۔۔۔

ارحم بھی روٹین سے آفس جا رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ پری کی طرف سے ابھی
بھی کافی حد تک پریشان تھا۔۔۔ پری پہلے کی نسبت اب کافی کم بولتی تھی

--- ٹھیک سے کھانا تک نہیں کھاتی تھی۔۔۔ ار حم گھنٹوں اس سے باتیں کرتا تھا لیکن پری ہوں ہاں کے علاوہ کوئی جواب نہیں دیتی تھی۔۔۔ اب بھی ار حم اس کے قریب بیٹھا کب سے بولی جا رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ ہوں ہاں کے علاوہ کچھ بول ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ پری ہم کہیں باہر چلیں۔۔۔؟" ار حم پری کے گال کھینچ سے بولا تھا۔۔۔

نہیں میرا موڈ نہیں ہے۔۔۔ پری نے منہ کا زاویہ بگاڑا تھا۔۔۔ اچھا پھر میرے بے بی کا کیا موڈ ہے۔۔۔ ہم بتاؤ۔۔۔ ار حم آنکھیں چھوٹی کرتے بولا تھا۔۔۔

کچھ بھی نہیں۔۔۔ پری نے بیزاری سے جواب دیا۔۔۔ میرا بے بی اتنا ادا اس ادا اس کیوں رہتا ہے۔۔۔ ار حم نے انگلی سے پری کا چہرہ اٹھایا تھا۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ میں بھلا کیوں ادا اس رہوں گی۔۔۔ پری نے نظریں چرائیں۔۔۔

پری ادھر میری طرف دیکھو۔۔۔ میں جانتا ہوں کوئی ایسی بات ضرور ہے جو تم مجھ سے چھپا رہی ہو۔۔۔ پچھلے دنوں میں نے اگنور کر دیا تھا۔۔۔ اس کا مطلب یہ نہیں میں ہر چیز سے بے خبر ہوں۔۔۔ ان چند دنوں میں تمہارے اندر جو تبدیلیاں آئی ہیں، میں بخوبی محسوس کر سکتا ہوں۔۔۔ ارحم نے جیسے پری کو راز کی بات بتائی تھی۔۔۔ پری نے گھبرا کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ ارحم نے اس کی گھبراہٹ کو بھی نوٹ کیا تھا۔۔۔

نن۔ نہیں ارحم ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ اگر ہوتی تو میں آپ کو ضرور بتاتی۔۔۔ پری کافی زیادہ گھبرا گئی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا وہ اب مزید ارحم سے کچھ نہیں چھپا سکے گی۔۔۔ ارحم نے پری کا چہرہ دیکھا جہاں ڈر کے تاثرات صاف واضح تھے۔۔۔ پری کی پیشانی پہ بھی پانی کی چھوٹی چھوٹی بوندیں نمودار ہوئی تھیں۔۔۔

آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں آپ سے کچھ چھپا رہی ہوں۔۔۔ پری کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔ بے اختیار اس کی ہچکی نکلی۔۔۔ پری میرا بچہ میں

مذاق پر رہا تھا۔۔۔ ادھر میری طرف دیکھو۔۔۔ ارحم نے اپنے ہاتھوں کے
 پیالے میں پری کا چہرہ بھرا۔۔۔ پری نے ہچکی لیتے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔
 اوو میرے اللہ۔۔۔ پری! "ارحم نے شدت سے پری کو خود میں بھینچا تھا
 ۔۔۔ پری تمہیں ہو کیا گیا ہے تم کیوں ہر بات میں رونے لگ جاتی ہو
 ۔۔۔ ارحم اپنا حصار مزید تنگ کر گیا تھا۔۔۔

آپ بھی بار بار مت پوچھا کریں نہ۔۔۔ مجھے رونا آ جاتا ہے۔۔۔۔۔ پری نے
 پھر سے ہچکی بھری تھی۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے آئندہ میں کوئی بات نہیں
 پوچھوں گا۔۔۔ لیکن اگر تم اس طرح پریشان ہوتی رہو گی، سوچوں میں
 گھوم رہو گی، تو میں بہت زیادہ غصہ کروں گا۔۔۔ اور پھر تمہیں بہت زیادہ
 ڈانٹ بھی پڑے گی۔۔۔ وہ دھمکی آمیز انداز میں بولا تھا۔۔۔

آپ مجھے نہیں ڈانٹ سکتے۔۔۔ پری اتراتے بولی تھی۔۔۔ بھول ہے
 تمہاری۔۔۔ میں تمہیں ڈانٹ بھی سکتا ہوں۔۔۔ اور اگر تم نے زیادہ ضد کی

تو دو تین لگا بھی دوں گا۔۔۔ ار حم نے پری کے گال پہ دانت گاڑھے تھے

کیا آپ مجھے ماریں گے بھی۔۔۔ پری نے روہانسی ہوتے آنکھیں ٹٹماتے
پوچھا تھا۔۔۔ ہاں ماروں گا ار حم نے دانتوں تلے دبائے تھے۔۔۔

تو ٹھیک ہے پھر میں ماما کے پاس جا رہی ہوں۔۔۔ چھوڑیں مجھے آپ۔۔۔
پری نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن ار حم کا حصار اتنا ڈھیلا نہیں تھا
کہ وہ آسانی نکل پاتی۔۔۔

پری میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔ میں بھلا اپنے بے بی کو کیوں ماروں گا۔۔۔
ہممم بولو۔۔۔! "میں تو اپنے بے بی سے اتنا زیادہ پیار کرتا ہوں۔۔۔ ار حم
انتہائی نرمی سے پری کے لب چھوتے بول تھا۔۔۔

پری ار حم کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔ کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔ ار حم کا ہاتھ سرکتا پری کی
گال پہ آیا تھا۔۔۔ میں جانتی ہوں آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔۔۔ نہ جانے کیا

سوچتے پری نے یہ بات کی تھی۔۔۔ آنسو بھی دروازہ کھولنے کو بے تاب تھے۔۔۔

ارحم نے بے یقینی سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ پری تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔۔ ارحم نے نوٹ کیا تھا پچھلے کچھ دنوں سے تقریباً ایک سو دفعہ پری ارحم سے یہی بات بول چکی تھی۔۔۔ اور اب تو ارحم کو غصہ ہی آگیا تھا۔۔۔ پتہ نہیں کیوں پری ایک ہی بات بار بار بولتی تھی۔۔۔

کیا تمہیں مجھ پہ یقین نہیں ہے۔۔۔ ہم بولو۔۔۔

پری نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ اس نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔۔۔ وہ کوئی جواب دے بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ کیا کہتی، کیا بتاتی، کہ اسے خود سے زیادہ ارحم پہ اعتبار ہے۔۔۔ لیکن ایسی کون سی بات تھی جو اسے بتانے سے روک رہی تھی۔۔۔ اس کے دل پہ ایک بوجھ ہے۔۔۔ جسے چاہ کر بھی وہ نہیں اتار پارہی۔۔۔ جسے سوچتے اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے لگتی ہیں

۔۔۔ ہر چیز اس کے اختیار سے باہر ہو جاتی ہے۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آتا کہ وہ کیا کرے۔۔۔ وہ انتہائی بے بسی کے مقام پہ کھڑی ہوتی ہے۔۔۔

ارحم سے اتنا پیار ملنے کے باوجود بھی وہ اپنوں کی کمی کو محسوس کرتی ہے "۔۔۔"

دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔۔۔ پہلی قسم کے وہ، جو اپنا غم اپنا درد، اپنی ہر مصیبت، اپنی ہر تکلیف، کو شیئر کرتے ہیں۔۔۔

لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔۔۔ جو اپنا غم دوسروں پہ ظاہر نہیں کرواتے۔۔۔ وہ اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کے مرتے رہتے ہیں۔۔۔

اپنا غم شیئر کرنے سے کسی دوسرے کو بتانے سے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔۔۔ لیکن بہت سے لوگ اس چیز پہ ایگری نہیں کرتے۔۔۔ اپنے دکھ کو اپنے غم کو اپنے اندر چھپائے رکھتے ہیں۔۔۔ پری بھی شاید انہی لوگوں میں سے تھی۔۔۔ وہ چاہ کر بھی ارحم کو نہیں کچھ بتا پار ہی تھی۔۔۔

وہ ار حم کو بتانا چاہتی تھی لیکن پتہ نہیں کیوں وہ جب بھی بتانے کا سوچتی تھی، اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے پاتی تھی۔۔۔۔

پری کو خاموش دیکھ ار حم کا حصار تھوڑا ڈھیلا ہوا تھا۔۔۔۔ جو پری نے بخوبی محسوس کیا۔۔۔۔ ار حم نے چہرہ بھی پھیر لیا۔۔۔۔

پری بے اختیار ار حم سے لپٹ گئی۔۔۔۔ اسے لگا ار حم بھی اس سے دور جا رہا ہے۔۔۔۔ جو بھی تھا، پری اب مزید کوئی دکھ نہیں برداشت کر سکتی تھی۔۔۔۔ جتنے دکھ جتنے غم مل چکے تھے، اس کے لیے وہی کافی تھے۔۔۔۔ اب مزید ہمت اس میں بھی نہ تھی۔۔۔۔

پری میری اتنی محبت کے باوجود تم آج تک مجھ پہ اعتبار نہیں کر سکی۔۔۔۔ میں آج تک تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے قریب نہیں آیا۔۔۔۔ تم سے کبھی اپنا حق نہیں مانگا۔۔۔۔ اور تم بول رہی ہو کہ تمہیں مجھ پہ اعتبار نہیں۔۔۔۔ کیا واقعی تم مجھ پہ اعتبار نہیں کرتی۔۔۔۔ ار حم کی آواز میں بے یقینی تھی۔۔۔۔ ار حم کو آج اپنا آپ پری کے سامنے بے مول محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

پری کی بات اس کے دل پہ جا کر لگی تھی۔۔۔ کتنی آسانی سے پری نے اتنی بڑی بات بول دی تھی۔۔۔

ارحم نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ میں خود سے زیادہ آپ پر یقین کرتی ہوں۔۔۔ پری نے تڑپ کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ اب وہ کیسے اپنے ارحم کو یقین دلاتی۔۔۔

نہیں تمہیں مجھ پہ اعتبار نہیں ہے۔۔۔ اگر تمہیں مجھ پہ اعتبار ہوتا تو تم ہر دفعہ ایک ہی لفظ نہ دہراتی۔۔۔ میں جانتا ہوں میری غلطی تھی۔۔۔ میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا تھا۔۔۔ میں لوگوں کی باتوں میں آگیا تھا۔۔۔ مجھے حمد ان کی بات پہ یقین کرنا چاہیے تھا۔۔۔ لیکن میں نے یقین نہیں کیا۔۔۔ یہی میری سب سے بڑی غلطی تھی۔۔۔ اگر اس دن میں حمد ان کی باتوں پہ یقین کر لیتا تو شاید آج اس طرح کے حالات نہ ہوتے۔۔۔ میں جانتا ہوں اس سب میں کہیں نہ کہیں میرا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔۔۔۔ میں کافی حد تک شرمندہ ہوں۔۔۔

تمہارے ساتھ، حمدان کے ساتھ، سکندر انگل کے ساتھ، میں نے سب کے ساتھ بہت غلط کیا ہے۔۔۔

لیکن میں تم سے اور حمدان سے بھی معافی مانگ چکا ہوں۔۔۔ اور تم نے شاید مجھے معاف بھی کر دیا تھا۔۔۔ اگر میں نے تمہیں چھوڑنا ہوتا تو میں کبھی تم سے معافی ہی نہ مانگتا۔۔۔ ارحم انتہائی ٹوٹے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ وہ واقعی شرمندہ تھا۔۔۔ اسے اپنی غلطی کا احساس تھا۔۔۔ پری نے بھی ارحم کی آواز میں درد محسوس کیا تھا۔۔۔

ارحم پلیز ایسا مت بولیں۔۔۔ مجھے واقعی آپ پہ خود سے زیادہ یقین ہے۔۔۔ آپ میرا یقین کریں۔۔۔ پلیز آپ ایسا مت بولیں۔۔۔ میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔ پری کی گال پہ ایک آنسو پھسلا تھا۔۔۔ جوارحم نے اپنی انگلی کے پوروں میں جذب کر لیا۔۔۔

اور میرے دل کا کیا، جو تمہاری باتوں سے ٹوٹ گیا۔۔۔ ار حم نے پتھر لی
آنکھوں سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی آواز میں خفگی بھی واضح
محسوس کی جاسکتی تھی۔۔۔

پری نے گھبرا کر ار حم کی طرف دیکھا۔۔۔ ار حم پلیر سوری۔۔۔ مجھے معاف
کر دیں، مجھے ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔۔ پلیر آپ ناراض مت ہوں۔۔۔
میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔۔ پری نے دھیرے سے اپنے ار حم کے
سینے پہ سر رکھا۔۔۔ وہ واقعی ار حم کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن کیا
اب اس کا ار حم ناراض ہو گیا تھا۔۔۔ نہیں پری اپنے ار حم کو کبھی ناراض
نہیں ہونے دے گی۔۔۔

پری کچھ دیر خاموش رہی، اور پھر بولنا شروع کیا۔۔۔ ار حم اپ کو پتہ ہے
عورت کے سینسز اتنے تیز ہوتے ہیں، کہ وہ نظر اور نیت دونوں پہچان لیتی
ہے۔۔۔ دراصل وہ دھوکہ اس وقت کھاتی ہے، جب وہ خود کو دھوکہ دیتی
ہے۔۔۔ پری نے بولتے ایک درد بھری سسکی لی تھی۔۔۔

پری کی بات سنتے ار حم ٹھٹھکا۔۔۔ ار حم نے حیرانی کے عالم میں پری کا چہرہ
اپنے سامنے کیا۔۔۔ یہ چھوٹی سی لڑکی اتنی گہری بات بول گئی تھی۔۔۔
ار حم واقعی حیران ہو گیا تھا۔۔۔
دھوکہ "۔۔۔"

بے اختیار اس کے لب ہلے۔۔۔ جی دھوکہ۔۔۔ ار حم آپ کے بے بی کو
بھی دھوکہ ملا ہے۔۔۔ میں نے خود کو دھوکہ دیا تھا، اسی لیے دیکھیں
میرے اپنوں نے مجھے دھوکہ دے دیا۔۔۔ سب نے میرا دل توڑا۔۔۔
ار حم میں چاہ کر بھی کسی سے نفرت نہیں کر پار ہی۔۔۔ میں کیا کروں،
مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔

میں، میں اندر ہی اندر مر رہی ہوں۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا
کروں۔۔۔ میں ہر دفعہ آپ کو بتانا چاہتی ہوں، لیکن میری زبان میرا
ساتھ نہیں دیتی۔۔۔ میرا دل کہتا ہے اپنے برے نہیں ہوتے۔۔۔ لیکن
میرے اپنے بہت برے ہیں۔۔۔ پری ار حم کے سینے پہ سر رکھتی پھوٹ

پھوٹ کر رودی تھی۔۔۔ آج اسکا دل چاہا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے
۔۔۔ آج وہ اپنے ارحم کو اپنے دل کا حال سنا دے۔۔۔

پری میرا بے بی ادھر میری طرف دیکھو۔۔۔ ارح نے پری کا چہرہ اپنے
ہاتھوں میں تھاما۔۔۔ جو اس وقت آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔۔۔ کس نے
دیا میرے بے بی کو دھوکا۔۔۔ ارح پری کی آنکھوں میں دیکھتے بولا تھا

۔۔۔

سب نے آپکے بے بی کو دھوکا دیا۔۔۔ ماما نے، بابا نے، اور دوسری والی ماما
نے بھی۔۔۔ سب کے سب بہت برے ہیں۔۔۔ میں، میں کسی سے بات
نہیں کروں گی۔۔۔ نہ ہی میں کسی کو دیکھوں گی۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔
پری کے رونے میں مزید شدت آگئی تھی۔۔۔

بس میرا بچہ اب رونا نہیں۔۔۔ بتاؤ مجھے کیا کہا ان سب نے میرے بے بی کو
۔۔۔ میں سب کی خبر لوں گا۔۔۔ ارحم کو ابھی تک پری کی باتوں کی کوئی
سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ لیکن وہ پھر بھی تفصیل جاننا چاہتا تھا۔۔۔

ارحم آپ کو پتا ہے، جب میں پانچ سال کی تھی تو ماما مجھے چھوڑ کر چلی گئیں
 --- میں نے ان کو بہت روکا۔۔۔ وہ نہیں رکیں۔۔۔ نہ ہی وہ رک رہی
 تھیں، اور نہ ہی مجھے ساتھ لے جانے پہ آمادہ تھیں۔۔۔

میں نے ان کو اتنا روکا، لیکن وہ نہیں رکیں۔۔۔ وہ چلی گئی انہوں نے ایک
 دفعہ بھی میرا خیال نہیں کیا۔۔۔ مجھے مجھے اس وقت ان کی ضرورت تھی
 --- کاش وہ رک جاتیں۔۔۔ وہ نہ جاتیں۔۔۔ یا پھر وہ مجھے ساتھ لے
 جاتیں۔۔۔ پری نے بے دردی سے اپنے انسو رگڑتے کہا تھا۔۔۔

پری تمہاری ماما چلی گئی تھیں لیکن تمہارے بابا تو تمہارے پاس تھے نا۔۔۔
 ارحم نے اپنے ہاتھ سے پری کا چہرہ صاف کیا۔۔۔

نہیں آپ کو پتہ ہے بابا نے مجھے کیا کہا تھا۔۔۔ پری نے بولتے سسکی لی۔۔۔
 ارحم نے سوالیہ نظروں سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ اور بولنے کا اشارہ کیا
 --- بابا نے کہا تھا کہ میں ان کی بیٹی نہیں ہوں۔۔۔ وہ مجھے اپنے ساتھ

نہیں رکھنا چاہتے۔۔۔ انہوں نے کہا تھا کہ بے شک میں یہاں سے چلی جاؤں۔۔۔ نہ ہی کبھی وہ مجھ سے بات کرتے تھے۔۔۔

اور انہوں نے مجھے کالج سے بھی اٹھالیا تھا۔۔۔ سکول تک تو جانے دیا تھا، لیکن کالج کے دنوں میں انہوں نے پتہ نہیں ایک دن اکے خود سے مجھے کہا، کہ میں آئندہ کالج نہیں جاؤں گی۔۔۔ میں ان لائن سٹڈی کر لوں۔۔۔ میں نے بابا کو کہا تھا کہ مجھے کالج جانا ہے۔۔۔ لیکن بابا نے کہا کہ تم اپنی حیثیت مت بھولو۔۔۔ اس کے بعد میں نے بابا سے کچھ نہیں کہا، وہ ہمیشہ سے ایسا کرتے ہیں۔۔۔

جب انہوں نے مجھے آپ سے شادی کرنے کا بولا تھا تو میں نے کہا تھا کہ بابا مجھے پڑھنا ہے۔۔۔ لیکن بابا نے کہا کہ اب میں نہیں پڑھ سکتی۔۔۔ تو پھر

میں نے کہا ٹھیک ہے میں انکار کر دوں گی۔۔۔ لیکن بابا نے کہا کہ تم یہ مت بھولو جب تمہاری ماں تمہیں چھوڑ کر چلی گئی تھی تو ہم نے تمہیں اپنے گھر رکھا تھا۔۔۔

میں نے بابا سے کہا کہ میں ان کی بیٹی ہوں اگر میں ان کے گھر نہیں رہوں گی تو کہاں جاؤں گی۔۔۔ تو بابا کہتے کہ میں نہیں ان کی بیٹی۔۔۔ آپ کو پتہ ہے اس ٹائم میرا دل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ مجھے آج تک ان کی کوئی بات بری نہیں لگی تھی۔۔۔ لیکن اس دن میں وہ بات برداشت نہیں کر سکی تھی۔۔۔ اس کے بعد میں نے بابا جانی کی بات مان لی۔۔۔ میں نے آپ سے شادی بھی کر لی۔۔۔ اور آپ کو پتہ ہے جب آپ مجھے وہاں سے اس طرح لے کر آئے تھے نا، تو مجھے لگا کہ شاید میرے بابا ٹھیک ہیں۔۔۔

آپ کی وجہ سے انہوں نے مجھے غلط کہا تھا۔۔۔ آپ کی وجہ سے ہی انہوں نے مجھے ڈانٹا تھا۔۔۔ لیکن مجھے بعد میں یقین ہو گیا، میں نے غلط سوچا تھا

۔۔۔ جب میں یہاں سے بھاگ کے گئی تھی، تو مجھے بابا نے بہت زیادہ ڈانٹا تھا اور۔۔۔ اور، ماما نے تو تھپڑ بھی مارا تھا۔

۔۔۔ انہوں نے کہا کہ یہاں پھر واپس آنے سے اچھا تھا کہ میں مرجاتی۔۔۔ میں واپس نہ آتی۔۔۔

اور انہوں نے کہا کہ جب میں یہاں سے چلی گئی تھی تو میں واپس کیوں آئی۔۔۔ ان کی خوشیاں برباد کرنے۔۔۔

ارحم وہ سب بہت زیادہ برے ہیں۔۔۔ میں آئندہ کبھی وہاں نہیں جاؤں گی۔۔۔ بہت برا کیا انہوں نے میرے ساتھ۔۔۔ اب میں بابا سے بھی کبھی بات نہیں کروں گی۔۔۔ یہی چاہتے تھے نا وہ۔۔۔ اور ماما ان سے تو میں بالکل بھی بات نہیں کروں گی۔۔۔ یہ سب کچھ ان کی وجہ سے ہوا تھا۔۔۔ اگر وہ مجھے نہ چھوڑ کر جاتیں۔۔۔ تو بابا مجھے کبھی اس طرح سے نہ بولتے۔۔۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ماما مجھے کبھی اس طرح ملے۔۔۔ وہ اس آدمی کے گھر تھیں وہاں پہ۔۔۔ مجھے ان کو وہاں پر دیکھ کے بہت برا لگا تھا۔۔۔ وہ اپنی لائف میں بہت خوش ہیں۔۔۔ لیکن میرے لیے انہوں نے مشکلیں کھڑی کر دیں۔۔۔ کاش وہ مجھے اپنے ساتھ لے جاتیں۔۔۔

یا پھر نہیں انہوں نے صرف اپنے بارے میں سوچا تھا۔۔۔ انہوں نے، ان کو میری بالکل بھی پرواہ تھی۔۔۔

میں ہمیشہ دل میں سوچتی تھی کہ بابا کبھی نہ کبھی مجھ سے پیار کریں گے۔۔۔ ماما بھی واپس آجائیں گی۔۔۔ دراصل میں خود کو دھوکہ دیتی تھی۔۔۔ جب ایک چیز حقیقت ہو ہی نہیں سکتی تو اس کو سوچنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ اور دیکھیں آج سب نے مجھے دھوکہ دے دیا۔۔۔

سب جھوٹے تھے۔۔۔ بلکہ سب جھوٹے نہیں تھے میں جھوٹی تھی۔۔۔ جو اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دیتی تھی۔۔۔ اب مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے۔۔۔ مجھے کوئی بھی نہیں چاہیے، اب میں ہمیشہ سے آپ کے ساتھ رہوں گی

ہمیشہ سے۔۔۔ آپ ہمیشہ میرے ارحم رہیں گے۔۔۔ اور آپ صرف
میرے ہیں۔۔۔ اور میں صرف آپ کی۔۔۔
ارحم کی پریشہ۔۔۔"

پری زبردستی مسکرائی تھی۔۔۔ رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں لال ہو
چکی تھیں۔۔۔

ارحم نے پری کو زور سے خود میں بھینچا۔۔۔ پری کی باتیں سنتے ارحم کافی حد
تک حیران ہو چکا تھا۔۔۔ اسے تو اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ پری کی
حقیقت کیا تھی۔۔۔

حمدان نے اس دن اس کے ساتھ جھوٹ بولا تھا۔۔۔ حمدان نے ارحم کو
آدھی بات بتائی تھی۔۔۔ اصل حقیقت تو یہ تھی جو اس کو اب پری نے
بتائی تھی۔۔۔ حمدان نے ایسا کیوں کیا۔۔۔ اسے مجھے ایک ایک بات بتانی
چاہیے تھی۔۔۔ اب ارحم کو حمدان پہ غصہ آ رہا تھا۔۔۔

ارحم آپ کو پتہ ہے جب ہم وہاں پہ کورٹ میں گئے تھے۔۔۔ ماما اس آدمی سے کتنا پیار کر رہی تھیں۔۔۔ ماما نے ان کو ہگ بھی کیا تھا۔۔۔ مجھے بہت برا لگا تھا۔۔۔ مجھے تو کبھی اس طرح سے پیار نہیں کیا۔۔۔ بلکہ مجھے تو اکیلا چھوڑ گئی تھیں۔۔۔ اور بابا وہ بھی صرف اپنے بیٹوں سے پیار کرتے ہیں۔۔۔ کچھ نہیں لگتی میں ان کی۔۔۔ میں آئندہ کبھی ان کے پاس نہیں جاؤں گی

اور بھیا وہ جب بھی مجھ سے بات کرتے تھے ماما ان کو منع کر دیتی تھیں۔۔۔ یا پھر وہ ان کو کسی کام کے لیے بلا لیتی تھیں۔۔۔ وہ بھیا کو مجھ سے بات ہی نہیں کرنے دیتی تھیں۔۔۔

لیکن انہوں نے مجھے کبھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔ کبھی انہوں نے مجھے ڈانٹا بھی نہیں تھا۔۔۔ بہت کم مخاطب کرتی تھیں۔۔۔ مجھے، مجھے لگتا تھا کہ ان کی نیچر ہی ایسی ہے۔۔۔ لیکن اس رات انہوں نے مجھے حقیقت بتا

دی۔۔۔ انہوں نے مجھے میری حقیقت بتادی۔۔۔ میری اصلیت کیا تھی،
 مجھے اس رات پتہ چلا۔۔۔ وہ کبھی میری ماما بن ہی نہیں سکی تھیں۔۔۔
 پری ار حم کے سینے سے سر نکالتی ایک دفعہ پھر سے شروع ہو چکی تھی۔۔۔
 پتہ نہیں کیوں آج اس کا دل چاہا تھا کہ وہ اپنے ار حم کو ہر بات بتادے۔۔۔
 ہر بات اس کے سامنے کھول کے رکھ دے۔۔۔ آج وہ ار حم کو بتادے کہ
 اس کے دل میں کیا کیا ہے۔۔۔ وہ چھوٹی سی لڑکی کتنے دکھ سمائے بیٹھی ہے

پری بس میرا بچہ۔۔۔ اب رونا نہیں، میری پری کا ار حم ہے نا وہ سب کچھ
 ٹھیک کر دے گا۔۔۔ ار حم نے پری کی گال سے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔
 جو مسلسل بہتے جا رہے تھے۔۔۔ ار حم سوری ان سب کی وجہ سے میں نے
 آپ سے اتنا روڈ بیہو کیا۔۔۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، پری اپنا سرخ
 ہوتا ناک رگڑتے بولی تھی۔۔۔

اچھانا بس اب رو نہیں۔۔۔ اب تم نے مجھے بتا دیا ہے ناضرور تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہو گا۔۔۔ پلیر اب رونا بند کرو۔۔۔ مجھ سے مزید برداشت نہیں ہو رہا کہ میری پری اس طرح سے رو رہی ہے۔۔۔ ارحم نے پری کے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔ ارحم کی اپنی آنکھیں اس وقت اشتیال سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔ پری نے بھی جواباً آنکھیں ٹمٹمائیں۔۔۔

چلو اٹھ کے منہ دھو اچھے بچوں کی طرح۔۔۔ پھر ہم نیچے چلتے ہیں۔۔۔ ماما ویٹ کر رہی ہوں گی۔۔۔ بظاہر تو ارحم نارمل بیہوش کر رہا تھا لیکن اس ٹائم اسے شایان اور حمد ان پہ شدید غصہ آرہا تھا۔۔۔ جنہوں نے اسے پوری بات نہیں بتائی تھی۔۔۔ اور یقیناً وہ پری کو نیچے چھوڑنے کے بعد ان دونوں کی خبر لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

سکندر عثمان ان پہ تو ارحم کو سب سے زیادہ غصہ آرہا تھا۔۔۔ اگر وہ پری کا باپ نہ ہوتا تو شاید ارحم اس کی جان ہی لے لیتا۔۔۔ کتنے دکھ دیے انہوں

نے ار حم کی پری کو۔۔۔ ار حم بھی اتنی آسانی سے چھوڑنے والا نہیں تھا

پری بھی اچھے بچوں کی طرح اٹھتی واش روم کی طرف بڑھی۔۔۔ اب ار حم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اپنا ماتھا مسل رہا تھا۔۔۔ اسے پری کی باتوں نے کافی حد تک حیران کر دیا تھا۔۔۔ اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ چھوٹی سی لڑکی کتنے دکھ برداشت کر چکی ہے۔۔۔۔۔ یہ چھوٹی سی لڑکی بظاہر تو شرارتی دکھنے والی لیکن یہ اندر سے کتنی میچور ہے۔۔۔ ار حم کو آج پتہ چلا تھا۔۔۔

پری فریش ہو کے باہر آئی اور پھر پری ار حم نیچے جا چکے تھے۔۔۔

.....

ماما جلدی کریں آپ لوگ کتنا ٹائم لگاتے ہیں۔۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے آپ لوگ میرا رشتہ لے کر نہیں میری بارات لے کر جا رہے ہیں۔۔۔ اتنا ٹائم

کون لگاتا ہے۔۔۔ شایان گاڑی کے پاس کھڑا کب سے چلا رہا تھا۔۔۔ لیکن کوئی اس کی سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔

"رکور کو سن تو لو، شایان صاحب رشتہ لے کر جا رہے ہیں۔۔۔"

"آخر فریحہ بیگم بھی شایان کے رشتے کے لیے مان ہی گئی تھیں۔۔۔"

صبر نہیں ہوتا تھوڑا تم سے۔۔۔ آخر ہم اپنے بیٹے کا رشتہ لے کر جا رہے ہیں تو

تیاریاں تو زیادہ کرنی پڑیں گی نا۔۔۔ فریحہ بیگم باہر آتے بولی تھیں۔۔۔

انہوں نے بلیک کلر کا کاڈار سوٹ پہنا تھا۔۔۔ جس پہ کڑھائی سے بہت

نفاست سے ڈیزائننگ کی گئی تھی۔۔۔ اپنی اتج کے لحاظ سے وہ اس ڈریس

میں کافی خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔ سکندر عثمان بھی چوری چوری

انہیں ہی تک رہے تھے۔۔۔

ماما آپ لوگوں کی وجہ سے نامیرا رشتہ لیٹ جا رہا ہے۔۔۔ میں ہمیشہ ٹائم پہ

پہنچنے والا بندہ ہوں۔۔۔ اور میں نہیں چاہتا کہ میرا رشتہ لے کر ہم لیٹ

پہنچیں۔۔۔ آپ لوگ تو میرے رشتے والے دن اتنے لیٹ ہیں۔۔۔

بارات والے دن پتہ نہیں آئیں گے بھی یا نہیں۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے مجھے خود
 ہی سب کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔ نہیں بلکہ میں ایسا کروں گا کہ میں ہیزل کو
 لے کے نکاح کروا کے سیدھا گھر ہی آ جاؤں گا۔۔۔ اپ لوگوں کو کسی طرح
 کی محنت نہیں کرنی پڑے گی۔۔۔ شایان غصے سے بول رہا تھا۔۔۔
 فریحہ بیگم تو شایان کی باتوں پہ مسکرا رہی تھیں۔۔۔ کتنی جلدی تھی اسے
 اپنا رشتہ لے کر جانے کی۔۔۔ ابھی رشتہ ہوا نہیں تھا اور اسے شادی کی بھی
 پڑ گئی تھی۔۔۔

شایان تمہاری ماں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔ آخر ہم اپنے بیٹے کا رشتہ
 لے کر جا رہے ہیں تو پوری تیاریوں کے ساتھ ہی جائیں گے نا۔۔۔ سکندر
 عثمان شایان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے بولے تھے۔۔۔
 یہ سب کچھ نا اس حمدان کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ اب یہ حمدان کا بچہ لیٹ
 کروائے گا۔۔۔ سیڑھیوں سے آتے حمدان کو دیکھ شایان نے اسے گھورتے
 کہا تھا کیا۔۔۔

"میرا بچہ۔۔؟"

"کہاں ہے میرا بچہ۔۔۔؟"

"کہاں سے آیا میرا بچہ۔۔۔؟"

حمدان نے نظر گھمائیں۔۔۔ میرم، میرم، یار جلدی آؤ کہاں ہے میرا بچہ
۔۔۔ حمدان حیرانی کے عالم میں کہتا نظریں گھمارہا تھا۔۔۔ فریحہ بیگم اور

سکندر صاحب مسکرا دیے تھے۔۔۔

مجھے تو لگتا ہے تم میرا رشتہ دیکھنے نہیں اپنے ولیمے پہ جارہے ہو۔۔۔ دیکھو تو

ذرا مجھ سے زیادہ تو تم تیار ہوئے ہو۔۔۔ شایان نے حمدان کو گھوری ڈالی

۔۔۔ جو بلیک کلر کے تھری پیس میں ملبوس آنکھوں پہ بلیک گلاسز لگائے

پوری شان و شوکت سے کھڑا تھا۔۔۔ شایان کو تو اس کو دیکھ کر آگ ہی لگ

گئی تھی۔۔۔

میرا ولیمہ تو ہو گیا۔۔۔ اب تمہاری باری ہے۔۔۔ میں تو بس اپنی بیوی کے لیے تیار ہوا ہوں۔۔۔ لیکن شاید تمہیں کچھ ہضم نہیں ہوا میرا اس طرح سے تیار ہونا۔۔۔ حمدان اپنا کالر جھاڑتے بولا تھا۔۔۔

یہ جو تم بیوی بیوی کر کے میرا دل چلاتے ہونا، بیٹا جی صبر رکھ جھٹ منگنی اور پٹ بیا کروں گا۔۔۔ شایان انگلیوں سے چٹکی بجاتے بولا تھا۔۔۔

ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔ شایان کی بات پہ حمدان کا قہقا گونجا۔۔۔ اپنے دانت بند کر لو یہ نہ ہو کہ میری شادی سے پہلے میں تمہارے سارے دانت توڑ دوں۔۔۔

شایان کو اس وقت حمدان زہر سے بھی زیادہ کڑوا لگ رہا تھا۔۔۔

بیٹا یہ تو وقت بتائے گا کون کس کے دانت توڑتا ہے، اور کون نہیں۔۔۔

حمدان بولتے گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ یا اب یہ میرم بھا بھی کہاں پہ رہ گئیں۔۔۔ بھا بھی آ بھی جائیں۔۔۔

اور یہ ابان کا بچہ۔۔ اس کی تو میں آکر خبر لوں گا۔۔ بھائی کا رشتہ لینے تک ساتھ نہیں جاسکتا۔۔ اب شایان کا رخ ابان کی طرف تھا۔۔ ابان کی اج یونیورسٹی تھی اسی لیے وہ ان کے ساتھ نہیں جاسکتا تھا۔۔ چلیں۔۔!" میرم باہر آتی بولی تھی۔۔۔۔

"ایک منٹ۔۔ ایک منٹ۔۔ ایک منٹ۔۔

یہ آپ اتنا تیار ہو کے کہاں جا رہی ہیں۔۔ شایان عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ ٹکاتے بولا تھا۔۔ کیا مطلب ہے کہاں جا رہی ہوں۔۔ تمہارے ساتھ جا رہی ہوں۔۔ تمہارا رشتہ لے کر۔۔ میرم نے سر سری سا جواب دیا۔۔ ساتھ میں وہ اپنی ساڑھی کا پلو بھی درست کر رہی تھی۔۔ میرم نے ڈارک ریڈ کلر کی ساڑھی پہنی تھی۔۔ ساتھ ہائی سیلنز، بال سٹریٹ کیے، وہ بھی کسی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔

اواچھا میرا رشتہ لے کر جا رہے ہیں۔۔ اور میں جب سے سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ لوگوں کا ولیمہ ہے۔۔ ہم وہاں پہ جا رہے ہیں۔۔ شایان بیزار

سامنہ بنانا گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ اس کو اپنے پیچھے قہقروں کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ جس میں سکندر عثمان، فریحہ بیگم، حمدان اور میرم، سب شامل تھے۔۔۔

شایان نے رکتے انہیں گھور کر دیکھا۔۔۔ ایک تو آپ لوگ میرا رشتہ لے کر اتنا تیار ہو کے جا رہے ہیں۔۔۔ اوپر سے دانت نکال رہے ہیں۔۔۔ مطلب آپ لوگ ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ مطلب کیا ہے آپ لوگوں کی اس بات کا۔۔۔ شایان بھی اب غصے میں آ گیا تھا۔۔۔ آخر کتنا برداشت کرتا وہ۔۔۔ شایان دو لہا تھا اور یہاں تو سب دلہے سے زیادہ تیار ہوئے تھے۔۔۔

بس ایک یہی بات تھی، جو شایان سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ ایک گاڑی میں سکندر عثمان فریحہ بیگم اور شایان بیٹھے تھے اور دوسری گاڑی میں نرم اور ہمدان۔۔۔

چار گاڑیاں ایک قطار میں سکندر ہاؤس سے نکلی تھی دو گاڑیوں کی گاڑیاں تھی جن کا ان کے ساتھ ہونا بہت ضروری تھا شایان کی تو خوشی مانو تھم ہی نہیں رہی تھی شایان خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

.....

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے سفر کے بعد ان کی گاڑی خان ہاؤس میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ ان کی گاڑیوں کو دیکھتے گاڑیوں نے دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔ حمزہ صاحب انفارم کر چکے تھے، کہ سکندر صاحب اپنی فیملی کے ساتھ آرہے ہیں۔۔۔

اندر آتے فریج بیگم زمل بیگم سے ملی تھیں۔۔۔ ان کا لہجہ کافی حد تک پر سکون اور نارمل تھا۔۔۔ ورنہ جو پہلے دن ان کی کاری ایکٹ تھا اس حساب سے ان کا ایسا انداز بنتا تو نہیں تھا۔۔۔ لیکن شاید وہ یہ سب اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے کر رہی تھیں۔۔۔

حمدان میرم، اور شایان بھی، حمزہ صاحب اور زمل بیگم سے ملتے اندر کی طرف بڑھے وہ لوگ لاؤنج میں بیٹھ چکے تھے۔۔۔ اور اب باتوں کا دورانیہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔

سب باتوں میں مصروف تھے۔۔۔ لیکن شایان کی نظریں تو کسی اور کو ہی تلاش رہی تھیں۔۔۔

شایان تم بھی کوئی بات کر لو کب سے خاموش بیٹھے ہو۔۔۔ حمدان نے شایان کو خاموش دیکھ کے کہا تھا۔۔۔ شایان نے ہڑبڑاتے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔ بیٹا تجھے تو میں گھر جا کر بتاؤں گا۔۔۔ شایان دل میں ہی سوچ سکا تھا۔۔۔

میں کیا بولوں، جس کام کے لیے آئے ہو وہ کام تو تم لوگ کر نہیں رہے۔۔۔ باتیں کرنے کی پڑ گئی ہے۔۔۔ شایان نے جلے بھنے انداز میں کہا تھا۔۔۔ حمزہ صاحب نے نہ سمجھی سے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔

سکندر عثمان کو توقع نہیں تھی کہ شایان بے دھڑک ہی ایسی بات کر دے گا
 --- اسی لیے سکندر صاحب نے دل میں شایان کو لعنت کی صلوات سے
 نوازا تھا۔۔۔

زل بیگم نے بھی سوالیا نظروں سے حمزہ صاحب کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ وہ
 دونوں ہی شایان کی بات کا مطلب نہیں سمجھ پائے تھے۔۔۔ اتنے میں
 ملازمہ چائے لے کر آئی۔۔۔

زل بیگم نے اٹھتے سب کے لیے چائے ڈالنا شروع کی۔۔۔ اب دوبارہ سے
 سب باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔۔۔ اور شایان معصوم سی شکل
 بنائے اپنے ماما اور بابا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ کہ آخر ان کی کون سی ایسی رشتہ
 داری تھی جس کو وہ اب یہاں پہنچا رہے تھے۔۔۔ ڈائریکٹ رشتے کی بات
 کیوں نہیں کر رہے تھے۔۔۔ شایان کا بس چلتا تو خود ہی رشتے کی بات کر
 دیتا۔۔۔

ارے شایان بیٹا تم بھی کچھ لونا۔۔۔ حمزہ صاحب نے شایان کو مخاطب کیا تھا
 ---"

جی۔۔۔ جی انکل شایان نے جلدی سے ہاتھ بڑھاتے چائے کا کپ اٹھایا۔۔۔
 بیٹا پہلے کچھ کھا لو پھر چائے پینا۔۔۔ اب کی بار زمل بیگم شایان سے مخاطب
 ہوئی تھیں۔۔۔ جی آنٹی۔۔۔ شایان نے شریفوں کی طرح چائے کا کپ
 رکھا اور کھانے کی چیزوں کی طرف نظر ڈالتے دھیرے سے مسکرایا۔۔۔
 "کاش یہ چیزیں ہیزل لے کر آئی ہوتی۔۔۔" اففف۔۔۔ شایان سوچ
 کر رہ گیا تھا۔۔۔

سب دوبارہ سے باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔۔۔ پتہ نہیں شایان
 یہاں بیٹھا کیسے تھا۔۔۔ اوپر سے انکی بورنگ باتیں سنتے وہ مزید طیش میں
 آ رہا تھا۔۔۔

میں ذرا ایک کال کر کے آتا ہوں۔۔۔ شایان نے سکندر عثمان کے سامنے
 موبائل کرتے کہا۔۔۔ ہاں بیٹا جاؤ حمزہ صاحب نے شایان سے کہا۔۔۔

شایان 420 کی سپیڈ پہ لاؤنچ سے باہر نکلا تھا۔۔۔ وہ دراصل کوئی کال کرنے نہیں گیا تھا۔ اسے ہیزل کو ڈھونڈنا تھا، جو نہ جانے کہاں چھپی بیٹھی تھی۔۔۔

اتنا نہیں کہ اپنے ہونے والے شوہر سے ہی آکر مل لے۔۔۔ ممم اتنی بھی کیا لاپرواہی شایان تو تب ہی گیا تھا۔۔۔

.....

یہ گھر نہ ہی زیادہ بڑا تھا اور نہ ہی زیادہ چھوٹا تھا۔۔۔ اس گھر میں تین فرد ہی رہتے تھے۔۔۔ ان کے حساب سے اس گھر کو بہت خوبصورتی سے بنایا گیا تھا۔۔۔

اس گھر کے خوبصورت سے گارڈن میں بنے ایک جھولے پہ کنفیوز سی ہیزل بیٹھی تھی۔۔۔ زمل بیگم اسے اندر آنے کا بول کر گئی تھیں۔۔۔ تاکہ وہ آکر مہمانوں سے مل سکے۔۔۔ لیکن اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اندر کیسے جائے۔۔۔ آخر ایسا بھی کیا۔۔۔ کیا اسے شایان سے شرم آرہی تھی

۔۔۔ نہیں نہیں ایزل کو کیوں شایان سے شرم آئے گی۔۔۔ لیکن۔۔۔
!!

!! اہم اہم۔۔۔

ہیزل ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اس کے سماعتوں سے بھاری نوجوان مرد
"کی آواز ٹکرائی۔۔۔ اس نے گھبرا کر پلٹ کر دیکھا۔۔۔ وہ ٹھٹکی۔۔۔
شایان جیسے باہر آیا تھا اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔۔۔ اسے
ہیزل سامنے ہی جھولے پر بیٹھی نظر آگئی تھی۔۔۔ جس کا رخ دوسری
طرف تھا۔۔۔ اسی لیے وہ دبے قدموں سے ہیزل کی طرف آیا تھا۔۔۔
آ۔ آپ یہاں پہ۔۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ہیزل کی آواز لڑکھرائی تھی۔۔۔
کیوں میں یہاں پہ نہیں اسکتا۔۔۔ میں تمہارے جیسا بے مروت انسان
نہیں ہوں۔۔۔ جو اپنے ہونے والے شوہر سے ملنے تک نہیں آئی۔۔۔ اتنا
نہیں کہ ایک نظر ہونے والی شوہر کو دیکھ ہی آؤں۔۔۔ نا جانے کتنا ہینڈ سم
لگ رہا ہو گا۔۔۔ شایان نے شکوہ کیا تھا۔۔۔

کیا کر رہی تھی یہاں پہ۔۔۔ اندر کیوں نہیں آئی۔۔۔ کیا تمہیں نہیں پتہ تھا کہ ہم آرہے ہیں۔۔۔ شایان نے آئی برواچکاتے سوال کیا۔۔۔
 نن۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھے پتہ تھا کہ آپ لوگ آرہے ہیں۔۔۔
 ہیزل انتہائی کم آواز میں من منائی تھی۔۔۔۔
 "تو پھر۔۔۔؟"

وہ بس میں تھوڑا سا کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔ ہیزل نے نظریں چراتے جواب دیا۔۔۔

ہے یار... شایان اپنے چہرے پہ "Awesome" یار یہ لڑکی کتنی ہاتھ پھیرتے بولا تھا۔۔۔ ہیزل نے نا سمجھی سے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ جیسے بول رہی ہو میں سمجھی نہیں۔۔۔

دیکھو تمہیں ابھی سے کنفیوز ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ شادی کے بعد میں تمہیں جی بھر کے کنفیوز کروں گا۔۔۔ اسی لیے ابھی شرافت کے ساتھ اندر آؤ۔۔۔ ورنہ یہیں پہ کوئی گستاخی ہو جائے گی۔۔۔ شایان

ہیزل کو گہری نظروں سے دیکھتے بولا تھا۔۔۔ وہ سادگی میں بھی کتنی حسین لگ رہی تھی۔۔۔ اس نے لائٹ پنک کلر کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔۔۔ اور گلے میں ڈوپٹا لپیٹے۔۔۔ وہ واقعی سراپے کے قابل تھی۔۔۔ شایان کی تو ابھی سے نظریں نہیں ہٹ رہی تھیں۔۔۔ جب وہ دلہن کے روپ میں شایان کے سامنے آئے گی تو کیا عالم ہو گا۔۔۔ ہائے شایان سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

جج۔ جی جائیں آپ۔۔۔ میں آرہی ہوں۔۔۔ ہیزل گھبراتے بولی تھی۔۔۔ ہمہم جلدی آؤ۔۔۔ اور پلیز یہ شرم کی ٹوپی اتار کر آنا۔۔۔ شایان اپنی بات بولتے پلٹ چکا تھا۔۔۔ ہیزل نے شایان کی چوڑی پشت کو دیکھا، بے اختیار اس کے منہ سے ماشاء اللہ نکلا تھا۔۔۔

مجھے بعد میں سراہ لینا۔۔۔ پہلے اندر آؤ۔۔۔ شایان اس کی طرف دوبارہ پلٹا تھا۔۔۔ وہ تو کہیں گم ہی ہو چکی تھی۔۔۔ اسے پتہ ہی نہ چلا، نہ جانے کب شایان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

جج۔۔۔جی آرہی ہوں یہ جلد نظرچرائی تھیں۔۔۔شاید وہ شرمندہ ہوچکی تھی۔۔۔کہ شایان نے اس طرح اسے اپنی طرف تکتا دیکھ جیسے اس کی چوری پکڑلی ہے۔۔۔

.....

شایان گلا کھنگارتے اندر آتے شریفوں کی طرح اپنی جگہ پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔ حمدان نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔۔۔شایان نے بھی حمدان کی طرف دیکھتے آئی برواچکائی، جیسے پوچھ رہا ہو میری طرف کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔ حمدان نے نفی میں ساری لایا۔۔۔یہ اتنا شریف کب سے ہو گیا۔۔۔ شاید حمدان سے کچھ ہضم نہیں ہوا تھا۔۔۔شایان نے گہری مسکراہٹ سے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔ حمدان نے شایان سے نظریں ہٹالیں۔۔۔
 ☺" (پہلی پہلی وری آنکھ لڑی، تے لڑی وی حمدان دے نال)۔۔۔
 شایان نے منہ بسورا تھا۔۔۔
 "اسلام علیکم۔۔۔

ہیزل نے اندر داخل ہوتے سلام بلایا تھا۔۔۔ سب سے پہلی شایان کی
 "گردن اٹھی تھی۔۔۔ وعلیکم السلام۔۔۔"

پہلا جواب بھی شایان کی طرف سے ہی آیا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام، فریجہ بیگم اور سکندر صاحب نے ایک ساتھ جواب دیا تھا

۔۔۔

ہیزل چلتی ہوئی فریجہ بیگم کے پاس آتی ان سے ملی۔۔۔ پھر اس نے سکندر
 عثمان سے پیار لیا۔۔۔ اور پھر میرم سے ملی، اور اب وہ زمل بیگم کے پاس بیٹھ
 چکی تھی۔۔۔

ایک دفعہ پھر سے ان کی باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔۔۔ لیکن اس بار
 سب کا رخ ہیزل کی طرف تھا۔۔۔ فریجہ بیگم ہیزل سے اس کی سٹڈی کے
 بارے میں اور فیوچر پلانز کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔۔۔ اور ہیزل
 خوش دلی سے ان کو ہر بات کا جواب دے رہی تھی۔۔۔۔

شایان تو چور چور نظروں سے ہیزل کو تک رہا تھا۔۔۔ جو سادگی میں بھی اتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ سچ میں شایان کی پسند لا جواب تھی۔۔۔ سراہنے کے قابل تھی۔۔۔ شایان نے خود کو داد دی تھی۔۔۔

حمزہ صاحب مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں تھوڑی کام کی بات کر لینی چاہیے۔۔۔ سکندر عثمان نے موقع دیکھتے حمزہ صاحب کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ جی جی بولیں کیا بات کرنی ہے۔۔۔ حمزہ صاحب نہ سمجھی سے بولے تھے۔۔۔

سکندر عثمان نے بات کا آغاز کیا۔۔۔

اہم اہم۔۔۔! "شایان نے گلا کھنکھار ا۔۔۔ تمہیں کس چیز کا دورہ پڑا ہے۔۔۔

حمدان اسے گھورتے بولا تھا۔۔۔ سکندر عثمان نے بھی بات کرنے سے پہلے ایک نظر شایان اور حمدان کی طرف ڈالی۔۔۔ جو ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔۔۔ ان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔

سکندر عثمان سوچ کر رہ گئے تھے۔۔۔

سوری آپ لوگ بات کریں۔۔۔ شایان نے ان کو خاموش ہوتا دیکھ یاد دلا یا تھا کہ وہ کوئی بات کرنے والے تھے۔۔۔ کہ اب کی بار سکندر عثمان نے شایان کو گھورا۔۔۔ حمزہ صاحب بھی ان کی نوک جھوک پہ ہو لے سا مسکرائے تھے۔۔۔

حمزہ صاحب دراصل بات یہ ہے کہ میں آپ کی بیٹی ہیزل کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں۔۔۔ اپنے اس ناکارہ بیٹے کے لیے۔۔۔ جیسے سکندر عثمان بولے تھے ہیزل کی گال ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔ اور ہنسی روکنے کے لیے اس نے اپنے چہرے پہ ہاتھ بھی رکھا تھا۔۔۔ شایان نے گھور کر ہیزل کی طرف دیکھا۔۔۔ کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔ اب سب کا رخ حمزہ صاحب کی طرف تھا۔۔۔ سب ہی حمزہ صاحب کی طرف سے ملنے والے جواب کے منتظر تھے۔۔۔

حمزہ صاحب کافی دیر خاموش رہنے کے بعد بولے۔۔۔ ارے سکندر صاحب کیا بات کر دی آپ نے۔۔۔ اپنی بیٹی کو آپ مانگنے آئے ہیں۔۔۔

ہیزل آپ کی ہی بیٹی ہے۔۔۔ آپ جب چاہیں اپنی بیٹی کو لے جاسکتے ہیں
 --- حمزہ صاحب نے انتہائی نفاست سے جواب دیا تھا۔۔۔
 کچھ پل کے لیے تو وہ یقین ہی نہیں کر پائے تھے۔۔۔ کہ سکندر صاحب "
 ہیزل کا رشتہ لے کر آئے ہیں۔۔۔ شایان سے بہتر ہیزل کے لیے اور کوئی
 ہو بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ یہ حمزہ صاحب نے سوچا تھا۔۔۔ حمزہ صاحب کو
 شایان بہت اچھا لگا تھا، اس لیے انہوں نے فوراً سے ہامی بھری تھی
 ---"

سکندر عثمان ایک دم خوشی سے اٹھتے حمزہ صاحب کے گلے لگ گئے۔۔۔
 فریحہ بیگم نے بھی زمل بیگم کو مبارکباد دی۔۔۔ میرم نے اٹھتے ہیزل کو
 کس کے ہگ کیا تھا۔۔۔ ارے ہیزل اب تو تم میری دیورانی بننے والی ہو
 --- میرم مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ میرم کی بات سنتے باقی سب بھی
 مسکرا دیے تھے۔۔۔ ہیزل تو ثرمانے میں مصروف تھی۔۔۔

ارے زل منہ تو میٹھا کر واؤ۔۔۔ حمزہ صاحب مسکراتے ہوئے زل سے
 بیگم سے مخاطب ہوئے تھے۔۔۔ جی جی ضرور۔۔۔ زل بیگم مسکراتے
 ہوئے کچن کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔ ہیزل بھی دبے قدموں سے ان
 کے پیچھے ہی بڑھی تھی۔۔۔ پتہ نہیں کیوں ادھر ہیزل کو اتنی شرم کیوں
 آرہی تھی۔۔۔

کچن میں آتے کنفیوز ہوتے ہیں اپنی ماں کی طرف دیکھا۔۔۔ زل بیگم نے
 بے اختیار آگے بڑھتے ہیزل کی پیشانی چوم تھی۔۔۔

کیا تم اس رشتے سے رضامند ہو۔۔۔ انہوں نے ہیزل کی آنکھوں میں
 دیکھتے سوال کیا تھا۔۔۔ ہزل نے پہلے ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ پھر ہولے سے
 اس بات میں گردن ہلا دی۔۔۔

زل بیگم کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔ شایان بہت اچھا لڑکا تھا۔۔۔ زل بیگم اور حمزہ صاحب کو یہ رشتہ بہت پسند آیا تھا۔۔۔ انہوں نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ ان کی بیٹی کی شادی شایان جیسے لڑکے سے ہو گی۔۔۔ شایان واقعی بہت اچھا تھا۔۔۔ پر سنلٹی کے لحاظ سے بھی، اور نیچر کے لحاظ سے بھی۔۔۔ اور ضرور فیوچر میں ایک کامیاب بزنس مین بھی ثابت ہونے والا تھا۔۔۔

حمزہ صاحب نے کافی سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا تھا۔۔۔ انہوں نے ہیزل کی آنکھیں پڑھی تھیں۔۔۔ جن میں اس رشتے کے لیے حامی تھی۔۔۔ اسی لیے حمزہ صاحب نے سکندر عثمان کو ہاں میں جواب دیا تھا۔۔۔ ان کو خوشی ہوئی تھی، کہ ان کی بیٹی اس رشتے کے لیے رضامند ہے۔۔۔ حمزہ صاحب کو اپنے فیصلے پہ غرور تھا۔۔۔

بے شک جوڑے آسمانوں پہ بنتے ہیں۔۔۔ ہیزل اور شایان کا جوڑا بھی اوپر والے نے بڑی نفاست سے بنایا تھا۔۔۔

شایان کے تو آج پاؤں ہی زمین پہ نہیں ٹک رہے تھے۔۔۔ ہیزل بھی کافی حد تک پر سکون ہو چکی تھی۔۔۔ آخر شایان سکندر اس کا ہونے والا تھا۔۔۔

" گزرتے دنوں کا دورانیہ ایک دفعہ پھر سے شروع ہو چکا تھا۔۔۔ "

.....

آج بھی شدید سردی تھی۔۔۔ لیکن اتنا نہ تھا کہ دلوں میں جلدی آگ کو ٹھنڈا کر سکتا۔۔۔ کسی کے زخم کو بھر سکتا۔۔۔ یا پھر یہ وہ ٹھنڈی نہیں تھی۔۔۔ جو زخموں کی مرہم بنتی۔۔۔

جانے انجانے میں کی گئی غلطیاں انسان کو کہاں سے کہاں لا کر کھڑا کر دیتی ہیں۔۔۔ انسان کو پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔ انسان غلطیاں کرتے کرتے ایسے مقام پہ پہنچ جاتا ہے جہاں پہ معافی کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی۔۔۔ لیکن اللہ تو سب سے رحیم کریم ہے۔۔۔ جو میسج سین بھی کرتا ہے، اور سیپلائی

بھی کرتا ہے۔۔۔ لیکن شاید اس شخص میں خدا کے سامنے کھڑا ہونے کی بھی ہمت نہیں تھی۔۔۔ کیا اس نے اتنا بڑا گناہ کر دیا تھا۔۔۔

نہیں محبت کرنا گناہ تو نہیں۔۔۔ تو کیا محبت کرنا جرم ہے۔۔۔ نہیں محبت کرنا جرم بھی نہیں ہے۔۔۔ دراصل محبت کرنا ایک سزا ہے۔۔۔ جو انسان خود کو دیتا ہے۔۔۔ ایک ایسی افیت جسے انسان کبھی نہیں نکل پاتا۔۔۔

یزدان بھی شاید خود کو اسی افیت میں مبتلا کر چکا تھا۔۔۔ وہ اپنے ٹیرس میں رکھی ایک چیئر پہ بیٹھا سرد آنکھوں سے آسمان کو گھور رہا تھا۔۔۔

اگر کوئی نارمل انسان اتنی سردی میں ایسے بیٹھا ہو تو یقیناً اب تک وہ جم جاتا۔۔۔ یزدان بلیک شال کندھوں پہ پھیلائے کرسی سے ٹیک لگائے آسمان کو تک رہا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔۔۔ لبوں میں ہلنے کی طاقت نہیں تھی۔۔۔ آنکھیں جھپکنے سے انکاری تھیں۔۔۔

آسمان کو تکتے تکتے بے اختیار یزدان کے لب ہلے۔۔۔

عجیب طرح سے ناکام ہوئے

وہ مجھے چاہ نہ سکی میں اسے بھلا نہ سکا۔۔۔

یزدان کے لبوں پہ ایک تلخ سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ اس کا چہرہ ابھی بھی بے تاثر تھا۔۔۔ یزدان کو تو سوگ منانا بھی نہیں آ رہا تھا۔۔۔

😊😊 (پہلی پہلی واری دل ٹوٹا ہائے، رون دا چا ج نا آوے)۔۔۔

آنی کہتی ہیں میں تمہیں بھول جاؤں۔۔۔ میں تمہیں کیسے بھولوں۔۔۔ جن سے عشق کیا جاتا ہے انہیں بھولا نہیں جاتا۔۔۔ انہیں تو اپنے دل پہ لکھ لیا جاتا ہے۔۔۔ انہیں تو اپنی سانسوں سے جوڑ لیا جاتا ہے۔۔۔

پریشے میں تمہیں چاہ کر بھی نہیں بھول سکتا۔۔۔ میں نے تم سے عشق کیا ہے۔۔۔ "سچا عشق"

میرے عشق میں واقعی کوئی کھوٹ نہیں تھا۔۔۔ میرے گناہوں کی وجہ سے تم مجھ سے دور ہو گئی ہو۔۔۔ کیا اتنا گنہگار ہوں میں۔۔۔ جن بچوں کے پاس ان کے والدین نہیں ہوتے وہ نادان ہوتے ہیں۔۔۔ میرے پاس میرے ماں باپ نہیں تھے۔۔۔ میں نے 10 سال کی عمر میں اپنے ماں

باپ کے لمس کو کھو دیا تھا۔۔۔ میں تو نادان تھا نا، مجھے میرے گناہوں کی سزا کیوں ملی۔۔۔ میں نے تو نادانی میں گناہ کیے تھے۔۔۔
نہیں مجھے میرے ان گناہوں کی سزا نہیں ملی۔۔۔ مجھے تو عشق کرنے کی سزا ملی ہے۔۔۔ مجھے عشق کرنے کی سزا ملی ہے۔۔۔

عشق نہ صوفی ہے، نہ مفتی، نہ عالم ہے
عشق ظالم ہے، فقط ظالم، بہت ظالم ہے
ظالم عشق "۔۔۔"

آج پھر اس کے لبوں سے وہی لفظ پھسلا تھا۔۔۔
ظالم عشق "۔۔۔"

عشق واقعی ظالم ہے۔۔۔ اتنا ظالم کہ زخم دینے پہ آئے تو چیرتا چلا جائے
۔۔۔ جب تک جان نہ نکلے یہ چیرتا چلا جائے۔۔۔

یزدان نے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔ اس کو آنکھیں میچنے میں بھی کافی مشکل پیش آئی تھی۔۔۔ یہ مضبوط جوان مرد خود کو ٹوٹا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔۔ یزدان آج بے بسی کی انتہا پہ کھڑا تھا۔۔۔

یزدان کو کچھ یاد آیا تھا۔۔۔ یزدان کو اللہ یاد آیا تھا۔۔۔ آخر ضرورت کے " وقت انسان اللہ کو یاد کر ہی لیتا ہے۔۔۔

یا اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔ میں نے اتنا بڑا گناہ کیا، میں نے پری کے دل میں اس کے باپ کے لیے نفرت ڈالی۔۔۔ اور وہ مجھ سے ہی نفرت کرنے لگی۔۔۔ اے میرے اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔ میں بہت گنہگار ہوں۔۔۔ میں تو آپ سے معافی مانگوں کہ قابل بھی نہیں ہوں۔۔۔ بے اختیار یزدان کی آنکھوں کی بار ٹوٹی تھی، اور آنسو بہنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔ بے شک انسان کو مشکل وقت میں خدا یاد آ ہی جاتا ہے۔۔۔ لیکن پتہ نہیں کیوں اچھے وقت میں انسان رب کو کیوں بھول جاتا ہے۔۔۔ وہ کیوں رب کا شکر ادا نہیں کرتا۔۔۔ اور پھر جب اس سے اس کی خوشیاں چھین لی جاتی

ہیں تو وہ خدا سے گلہ کرنے لگتا ہے، اس خدا سے جو اسے 70 ماؤں سے زیادہ چاہنے والا ہے۔۔۔

آج یزدان کو خدا یاد آیا تھا بے اختیار یزدان اٹھا۔۔۔ اس کے قدم کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔ کمرے میں آتے یزدان واش روم میں گیا۔۔۔ اس نے وضو کیا تھا۔۔۔

یزدان نماز پڑھنے لگا تھا۔۔۔ ہاں یزدان اپنے رب سے معافی مانگے گا۔۔۔ اپنے ہر گناہ کی معافی مانگے گا۔۔۔ اور اسے یقین تھا کہ اس کا رب اسے معاف کر دے گا۔۔۔

باہر آتے یزدان نے جائے نماز پکڑی، اب وہ جائے نماز بچھاتے رب کے سامنے کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔ اس کا دل گھبرا رہا تھا۔۔۔ عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے اتنی گھبراہٹ کیوں ہو رہی ہے۔۔۔

یزدان نے نماز کی نیت باندھی، اور اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑا ہو گیا۔۔۔ یزدان جیسے جیسے نماز پڑھ رہا تھا اس کی گھبراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ اسے اپنے جسم میں عجیب سے بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ یزدان نے نماز کے دوران ہی آنکھیں میچ لیں۔۔۔ اس کی سوچ بار بار نماز سے ہٹ رہی تھی۔۔۔ ایسا کیوں ہو رہا تھا یزدان بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔۔

جیسے ہی یزدان کی نماز ختم ہوئی اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔ اس کی آنکھیں ابھی تک بند تھیں۔۔۔ یزدان آنکھیں نہیں کھول رہا تھا۔۔۔ اسے لگا اگر اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کے آنسو نہیں تھمیں گے۔۔۔ اے میرے اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔

مجھے معاف کر دے۔۔۔

مجھے دوپل کے لیے سکون نہیں مل رہا۔۔۔

میں مر رہا ہوں میں سب سے معافی مانگ لوں گا۔۔۔

میں سب کا گنہگار ہوں۔۔۔

میں بہت برا ہوں۔۔۔

پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔

یزدان کے لب لڑکھڑائے تھے۔۔۔ یزدان نے آنکھیں کھولیں اس کی

ہتھیلیاں اس کے آنسوؤں سے بھیگ چکی تھیں۔۔۔ یزدان ٹھٹکا۔۔۔ کب

اس کے آنسوؤں کی روانی شروع ہوئی، اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔

یزدان نے لڑکھڑاتے ہاتھوں سے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ ایک عجیب سا

احساس ایک عجیب سہراہیت اسے اپنے جسم میں محسوس ہونے لگی

تھی۔۔۔ یزدان خود سمجھ نہیں پارہا تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔۔۔

یزدان ابھی چائے نماز اٹھا ہی رہا تھا اس کے کمرے کا دروازہ بجا۔۔۔

آجائیں۔۔۔ "یزدان جائے نماز رکھتے شال پکڑ کے لپیٹ چکا تھا۔۔۔

ملازمہ اندر آئی۔۔۔ یزدان صاحب بیگم صاحبہ کو آکر دیکھیں ان کو پتہ نہیں کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ بے ہوش ہو گئی ہیں۔۔۔ ملازمہ کی بات سنتے یزدان بولا۔۔۔

کیا ہوا ہے آنی کو۔۔۔ کیا ہوا ہے ان کو۔۔۔ یزدان بولتے ساتھ ہی باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

وہ جو ہی رخصت بیگم کے کمرے میں پہنچا تو زمین پہ سودھ بدھ سی پڑی تھیں۔۔۔ ان کا وجود بے جان محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ یزدان حواس باختہ ہوتا آگے بڑھا۔۔۔

یزدان نے اپنی مضبوط بازوؤں کے حصار میں رخصت بیگم کو اٹھایا۔۔۔ وہ جو ہی ان کو اٹھا رہا تھا وہ یزدان کے ہاتھ میں جھولتی جا رہی تھیں۔۔۔ ان کی حالت بہت زیادہ خراب تھی۔۔۔ یزدان نے تڑپ کر ان کے ہاتھ کی نمس چیک کی۔۔۔ جو انتہائی کم رفتار سے چل رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا آنی کو، اور تم کہاں تھی۔۔۔ یزدان پوری قوت سے ملازمہ پہ دھاڑا تھا

یزدان صاحب وہ میں کچن میں تھی۔۔۔ ملازمہ نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا
 --- تمہیں میں انی کے لیے یہاں پر لے کر آیا تھا۔۔۔ کچن میں رہنے کے
 لیے نہیں۔۔۔ تمہیں میں نے کہا تھا کہ تم دومنٹ کے لیے بھی آنی کو اکیلا
 نہیں چھوڑو گی۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔

یزدان کی آنکھیں غصے سے لال انگارہ ہو گئی تھیں۔۔۔ اس نے تڑپ کر آنی
 کی طرف دیکھا۔۔۔ جن کا وجود کوئی حرکت نہیں کر رہا تھا۔۔۔ آنی اٹھیں
 ، کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔ اس نے ان کا منہ تھپکا۔۔۔ لیکن وہ جواب سے
 انکاری تھیں۔۔۔ یزدان رخسار بیگم کو بازو میں اٹھاتے باہر کی طرف بھاگا
 تھا۔۔۔

شاہو یز۔۔۔ شاہو یز۔۔۔ گاڑی نکالو۔۔۔ یزدان چیخا تھا۔۔۔ ڈرائیور جو
 گاڑی کے پاس ہی کھڑا تھا وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کر چکا

تھا۔۔۔ یزدان بھاگنے کے انداز میں گاڑی کے پچھلی سیٹ پہ رخسار بیگم کو
 گود میں لیے بیٹھ چکا تھا۔۔۔ اب وہ ڈرائیور پہ چیخ رہا تھا۔۔۔
 جلدی گاڑی چلاؤ۔۔۔ میں کہتا ہوں جلدی گاڑی چلاؤ۔۔۔ وہ ساتھ ساتھ
 رخسار بیگم کا چہرہ بھی تھپک رہا تھا۔۔۔ ان کا چہرہ ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔ رنگ
 زرد پڑ چکی تھی۔۔۔ یزدان کے اپنے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔۔۔
 آنی آنی پلیرا اٹھیں۔۔۔ پلیر میری بات کا جواب دیں۔۔۔ کیا ہو گیا ہے
 آپ کو آنی۔۔۔ یزدان بچوں کی طرح ان کو پکار رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ کسی
 نورانی گڑیا کی طرح سوچکی تھیں۔۔۔ وہ اس کی بات کا کوئی جواب نہیں
 دے رہی تھیں۔۔۔۔۔ یزدان کا جسم لرزنہ شروع ہو گیا تھا۔۔۔
 شاہو یز جلدی گاڑی چلاؤ۔۔۔ ورنہ میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔ یزدان
 نے لڑکھڑاتی آواز میں چند الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔ اس کے بعد شاید وہ خود
 بھی نہ بول پاتا۔۔۔ اس سے آنی کی یہ حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی
 ۔۔۔ شاہو یز نے گاڑی کی سپیڈ مزید تیز کر دی تھی۔۔۔



تقریباً 25 منٹ کے اندر اندر یزدان انی کو لیے ہسپتال پہنچ چکا تھا اس نے باہر نکلتے انی کو اٹھایا اور بھاگتا ہوا اندر کی طرف پڑا ڈاکٹر وہ پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا ساتھ ساتھ ایک نظر اپنی انی کو بھی دیکھ رہا تھا ڈاکٹر دیکھیں میری ان کو کیا ہوا ہے ایک ڈاکٹر یہ ستان کے قریب آیا تھا اور یزدان انی پہ نظریں جمائے اس سے مخاطب تھا ڈاکٹر نے انی سے پہلے یزدان کا چہرہ دیکھا ڈاکٹر کو انی سے زیادہ یزدان کی حالت پوری لگی تھی وہ ایک پر مکمل جوان مرد کس انداز میں بولا تھا ڈاکٹر بھی حیران ہو گیا تھا ڈاکٹر نے جلدی سے سٹرچر منگوا یا اور وہ رخسار بیگم کو سٹپچر پہ لٹائے اندر کی طرف بڑھے یزدان بھی ان کے پیچھے پیچھے ہی جا رہا تھا سراب باہر رہیں ایک نرس نے یزدان سے کہا یزدان نے بے چینی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھا ڈاکٹر نے اگے اتے یزدان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا دیکھیں اب یہاں پہ بیٹھیں ہمیں دیکھنا

ہو گا کہ ان کو کیا ہوا ہے ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اور اپ پریشان مت ہوں ان کو کچھ نہیں ہو گا ڈاکٹر نے یزدان کو دلا سا دیا۔۔۔۔۔

یزدان لٹکتے وجود سے بے بسی کے ساتھ پیچھے کو برتا یہاں پہ پڑے ایک بیچ پہ بیٹھ چکا تھا ڈرائیور بھی اس کے ساتھ ہی اندر آیا تھا ڈرائیور نے یزدان کے پاس بیٹھتے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ یزدان سر اپ حوصلہ کریں بیگم صاحبہ کو کچھ نہیں ہوا ڈرائیور نے چند الفاظ بولے یزدان نے گمزن سے انداز میں اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ شاوین تم ٹھیک کہہ رہے ہو نامیری انی کو کچھ نہیں ہو گا کیا تم سچ بول رہے ہو یزدان کے الفاظوں میں عجیب سی بے چینی تھی۔۔۔۔۔ اس سے واقعی اس کی انی کی حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی ایک عجیب سا ڈراس کی آنکھوں کے اگے لہرا رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بڑی بڑی آنکھوں کے پوٹے لرز رہے تھے اسے سمجھ نہیں رہا تھا کہ اسے کیا ہو رہا ہے ایک عجیب سا ایسا احساس ایک عجیب سا خوف اس کے گرد لپٹ چکا تھا

جی سر بیگم صاحبہ کو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ آپ پلیز حوصلہ رکھیں۔۔۔

شاہویز نے دوبارہ سے یزدان کا کندھا تھپکا تھا۔۔۔

تم، تم زواہر کو کال کرو۔۔۔ اور اسے ابھی اسی وقت یہاں بلاؤ۔۔۔ یزدان

نے لڑکھڑاتے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔ اور اس کا تھا کون، جسے وہ اپنے پاس

بلاتا۔۔۔ جو اسے سینے سے لگا کر دلاسہ دیتا ماں باپ کوئی بھی نہ تھا ایک انی

ہی تو اس کے پاس تھیں۔۔۔ جو اس کا سب کچھ تھی جو اس کی کل کائنات

تھیں۔۔۔ شاہویز نے جلدی سے موبائل نکالتے زواہر کو کال ملائی

Zubi Novels Zone

.....

تقریباً 45 منٹ کا وقت گزر چکا تھا۔۔۔ ابھی تک کوئی ڈاکٹر باہر نہیں آیا تھا

۔۔۔ اب یزدان کی گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں

آ رہی تھی۔۔۔ کہ وہ کیا کرے۔۔۔ دو تین دفعہ تو وہ خود سے اٹھ کے اندر کی

طرف بڑا تھا۔۔۔ لیکن شاہویز اسے روک چکا تھا۔۔۔

سر بس اب تھوڑا سا انتظار کریں۔۔۔ شاہو یز نے بے بس ہوتے کہا تھا۔۔۔ اس سے بھی اب یزدان کی حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی۔۔۔ زاویار بھاگتا ہوا یزدان کی طرف آ رہا تھا۔۔۔ ہاسپٹل میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر یزدان پہ پڑ چکی تھی۔۔۔ جو سودھ بدھ سے انداز میں ایک طرف بیچ پہ بیٹھا تھا اور شاہو یز اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔۔۔ سر، سر کیا ہوا بیگم صاحبہ کو۔۔۔ زواہر نے پاس آتے یزدان کو مخاطب کیا۔۔۔ زواہر تم آگئے، زواہر دیکھو آنی کو کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہیں۔۔۔ وہ مجھ سے بات نہیں کر رہیں۔۔۔ اور وہ ڈاکٹر ابھی تک باہر نہیں آیا۔۔۔ یزدان نے زواہر کو دیکھتے بچوں کی طرح بولنا شروع کر دیا تھا۔۔۔ وہ بولتا جا رہا تھا اور زواہر بے یقینی کے عالم میں اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔۔۔

آج کون ہے ان کی جگہ پر۔۔۔ میں ہمیشہ کہتا تھا کہ ان سا کوئی نہیں ان کے سوا میرا کوئی نہیں لیکن آج میرے پاس وہ نہیں۔۔۔ مجھے وہ ابھی چاہیے

ابھی کے ابھی۔۔۔ یزدان نہ جانے کیا کیا بولتا جا رہا تھا۔۔۔ زواہر ڈاکٹر کو بلاؤ اس سے باہر بلاؤ۔۔۔ انہیں کہو وہ اٹھیں ورنہ میں مرجاؤں گا۔۔۔ میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔ یزدان نے بے اختیار اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ سراب حوصلہ رکھیں سنبھالیں خود کو میں ابھی ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں۔۔۔ پلیز آپ خود کو تو سنبھالیں۔۔۔۔۔ زواہر تو یزدان کی حالت دیکھتے گھبرا چکا تھا۔۔۔۔۔

زواہر کھوجانے کا ڈر مجھے اکثر ڈرا دیتا ہے۔۔۔ میں نے سب کچھ کھودیا ہے۔۔۔ لیکن میں اس ہستی کو نہیں کھوسکتا۔۔۔ میرے پاس ان کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔۔۔۔۔ اگر میں نے ان کو کھودیا تو میں زندہ لاش بن جاؤں گا۔۔۔ میرا وجود نہ ہونے کے برابر رہ جائے گا۔۔۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں اللہ ان سے پہلے مجھے اٹھالے۔۔۔ ان کا ہر غم ہر تکلیف مجھے لگ جائے۔۔۔ میرے سے ان کا غم برداشت نہیں ہوگا۔۔۔

یزدان بولتا جا رہا تھا۔۔۔ آج اس کی آواز میں ٹوٹاپن تھا۔۔۔ اس کا سارا

غور ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ مٹی میں مل چکا تھا۔۔۔

زواہر، زواہر میں نہیں چاہتا میرے گناہوں کی سزا میری آنی کو ملے۔۔۔ تم

، تم ایک دفعہ بس ان سے کہو کہ وہ اٹھ جائیں۔۔۔ یزدان نے انتہائی بے

بسی کے عالم میں زواہر کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔

سر سر پلینز آپ ادھر بیٹھیں۔۔۔ میں آپ سے بول رہا ہوں نابیگم صاحبہ

کو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ وہ بالکل ٹھیک ہیں میں ابھی ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں

۔۔۔ زواہر نے یزدان کو بٹھایا اور وہ اندر کی طرف بھاگا تھا ڈاکٹر سے بات

کرنے۔۔۔

.....

پری کو عجیب سی بے چینی، عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔ ارحم کب

سے اس کی کمر تھپک رہا تھا۔۔۔ دو گلاس ٹھنڈے پانی کے پری اب تک پی

چکی تھی۔۔۔ ارحم کو تو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ پری کو ہو کیا رہا ہے۔۔۔

پری میرا بچہ کیا ہو گیا ہے تم ٹھیک تو ہو۔۔۔

پتہ نہیں ارحم مجھے عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔ دل گھبرا رہا ہے میرا

۔۔۔ مجھے کچھ ٹھنڈی چیز چاہیے۔۔۔ پری نے اپنا سینہ مسلتے کہا تھا۔۔۔

ہاں تو سیدھی طرح کہو نا میرے بی بی کو آئس کریم کھانی ہے۔۔۔ آئس

کریم تمہیں بالکل بھی نہیں ملے گی۔۔۔ ایک تو اوپر سے اتنی ٹھنڈ ہے، اور

تمہیں آئس کریم چاہیے۔۔۔ ارحم نے مصنوعی غصہ دکھایا تھا۔۔۔ میں

نے آپ سے آئس کریم نہیں مانگی۔۔۔ آپ خود سے ہی بولی جا رہے ہیں،

پری نے منہ بسورا۔۔۔

اچھا چلو میڈیسن تو لو دیکھو کیا حالت کر لی ہے تم نے اپنی۔۔۔ فضول باتیں

سوچ سوچ کر، ارحم کو صحیح معنوں میں اب پری پہ غصہ آ رہا تھا۔۔۔ جس

نے فضول کی باتیں سوچ سوچ کے اپنی حالت خراب کر لی تھی۔۔۔

ارحم آپ کو پتہ ہے وہ اتنی گندی میڈیسن ہے، اور آپ مجھے بار بار وہ

کھلاتے ہیں۔۔۔ پری نے منہ بسورا۔۔۔

● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ●

تقریباً دو گھنٹے کے وقت کے بعد ڈاکٹر باہر آیا تھا۔۔۔ ڈاکٹر کو دیکھتے یزدان ایک دم سے اٹھتے ڈاکٹر کی طرف بھاگا۔۔۔ ڈاکٹر ڈاکٹر میری آنی کیسی ہیں۔۔۔ یزدان کی نگاہیں کمرے کے دروازے پہ تھیں، لیکن وہ ڈاکٹر سے مخاطب تھا۔۔۔

دیکھیں انہیں بہت سیریس ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔۔ اگر آپ دو منٹ بھی لیٹ ہو جاتے تو ان کی جان کو بہت بڑا خطرہ ہو سکتا تھا۔۔۔ ابھی ہم نے اس کو کور کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔۔۔ لیکن ابھی آنے والے 48 گھنٹے ان کے لیے بہت زیادہ کریٹیکل ہیں۔۔۔ پلیز آپ ان کے لیے دعا کریں۔۔۔ جیسے جیسے ڈاکٹر نے لفظ ادا کیے تھے ویسے ویسے یزدان کے دل میں سوئیاں چبھتی گئی تھیں۔۔۔ اس کا دل کسی بھاری پتھر کے نیچے دب گیا تھا۔۔۔ بالکل اسی طرح جس طرح اس کے الفاظوں پہ پری کا دل دبا تھا۔۔۔

ڈاکٹر اپنی بات کہتے جا چکا تھا۔۔۔ لیکن یزدان، یزدان کا کیا وہ ایک بے جان مجسمہ بن چکا تھا۔۔۔ اس کے پاؤں ہلنے سے انکاری تھے۔۔۔ اس کا وجود ٹھنڈا پر چکا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھوں میں ہلکی ہلکی کپکپاہٹ آئی تھی۔۔۔ زواہر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جو کہ اسے بالکل بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔۔۔

جس جسم میں جان ہی نہ ہو اس پہ پتھر بھی بر سادیے جائیں اسے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ کیا یزدان بے جان ہو چکا تھا۔۔۔ بالکل اسی طرح جس طرح اس نے پری کو بے جان کیا تھا۔۔۔ اس نے پری سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔ اس نے ایک بیٹی کے دل میں باپ کے لیے نفرت پیدا کی تھی۔۔۔ اور آج۔۔۔ کیا آج۔۔۔ آج کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

لڑکھڑاتے قدموں سے وہ پیچھے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور بڑھتا ہی چلا گیا۔۔۔ کوئی مقام نہ تھا، کوئی جگہ نہ تھی، کوئی حد نہ تھی، اس کا دل چاہا وہ اسی طرح

چلتا جائے، اور چلتا چلتا کہیں دور جا سمائے۔۔۔ لیکن یہ ایک حد تھی، اس کا پاؤں ایک بیچ سے ٹکرایا، اور بے اختیار وہ بیچ پہ ڈھسا گیا۔۔۔
زواہر میں بھی کچھ بولنے کی سکت نہ بچی تھی۔۔۔ وہ تو دلاسا بھی نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

.....

کافی زیادہ ٹائم گزر چکا تھا۔۔۔ تقریباً چار گھنٹے کے درمیان درمیان رخسار بیگم کو ہوش آ گیا تھا۔۔۔ جیسے ہی ڈاکٹر نے باہر آ کے بتایا یزدان کسی چھوٹے بچے کی طرح اندر کو بھگا تھا۔۔۔ اندر آتے یزدان نے بے اختیار آنی کے پیشانی پہ لب رکھے۔۔۔

آننی کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ کیا حال کر لیا ہے اپنا۔۔۔ اس کی آواز لڑکھرائی تھی۔۔۔ آننی نے اپنا لرزتہ ہاتھ اٹھایا اور یزدان کے چہرے پہ رکھا۔۔۔ اس تھوڑے سے ٹائم میں ہی وہ کافی کمزور محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔ ان کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا، کوئی معمولی بات تو نہ تھی۔۔۔

یزدان میں نے کبھی تم سے کچھ نہیں مانگا۔۔۔ لیکن آج سے چند دن پہلے میں نے تم سے جو مانگا تھا تم نے مجھے وہ دیا۔۔۔ تم نے میری بات مان لی۔۔۔ وہ لرزتی آواز کے ساتھ بولی تھیں۔۔۔ یزدان نے ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ وہ کچھ پل کے لیے خاموش ہوئیں۔۔۔ اور پھر بولنا شروع کیا۔۔۔ میں آج تم سے ایک اور چیز مانگنا چاہتی ہوں۔۔۔ ان کی آواز کافی حد تک لرز رہی تھی۔۔۔

آنی اپ کے لیے تو جان بھی حاضر ہے۔۔۔ آپ ایسے مت بولیں۔۔۔ آپ میرے لیے سب سے بڑھ کر ہیں۔۔۔ آپ جانتی ہیں میں آپ کی ہر بات مانتا ہوں۔۔۔ آپ خواہش تو کریں۔۔۔ یزدان نے چہرے سے اٹھا کے ان کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔

یزدان مجھے میری بیٹی سے ملوادو۔۔۔ میں جانتی ہوں وہ مجھ سے نہیں ملنا چاہتی۔۔۔ وہ میری شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔ جو کچھ میں اس کے ساتھ کر چکی ہوں اس کے بعد اس کا ایسا رویہ بنتا ہے۔۔۔ لیکن میں

تمہارے اگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔ مجھے صرف ایک دفعہ اس سے ملو ادو
 -- تم ارحم سے بات کرو وہ مان جائے گا۔۔ دیکھنا تم اسے کہو گے تو وہ
 ضرور پری کو لے کر آئے گا۔۔ میری خاطر تم ایک دفعہ اس سے بات کرو
 -- تم اسے کہو کہ وہ پری کو یہاں لے آئے۔۔ میں صرف ایک دفعہ
 اس سے ملوں گی اس کے بعد بے شک وہ مجھے کبھی بھی نہ بلائے۔۔ میں
 اسے اپنی شکل تک نہیں دکھاؤں گی۔۔ رخسار بیگم ایک ہی سانس میں
 بول گئی تھیں۔۔ انہوں نے اپنی بات ختم کرنے کے بعد ایک گہرا سانس
 لیا تھا۔۔ یزدان نے تڑپ کر ان کا چہرہ دیکھا۔۔
 اتنے لمبے عرصے میں انہوں نے کبھی یزدان کے سامنے اپنی بیٹی کا نام نہیں
 لیا تھا۔۔ لیکن وہ اکیلے میں روتی تھیں۔۔ وہ اپنے درد کو محسوس کرتی
 تھیں۔۔ لیکن انہوں نے کبھی یزدان کے سامنے واضح نہیں ہونے دیا تھا
 -- یزدان بھی بے خبر نہ تھا وہ سب جانتا تھا۔۔

آنی ادھر میری طرف دیکھیں۔۔۔ میں پری کو لے کر آؤں گا میں ار حم سے
 بات کروں گا۔۔۔ میں آپ کے لیے ار حم سے بات کروں گا۔۔۔ میں اس
 سے معافی بھی مانگوں گا۔۔۔ وہ پری کو ضرور لے کر آئے گا۔۔۔ بلکہ میں
 ابھی، میں ابھی ار حم کو فون کرتا ہوں۔۔۔ یزدان نے جلدی سے فون نکالا

آپ آنی کا خیال رکھیں میں ابھی کال کر کے آتا ہوں۔۔۔ آپ ان کے پاس
 ہی رہے گا۔۔۔ یزدان نے نرس کو ہدایت کی تھی۔۔۔
 "جی سر آپ بے فکر ہو کر جائیں میں ان کے پاس ہی ہوں۔۔۔"
 یزدان کو اس کی بات سے تھوڑا حوصلہ ہوا یزدان تیز قدموں سے باہر
 بڑھا تھا۔۔۔

اس نے آنی سے کہہ تو دیا تھا کہ وہ ار حم سے بات کرتا ہے۔۔۔ لیکن اسے
 سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کس منہ سے ار حم کو فون کرے گا۔۔۔ وہ اس

سے کیا بات کرے گا۔۔۔ یزدان نے بے بسی سے موبائل کی سکرین کو دیکھا۔۔۔

کیا یہی وقت تھا اپنے گناہوں کی تلافی کرنے کا۔۔۔ کیا یہی وقت تھا جہاں پہ آکر اس کا غرور ٹوٹنا تھا۔۔۔

ہاں یہی وقت تھا، یزدان نے نمبر ملایا اور موبائل کی سکرین کو ٹک ٹکی "باندھے دیکھنے لگا۔۔۔"

.....

ارحم کا فون تقریباً پچھلے 15 منٹ سے کمرے میں بج رہا تھا۔۔۔ پری گہری نیند میں سو رہی تھی۔۔۔ اس نے دو تین دفعہ آہستہ سی آواز میں منمناتے ہوئے ارحم کو آواز دی، کہ اپنا فون اٹھائیں۔۔۔ لیکن نیند کا خمار اس قدر تھا

کہ پری کہہ کر دوبارہ سو گئی۔۔۔ لیکن جب ار حم کو دوسے تین مرتبہ پکارنے پر بھی کوئی جواب نہ آیا تو پری بیڈ سے اٹھی کمفرٹر خود سے علیحدہ کرتے مجبوراً فون اٹھایا۔۔۔

نمبر سے آرہی تھی۔۔۔ پری نے جانچتی "Unknown" کال نظروں سے پورے کمرے کو دیکھا۔۔۔ جسے اس کو احساس ہوا تھا تھا کہ ار حم اس وقت کمرے میں موجود نہیں ہیں۔۔۔ فون کا مسلسل بجنا اب پری کو فون اٹھانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔ پری نے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔ اب پری کے کانوں کی سماعتوں سے فون سے آنے والی آواز ٹکرائی۔۔۔۔۔ " فون یزدان کا تھا۔۔۔ "

ہیلوار حم میں یزدان بات کر رہا ہوں۔۔۔ پلیز کال مت کاٹنا۔۔۔ میں جانتا ہوں تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہو گے۔۔۔ حتیٰ کہ میری آواز تک نہیں

سننا چاہو گے۔۔۔ اس وقت میں نے تمہیں ایک بہت اہم بات بتانے کے لیے فون کیا ہے۔۔۔

یزدان نے محسوس کیا مقابل کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔۔۔۔۔ یزدان نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا، کہ فون کٹ تو نہیں گیا۔۔۔ لیکن یہ جان کر کچھ پر سکون ہوا کہ کال ابھی بھی چل رہی ہے۔۔۔

میں تمہیں جو بات بتانے جا رہا ہوں یہ بہت اہم بات ہے۔۔۔ ہم اس وقت ہاسپٹل میں موجود ہیں میری آنی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا کہ ان کی حالت بہت کریٹیکل ہے۔۔۔

ارحم میں جانتا ہوں میں نے جتنی بڑی غلطی کی ہے اس کے بعد تمہیں مجھ سے میری آنی سے کوئی غرض نہیں ہے۔۔۔ لیکن ارحم اس وقت تم مجھے خود غرض سمجھو، یہاں ایک ہارا ہوا بے بس انسان ہے۔۔۔ جس نے اپنا سب کچھ کھودیا۔۔۔

میری زندگی میں اب ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس کو میں کھو سکوں۔۔۔
 ار حم میرے لیے میری کل کائنات میری آنی ہیں۔۔۔ آج ان کی حالت
 بہت زیادہ کریٹیکل ہے۔۔۔ میں دنیا میں کچھ بھی کھو سکتا ہوں۔۔۔ لیکن
 اپنی آنی کو نہیں۔۔۔

ار حم تمہیں خدا کا واسطہ ہے میری آنی کی جان اب تم ہی بچا سکتے ہو۔۔۔
 میری آنی نے زندگی میں پہلی دفعہ مجھ سے کسی خواہش کا اظہار کیا ہے۔۔۔
 جسے میں پورا نہیں کر سکتا۔۔۔ لیکن میری مجبوری دیکھو کہ میں ان کو چاہ
 کر بھی انکار نہیں کر سکا۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے پلیز میری آنی کو ان کی بیٹی
 سے ملا دو۔۔۔

ار حم مجھے نہیں پتہ کہ میں کب اپنی آنی کو کھو دوں۔۔۔ لیکن میں ان کی یہ
 خواہش کو رد نہیں کر سکتا۔۔۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے پلیز پری کو لے کر
 یہاں آ جاؤ۔۔۔ ار حم شاید تمہارا پری کو یہاں لانا میری آنی کو چند سانسیں
 بخش دے۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے میری۔۔۔ میری آنی کو بچالو۔۔۔ میں

وعدہ کرتا ہوں جب تم یہاں آؤ گے۔۔۔ میں تمہیں اپنی شکل تک نہیں دکھاؤں گا۔۔۔ پلیز میری آنی کی سانسوں کو سبب بن جاؤ۔۔۔ ان کو مجھے لٹا دو۔۔۔ ارحم تم جو کہو گے میں کرنے کو تیار ہوں۔۔۔ پلیز میری آنی کو بچالو

دوسری جانب سے کوئی جواب نہ آنا یزدان کا پریشانی مبتلا کر رہا تھا۔۔۔ لیکن یزدان کو کیا علم کہ اس وقت اس کو لگ رہا ہے کہ وہ ارحم سے بات کر رہا ہے، لیکن اس کے بالکل برعکس وہ پری سے بات کر رہا ہے۔۔۔ اس پری سے جس کے ساتھ اس نے بہت بڑا ظلم کیا ہے۔۔۔

اس کے الفاظ سننے کے بعد پری کو احساس ہی نہ ہوا وہ کب قدموں سے زمین پر آگئی۔۔۔ اس وقت پری کی ہاتھ اس طرح ٹھنڈے پڑ رہے تھے کہ مانو برف میں ہاتھ رکھ کر آئی ہو۔۔۔ اس وقت پری خود اپنی کیفیت سے انجان تھی۔۔۔ اس کو خود معلوم نہیں تھا کہ وہ اس وقت کیا محسوس کر رہی ہے۔۔۔ لیکن اس کو اس بات کا احساس تھا اس کے قدموں میں کچھ

زیادہ سکت نہیں ہے۔۔۔ اور آنسوؤں تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہتے جا رہے تھے۔۔۔ مانو برسات کا پانی ہو۔۔۔

اور فون تو کب کا پری کے ہاتھوں سے زمین پر گر چکا تھا۔۔۔ جس کی آواز یزدان نے بخوبی محسوس کی تھی اور اب وہ مزید پریشان ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

ارحم۔۔۔ "بے اختیار پری کے لب ہلے۔۔۔ یزدان جو موبائل سے کسی" کے جواب کا منتظر تھا اس کے سماعتوں میں پری کی آواز ٹکرائی۔۔۔ وہ ٹھٹکا۔۔۔ اس نے موبائل کان سے ہٹاتے موبائل کی اسکرین کو دیکھا۔۔۔

مطلب وہ جب سے پری سے بات کر رہا تھا۔۔۔ ارح تو یہاں موجود ہی نہیں تھا۔۔۔ یزدان کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔۔۔

اب پری کو صرف اپنے ارحم کے پاس جانا تھا۔۔۔ پری نے تھوڑی بہت ہمت کرتے پاس پڑے ہوئے ٹیبل سے سہارا لے کر کھڑے ہونے کی

کوشش کی۔۔۔ اگر کوئی اس وقت پری کو دیکھتا تو سمجھتا یہ 18-19 سال کی لڑکی نہیں بلکہ کوئی بہت ضعیف عورت ہے۔۔۔۔

پری جوں جوں قدم اٹھا رہی تھی اس کو لگ رہا تھا اس کے قدم پتہ نہیں کتنے بھاری ہو۔۔۔ پری کمرے کی دیواروں کو پکڑتے آہستہ آہستہ دروازے کی طرف آئی۔۔۔ پری نے بہت ہمت سے دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھتے اس کو گھمایا۔۔۔ اور بہت ہمت کرنے کے بعد پری دروازہ کھولنے میں کامیاب ہوئی۔۔۔ دروازہ کھولنے کے ڈیر تھی پری کی قدم لڑکھڑائے۔۔۔۔

پری نے اپنے کمرے کے ساتھ کی گرل کو پکڑ کر چلنے کی کوشش کی۔۔۔ پری نے بہت مشکل کے ساتھ چھ سات قدم ہی بڑھائے تھے اس کو سامنے سے رضیہ بی آتی نظر آئیں۔۔۔

پری کی زبان میں اتنی سکت نہ تھی کہ وہ رضیہ بی کا نام بھی پکار سکتی۔۔۔
 رضیہ بی نے جو ہی پری کو دیکھا پری کا نام پکارا۔۔۔ پری بی بی آپ اٹھ گئیں
 ۔۔۔ رضیہ بی نے پری کا چہرہ دیکھا جو پورا زرد ہو چکا تھا۔۔۔
 رضیہ بی کو پری کا نام پکارنے کی دیر تھی کہ پر نے دو قدم اور لیے اور
 لڑکھڑائی۔۔۔ اگلے ہی دو سیکنڈ میں پری زمین بوس ہو چکی تھی۔۔۔
 رضیہ بی بھاگتی ہوئی پری کے پاس آئیں۔۔۔ پری کا زرد چہرہ دیکھ وہ بہت
 بکھلا گئی تھیں۔۔۔ انہوں نے پری کو ہلانے کی کوشش بھی کی، لیکن پری
 کے وجود میں کوئی بھی ہلچل نہیں تھی۔۔۔ رضیہ بی پری کہ بے سدھ جسم
 کو دیکھ کر بہت گھبرا چکی تھیں۔۔۔ ان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس وقت
 وہ کیا کریں۔۔۔ رضیہ بی پریشانی کے عالم میں فوراً اٹھیں، اب ان کا رخ مہر
 ناز بیگم کے کمرے کی جانب تھا۔۔۔
 جب وہ مہر ناز بیگم کے کمرے میں داخل ہوئیں تو انہوں نے غور کیا کہ ارحم
 بھی اس وقت مہر ناز بیگم کے کمرے میں موجود ہے۔۔۔

رضیہ بی اس وقت بہت بکھلائی ہوئی تھیں۔۔۔ ان کا سانس بہت تیزی سے چل رہا تھا۔۔۔ جس پر مہرناز بیگم ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔

رضیہ بی کیا ہوا آپ کو۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے۔۔۔ مہرناز بیگم نے سوال کیا، "پری" رضیہ بی نے باہر کی طرف اشارہ کرتے فقط پری کا نام لیا۔۔۔ ان کا نام لینے کا انداز اتنا گھبراہٹا تھا کچھ وقت کے لیے ار حم بھی گھبرا گیا۔۔۔

کیا ہوا رضیہ بی ار حم کھڑا ہوتے بولا تھا۔۔۔

بی بی جی پتہ نہیں پری بی بی کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔ وہ اپنے کمرے سے باہر آرہی تھیں۔۔۔ میں نے ان کو دیکھا ان کا چہرہ پورا زرد تھا۔۔۔ میں نے پری بی بی کا نام پکارا اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئیں۔۔۔

ان کی حالت بہت خراب لگ رہی ہے۔۔۔ میں نے ان کو اٹھانے کی بھی کوشش کی۔۔۔ لیکن ان کے وجود میں کوئی حلیل نہیں تھی۔۔۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں بالکل ٹھنڈے تھے۔۔۔ بڑی بی بی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی

اس لیے میں جلدی سے آپ کے کمرے کی طرف آئی ہوں۔۔۔ پلینز جلدی چلیں ان کو دیکھی۔۔۔ ان کو کیا ہوا ہے۔۔۔ رضیہ بی کے الفاظ ادا کرنا تھے اور ار حم بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ اب اس کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔۔۔ ار حم جو ہی لاؤنچ کے پاس پہنچا۔۔۔ پری کا بے سد جسم زمین پہ پڑا دیکھا۔۔۔ ار حم کی تو جیسے جان نکل گئی تھی۔۔۔

ار حم بھاگتا ہوا پری کے پاس آیا۔۔۔ پری کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس کو اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ پری، میری جان، میرا بچہ، اٹھو، پری اٹھو میرا بچہ، آنکھیں تو کھولو۔۔۔ ار حم نے پری کا چہرہ تھپکا۔۔۔ مہرناز بیگم بھی پریشانی کی عالم میں پری کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔۔۔

ار حم کو اس وقت کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی وہ صرف پری کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن پری کا وجود بالکل بے جان پتلے کی طرح پڑا تھا

-- پری میرا بے بی پلیزا اٹھو۔۔۔ پلیزا اٹھو یا۔۔۔ پری میری جان میرا بچہ
 آنکھیں تو کھولو۔۔۔ ایک دفعہ تو اپنے ارحم کو دیکھ لو۔۔۔
 ارحم ہمیں پری کو ڈاکٹر کے پاس لے کے جانا ہو گا۔۔۔ ارحم اٹھو جلدی
 ہمیں پری کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے۔۔۔ ہم اور دیر نہیں کر سکتے
 -- ارحم نے پری کے بے سد وجود کو اپنے بازوؤں میں بھرا اور گاڑی کی
 طرف لے کر بھاگا۔۔۔

ارحم نے جلدی سے ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا آرڈر دیا۔۔۔ پینجر سیٹ پر
 پری کے بے جان وجود کو لے کر بیٹھا۔۔۔ مہرناز بیگم بھی ساتھ ہی بیٹھیں

گاڑی خان ولا سے نکلی اور اب گاڑی کا رخ ہاسپٹل کی جانب تھا۔۔۔ ارحم
 پورا راستہ پری کو اٹھانے کی کوشش کرتا رہا۔۔۔ لیکن پری کہ بے جان
 وجود نے کوئی حرکت نہ کی۔۔۔

ارحم پریشانی کے عالم میں ڈرائیور پر چیخ رہا تھا۔۔۔ اس وقت وہ کچھ نہیں جانتا تھا اس کو بس اتنا معلوم تھا کہ اسے ہر حال میں پری ٹھیک چاہیے تھی۔۔۔ اس وقت ارحم اس قدر گھبراہوا تھا کہ دسمبر کے سرد دنوں میں اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں صاف نمودار ہو رہی تھیں۔۔۔ اس وقت ارحم کسی کی سننے کو تیار نہ تھا۔۔۔ چاہے وہ مہرناز بیگم ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔ اس وقت مہرناز بیگم کی حالت بھی ارحم سے جدا نہ تھی۔۔۔ وہ بھی پری کے لیے اس کے قدر پریشان تھیں کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھی تھیں۔۔۔ ارحم تو دیوانہ وار پری کو تکتا جا رہا تھا۔۔۔

ہاسپٹل کا راستہ خان ویلا سے تقریباً آدھے گھنٹے کا تھا۔۔۔ مگر ارحم کے غصے کے بائس ڈرائیور نے اس کو 15 منٹ میں عبور کیا تھا۔۔۔ گاڑی ڈرائیور نے ہاسپٹل کے پارکنگ ایرے میں پارک کی۔۔۔ گاڑی کے رکنے کی دیر تھی ارحم برق رفتاری سے اٹھا اور پری کو اپنے باہوں میں لیے ہاسپٹل کے

اندر بھاگا۔۔۔ مہرناز بیگم بھی جلدی سے باہر نکلتے اس کے پیچھے بھاگیں

۔۔۔

ارحم اس قدر گھبرا یا ہوا تھا کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے بیگانہ تھا۔۔۔
ہاسپٹل کے اندر داخل ہوتے ہی ارحم نے اونچی اونچی ڈاکٹرز کو پکارنا شروع
کر دیا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں دو ڈاکٹر چند نرسوں اور ایک سٹاف بوائے ارحم کی
طرف آئے۔۔۔

سٹاف بوائے نے سٹریچر ارحم طرف کیا۔۔۔ ارحم نے پری کے بے سد
سے وجود سٹریچر پہ لٹایا ایک ڈاکٹر نے فوراً سے پہلے پری کی کلائی پکڑ کر اس
کی نبض چیک کیا۔۔۔ جو کہ بہت دھیمی چل رہی تھی۔۔۔ اور ساتھ ہی
پری کے ہارٹ بیٹ بھی چیک کی جو کہ تقریباً نہ چلنے کے برابر تھی۔۔۔
ڈاکٹر اب ارحم کی طرف متوجہ ہوئے آخر ان کو ہوا کیا ہے۔۔۔ اور کیا ایسا
ان کو پہلے بھی ہو چکا ہے۔۔۔ ارحم نے لاعلمی کا اظہار کیا۔۔۔ اور اس ڈاکٹر
کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ ارحم نے جواب دیا۔۔۔

ڈاکٹر اس بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن پری دو تین دفعہ پہلے بھی بے ہوش ہو چکی ہے۔۔۔۔ اور جب ہم نے پری کا چیک اپ کروایا تو ڈاکٹر نے بولا تھا کہ پری کو نروس بریک ڈاؤن اٹیک آیا ہے۔۔۔

ارحم کی بات سننے کے بعد دوسرا ڈاکٹر نے ان دونوں کو اشارہ کیا۔۔۔ جس پر ارحم اور گھبرا گیا تھا۔۔۔ ڈاکٹر آپ جیسا ٹریٹمنٹ کرنا چاہتے ہیں ویسا کریں۔۔۔ جتنے پیسے چاہیے میں دینے کو تیار ہوں۔۔۔ کچھ بھی کریں میری پری کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

ڈاکٹر آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ پری کو کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔۔ پلیز میری پری کو ٹھیک کر دیں۔۔۔ اگر اس کو کچھ ہوا تو میں جیتے جی مر جاؤں گا۔۔۔ اگر اس وقت اگر کوئی ارحم کی حالت دیکھ لیتا تو سمجھتا جان پری کی نہیں ارحم کی نکل رہی ہے۔۔۔

مسٹر ارحم آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ آپ کی وائف کو کچھ نہ ہو۔۔۔ ڈاکٹر کی بات سننے کے بعد ارحم تیش میں آگیا

تھا۔۔۔ ار حم نے اس ڈاکٹر کا گریبان پکڑا۔۔۔ آپ کو سمجھ نہیں آرہی میں
 کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں مجھے میری پری ہر حال میں ٹھیک
 چاہیے۔۔۔ کوشش نہیں کرنی میری پری کو بچانا ہے۔۔۔ پری کو کچھ ہوا تھا
 میں اس ہاسپٹل کو آگ لگا دوں گا۔۔۔ سمیت ڈاکٹرز کے۔۔۔ ار حم حلق
 کے بل دھاڑا تھا۔۔۔

مسٹر ار حم پلیر کنٹرول یور سیلف۔۔۔ ایک اور ڈاکٹر بیچ میں آیا۔۔۔ ہم نے
 کہا ہے نہ ہم آپ کی وائف کو بچانے کی پوری کوشش کریں گے۔۔۔
 دیکھیں اس وقت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔ ہمیں ان کو جلد از جلد آئی سی
 یو میں شفٹ کرنا ہو گا۔۔۔ ڈاکٹر اس وقت ار حم کی کنڈیشن سمجھ سکتا تھا
 ۔۔۔ اسی لیے اس نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔۔۔

ڈاکٹر میں دنیا میں سب کچھ ہو سکتا ہوں۔۔۔ لیکن پری کو نہیں۔۔۔ پلیر
 میری پری کو مجھے لوٹا دیں۔۔۔ اس وقت ار حم کو کوئی دیکھ لے تو وہ یقین
 کرنے کو تیار ہی نہ ہو کہ یہ وہی خان انڈسٹریز کا مالک ار حم خان ہے۔۔۔

نہیں آرہی تھی کہ وہ آنی کو کیا جواب دے۔۔۔ اور پتہ نہیں پری کی کیا حالت ہوگی۔۔۔ یزدان کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔ یزدان ٹوٹے قدموں کے ساتھ اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا رخسار بیگم نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ یزدان آگے بڑھتے ان کے قریب گیا۔۔۔ آنی میں نے ارحم کو فون کیا ہے وہ شاید تھوڑا بڑی ہے وہ جیسے ہی فری ہو گا مجھے بیک کال کرے گا۔۔۔ تو میں اسے کہوں گا کہ وہ پری کو یہاں لے آئے۔۔۔ یزدان نے بہت نفاست جھوٹ بولا تھا۔۔۔

رخسار بیگم نے بھیگی نم پلکیں اٹھا کر یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔
"میرے بیٹے کو تو جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا۔۔۔"

وہ ٹوٹے لہجے میں بولی تھیں۔۔۔ یزدان نے ایک دم چہرہ اٹھا کے دیکھا۔۔۔ وہ کوئی جواب نہیں دے سکا تھا۔۔۔ بے اختیار رخسار بیگم کے لبوں پہ

مسکراہٹ آئی جس میں کچھ بھی ظاہر نہ تھا۔۔۔ بے سہ سہ مسکراہٹ،
ایک سوکھے پتے کی ماند۔۔۔

بے اختیار یزدان کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔ آنی میں آپ سے وعدہ
کرتا ہوں۔۔۔ میں آپ کو پری سے ضرور ملواؤں گا۔۔۔ ارحم ضرور پری کو
یہاں لے کر آئے گا۔۔۔ بس آپ مجھے تھوڑا وقت دیں۔۔۔ یزدان وعدہ
تو کر چکا تھا۔۔۔ لیکن وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ یہ وعدہ کیسے پورا کرے
گا۔۔۔ یزدان نے ان کے پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ انہوں نے اس بات میں
ہلکے سے گردن ہلا دی۔۔۔ یزدان کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔

.....

ماما یار آپ لوگ شادی کی تاریخ کب لینے جا رہے ہیں۔۔۔ شایان پچھلے
ایک گھنٹے سے فریج بیگم کے پاس بیٹھا ان کا دماغ کھا رہا تھا۔۔۔
شایان کیا تم بچوں کی طرح ضد کر رہے ہو۔۔۔ ابھی کل تو رشتہ ہوا ہے
اور آج میں ان سے شادی کی تاریخ بھی مانگ لوں، حد کرتے ہو تم بھی

-- فریحہ بیگم شایان کو گھورتے بولی تھیں۔۔۔ اسے تو صرف شادی کی پڑی تھی۔۔۔ شایان نے بے بسی سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔۔۔

آج کرے سو کل، کرے سو آج۔۔۔ "شایان منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔۔"

نیک کام میں دیری کس بات کی۔۔۔ شایان فریحہ بیگم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے بولا تھا۔۔۔ اب کی بار فریحہ بیگم نے مزید سخت گھوری سے نوازا تھا

-- شایان مجھے نہ لگتا ہے کہ تم بالکل پاگل ہو گئے ہو۔۔۔

یار ماما ایسے تو مت کہیں، صحیح تو بول رہا ہوں۔۔۔ مجھے میری ہیزل میرے پاس چاہیے۔۔۔ مجھے نہیں پتہ مجھے شادی کرنی ہے۔۔۔ اب کی بار شایان کا لہجہ کافی حد تک سنجیدہ تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ فریحہ بیگم اس کی بات کو مذاق میں ڈالیں۔۔۔ فریحہ بیگم شایان کو دیکھ کر رہ گئی تھیں۔۔۔ کتنی جلدی تھی نا ان کے بیٹے کو شادی کرنے کی۔۔۔

اسی پل حمدان کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ ماما میں کہتا ہوں ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ اس بے شرم کی شادی کر دی جائے۔۔۔ ورنہ یہ ہمیں کہیں

منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گا۔۔۔ حمدان شعلہ باز نگاہوں سے
 شایان کو دیکھتے فریحہ بیگم سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔
 ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو شایان باہر میرم کے سامنے اپنی بے شرمی کا بڑا (
) ثبوت دے کر آیا تھا۔۔۔

اسی بات کا حمدان کو شایان پہ غصہ تھا۔۔۔ جواب حمدان نکالنے کا ارادہ رکھتا
 تھا۔۔۔

حمدان اب تمہارے بچے تو ہیں نہیں، اور میں نہیں چاہتا کہ میرے بچوں کی
 بھی پڑھائی لیٹ ہو۔۔۔ شایان لا پرواہ سے انداز میں بولا تھا۔۔۔ اب کی بار
 حمدان نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔ کیونکہ وہ دروازے سے داخل ہوتے
 (سکندر عثمان) اپنے بابا کو دیکھ چکا تھا۔۔۔ اور دل میں شایان کی سلامتی کی
 دعا بھی کی تھی۔۔۔

سکندر عثمان شایان کا ایک ایک لفظ بخوبی سن چکے تھے۔۔۔ اور سنتے ہی ان کا ہاتھ اپنے جوتے کی طرف بڑھا۔۔۔ جوتا اتارتے انہوں نے شایان کی کمر کا نشانہ باندھا، اور پوری قوت سے جوتا دے مارا۔۔۔

آہہ۔۔۔ شایان کی کراہ نکلی، اس نے کراہتے ہوئے ہی پلٹ کر دیکھا

۔۔۔

"سانسیں رک گئیں، اور آنکھیں کھل گئیں۔۔۔"

اس نے تصور بھی نہ کیا تھا کہ باباجان اس طرح کمرے میں آجائیں گے۔۔۔ باباجان آپ کو دروازہ نوک کر کے آنا چاہیے تھا یا پراپیوٹیسی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔۔ شایان نے بے شرمی سے دان نکالتے کہا۔۔۔

چپ کر جاؤ بے شرم انسان ورنہ میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جاؤ گے۔۔۔

سکندر صاحب آگے بڑھے تھے۔۔۔ فریجہ میں کہتا ہوں اس کی شادی کر دو ورنہ یہ شخص ہمیں کہیں شکل دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گا۔۔۔

شایان نے باہر جانے نہیں عافیت سمجھی۔۔۔ ورنہ شایان آج سکندر عثمان کے ہاتھوں واقعی ضائع ہو جاتا۔۔۔ شایان نے ابھی چند قدم ہی بڑھائے تھے، کہ اس کے کانوں میں حمدان کے قہقہے کے گونجے۔۔۔ شایان نے پلٹتے خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔ حمدان نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے ہنسی کنٹرول کی۔۔۔

بیٹا تیرے سے تو میں گن گن کر بد لے لوں گا۔۔۔ بس تو ایک دفعہ میری شادی ہو لینے دے۔۔۔ شایان نے پھر سے شادی کی بات کر دی تھی۔۔۔ سکندر عثمان نے اپنی دوسری چیل اتار کے پوری قوت سے شایان کی طرف اچھالی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کہ سکندر عثمان کی چیل شایان کے رخسار کی زینت بنتی۔۔۔ شایان راہ راست سے فرار ہو چکا تھا۔۔۔ چیل کمرے کے دروازے سے ٹکراتی زمین بوس ہو چکی تھی۔۔۔

اب تم کیوں یہاں کھڑے ہو۔۔۔ اب سکندر عثمان کا رخ حمدان کی طرف تھا۔۔۔ جو ہنسنے میں مصروف تھا۔۔۔

وہ بابا میں جا ہی رہا تھا۔۔۔ حمدان نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔
 تو جاؤ۔۔۔ یہاں کھڑے کیا میری شکل دیکھ رہے ہو۔۔۔ سکندر عثمان
 نے جلے کٹے انداز میں کہا۔۔۔ حمدان عزت کے ساتھ دبے قدموں سے
 باہر نکل گیا تھا۔۔۔ اگر اب اس کے قدموں کی آواز بھی آتی تو شاید سکندر
 عثمان شایان کا غصہ اسی پہ نکال دیتے۔۔۔

اگر اب تمہارے ہاتھ کی ایک کپ چائے مل جائے تو مہربانی ہو جائے گی
 ۔۔۔ سکندر عثمان بیڈ کی طرف پلٹتے بولے تھے۔۔۔ جی جی آپ بیٹھیں میں
 ابھی لے کر آتی ہوں۔۔۔

.....

منٹ کا وقت گزر چکا تھا۔۔۔ رحم کی نظریں ابھی ابھی آئی سی یو کے 45
 دروازے پر لگے روشن سرخ بلب پر تھیں۔۔۔ مہرناز بیگم تو ایک سائڈ پہ
 سر جھکائے بیٹھی تھیں۔۔۔ وہ صرف اپنی پری کے لیے دعا کر رہی تھیں

-- اللہ تعالیٰ ان کی پری کو صحت دے۔۔۔ اسے کچھ بھی نہ ہو۔۔۔ وہ صحیح سلامت ان کے ساتھ گھر واپس جائے۔۔۔

اچانک سے انی سی یو کا دروازہ کھلا۔۔۔ وہاں سے ایک لیڈی ڈاکٹر باہر آئی

-- ار حم بھاگ کر اس کے قریب گیا۔۔۔ مہرناز بیگم بھی کھڑی ہو گئی

تھیں۔۔۔

ڈاکٹر، ڈاکٹر میری پری کیسی ہے۔۔۔ ار حم کی آواز میں بے چینی محسوس کی جاسکتی تھی۔۔۔ اس کا لہجہ کافی حد تک ٹوٹا ٹوٹا سا تھا۔۔۔

دیکھیں ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔ ابھی ان کی کنڈیشن بہت زیادہ کریٹیکل ہے۔۔۔ آنے والے چند گھنٹے ان کے لیے کافی زیادہ مشکل ہیں

-- آپ صرف ان کے لیے دعا کریں۔۔۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر اتنے سے الفاظ ادا کرتی وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔

میں ابھی نماز پڑھ کر آتا ہوں۔۔۔ آپ یہیں پہ بیٹھیں اور آپ دیکھیے گا
میں جب واپس آؤں گا میری پری کو ہوش آجائے گا۔۔۔ آپ دیکھنا۔۔۔
ارحم بولتا جلدی سے باہر کی طرف بڑھاتا تھا۔۔۔

مہرناز بیگم نے بے بسی سے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ یا اللہ میری بچی کو
صحت دے۔۔۔ میرے ہستے کھلتے گھر کو کس کی نظر لگ گئی۔۔۔ مہرناز
بیگم نے چہرہ اٹھاتے اللہ سے شکوہ کیا تھا۔۔۔

جب اللہ انسان کو بہت ساری نعمتوں سے نوازتا ہے تو انسان اللہ تعالیٰ کا
شکر ادا نہیں کرتا۔۔۔ وہ بس خوش ہوتا رہتا ہے۔۔۔ اس وقت اسے اللہ یاد
نہیں آتا۔۔۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ اس پہ کوئی آزمائش ڈالتا ہے۔۔۔ یا اس پہ
کوئی مشکل وقت آتا ہے۔۔۔ تو انسان کو دوبارہ سے اللہ یاد آ جاتا ہے۔۔۔
مطلب اللہ آپ کے ساتھ ہر چیز میں انصاف کرے۔۔۔ اور "آپ
۔۔۔"

آپ اللہ کے ساتھ انصاف کیوں نہیں کرتے۔۔۔ یہ کہانی بھی چند ایسے لوگوں کی تھی۔۔۔ جو ملنے پر شکر ادا نہیں کرتے، اور کھو جانے کے بعد شکوے کرتے ہیں۔۔۔ اچھے وقت میں ان کو رب یاد نہیں آتا۔۔۔ لیکن جیسے ہی ان کی آزمائش کا وقت شروع ہوتا ہے ان کو رب یاد آنے لگتا ہے۔۔۔ یہ لوگ اپنے شکوے، اپنے گلے لے کے رب کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔



آج ایک دفعہ پھر ارحم اپنے رب کے سامنے حاضر تھا۔۔۔ آج ایک دفعہ پھر اسے اپنے رب کی ضرورت پڑ گئی تھی۔۔۔ آج پھر اسے اپنا رب یاد آ گیا تھا۔۔۔ انسان تو رب کو یاد ہی جب کرتا ہے، جب اسے ضرورت ہوتی ہے۔۔۔

میں جانتا ہوں میں بہت گنہگار ہوں۔۔۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے گناہوں کی سزا میری پری کو ملے۔۔۔

"اللہ جی پلیز میری پری کو کچھ نہ ہو۔۔۔"

"میری عمر بھی اسے لگ جائے۔۔۔"

"میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔"

"آپ میری دعا سن لیں۔۔۔"

"اپ تو پورے جہان کے مالک ہیں۔۔۔"

"اپنی تو ہر کسی کی سنتے ہیں۔۔۔"

"پلیز آج آپ میری سن لیں۔۔۔"

ارحم کے آنسو بہتے اس کی ہتھیلیوں کو بھگور رہے تھے۔۔۔ اس کا چہرہ بھی آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔۔۔

"اے میرے اللہ میری پری کو صحت دیں۔۔۔"

"اس کا ہر غم ہر تکلیف مجھے دے دیں۔۔۔"

"میں سب سمیٹ لوں گا۔۔۔"

"میں اسے کبھی دکھ یا کسی طرح کا غم نہیں آنے دوں گا۔۔۔"

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں، بس ایک دفعہ میری پری کو ٹھیک کر دیں
 "۔۔۔ اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے ورنہ میں جیتے جی مر جاؤں گا۔۔۔
 ارحم دل پہ پتھر رکھے اپنے الفاظ ادا کر رہا تھا۔۔۔ اس کے لب ہلنے سے
 انکاری تھے۔۔۔ ہاتھ لرز رہے تھے۔۔۔ جسم برف کی طرح ٹھنڈا پڑ چکا تھا

۔۔۔۔

آج ارحم نے کافی لمبی دعا مانگی تھی۔۔۔ آج اس نے اپنے سارے گناہوں
 کی معافی مانگی تھی۔۔۔ آج اس کو اپنی زندگی میں کیے گئے ہر گناہ یاد آ گئے
 تھے۔۔۔ آج اس نے سچے دل سے توبہ کی تھی۔۔۔ اور اس نے وعدہ کیا تھا
 کہ وہ کبھی کوئی گناہ نہیں کرے گا۔۔۔

بس ایک دفعہ اسے اس کی پری لوٹادی جائے۔۔۔ آج ار حم بہت زیادہ رویا تھا۔۔۔ مسجد میں آتے جاتے نمازی اس شخص کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جو ایک سائیڈ پہ ہاتھ اٹھائے بیٹھا اپنے رب سے مخاطب تھا۔۔۔ ار حم نے سلام پھیرا، اور ایک نظر مسجد میں دوڑائی۔۔۔

وقت گزرتا جا رہا تھا۔۔۔ پری کو ابھی تک ہوش نہیں آئی تھی۔۔۔ اس کی کنڈیشن مزید کریٹیکل ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ ایسا ڈاکٹر نے کہا تھا۔۔۔
کیسا وقت چل رہا تھا، دونوں ماں بیٹی اس وقت موت کے منہ میں تھیں
۔۔۔ وہ دونوں ہی مظلوم تھیں۔۔۔ ان دونوں کے ساتھ ہی ظلم ہوا تھا

رخسار بیگم غلط نہیں تھیں۔۔۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی بھلائی چاہی تھی
۔۔۔ پری نے ان کو غلط سمجھا، پری کو اس بات کا افسوس تھا۔۔۔ پری ان
سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔۔۔

رخسار بیگم اپنی بیٹی سے ملنا چاہتی تھیں۔۔۔ اب کیا ہونے والا تھا۔۔۔ دن
ڈھلتا جا رہا تھا آسمان پہ بادل چھا چکے تھے۔۔۔ دھند بھی اترنا شروع ہو چکی
تھی۔۔۔ دن کا اختتام ہونے والا تھا۔۔۔ اور رات کا آغاز شروع ہونے والا
تھا۔۔۔ ایک اور دن غم کے نام، ایک اور دن افسوس کے نام۔۔۔ نہ جانے

ان کے گھروں کو کس کی نظر لگ گئی تھی ہر کسی کو خوشیاں کہیں دور جاسوئی
تھیں۔۔۔۔

ارحم عشاء کی نماز پڑھ کے آیا تھا۔۔۔ اور اب وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے
ٹک ٹکی باندھے "آئی سی یو" کمرے کے دروازے کو تک رہا تھا۔۔۔ نہ
جانے کب یہ دروازہ کھلے اور وہ اپنی پری سے ملے۔۔۔۔

ارحم کو گزرے ہوئے دن یاد آئے تھے۔۔۔ وہ دن جس میں ارحم نے پری
سے کہا تھا میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔۔ اور آج خود ہی اپنی جان
ہتھیلی پہ رکھے بیٹھا تھا۔۔۔ آج اس لڑکی کی جان کا جاتے سنتے اس کی اپنی
جان نکل چکی تھی۔۔۔ آج وہ خود کو بے جان محسوس کر رہا تھا۔۔۔ آج اس
کو خود پہ غصہ آ رہا تھا کتنے ظلم کیے تھے نا اس نے اس چھوٹی سی لڑکی پہ۔۔۔
اور آج وہی اس کی جان بنی بیٹھی تھی۔۔۔

ارحم کی آنکھیں رونے کی شدت سے لال ہو چکی تھیں۔۔۔ وہ جب سے
ہسپتال آیا تھا اس نے کسی سے بات تک نہیں کی تھی۔۔۔ ارحم نے تو

حمدان یا شایان کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔ یا پھر اس میں بتانے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔

وہ کیا بتاتا ان کو کہ وہ پری کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔۔ سکندر عثمان نے ار حم پہ بھروسہ کیا تھا۔ ایک دفعہ ار حم نے ان کا بھروسہ توڑا۔۔۔ لیکن وہ بار بار ان کا بھروسہ نہیں توڑنا چاہتا تھا۔۔۔ اسے واقعی پری سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔ لیکن جب یہ محبت عشق کی سیڑھی چڑھ چکی تھی تو وہ عشق اس سے دور جا رہا تھا۔۔۔

نہیں ار حم کبھی اسے دور نہیں جانے دے گا۔۔۔ ایکسیوزمی آپ پریشے کے ہسبینڈ ہیں۔۔۔؟ "ایک نرس نے قریب آتے ار حم کو مخاطب کیا۔۔۔

ار حم نے اچانک سے نظریں گھمائیں۔۔۔ جی میں پریشے کا ہسبینڈ ہوں۔۔۔ مہرناز بیگم بھی ان کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔ کانگریجو لیشنز آپ کی وائف کو ہوش آگیا ہے۔۔۔ وہ آپ کا ہی نام پکار رہی ہیں۔۔۔ ابھی کچھ دیر میں

ہم ان کو روم میں شفٹ کریں گے۔۔۔ تو سب سے پہلے آپ ان سے مل لیے گا۔۔۔ نرس کے الفاظ تھے، یا سکون کی لہریں، یا پھر بند مٹھی، جس کے کھلتے ہی ارحم کے دل میں سکون کی لہریں دوڑی تھیں۔۔۔ اس کا دل آزاد ہو چکا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں چمک آئی تھی۔۔۔

ارحم نے چمکیلی آنکھوں سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔۔۔ مہرناز بیگم نے بھی مسکراتے ارحم کو دیکھا تھا۔۔۔ آپ ذرا میرے ساتھ آئیں کچھ رسٹرکشن پوری کرنی ہیں۔۔۔ نرس کہتے ہیں آگے بڑھی۔۔۔ ارحم بھی جلدی سے اس کے پیچھے ہی بڑھا تھا۔۔۔

"مہرناز بیگم نے بیٹھتے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔۔۔"

یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے، میری بچی کو ہوش آگیا۔۔۔ ان کے لب ہلے تھے، اور آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے، یہ خوشی کے آنسو تھے۔۔۔

نرس کے بتانے کے بعد کہ پری کو ہوش آگیا ہے، ارحم سے ایک پل کے لیے بھی انتظار نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بے چینی اور گھبراہٹ میں اس قدر اضافہ ہو رہا تھا کہ بیان کرنا مشکل ہے۔۔۔ اس وقت قدموں میں ہمت پیدا نہیں ہو رہی تھی پری سامنے جانے کی۔۔۔ کیونکہ وہ اس کو کھودینے کے بہت قریب سے گزر کر آیا تھا۔۔۔ مگر دل اپنی پری کو دیکھنے کو بے چین تھا۔۔۔

ارحم خان نے ایک بار پھر جانا تھا کسی اپنے کو کھودینے کی تکلیف درد کیا ہوتا ہے۔۔۔ آج وہ اس در سے دوبارہ گزرا تھا، جب احمر کی ڈیٹھ ہوئی تھی اس نے خد کو کس طرح سنبھالا تھا وہ خود جانتا تھا۔۔۔ احمر کی تدفین کے وقت اس کو قبر میں اتار اتو ساتھ اپنی خوشیاں بھی دفن کر دی تھیں۔۔۔ وہ ہنسنا بھول گیا تھا۔۔۔ خوش رہنا بھول گیا تھا۔۔۔ جینا بھول گیا تھا۔۔۔

وہ آج اس امتحان سے دوبارہ گزرا۔۔۔ اس میں کسی اپنے کو کھونے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔ طاقت نہیں تھی۔۔۔ سکت نہیں تھی۔۔۔ آج اگر پری کو کھودیتا تو شاید خد کو بھی کھودیتا۔۔۔

اس نے پری کے آنے کے بعد دوبارہ ہنسنا سیکھا تھا۔۔۔ مسکرا کر انا سیکھا تھا۔۔۔ جینا سیکھا تھا۔۔۔ وہ لڑکی اس کو جینا سکھا گئی تھی اس کے بغیر اب تو وہ زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ارحم کے لیے پری کے بغیر سانس لینا بھی محال تھا۔۔۔ اس بات کا اندازہ اسے آج اچھے سے ہو گیا تھا۔۔۔ پری کے بغیر اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔۔۔ کہ پری اس کے جینے کی وجہ بن گئی تھی۔۔۔ وہ چھوٹی سی لڑکی واقع ہی اس کی زندگی میں خوشیاں لے آئی تھی۔۔۔ وہ واقع ہی اسے جینا سکھا گئی تھی۔۔۔ اور اس بات پہ ارحم سکندر عثمان کا شکر گزار بھی تھا۔۔۔

ارحم بہت ہمت کر کے پری کے کمرے کی طرف گیا۔۔۔ اس کے قدموں میں سکت نہیں تھی۔۔۔ اس نے بہت ہی ہمت کر کے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔ دروازہ کھولتے ہی پری کا بے جان وجود جو مشینوں میں لپٹا ہوا تھا دیکھ کر ارحم کے سانس پھٹ گیا۔۔۔ پری کو اس حالت میں دیکھ کر ارحم کی ہمت جواب دے گئی تھی۔۔۔ وہ پہلے ہی بہت گھبرا یا ہوا تھا، اور اس کی یہ حالت دیکھ کر ارحم کی ہمت مزید جواب دے گئی تھی۔۔۔ دوبارہ بہت ہمت کر کے کمرے کے اندر قدم رکھا۔۔۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بیڈ کے قریب آیا۔۔۔ غور کیا پری ہلکی ہلکی آنکھیں کھول کر اس چہرہ دیکھ رہی ہے۔۔۔

ارحم اس کے پاس آیا بیڈ کے پاس پڑے سٹول کو کھینچ کر اس پہ بیٹھا۔۔۔ اس نے پری کے نازک ہاتھ اپنے دونوں مضبوط ہاتھوں میں تھامے۔۔۔ وہ پری کا چہرہ بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔ آنسو خود بخود آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔ ارحم خان رو رہا تھا۔۔۔ ارحم کی آنکھوں میں آنسو دیکھ پریشی کی

آنکھیں بھی نم ہوئیں۔۔۔ وہ کبھی اپنے ارحم کو اتنا کمزور نہیں دیکھ سکتی تھی

پری نے ارحم کا نام پکارنے کی کوشش کی مگر ہمت ہی نہ ہوئی۔۔۔ زبان بولنے سے انکاری تھی۔ تقریباً دو منٹ کی وقفے سے پری نے ارحم کا نام لیا

ارحم سے پری کی یہ حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ ارحم کا دل چاہا وہ پری کو خود میں بھینچ لے۔۔۔ اب اس نے پری کے دونوں ہاتھوں کا باری باری بوسہ لیا۔۔۔

اب ارحم سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ اس کے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔ ارحم نے بہت آہستگی سے پری کی کندھے پہ اپنا چہرہ ٹکایا۔۔۔ بولنے تک کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔۔۔

اب پری کو اپنا کندھا بھگیگھتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ پری نے ار حم کے گال پہ ہاتھ رکھا اس کو اپنے ہاتھ گیلے محسوس ہوئے۔۔۔

ار حم، پری نے بے چینی سے ار حم کو پکارا۔۔۔ جی ار حم کی جان۔۔۔ ار حم نے انتہائی نرمی سے جواب دیا۔۔۔ مم۔ میں یہاں کیوں آئی ہوں۔۔۔ ہم یہاں کیوں ہیں۔۔۔ پری نے نظریں دوڑائیں وہ ہسپتال کے کمرے میں تھی۔۔۔ اس بات کا احساس اسے اب ہوا تھا۔۔۔

ار حم نے سر اٹھاتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ میرے بے بی کی تھوڑی سی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔۔۔ اسی لیے ہم یہاں ہیں۔۔۔ ابھی کچھ دیر میں جب میرا بے بی ٹھیک ہو جائے گا پھر ہم گھر چلے جائیں گے۔۔۔ ار حم نے انتہائی نرمی سے جواب دیتے اس کی گال سہلائی تھی۔۔۔

اچانک سے پری کے دماغ میں یزدان کے الفاظ گونجے۔۔۔ پری نے بے چینی سے نظریں دوڑائیں۔۔۔ ار حم، ار حم آپ کو پتہ ہے کیا ہوا ہے۔۔۔ پری بے چینی سے ار حم کو پکارتے بولی۔۔۔

ار حم نے نہ سمجھی سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ ار حم وہ اس کا فون آیا تھا،
 یہاں وہ بول رہا تھا۔۔۔ پری کی بات ادھوری رہ گئی۔۔۔ وہ ار حم کو کچھ بتانا
 چاہتی تھی۔۔۔ اسکی زبان لڑکھڑاہی تھی۔۔۔ وہ اپنا ڈر ظاہر کرنا چاہتی
 تھی۔۔۔ وہ دوبارہ سے اپنی ماں کو نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن اس کے
 زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔۔ وہ ایک دفعہ اپنی ماں کو کھو چکی
 تھی، لیکن اب وہ نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی
 ۔۔۔ ار حم نے پری کا سینہ سہلایا۔۔۔
 پری کس کا فون آیا تھا۔۔۔ کون کیا کہہ رہا تھا بتاؤ مجھے۔۔۔۔۔ ار حم نے پری کا
 ہاتھ تھاما۔۔۔ پری کو سانس نہیں آرہی تھی۔۔۔ پری نے مضبوطی سے
 ار حم کا ہاتھ جکڑا۔۔۔
 ار حم تو پری کی حالت دیکھتے گھبرا گیا تھا۔۔۔ پری ادھر میری طرف دیکھو،
 کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔ کسی نے کچھ کہا ہے میرے بے بی کو۔۔۔ کس کا فون
 آیا تھا۔۔۔ تم میری کال ریسپو کی تھی۔۔۔

پری پلینز کچھ بولو۔۔۔ ار حم کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔۔۔
 ار حم وہ۔۔۔ "بس اس سے آگے پری کچھ نہ بول سکی۔۔۔ پری کا ہاتھ ار حم
 کے ہاتھ سے لہرا کر نیچے گر چکا تھا۔۔۔ ار حم باہر کی طرف بھاگا۔۔۔
 ڈاکٹر۔۔۔ ڈاکٹر۔۔۔ وہ پاگلوں کی طرح پکارتا جا رہا تھا۔۔۔ مہرناز بیگم نے
 اچانک سے ار حم کو دیکھا۔۔۔ ار حم کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ بے چینی سے اس کی
 طرف بڑھی تھیں۔۔۔

ماما پری کو پتہ نہیں کیا ہوا۔۔۔ ڈاکٹر کو بلائیں جلدی کریں۔۔۔ ار حم پاگلوں
 کی طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔۔۔ ایک لیڈی ڈاکٹر جلدی سے بھاگتی ہوئی
 کمرے کی طرف گئی۔۔۔

.....

شایان اپنے کمرے کے ٹیرس پہ ٹھہل رہا تھا۔۔۔ اس کے لبوں پہ
 مسکراہٹ تھی۔۔۔ نہ جانے کی سوچوں میں گم تھا۔۔۔ شایان نے موبائل

نکالتے کسی کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔ پہلی بیل لہ ہی اٹھالی گئی تھی۔۔۔ شایان نے مسکراتے موبائل کان کے ساتھ لگایا۔۔۔

السلام علیکم جناب کیسی ہیں آپ تو اس بندے ناچیز کو یاد نہیں کرتیں میں نے سوچا میں ہی یاد کر لوں۔۔۔ شایان شوخ سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔! "حزر نے انتہائی دھیمہ جواب دیا۔۔۔ میرے خیال سے میں نے سلام کے علاوہ کچھ اور بھی پوچھا ہے۔۔۔ شایان ٹہلتے ٹہلتے رکا

۔۔۔

ادھر کچھ دیر خاموش رہی۔۔۔ کیا تم کوئی جواب دو گی۔۔۔ شایان جھنجھلایا

۔۔۔

شایان آپ کہاں ہیں اس وقت۔۔۔ ہیزل نے جھجکتے پوچھا۔۔۔ فحال تو میں گھر پہ ہوں۔۔۔ لیکن اگر تم کہو تو میں حاضر ہوں۔۔۔ کہو تو آ جاؤں اپنی ڈارلنگ کے پاس۔۔۔ شایان شوخ سے لہجے میں بولا۔۔۔

شایان یہ وقت مذاق کا نہیں ہے۔۔۔ میں سیریس لی آپ سے پوچھ رہی ہوں آپ کہاں ہیں اس وقت۔۔۔ ہیزل دوسری طرف گھبرائی ہوئی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ شایان پری کے بارے میں جانتا ہے یا نہیں۔۔۔ اسی لیے وہ پوچھنا چاہ رہی تھی۔۔۔

یار میں گھر پہ ہوں۔۔۔ اور میں نے کہاں جانا ہے۔۔۔ آفس سے گھر۔۔۔ گھر سے آفس۔۔۔ شایان نے سرسری سا جواب دیا۔۔۔ کیا آپ پری کے پاس نہیں گئے۔۔۔ ہیزل ایک دم سے چونکی۔۔۔ کیوں کیا ہو اپری کو۔۔۔ شایان ایک پل کے لیے رکا۔۔۔ آپ نہیں جانتے پری ہاسپٹل میں ہے۔۔۔ ارحم بھائی، طائی امی، سب ہاسپٹل میں ہیں۔۔۔ ہیزل نے گھبراتے گھبراتے بتایا تھا۔۔۔ وہ سچ میں حیران تھی کہ شایان پری کے بارے میں نہیں جانتا۔۔۔

کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ شایان ایک دم سے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ پتہ نہیں اچانک اس کی طبیعت اتنی زیادہ خراب ہو گئی تھی۔۔۔ وہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہے۔۔۔ ہیزل نے شایان کو مزید آگاہ کیا۔۔۔

ہوا کیا ہے پری کو، ارحم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا۔۔۔ شایان کمرے سے باہر نکلتا سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ ارحم بھائی کی تو اپنی حالت اتنی خراب ہے انہوں نے تو ہمیں بھی نہیں بتایا۔۔۔ سلیم بھائی نے بابا کو فون کر کے بتایا تھا۔۔۔

اچھا ہے میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔ شایان لاؤنج میں پہنچتا فک سے کال کر چکا تھا۔۔۔

بابا، بابا، حمدان، اس نے باری باری سب کو پکارنا شروع کیا۔۔۔ بابا سامنے ہی بیٹھے تھے۔۔۔ کیا ہوا شایان اتنا گھبرا کیوں رہے ہو۔۔۔ انہوں نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔ بابا، بابا پری ہاسپٹل میں ہے۔۔۔ اس

کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے۔۔۔ ہمیں جانا چاہیے۔۔۔ شایان
گھبراتے بولا تھا۔۔۔

سکندر عثمان شایان کی بات سنتے ایک دم سے کھڑے ہوئے۔۔۔ کیا ہوا
ہے پری کو۔۔۔

مہرناز بیگم جو ہاتھ صاف کرتے کچن سے باہر آرہی تھیں۔۔۔ میرم بھی ان
کے پیچھے آرہی تھی۔۔۔

شایان کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ انہوں نے گھبراتے گھبراتے پوچھا۔۔۔ بابا
میں نہیں جانتا مجھے بھی ہیزل نے بتایا ہے۔۔۔

بابا پری کی زیادہ طبیعت خراب ہے ہمیں جانا چاہیے۔۔۔ حمدان باہر آتے
بولا تھا۔۔۔ اسے بھی ابھی ابھی سلیم کا فون آیا تھا۔۔۔
”ہممم چلو۔۔۔“

سکندر عثمان نہ سمجھی کہ عالم میں بولے۔۔۔ ابھی دو دن پہلے ہی تو آپ آئے ہیں۔۔۔ اب آپ پھر جارہے ہیں۔۔۔ فریحہ بیگم پیچھے سے آتی بولی تھیں۔۔۔

حمدان اور شایان نے بیک وقت فریحہ بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔ میرم بھی پریشان سی کھڑی تھی۔۔۔

فریحہ بس کر دو اس نفرت کی آگ کو۔۔۔ بس کر دو اور کتنی نفرت کرو گی اس معصوم سے۔۔۔ ہماری اس دو کوڑی کی نفرت نے اسے برباد کر کے رکھ دیا ہے۔۔۔ ہم نے اس کی زندگی تباہ کر دی۔۔۔ ہماری نفرت نے اس بچی کو ختم کر دیا۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے اب تو یہ نفرت ختم کر دو۔۔۔ سکندر عثمان حلق کے بل دھاڑے تھے۔۔۔

کسی کو بھی ان سے اس رویے کی توقع نہیں تھی۔۔۔ حمدان نے فخر سے اپنے باپ کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ آخر آج ان کو اپنی بیٹی کی قدر ہو ہی گئی تھی۔۔۔

آپ اس لڑکی کے لیے مجھ سے لڑ رہے ہیں۔۔۔ فریحہ بیگم آگے بڑھی
"تھیں۔۔۔"

بس فریحہ۔۔۔ وہیں رک جاؤ۔۔۔ بہت ہو گیا، میں اور اپنی بیٹی کے لیے
ایک لفظ برداشت نہیں کروں گا۔۔۔ وہ پھر سے ہلک کے بل چیخے تھے

بابا یہ وقت دن باتوں کا نہیں ہے۔۔۔ ہمیں جانا چاہیے۔۔۔ شایان باہر کی
طرف بڑھتے بولا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہاں پہ معاملہ مزید خراب
ہو۔۔۔ وہ اس وقت صرف پری کے پاس جانا چاہتے تھے۔۔۔

سکندر عثمان اور حمدان بھی اس کے پیچھے ہی بڑھے۔۔۔ فریحہ بیگم نے ناگوار
سی نظر سے ان تینوں کو دیکھا۔۔۔ اور پیر پٹھکتی اندر چلی گئیں۔۔۔
"میرم بھی حمدان کے پیچھے بھاگی۔۔۔ حمدان مجھے بھی ساتھ جانا ہے۔۔۔"

میرم تم ابھی ماما کے پاس رہو، پلیز۔۔۔ حمدان نے ہلکا سا اشارہ کیا۔۔۔
میرم سر جھٹکتی اندر چلی گئی۔۔۔ اب ان تینوں کا رخ اسلام آباد کی طرف تھا
۔۔۔

(خان ولا اور سکندر ولا والوں کی صحیح دوڑے لگ رہی ہیں، کبھی لاہور اور
"کبھی اسلام آباد") 😊۔۔۔

.....

ڈاکٹر بھاگم بھاگم میں کوئی اندر جا رہا تھا، کوئی باہر آ رہا تھا۔۔۔ ارحم ایک دفعہ
پھر سے پتھر پٹی آنکھوں سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسے یقین نہیں
آ رہا تھا کہ اس روم میں اس کی پری ہے جہاں پہ ڈاکٹر زکا جھر مٹ ہے۔۔۔
کوئی آ رہا ہے اور کوئی جا رہا ہے۔۔۔

ارحم نے انتہائی بے دردی سے اپنی آنکھیں ملیں، جو آنسوؤں سے بھر چکی
تھیں۔۔۔ رونے کی شدت سے سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔ مہرناز بیگم بھی
ایک سائنڈ پہ لگی بیٹھی تھیں۔۔۔ رضیہ بی بھی آچکی تھیں۔۔۔

شایان، حمدان اور سکندر عثمان، یہ تینوں سامنے سے بھاگتے ہوئے آرہے تھے۔۔۔

ارحم، ارحم کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ حمدان نے آتے ارحم کو مخاطب کیا۔۔۔
شایان کی حالت بھی وہی تھی۔۔۔

ارحم نے اچانک سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔

مہرناز بیگم نے دیکھا ضرور تھا، لیکن وہ اسی طرح بیٹھی رہیں۔۔۔ ارحم نے ایک نظر پیچھے سے آتے سکندر عثمان پہ ڈالی، اور ناگواری سے نظریں پھیر گیا۔۔۔

سکندر عثمان ٹھٹکے۔۔۔ "ان کے قدم رک چکے تھے۔۔۔ دل میں ایک

عجیب سا خوف آیا۔۔۔ کہ ارحم سب کچھ جان چکا ہے۔۔۔

"نہیں ارحم کچھ نہیں جانتا۔۔۔ وہ اپنے دل کو تسلی دیتے آگے بڑھے۔۔۔

"ارحم بتاؤ کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ اب کی بار شایان نے مخاطب کیا۔۔۔

زندہ بچ گئی ہے، کوئی کسر نہیں چھوڑی تم لوگوں نے اس کو مارنے کی۔۔۔
لیکن دیکھو وہ پھر بچ گئی۔۔۔ ار حم کی آواز بھگی کی تھی۔۔۔ آواز میں درد تھا
۔۔۔

حمدان نے نہ سمجھی سے ار حم کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ کیا بول رہے ہو تم
۔۔۔"

صحیح بول رہا ہوں میں۔۔۔ کوئی کسر نہیں چھوڑی تم لوگوں نے اس کو
مارنے میں۔۔۔ لیکن دیکھو وہ پھر سے بچ گئی ہے۔۔۔ ار حم نے بات تو
حمدان سے کی تھی، لیکن اس کی نظریں سکندر عثمان کی طرف تھیں۔۔۔
سکندر عثمان سمجھ گئے تھے، کہ ار حم سب کچھ جان چکا ہے۔۔۔ انہوں نے
"شرمندگی سے نظریں جھکالی تھیں۔۔۔"

ویسے تم لوگ یہاں آئے کیوں ہو۔۔۔ تم لوگوں کو نہیں آنا چاہیے تھا
۔۔۔ ار حم شایان اور حمدان کو گھورتے بولا تھا۔۔۔

فریحہ آنٹی نے تم لوگوں کو آنے کیسے دیا۔۔۔ اب اس کی نظریں سکندر عثمان کی طرف تھیں۔۔۔ جو شرم سے سر جھکائے کھڑے تھے۔۔۔ حمدان اور شایان بھی جان چکے تھے، کہ ار حم کو سب پتہ چل گیا ہے۔۔۔ فون، فون دو یار۔۔۔ ار حم نے جھنجھلاتے حمدان سے کہا۔۔۔ حمدان نے فون نکالتے ار حم کی طرف بڑھایا۔۔۔ ار حم نے فون پکڑتے سلیم کو کال ملائی۔۔۔ سکندر عثمان، شایان اور حمدان اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

ہیلو سلیم۔۔۔ گھر سے میرا فون لے کر آؤ پلیز جلدی۔۔۔ ار حم اپنی بات بولتے کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ ار حم تمہارا فون تمہارے پاس نہیں ہے کیا۔۔۔ حمدان نے اسے مخاطب کیا۔۔۔

حمدان پلیز تم خاموش رہو۔۔۔ ار حم نے کہا تو حمدان کو تھا۔۔۔ لیکن اس کی نظریں سکندر عثمان کی طرف تھیں۔۔۔

ارحم ہم جانتے ہیں ہم سے غلطی ہوئی ہے۔۔۔ لیکن پلیز تم ہمیں پری کی حالت کا تو بتادو۔۔۔ شایان نے ہار مانتے کہا۔۔۔

میں نے تم سے کہا ہے ناکہ وہ زندہ ہے، بیچ گئی ہے۔۔۔ لیکن شاید اگر اب تم لوگوں کو دیکھے تو بیچ نہ پائے۔۔۔ ارحم کی آواز لڑکھرائی تھی۔۔۔ پتہ نہیں کیسے وہ پری کے بارے میں ایسے الفاظ بول گیا تھا۔۔۔

ارحم پلیز یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔۔۔ اب کی بار حمدان بولا تھا۔۔۔ تو پھر کون سا وقت ہے ان باتوں کا ہاں، تم ہی مجھے بتادو۔۔۔ کس وقت میں تم سے یہ بات کروں، اس دن تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا، کاش حمدان اس دن تم جھوٹ نہ بولتے۔۔۔ اس دن تم مجھے سب سچ بتاتے۔۔۔ لیکن نہیں تم نے صرف پری کی بات بتائی تھی۔۔۔ تم نے اپنی بات چھپائی تھی۔۔۔ تم نے اپنے باپ کی بات چھپائی تھی، تم ایسا کیسے کر سکتے ہو، تم اتنے خود گرد انسان کیسے ہو سکتے ہو۔۔۔۔۔ ارحم چیخ اٹھا تھا۔۔۔

مہرناز بیگم بھی اٹھ کے اس کی طرف بڑھیں، ان کو بھی سمجھ نہیں آئی تھی کہ ار حم کو ہوا کیا ہے۔۔۔

سکندر عثمان آگے آئے۔۔۔

ار حم میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔ اس سب میں میری غلطی ہے۔۔۔

ان کا کوئی قصور نہیں ہے، تم انہیں کچھ مت کہو۔۔۔ مہرناز بیگم نے نہ سمجھی سے سکندر عثمان کی طرف دیکھا۔۔۔

"اگر یہاں پہ کوئی انجان تھا تو وہ صرف مہرناز بیگم تھیں۔۔۔"

ارے سکندر انکل آپ سے کسی نے کچھ نہیں کہا، اور آپ سے کوئی کچھ کہہ بھی نہیں سکتا۔۔۔ بس کر دیں اس جھوٹی ہمدردی کو لے جائیں یہاں سے، چلے جائیں آپ سب یہاں سے۔۔۔ ار حم ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھ چکا تھا

.....

کچھ ہی دیر میں سلیم ار حم کا فون لے آیا تھا۔۔۔ ار حم نے جلدی سے فون پکڑا۔۔۔ وہ اب کالز دیکھ رہا تھا، سب سے اوپر ایک ان نون نمبر تھا، ار حم نے نہ سمجھی سے نمبر دیکھا، یہ کس کا نمبر ہے۔۔۔

اس نمبر سے چند گھنٹے پہلے ایک کال آئی تھی۔۔۔ جو تقریباً چار منٹ سنی گئی تھی۔۔۔ اور اس کے بعد اسی نمبر سے تقریباً 12 سے 13 مس کالز آئی تھیں۔۔۔

آخر کس کا نمبر تھا یہ۔۔۔ ار حم نے جلد ہی اس نمبر پر بیک کال کی۔۔۔ کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔ جیسے مقابل اسی کی کال کا انتظار میں بیٹھا تھا۔۔۔
"السلام علیکم۔۔۔"

ار حم کے سماعتوں سے آواز ٹکرائی۔۔۔ ار حم ٹھٹکا، ار حم اس آواز کو کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔ یہ یزدان شاہ کی آواز تھی۔۔۔

"ارحم میں یزدان بات کر رہا ہوں۔۔۔"

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے فون کرنے کی۔۔۔ ارحم کھڑا ہوتے حلق کے بل دھاڑا تھا۔۔۔ شایان، اور حمدان بھی اس کی طرف بڑھے۔۔۔

ارحم پلیز میری بات سنو۔۔۔ میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔۔۔ اس سے پہلے کہ یزدان کچھ بولتا، ارحم بولا، اپنی بکواس بند کرو گھٹیا انسان، کیا کہا تم نے میری بیوی سے، ہاں تم یہی چاہتے ہو نا کہ پری مر جائے۔۔۔۔

آج موت کے منہ میں پڑی ہے وہ، اور اگر میری پری کو کچھ ہوا میں تمہاری جان نکال دوں گا۔۔۔ کہا کیا ہے تم نے میری پری کو، ارحم کی آنکھوں کے کونے نم ہو چکے تھے۔۔۔ آنکھوں میں خون اتر چکا تھا، اس کا دل چاہ رہا تھا کہ یزدان اس کے سامنے ہو اور وہ اسے مار دے۔۔۔ یزدان کی وجہ سے اس کی پری کو کتنی تکلیف پہنچی تھی نا۔۔۔

ارحم پلیز تم میری بات سنو۔۔۔ بس ایک دفعہ میری بات سن لو میں نے "پری سے کچھ نہیں کہا۔۔۔"

ب **** بند کر واپنی، میں تمہاری جان لے لوں گا گھٹیا انسان،
 تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری پری کو نقصان پہنچانے کی۔۔۔ ار حم بولتا جا رہا
 تھا، اور شایان اور حمد ان نہ سمجھی سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ کہ آخر وہ
 بات کس سے کر رہا ہے۔۔۔

ار حم پلیر ایک دفعہ میری بات سن لو، میں اس وقت ہاسپٹل میں ہوں
 ۔۔۔ یزدان نے ایک بار پھر ار حم سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔
 اب کی بار ار حم نہیں بولا۔۔۔ شاید وہ یزدان کے مزید بولنے کا انتظار کر رہا
 تھا۔۔۔ یزدان کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔ کہ ار حم اسکی بات سننے کو تیار
 ہے۔۔۔

ار حم آنی ہسپتال میں ہیں، ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے ار حم انہیں ہارٹ
 اٹیک ہوا ہے۔۔۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں ایک دفعہ ان کو پری سے ملوا
 دوں۔۔۔ صرف ایک دفعہ پری ان سے نہیں ملنا چاہتی وہ، پری ان سے
 ناراض ہے۔۔۔

ارحم کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔ چل کیا رہا ہے اس کا دماغ گھوم رہا تھا۔۔۔ ارحم سر پہ ہاتھ رکھے گرنے کے انداز میں بیٹھ چکا تھا۔۔۔

کیا ہوا ارحم کس کی کال تھی۔۔۔ شایان نے پوچھا۔۔۔ اب بھی ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

"ارحم پلیز بتاؤ کس کی کال تھی، ہمیں فکر ہو رہی ہے۔۔۔۔"

یزدان کی کال تھی یار، اسکی آنی ہسپتال میں ہے، انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے، اور وہ کہہ رہا ہے کہ میں پری کو وہاں لے کر آؤں۔۔۔ وہ پری سے ملنا چاہتی ہیں معافی مانگنا چاہتی ہیں۔۔۔

تمہیں پتہ ہے پری کی حالت کیسے خراب ہوئی، میں روم میں نہیں تھا، اور پری نے یزدان کی کال ریسیو کر لی، اور اس نے پری کو آنی کا بتایا، اسی وجہ سے پری کی یہ حالت ہوئی ہے۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی میں کیا کروں

۔۔۔ ار حم رونے والا ہو چکا تھا۔۔۔ وہ واقعی کافی حد تک پریشان ہو چکا تھا

۔۔۔

سکندر عثمان نے جیسے ہی ار حم کی بات سنی وہ ایک دم سے کھڑا ہوا۔۔۔
 رخسار کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے، سکندر عثمان کی آنکھوں میں بے یقینی تھی،
 کہیں نہ کہیں پہ اس شخص کے دل میں آج بھی اس عورت کے لیے
 ہمدردی تھی۔۔۔ لیکن آج اس ہمدردی کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔ جو
 ہمدردی آج سے چند سال پہلے اس عورت کے کام نہ آئی۔۔۔
 "اسی پل ڈاکٹر باہر آئی۔۔۔ ار حم بھاگ کے ڈاکٹر کے قریب گیا تھا۔۔۔
 ڈاکٹر پری کیسی ہے، اس کی آواز میں بے چینی تھی، جو ڈاکٹر نے بھی بخوبی
 "محسوس کی تھی۔۔۔"

دیکھیں ان کی کنڈیشن وقت بوقت سیریس ہوتی جا رہی ہے۔۔۔ ہمیں کچھ
 سمجھ نہیں آرہا کہ ان کو ہو کیا رہا ہے۔۔۔ ان پہ کسی چیز کا سٹرپس ہے کیا،
 ان پہ کوئی دباؤ ہے، آپ ہمیں بتائیں، آپ ہم سے کھل کے بات نہیں کر

رہے۔۔۔ ڈاکٹر نے شکایت کی تھی۔۔۔ آخر وہ اتنی چھوٹی لڑکی ایسے کون سے دکھ ہیں۔۔۔ کہ وہ اپنی دماغ پہ سوار کر رہی ہیں۔۔۔ ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ ڈاکٹر کہتا آگے بڑھاتا۔۔۔

ارحم کے قدم وہیں پہ رک چکے تھے۔۔۔ شایان ڈاکٹر کے پیچھے بھاگا، اب "کسی کو تو ڈاکٹر سے کھل کے بات کرنی تھی نا۔۔۔"

ارحم ٹوٹے قدموں کے ساتھ مہرناز بیگم کی طرف بڑھا۔۔۔ ماما، ماما اگر میری پری کو کچھ ہوا میں جی نہیں پاؤں گا۔۔۔ میری پری، ماما آپ اس سے کہیں وہ اٹھ جائے۔۔۔ ماما آپ اس کے پاس جائیں، وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے

مما پلیر آپ اسے کہیں میں مزید نہیں برداشت کر سکتا۔۔۔ ارحم جو کب سے خود پر کنٹرول کیے بیٹھا تھا اب اس کی آنکھوں سے انسو بہہ نکلے تھے

مہرناز بیگم نے بے بسی سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔۔۔ سکندر عثمان اٹھتے
 "ارحم کی طرف بڑھے۔۔۔"

ارحم نے چہرہ اٹھا کے ان کی طرف دیکھا۔۔۔ کیوں کیا آپ نے ایسا۔۔۔
 آپ دیکھتے نہیں وہ بچی ہے، پھر بھی آپ نے اس کے ساتھ ایسا کر دیا۔۔۔
 وہ تو آپ کی اکلوتی بیٹی تھی نا۔۔۔ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا انکل،
 ارحم نے بے دردی سے اپنی آنکھیں ملی تھیں۔۔۔

ارحم میں جانتا ہوں مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔۔۔ بس چند غلط فہمیاں
 جن میں میں گھر چکا تھا۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی اس وقت، میں اپنی بیٹی
 کا گنہگار ہوں۔۔۔ میں نے اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے مار دیا۔۔۔ پلیز مجھے
 "معاف کر دو۔۔۔ سکندر عثمان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔۔۔
 یہ معافی مجھ سے نہیں پری سے مانگیں۔۔۔ آپ نے اس کی زندگی خراب
 کی ہے۔۔۔ کتنے سٹریس میں ہے وہ، میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔۔۔ وہ رات
 کو سو نہیں پاتی تھی، وہ ڈر جاتی تھی اکثر، صرف آپ لوگوں کی وجہ سے

سکندر عثمان وہاں سے اٹھتے باہر کی طرف گئے۔۔۔ انہوں نے فریحہ بیگم کو کال ملائی۔۔۔ پہلی بیل پہ کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔

فریحہ پلیر میری بچی کے لیے دعا کرو، پلیر اس کے لیے دعا کرو، اسے ہوش آجائے۔۔۔ اگر میری بیٹی کو کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا۔۔۔ میں نے اس کے ساتھ بہت برا کیا ہے۔۔۔ میں نے اس کے ساتھ بہت زیادہ نا انصافی کی ہے۔۔۔ فریحہ اگر اسے کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا۔۔۔ سکندر عثمان رو رہے تھے، فریحہ بیگم تو تڑپ ہی اٹھی تھیں۔۔۔ کہیں نہ کہیں ان کے دل میں بھی پری کے لیے ہمدردی تھی۔۔۔ بس اس دن انہوں نے اپنے بیٹے کی وجہ سے پری کے ساتھ کچھ زیادہ ہی غلط کر دیا تھا۔۔۔

وہ سمجھ رہی تھیں، کہ ارحم ان کا دشمن ہے۔۔۔ لیکن وہ ان کا دشمن نہیں تھا۔۔۔ اس بات کا اندازہ بھی انہیں ہو گیا تھا۔۔۔

"سکندر عثمان بات کرتے مسلسل روئے جا رہے تھے۔۔۔"

فریحہ پلیز تم اس کے لیے دعا کرو، اپنے دل میں سے ساری بدگمانیاں دور
 کر دو۔۔۔ وہ بچی اس نے کبھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑا۔۔۔ ہم نے اس کا سب
 کچھ بگاڑ دیا۔۔۔ سکندر عثمان کی آواز لڑکھرائی تھی۔۔۔

فریحہ بیگم نے موبائل کی طرف دیکھا، ان کے ہاتھوں میں کپکپی طاری ہو
 گئی تھی۔۔۔ جسم میں عجیب سی سنسناہٹ محسوس ہونے لگی۔۔۔ عجیب سی
 بے چینی ان کا دل گھبرانے لگا۔۔۔

انہوں نے کال کاٹ دی، ان کے قدم بھی لڑکھڑائے تھے، کیا ہو رہا تھا
 ان کو، کیا ان کے گناہوں کی سزا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

گناہ چھوٹا ہو یا بڑا سزا تو ملتی ہے۔۔۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے میں "

"کیا حرج، وہ تو بڑے سے بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے نا۔۔۔

فریحہ بیگم لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھی انہوں نے وضو کیا اور جائے نماز
 بچھائی، نماز ادا کرتے انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے۔۔۔

اے میرے اللہ میں بہت گنہگار ہوں، میں نے بہت گناہ کیے ہیں، اگر میری کوئی ایک نیکی ہے تو وہ میری بچی کو لگا دیں۔۔۔ میری پری کو لگا دیں۔۔۔ آج انہوں نے پری کو اپنی بیٹی کہا تھا۔۔۔ آج سے کچھ دن پہلے وہ کتنی خود غرض ہو گئی تھیں نا۔۔۔ وہ کتنی غافل ہو گئی تھیں اللہ تعالیٰ کی ذات سے، اور اب ان کو معافی مانگنی تھی۔۔۔ ان کو پری کی زندگی مانگنی تھی۔۔۔ اے میرے اللہ میری پری کو میری عمر بھی لگا دیں۔۔۔ "کیا واقعی وہ پری کے لیے دعا مانگ رہی تھیں۔۔۔ یا سکندر عثمان کی حالت ان سے برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ جو بھی تھا ان کو بس پری کے لیے دعا مانگنی تھی۔۔۔ کیا واقعی ان کے دل میں پری کے لیے رحم آگیا تھا۔۔۔ ان کے آنسو بہتے چلے گئے۔۔۔ اور وہ ہاتھ اٹھائے مسلسل دعا مانگتی گئی۔۔۔ ادھر مہرناز بیگم بھی پل پل پری کے لیے دعا مانگ رہی تھیں۔۔۔ رحم نے بھی آج کوئی نماز نہیں چھوڑی تھی۔۔۔ شایان اور حمد ان وہ بھی صرف اپنی بہن کے لیے دعا مانگ رہے تھے۔۔۔

ہر کوئی دعا مانگ رہا تھا کہ شاید کسی ایک کی دعا سن لی جائے۔۔۔ شاید " کسی ایک کی پکار پہ اس کی بازو تھام لی جائے۔۔۔

.....

" تقریباً چار گھنٹے کے وقفے کے بعد پری کو دوبارہ سے ہوش آگیا تھا۔۔۔
!! سکندر عثمان ٹوٹے قدموں کے ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ "
پری نے چندھیاتی آنکھوں کے ساتھ دیکھا۔۔۔
" بابا۔۔۔ "

" بے اختیار اس کے لب ہلے تھے۔۔۔
سکندر عثمان بے چینی سے آگے بڑھے تھے، پری میری بچی۔۔۔ اپنے بابا کو معاف کر دو۔۔۔ وہ پاس آتے انتہائی نرمی سے پری کی پیشانی پہ ہاتھ " پھیرتے بولے تھے۔۔۔

" بابا آپ سچی میں میرے پاس ہیں۔۔۔ پری کو لگا اس کا وہم ہے۔۔۔

ہاں میری بچی میں اپنی کے پاس ہوں۔۔ سکندر عثمان کے لہجے میں
"شرمندگی تھی۔۔"

پری اپنے بابا کو معاف کر دو۔۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتی کی ہے
۔۔۔ پری اپنے بابا کو معاف کر دو۔۔ میں جانتا ہوں میری غلطی قابل
معافی نہیں ہے، لیکن میں جانتا ہوں، میری پری مجھے معاف کر دے گی
۔۔ سکندر عثمان پری کے ہاتھ کو تھامے اپنے لبوں سے لگائے، بے اختیار
"پھوٹ پھوٹ کر رو دیے تھے۔۔"

پری نے تڑپ کر اپنے بابا کی طرف دیکھا۔۔ بابا آپ ایسا کیوں بول رہے
ہیں، پلیز آپ ایسا بول کر مجھے شرمندہ مت کریں۔۔۔ پری روہانسی ہوتی
"بولی تھی۔۔"

باپ بیٹیوں سے معافی نہیں مانگتے، کمزوری کی وجہ سے پری سے ٹھیک سے
بولا نہیں جا رہا تھا۔۔ اس کی آواز بھیگی بھیگی سی تھی۔۔۔
"سکندر عثمان نے جھکتے پری کی پیشانی چومی۔۔"

اچھا نہ اب روئیں تو مت۔۔۔ پری نے اپنے بابا کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔ اسے
 "سکندر عثمان کا اس طرح سے معافی مانگنا بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔
 سکندر عثمان بھیگی آنکھوں سے مسکرائے تھے۔۔۔ کتنی اچھی تھی انکی پری،
 " لیکن یہ لوگ اسکی قدر نہ کر سکے۔۔۔

بہت سی غلط فہمیاں جس میں یہ لوگ گھر چکے تھے۔۔۔ سکندر عثمان نے
 آنکھیں بند کر کے لوگوں کی باتوں پہ یقین کر لیا تھا۔۔۔ لیکن ان کو رخصت
 بیگم کی سچائی نظر نہیں آئی تھی۔۔۔
 انہوں نے ایک دفعہ ان کی بات نہیں سنی تھی۔۔۔ یہ ظلم کرتے چلے گئے
 ۔۔۔ لیکن آج انہیں اپنے ہر ظلم کا احساس ہو گیا تھا۔۔۔ انہوں نے اپنی بیٹی
 سے معافی مانگ لی تھی۔۔۔

اور اب وہ رخصت بیگم سے بھی معافی مانگنے کا ارادہ رکھتے تھے، اور وہ جانتے
 تھے کہ رخصت بھی ان کو معاف کر دے گی۔۔۔

کہیں نہ کہیں پہ سکندر عثمان کور خسار بیگم کو چھوڑنے کا افسوس بھی تھا۔۔۔
 لیکن اب اس افسوس کا کوئی فائدہ نہیں تھا، اب وہ وقت گزر چکا تھا۔۔۔
 رخسار بیگم ان کی زندگی سے دور جا چکی تھیں۔۔۔ سکندر عثمان ہمیشہ کے
 لیے اس کو آزاد کر چکے تھے۔۔۔

آج پری کی خواہش پوری ہو گئی تھی۔۔۔ پری نے کہا تھا کہ ایک دن اسکے
 بابا سے اپنی بیٹی بول کر پوکاریں گے۔۔۔ اور آج وہ دن تھا۔۔۔

.....

سب لوگ پری کے پاس موجود تھے۔۔۔ اگر کوئی نہیں تھا تو وہ ارحم تھا
 ۔۔۔ حمدان، اور سکندر عثمان، تو پری کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔
 حمدان بار بار پیار سے پری کے بالوں میں ہاتھ چلا رہا تھا۔۔۔ پری ہلکا ہلکا
 مسکرا رہی تھی۔۔۔

مہرناز بیگم بھی آج بہت خوش تھیں۔۔۔ انہوں نے آج پہلی بار پری کو اتنا
 کھلاتا دیکھا تھا۔۔۔ آج پری کے چہرے پہ ایک الگ ہی مسکراہٹ تھی۔۔۔

پری کو اپنی ماما کی یاد بھی آرہی تھی، لیکن اس وقت اس کا بابا اس کے پاس تھا
 --- اس کے بھائی اس کے پاس تھے ---

لیکن پھر بھی پری کی آنکھیں متلاشی تھیں --- ہوش میں آنے کے بعد وہ
 چہرہ جو پری سب سے پہلے دیکھنا چاہتی تھی، وہ تو کہی تھا ہی نہیں --- وہ تو
 نظر ہی نہیں آرہا تھا --- ان سب چہروں کے درمیان وہ چہرہ جس کو دیکھنے
 کے لیے پری کی آنکھیں ترس رہی تھیں، وہ تو اسے نظر ہی نہیں آرہا تھا

پری نے متلاشی نظروں سے مہرناز بیگم کی جانب دیکھا، جو بغور پری کا چہرہ
 دیکھ رہی تھیں ---

مہرناز بیگم اس کی آنکھوں کی اداسی پہچان چکی تھیں، اور وہ جانتی تھیں، "
 پری ارحم کو تلاش رہی ہے ---

پری نے بغور مہرناز بیگم کا چہرہ دیکھا۔۔۔ پری نے آنکھوں ہی آنکھوں میں مہرناز بیگم سے سوال کیا، جس کے جواب میں انہوں نے پیار سے پری کے "چہرے کو سہلایا۔۔۔"

اب مہرناز بیگم نے آنکھوں سے حمدان کو اشارہ کیا جس پے حمدان اشارے کو سمجھتے ہوئے سب کو کمرے سے باہر لے جانے لگا۔۔۔ حمدان نے سکندر عثمان کو آواز دی، بابا آئے اب ہم باہر چلتے ہیں۔۔۔ پری کو آرام کی ضرورت ہے، اور وہ آرام تب ہی کر سکتی جب ہم روم سے باہر جائیں گے۔۔۔ حمدان کی بات کی نضاقت کو سمجھتے ہوئے اب وہ اٹھے اب ان کا رخ باہر کی جانب تھا۔۔۔

اب وہ باہر آئے انہوں نے ار حم جانب دیکھا۔۔۔ جو کمرے کے باہر سے پری کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ اب ار حم کا چہرہ پہلے سے کافی حد تک پرسکون تھا

انہوں نے ار حم کے کندھے پر ہاتھ رکھا، اور ار حم پری کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ ار حم نے لرزتے قدموں کے ساتھ کمرے کا رخ کیا۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی ار حم نے پری کو دیکھا، جو بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ پری کو دیکھ اس کے پاس آیا اور اس کا نازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر اس کے پاس بیٹھا۔۔۔

"ار حم کی آنکھوں کے کنارے سگھے ہوئے تھے۔۔۔ ار حم نے پری کے نازک و ملائم رخساروں کو اپنے ہاتھوں سے سہلایا۔۔۔" اس دوران ار حم کے آنسوؤں خود بخود آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔ پری میرا بچہ میری جان مجھ سے وعدہ کرو کے تم کبھی اپنے ار حم کو کبھی چھوڑ کر نہیں جائو گی۔۔۔ پری پر و مس می تم کبھی اپنے ار حم کو اکیلا نہیں چھوڑو گی۔۔۔

پری میرا بچہ تم نے تو آج میری جان نکال دی تھی۔۔۔ پتا ہے میں کتنا ڈر گیا تھا، ایک دفعہ تو مجھے لگا کہ میں نے اپنے بے بی کو کھو دیا۔۔۔

ارحم جیسے جیسے بول رہا تھا، اس کے آنسو بہتے اسکے چہرے کو بھگاتے جا " رہے تھے۔۔۔

"I Love You" پری آج مجھے تم کچھ کہنا ہے۔۔۔ پری میری جان میرا بچہ ارحم خان پری کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔ پری میرا بچہ تم ہمیشہ "You" "میرے پاس رہنا، کبھی بھی اپنے ارحم کو چھوڑ کر مت جانا۔۔۔ پرومیں ارحم میں کبھی بھی آپ چھوڑ کر نہیں جائوں گی۔۔۔ کمزوری کی وجہ سے پری انتہائی دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

مسز ارحم خان، آپ ارحم خان کی خوشیوں کی ضمانت ہیں۔۔۔ ارحم خان کے جینے کی وجہ، ارحم خان کے سکون کی وجہ۔۔۔

پریشے ارحم خان "کے بغیر" ارحم خان "کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔" "ارحم جی۔۔۔ پری نے انتہائی لاڈ سے ارحم کو پکارا۔۔۔" جی ارحم کی جان۔۔۔ جو ابارحم بھی انتہائی پیار سے بولا تھا۔۔۔ "ماما۔۔۔"

پری نے صرف ایک لفظ بولا تھا۔ اس سے اگے وہ نہیں بول پائی تھی۔۔۔
 ار حم نے پری کا ہاتھ تھاما، میرا بے بی جلدی سے ٹھیک ہو جائے، پھر ماما سے
 ملنے جائیں گے۔۔۔ ار حم نے پری کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ ایک دم
 سے پری کی لبوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔

"ہم سچی میں ماما سے ملنے جائیں گے۔۔۔؟" پری کھلکھلائی تھی۔۔۔
 جی ار حم کی جان، بس اب جلدی سے ٹھیک ہو جائو۔۔۔ ار حم بولتے پری
 کے چہرے پہ جھکا تھا، اس نے انتہائی نرمی سے پری کی پیشانی پہ لب رکھے
 "۔۔۔ پری آنکھیں جھکا گئی تھی۔۔۔

"ار حم نے چہرہ اٹھا کر دیکھا، اس کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔
 ار حم نے دوبارہ سے جھکتے پری باری باری پری کی آنکھوں پہ اپنے سلگتے لب
 "رکھے تھے۔۔۔

پری کا چہرہ لال ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔ ایسے جیسے سارا جون
 "چہرے پہ آن سما یا ہو۔۔۔

"اووو۔۔۔"

تو میرا بے بی شرم مارہا ہے۔۔۔ ارحم پری کے پھولے سرخ قندھاری ہوتے
!! گال کھینچتے بولا تھا۔۔۔ "پری مزید شرم سے سمٹ گئی۔۔۔"

اچھا ٹھیک ہے میں سمجھ سکتا ہوں۔۔۔ ارحم نے پری کا ہاتھ تھامتے انتہائی
" نرمی سے چوما تھا۔۔۔"

آج کا دن ان دونوں کے لیے بہت ہی خاص دن تھا۔۔۔ ارحم کی پری ٹھیک
ہو گئی تھی۔۔۔ پری کا بابا بھی اس کو مل گیا تھا، اب بس پری کی ماما کا ملنا باقی
تھا۔۔۔

.....

پری گھر آ گئی تھی، اور اس ٹائم سب پری کے گرد جھرمٹ بنائے بیٹھے تھے
۔۔۔ پری مہرناز بیگم کے ساتھ بیٹھی ان کے کندھے پہ سر ٹکائے بیٹھی تھی
۔۔۔"

"فریحہ بیگم اور میرم بھی اسلام آباد آچکی تھیں۔۔۔"

فریحہ بیگم نے انتہائی شرمندہ لہجے میں پری سے معافی مانگی تھی۔۔۔ اور
 "پری نے ان کو معاف بھی کر دیا تھا۔۔۔"

پری نے فریحہ بیگم کی کوئی بات کسی کو نہیں بتائی تھی۔۔۔ بے شک اللہ
 تعالیٰ جس کا پردہ رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے، جس چیز کا پردہ اللہ رکھ لے انسان
 چاہتے ہوئے بھی اس پردے کو نہیں ہٹا سکتا۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے فریحہ بیگم کا
 "پردہ بھی رکھی لیا تھا۔۔۔"

حمدان اور شایان بھی بہت زیادہ خوش تھے، کتنی بے صبری سے ان سب
 کو اس دن کا انتظار تھا نا، اور آج وہ دن تھا سب کی زندگیوں میں خوشیاں
 "واپس آگئی تھیں۔۔۔ پری بھی چہچہاتی سب سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔
 ار حم دور صوفیہ بیٹھا پری کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔۔ جوار حم سے
 کال ہی نہیں ملا رہی تھی۔۔۔ کتنی مصروف تھی میڈم اپنے بھائیوں کے
 ساتھ، ار حم نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔"

آج شام میں حمزہ صاحب، زمل بیگم، اور ہیزل بھی یہاں ہی آرہے تھے

رخسار بیگم ملازموں کو ہدایات دے رہی تھیں کچن میں مزے مزے کے
کھانے بن رہے تھے۔۔۔ آج خان ولا میں ہر طرف خوشی کا سماں تھا

لیکن پھر بھی ایک شخص کی کمی کو کسی نے شدت سے محسوس کیا تھا۔۔۔
احمر کو یاد کرتے ارحم کی آنکھوں کے کنارے نم ہوئے تھے۔۔۔
حمدان نے ارحم کی طرف دیکھا، جو اپنی آنکھیں چھپانے کی کوشش کر رہا
تھا۔۔۔ حمدان اٹھتے ارحم کے پاس آیا۔۔۔

یار ارحم تو تو بہت ہمت والا ہے نا، تو صبر کرنا ایسے کیوں کر رہا ہے، حمدان
بولتے اس کو گلے سے لگا تھا۔۔۔

ارحم بھی اس کے گلے لگتے دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔۔۔

آج سب کی زندگیوں میں خوشیاں لوٹ آئی تھیں۔۔۔ لیکن پھر بھی احمر کی کمی ان کو شدت سے محسوس ہوئی تھی۔۔۔ مہرناز بیگم کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے تھے۔۔۔ فریحہ بیگم نے ان کو گلے لگایا۔۔۔ وہ چاہ کر بھی صبر نہیں کر پاتی تھیں۔۔۔ احمر ان کا چھوٹا بیٹا ہونے کے ساتھ "ساتھ مہرناز بیگم اور ارحم کالا ڈلا بھی تھا۔۔۔"

.....

حمزہ صاحب اور ان کی فیملی آچکی تھی۔۔۔ اب سب بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔۔۔ ہیزل تو شایان سے نظریں چرارہی تھی۔۔۔ ان چند دنوں میں ہی ہیزل جان چکی تھی کہ شایان سے بڑا بے شرم اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔۔۔

ہیزل نے بلیک کلر کی سمپل سی فرائک، اور نیچے کھلا ساٹراؤزر پہنا تھا۔۔۔ شانوں پہ دوپٹہ ٹکائے اس کے سلکی گھنے بلیک بال شانوں پہ پھیلے تھے۔۔۔ پہلے کی بنسبت آج ہیزل نے ہلکا ہلکا میک اپ بھی کیا تھا، اور اتفاقاً آج

شایان نے بھی بلیک ہی شلوار قمیض پہنی تھی۔۔۔ فریحہ بیگم تو ان دونوں کی نظر اتار رہی تھی۔۔۔

اور ایک شایان تھا جس کی نظریں ہیزل کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔۔۔ اور ہیزل جو کب سے سر جھکائے بیٹھی تھی کسی نئی نویلی دلہن کی طرح۔۔۔

پری وہ میں تم سے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ تمہیں تمہاری ہونے والی بھابھی کیسی لگی۔۔۔؟ "شایان نے پری کو مخاطب کیا۔۔۔

پری نے نہ سمجھی سے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ جیسے پوچھ رہی ہو کون سی !! بھابھی، کس کی بھابی، کیسی بھابھی۔۔۔

یار میں ہیزل کی بات کر رہا ہوں، وہ میں اس لیے پوچھ رہا تھا کہ میں نہیں چاہتا، کہ فیوچر میں میری بیوی اور میری بہن کے درمیان میں کوئی لڑائی ہو۔۔۔ اسی لیے میں سوچ رہا تھا کہ پہلے ہی میں ان کی اچھی دوستی کروادوں۔۔۔ شایان مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

پری نے نا سمجھی سے ہیزل کی طرف دیکھا، جو چہرہ جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔
 پھر پری نے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو جواباً مسکرا رہا تھا۔۔۔
 جہاں پہ پری حیران ہوئی تھی، وہیں پہ ار حم اور مہرناز بیگم بھی حیران ہوئے
 تھے۔۔۔ ار حم نے حمزہ صاحب کی طرف دیکھا، جو چہرہ جکائے دھیماسا
 "مسکرا رہے تھے۔۔۔"

بھائی صاحب یہ میں کیا سن رہی ہوں۔۔۔ اگر یہ حقیقت ہے تو مجھے بہت
 خوشی ہے۔۔۔ مہرناز بیگم نے حمزہ صاحب سے کہا۔۔۔ اگر شایان کی بات
 سچ تھی تو یہ خبر ان کے لیے بہت اچھی تھی۔۔۔
 جی بھابھی شایان بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے، وہ دراصل سکندر صاحب ہمارے
 گھر آئے تھے شایان کا رشتہ لے کر، تو بھئی ہم نے بھی کہہ دیا آپ کی بیٹی
 ہے جب دل چاہے لے جائیں۔۔۔ حمزہ صاحب نے پر جوش لہجے میں
 جواب دیا تھا۔۔۔

جوابا سکندر عثمان اور فریحہ بیگم بھی مسکرائے تھے۔۔۔ شایان تو پھولے
 "نہیں سمار ہا تھا۔۔۔"

پری اٹھ کے اچانک سے ہیزل سے لپٹ گئی۔۔۔ ہیزل آپنی مجھے یقین
 نہیں ہو رہا آپ میری بھابھی بنیں گی۔۔۔ پری کی بات پہ سب کے قہقہے
 گونجے تھے۔۔۔

"ہیزل تو بیچاری شرمائے میں مصروف تھی۔۔۔
 ارحم نے آنکھیں چھوٹی کرتے شایان کی طرف دیکھا تھا، اسی پل شایان
 نے ارحم کی طرف دیکھا، شایان نے پورے فخر سے اپنا کالا جھاڑا تھا۔۔۔
 "

ارحم نے بھی دل ہی دل میں شایان کو داد دی تھی۔۔۔ ارحم کو بھی بہت
 خوشی ہوئی تھی شایان ایک انتہائی اچھا لڑکا تھا، ارحم کو حمزہ صاحب کے فیصلے
 سے بہت زیادہ خوشی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

بس حمزہ صاحب اب آپ جلدی سے ہمیں شادی کی تاریخ دے دیں۔۔۔
میرا نکما بیٹا بہت بے تاب ہے شادی کرنے کے لیے۔۔۔ ڈرائنگ روم میں
"سکندر عثمان کے الفاظ گونجنے لگے۔۔۔

"! یار بابا میں نکما تو نہیں ہوں، شایان نے نکمہ لفظ سنتے احتجاج کیا۔۔۔
ہاں ہاں میں جانتا ہوں تم کتنے کام کے ہو اور کتنے نکمے ہو۔۔۔ سکندر عثمان
نے کہا



انکل بابا بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، آپ ہمیں جلدی سے شادی کی تاریخ
دے دیں، ورنہ اس بے شرم نے ہمیں ذلیل کروانے میں کوئی کسر نہیں
چھوڑنی۔۔۔ اب کی بار حمدان نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔ ارحم کا
پر جوش قہقا گونجا تھا۔۔۔

شایان نے گھور کر ار حم اور حمدان کو دیکھا۔۔۔ نہیں نہیں انکل ایسی بات " نہیں ہے۔۔۔

میں تو بس اپنے بچوں کے مستقبل کا سوچ رہا تھا۔۔۔ شایان نے بے دھڑک اپنا جملہ کہا۔۔۔

سکندر عثمان اور فریحہ بیگم اور حمدان کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔ انہوں نے بالکل بھی توقع نہیں کی تھی کہ شایان اس طرح سب کے سامنے بے شرمی دکھائے گا۔۔۔

ہیزل بیچاری جو پہلے شرمناک ہی تھی، اب اس کی نظروں میں شرمندگی واضح ہوئی تھی۔۔۔ کتنا بے شرم تھا شایان۔۔۔ شادی کے بعد کیا ہوگا، ہیزل سوچ کے رہ گئی تھی۔۔۔

سکندر عثمان اور فریحہ بیگم بھی شایان کی بات پہ کافی حد تک شرمندہ ہو " چکے تھے۔۔۔

کافی رات ہو گئی ہے، میرے خیال سے اب ہمیں یہاں سے اٹھ جانا چاہیے
 -- ار حم نے بات کا موضوع بدلا تھا، شایان کی بات نے اچھا خاصا ساروں
 کو شرمندہ کر دیا تھا۔۔۔ ار حم نہیں چاہتا تھا کہ یہاں پہ مزید کسی کو
 شرمندگی اٹھانی پڑے۔۔۔

"اس کا بے غیرت سالہ" ار حم نے دانت پسے تھے۔۔۔

ہیزل سب سے پہلے اٹھ کے رفوچکر ہوئی تھی۔۔۔
 آج سب یہیں پہرے رک رہے تھے۔۔۔ صبح ان کو رخسار بیگم سے ملنے کے
 لیے جانا تھا۔۔۔ ایک ایک کر کے سب اٹھتے چلے گئے۔۔۔
 تو بھی اٹھ جا، کہ تیرا ڈیرا یہیں پہرے جمے گا۔۔۔ حمدان نے شایان کو گھورتے
 کہا تھا۔۔۔

"تمہیں کیا مسئلہ ہے تم جاؤ، شایان نے منہ بنایا۔۔۔

نہیں تو کیا چاہتا ہے تو یہاں بیٹھ کے ہمیں اور ذلیل کروائے گا۔۔۔ اور ہم
ذلیل ہوتے رہیں گے۔۔۔ چل اٹھ نکل یہاں سے۔۔۔ میں تجھے یہاں سے
اٹھائے بغیر نہیں جاؤں گا۔۔۔ حمدان ہاتھ باندھے کھڑا ہوا تھا۔۔۔
چل بھائی اٹھا سکتا ہے تو اٹھالے، شایان نے مزید پھلتے ٹانگ پہ ٹانگ رکھی
۔۔۔"

حمدان نے اپنے پاؤں سے شایان کو زوردار ٹھوکر ماری، جس پہ شایان
بلبلاتا ہوا اٹھا تھا۔۔۔ پاگل ہو گئے ہو تم، بچے کی جان لو گے کیا، سیدھی
طرح کہو نا تناہینڈ سم بندہ تم سے برداشت نہیں ہوتا۔۔۔ شایان حمدان کو
گھورتے ہوئے باہر کی طرف چل پڑا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا اگر وہ مزید یہاں پہ
کھڑا ہوا تو حمدان سے اس کی اچھی خاصی ٹھکائی ہو جائے گی۔۔۔
! بے غیرت انسان، حمدان منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔۔

ہاں ہاں تم تو انتہائی شریف انسان ہو، بڑے بڑے شریف دیکھے ہیں میں
نے، لیکن اپنے بھائی حمدان جیسا شریف میں نے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔

شایان دروازے سے پلٹتے کافی اونچی آواز میں بولا تھا۔۔۔ حمدان نے گھور کر دیکھا۔۔۔ اب تو جا رہا ہے یہاں سے یا میں تجھے دھکے دے کر نکالوں

ہاں ہاں جا رہا ہوں۔۔۔ شایان واپس پلٹا تھا، حمدان بھی پیر پٹختا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

.....

پری کمرے میں آتی سونے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔ پری جیسے ہی بیٹھی ارحم نے بلیںکٹ کھول کر اس کے اوپر اوڑھایا، پھر گلاس میں پانی ڈالا، میڈیسن پری کی طرف بڑھائی، پری نے منہ بنا کے ارحم کی طرف دیکھا

کھاؤ۔۔۔ "ارحم نے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

آپ نا مجھ سے بالکل بھی پیار نہیں کرتے۔۔۔ پری نے منہ بسورا۔۔۔

ارحم نے آنکھیں پھیلاتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔

میں جانتا ہوں میں تمہیں میڈیسن کھلا رہا ہوں تم اس لیے یہ بات بول رہی ہو، ارحم نے پری کی بات کو اگنور کیا۔۔۔

نہیں میں اس لیے نہیں کہہ رہی، آپ واقعی مجھ سے پیار نہیں کرتے۔۔۔ اگر آپ مجھ سے پیار کرتے تو آپ مجھے اتنی گندی گندی چیزیں نہ کھلاتے۔۔۔ پری نے منہ بناتے میڈیسن منہ میں ڈالی، ارحم سے گلاس پکڑتے ایک ہی سانس میں پورا گلاس کھالی کر گئی۔۔۔

سارا نہیں پینا تھا، ارحم نے ایک ایک لفظ پہ دباؤ ڈالتے کہا تھا۔۔۔ ہاں تو جتنا میں نے پینا تھا آپ اتنا ڈال کر دیتے نا۔۔۔ پری آنکھیں پھیرتے لیٹنے ہی والی تھی، ارحم نے بلینکٹ کھینچا۔۔۔ یہ میرا بے بی آج کل زیادہ نخرے نہیں دکھا رہا۔۔۔ ارحم آنکھیں چھوٹی کرتے بولا تھا۔۔۔ پری نے کوئی جواب نہیں دیا، اچھا جی ناراض ہو گئیں میڈم۔۔۔ ارحم نے سر کو خم کر کے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے صبح میں کہیں تمہیں لے کر جانے والا تھا۔۔۔ لیکن اب پلان
کینسل، کیونکہ تم ناراض ہو چکی ہو۔۔۔ ار حم اٹھتے اپنی سائیڈ کی طرف بڑھا
۔۔۔"

میں ناراض نہیں ہوئی۔۔۔ پری ایک دم سے سیدھی ہوتے بیٹھی تھی۔۔۔
ار حم کا منہ دوسری طرف تھا۔۔۔ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ بھی تھی

لیکن ابھی تو تم نے ظاہر کر دیا۔۔۔ تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا، تو
اس کا مطلب یہی نہ کہ تم مجھ سے ناراض ہو۔۔۔ ار حم نے پلٹے بغیر جواب
دیا تھا۔۔۔

نہیں میں نے ویسے ہی جواب نہیں دیا، کیونکہ میرا بولنے کا موڈ نہیں ہو رہا
تھا۔۔۔ میں واقعی آپ سے ناراض نہیں ہوں۔۔۔ پری دانت نکالتے بولی
تھی۔۔۔

ارحم پلٹے بغیر نہ رہ سکا اس نے پلٹتے پری کی طرف دیکھا، جو معصوم چھوٹے سے بچوں کی طرح ارحم کو آنکھیں ٹٹماتے دیکھ رہی تھی۔۔۔ بے اختیار ارحم کے لبوں پہ آیا "ماشاء اللہ"۔۔۔

اچھا جی تو میرے بے بی کا موڈ نہیں ہو رہا تھا بات کرنے کا، ہممم۔۔۔ ارحم سر ہلاتے اپنی سائیڈ کی طرف آیا۔۔۔

جی جی، پری نے زور زور سے ہاں میں گردن ہلائی۔۔۔ ایک تو مجھے اپنے بے بی کے موڈ کی سمجھ نہیں آتی، کب کیا ہوتا ہے، اور کب کیا ہوتا ہے۔۔۔ ارحم نے شانے اچکائے۔۔۔

ارحم اپنی سائیڈ پہ آکر پری کے پاس بیٹھا۔۔۔ پری نے ایک نظر ارحم کو دیکھا، اور پھر اس کے کندھے پہ سر ٹکا گئی۔۔۔

ارحم کل آپ مجھے ماما کے پاس لے کر جانے والے ہیں نا۔۔۔ پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔

اووو۔۔ تو میرا بے بی جانتا ہے کہ میں کل اس کو کہاں لے کر جانے والا

"ہوں۔۔۔ ارحم نے چہرہ گھماتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔

"پری نے اس بات میں گردن ہلائی۔۔۔

ہاں جی میں کل تمہیں تمہاری ماما کے پاس لے کر جاؤں گا۔۔ انشاء اللہ،

ارحم نے پری کو بتایا۔۔۔

پری ارحم کے بازو سے لپٹ گئی۔۔۔ ارحم سچی میں آپ بہت زیادہ اچھے

ہیں، اور مجھے سمجھ نہیں آرہی میں ماما سے سوری کیسے بولوں گی۔۔۔ اگر وہ

"مجھ سے ناراض ہوئیں تو۔۔۔ پری نے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔

نہیں وہ تم سے ناراض نہیں ہوں گی۔۔۔ دیکھنا جب تم وہاں جاؤ گی نا تو وہ

بہت خوش ہو جائیں گی۔۔۔ انہیں بہت اچھا لگے گا۔۔۔ ارحم نے پری کے

گرد حصار بنایا۔۔۔

کیا آپ سچی بول رہے ہیں۔۔۔ پری نے نم آنکھوں سے ارحم کی طرف

دیکھا۔۔۔

ہاں ہاں میں سچ بول رہا ہوں۔۔ اور اب یہ رونا مت سٹارٹ کر دینا پلیز،
 ارحم نے پری کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔۔ پر نے اس بات میں سر
 ہلایا۔۔

اب پری کی نان سٹاپ باتیں شروع ہو چکی تھیں۔۔ اور اب ارح جانتا تھا
 پری دنیا جہان کی باتیں ارحم کے سامنے کھول کر رکھ دے گی۔۔۔
 تقریباً پچھلے 45 منٹ سے ارحم پری کی باتیں سن رہا تھا۔۔ وہ بولتی جا رہی
 تھی۔۔ کتنا بولتی تھی یہ لڑکی، ارحم کو سٹارٹ والے دن آج بھی یاد تھے

پری اگر تم نے اس طرح دوسروں کی باتیں میرے ساتھ کرنی ہے تو میں
 سونے لگا ہوں۔۔۔ ارحم پری کو گھوتے بولا تھا۔۔۔
 کیوں آپ کو میری باتیں اچھی نہیں لگ رہیں۔۔۔ پری آنکھیں ٹمٹماتے
 پوچھا۔۔۔

نہیں یار مجھے اپنے بے بی کی ہر بات اچھی لگتی ہے۔۔۔ لیکن اس طرح سے کسی کی باتیں سننا مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگتا۔۔۔ جب تم میرے ساتھ ہوتی ہو تو تم صرف میرے ساتھ اپنی اور میری باتیں کیا کرو۔۔۔ دوسرے لوگوں کی یہ باتیں تم ماما کے ساتھ بھی کر سکتی ہو۔۔۔ ارحم نے جواب دیا۔۔۔

ہاں لیکن مجھے آپ کے ساتھ بھی تو باتیں کرنی ہے نا۔۔۔ اسی لیے میں آپ کے ساتھ یہ والی باتیں کرتی ہوں۔۔۔ پری نے انتہائی معصومیت سے جواب دیا۔۔۔

"اففف،، یہ لڑکی کب میری فیلنگ سمجھے گی، ارحم سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔ پری تمہیں پتہ ہے تم میری زندگی میں آئی پہلی اور آخری لڑکی ہو۔۔۔ میں تمہیں کبھی کھونا نہیں چاہتا۔۔۔ ارحم پری کی پیشانی پہ لب رکھتے گویا ہوا تھا۔۔۔ میں تم سے بے انتہا محبت کرتا ہوں۔۔۔

"پری شرم سے چہرہ جھکا گئی۔۔۔"

لوجی اب تم کیوں شرم مار ہی ہو۔۔۔ ار حم پیچھے ہوتے بولا تھا۔۔۔
 کب، کیوں۔۔۔ میں تو نہیں شرم مار ہی۔۔۔ پری ہر بڑائی تھی۔۔۔
 ہاں تو پھر یہ کیا کر رہی ہو۔۔۔ تمہارے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے
 کہ تم شرم مار ہی ہو۔۔۔ ار حم بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کرتے بولا تھا۔۔۔
 پری نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ واقعی شرم مار ہی تھی۔۔۔ ار حم جان چکا تھا
 "کہ پری شرم مار ہی ہے۔۔۔"

یار ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں، تم ابھی سے اتنا شرم مار ہی ہو۔۔۔ ار حم
 مزید پری کے چہرے پہ جھکا تھا۔۔۔ پری نے سختی سے آنکھیں میچیں۔۔۔
 "ار حم پھر سے پیچھے ہوا تھا۔۔۔"

پری نے دھیرے سے ایک آنکھ کھولتے دیکھا۔۔۔ ار حم پیچھے ہو چکا تھا۔۔۔
 پری نے پوری آنکھیں کھولیں۔۔۔

ار حم نے آئی بروز اچکائی، ایک دم سے پری کی ہنسی چھوٹی، اس نے مشکل
 "اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھتے اپنی آواز کو کنٹرول کیا تھا۔۔۔"

یہ تمہارے دانت کیوں نکل رہے ہیں۔۔۔ ار حم آنکھیں چھوٹی کرتے بولا
 --- پری نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ بس ہنستی چلی گئی۔۔۔
 کچھ پل کے لیے تو ار حم بھی کنفیوز ہو گیا تھا کہ پری ہنس کیوں رہی ہے "
 ---"

کا بھی نہیں پتا۔۔۔ سارے موڈ کا "R" یا اس لڑکی کو تو رو مینس کے
 بیڑا غرق کر دیا۔۔۔ ار حم پیچھے ہوتے بڑ بڑایا تھا۔۔۔ فری ابھی تک پیٹ پہ
 ہاتھ رکھے ہنسنے میں مصروف تھی۔۔۔
 پری دیکھو اب میں رو مینس کرنے لگا ہوں۔۔۔ خبردار اگر تمہاری اس
 ہنسنی نے میرے رو مینس میں ٹانگ اڑائی تو۔۔۔ ار حم پھر سے آگے کو ہوا
 تھا۔۔۔

پری نے اپنے لبوں پہ انگلی رکھی۔۔۔ نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں
 --- پری کو خاموش دیکھتے ار حم دھیرے سے اس کے انابی لبوں کی طرف
 " جھکا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ ار حم کوئی کاروائی کرتا۔۔۔ پری کا زوردار قہقہہ گونجا۔۔۔
 "وہ ایک دفعہ پھر سے ہنسنے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔۔

یار ماما میں اس لڑکی کے ساتھ رو مینس نہیں کر سکتا۔۔۔ ار حم پیچھے کو ہوتا
 رونے والی شکل بناتے بولا تھا۔۔۔ ار حم کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنا سر کسی دیوار
 میں دے مارے۔۔۔

پری کیا مجھے رومانس کرنے کے لیے دوسری شادی کرنی پڑے گی۔۔۔ ار حم
 "پری کو گھورتے بولا تھا۔۔۔

پری کی ہنسی کو بریک لگی۔۔۔ اووو۔۔۔ تو آپ اسی لیے آفس اتنا تیار ہو کر
 جاتے ہیں۔۔۔ پری آنکھیں چھوٹی کرتے بولی تھی۔۔۔ بہت شوق ہے
 آپ کو دوسری شادی کرنے کا۔۔۔ پری نے ار حم کی شرٹ کو مٹھی میں
 جکڑا تھا۔۔۔

ہاں اس لیے تیار ہو کر جاتا ہوں، بہت شوق ہے مجھے دوسری شادی کرنے کا
 ، کیونکہ میری اس والی بیوی کو بالکل بھی رو مینس کرنا نہیں آتا۔۔۔ اور

میرے رومینس کا بھی بیڑا غرق کر دیتی ہے۔۔۔ ارحم نے منہ بگاڑا تھا

پری نے گھور کر دیکھا۔۔۔ کون ہے وہ لڑکی، جس کے ساتھ آپ شادی کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔۔۔

"دسومنو میں ادے وال پٹنے نے"

"پری خونخار نظروں سے ارحم کو دیکھتے بول رہی تھی۔۔۔

ارحم نے حیرانی سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ پری تمہیں پنجابی بھی آتی ہے۔۔۔

جی آتی ہے، پنجاب سے ہوں، تو پنجابی تو آئے گی نا۔۔۔ پری نظریں گھماتے بولی تھی۔۔۔ اب آپ میری بات کا جواب دے رہے ہیں یا نہیں۔۔۔

پری نے چہرہ پھیرتے دوبارہ سے کہا۔۔۔

یار پری میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔ تم میری فیلنگز نہیں سمجھ رہی نا، اسی لیے میں نے صرف تمہیں تنگ کرنے کے لیے کہا تھا۔۔۔ ارحم نے وضاحت دی۔۔۔

پری کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔ آپ میرے ساتھ ایسا مذاق کریں گے، پری کی گال پہ ایک آنسو پھسلا تھا۔۔۔

ارحم نے تڑپ کر پری کی طرف دیکھا۔۔۔ پری بے بی میں واقعی مذاق کر رہا تھا۔۔۔ میں صرف تمہیں تنگ کر رہا تھا۔۔۔ ارحم نے پری کو اپنے حصار میں لیا، اس کی آنکھوں پہ لب رکھے، جو اس وقت آنسو بہانے کے ساتھ ساتھ سرخ بھی ہو چکی تھیں۔۔۔

پری نے ہلکی سی سسکی بھری۔۔۔ ارحم اس کی آنکھوں سے ہوتا دھیرے سے اس کے لبوں کو چھو گیا تھا۔۔۔

اب کی بار پری نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔۔۔ کیونکہ اس وقت تھوڑی سیریس سچویشن تھی۔۔۔

ارحم نے چہرہ اٹھاتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ یار پری تم سچ میں رونا شروع ہو گئی ہو۔۔۔ اچھا سوری آئندہ ایسی بات نہیں کروں گا۔۔۔ ارحم نے ہار مانی۔۔۔

پری نے اپنی بازو سے اپنا ناک رگڑا۔۔۔ اگر اب آپ نے ایسی بات کی تو میں آپ کو بہت زیادہ ماروں گی۔۔۔ پری ہونٹ نکالتے بول لی تھی۔۔۔ او بے بی میں تو تمہاری باتوں پہ ہی مر مٹتا ہوں، تم ہاتھوں سے کیا مارو گی۔۔۔

ارحم کی اپنے بے بی پہ جان بھی قربان، ارحم نے پرھی کے گرد مزید حصار تنگ کیا تھا۔۔۔ پری بھی شرماتے شرماتے ارحم کے گرد باہیں لپیٹ گئی تھی

.....

پری بڑے مزے سے سو رہی تھی۔۔۔ ارحم کب سے اس کے گرد حصار
باندھے اس کے چہرے کو تک رہا تھا۔۔۔ کتنا کیوٹ لگ رہا تھا نا آج اس کا
بے بی۔۔۔

ارحم نے پری کی ناک سے اپنا ناک مس کیا۔۔۔ پری ہلکا سا کسمسائی تھی۔۔
لیکن اسی پل دوبارہ سے نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔۔۔

بے بی اٹھ جاؤ اور کتنا سونا ہے، آج ہمیں ماما سے ملنے بھی تو جانا ہے نا۔۔۔
ارحم نے اس کے کان میں جھکتے دھیرے سے سرگوشی کی تھی۔۔۔
پری نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔ اسے اپنی نیند بہت پیاری تھی۔۔۔ ارحم نے
دھیرے سے پری کی ناک دبائی۔۔۔ پری دوبارہ سے نیند میں کسمسائی تھی
۔۔۔

اٹھ جاؤ اور کتنا سونا ہے۔۔۔ ارحم جھنجھلاتے بولا تھا۔۔۔ اب کی بار پری نے
تھوڑی سی آنکھیں کھولتے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا ہے ابھی تو سوئی ہوں، ابھی مجھے اور سونا ہے۔۔۔ پری جھنجھلاتے بولی تھی
 --- ار حم کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔

پری تم رات سے سو رہی ہو، اور ابھی تک تمہاری نیند پوری نہیں ہوئی
 --- ار حم نے پری کو گھورا تھا۔۔۔ رات سے کب سو رہی ہوں۔۔۔ آپ
 نے مجھے باتوں میں لگایا تھا۔۔۔ اور میں اتنی دیر سے سوئی، اب مجھے نیند
 آرہی ہے۔۔۔ اب مجھے سونا ہے۔۔۔ پری دوبارہ سے چہرہ تکیے میں دھنستی
 آنکھیں بند کر چکی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے سو جاؤ، تمہیں اپنی ماما کے پاس جانا ہی نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ
 تمہیں اپنی نیند زیادہ پیاری ہے۔۔۔ ار حم بھی بولتے اپنا ہاتھ پورے زور
 سے پری کے گرد لپیٹ چکا تھا۔۔۔ پر ایک دم سے اچھل کراٹھی۔۔۔
 ار حم ہمیں ماما سے ملنے جانا ہے۔۔۔ پری بڑی بڑی آنکھیں کھولتی بولی تھی
 ---"

نہیں۔۔ تو میں جب سے یہاں پر لیٹا فارسی میں بول رہا تھا۔۔۔ ارحم پری کو
"گھورتے بولا۔۔۔"

آپ نے کب بولا۔۔ آپ تو اپنی چیپ حرکتیں کر رہے تھے۔۔۔ پری منہ
"بسورتے بولی۔۔۔"

"!کیا۔۔۔"

چیپ حرکتیں۔۔۔ میں نے کون سی چیپ حرکتیں کی۔۔۔ ارحم کا پری کی
بات سنتے حیرانی سے منہ کھلا۔۔۔

تو چیپ حرکتیں ہی تو کر رہے تھے جب سے۔۔۔ پری ناک سکوڑے بولی
"۔۔۔"

اچھا تو تمہیں میری حرکتیں چیپ لگتی ہیں۔۔۔ ارحم نے پری کا بازو ہاتھ
"میں جکڑا۔۔۔"

اور نہیں تو کیا۔۔ پری بولتی ہاتھ چھڑواتی جلدی جلدی سے بیڈ سے نیچے
اتری۔۔ اسے تیار ہونا تھا آج اسے اپنی ماما سے ملنے جانا تھا۔۔۔

تمہیں تو میں دیکھ لوں گا۔۔۔ ار حم منہ میں بڑ بڑایا تھا۔۔۔ آپ مجھے روز دیکھتے ہیں۔۔۔ ویسے آج میں تیار ہوتی ہوں، آپ مجھے دوبارہ سے دیکھ لینا۔۔۔ پری بولتے واش روم کی طرف بڑھی۔۔۔

ار حم نے پری کی پیٹھ کو گھورا۔۔۔ وہ ابھی تک حیران تھا پری اسے کیا بول کر گئی تھی، اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ وہ پری کے ساتھ چیپ حرکتیں کر رہا تھا۔۔۔

ار حم بے یقین تھا۔۔۔ ار حم کی حرکتیں پری کو چیپ لگی تھیں۔۔۔ "کا بھی نہیں پتا۔۔۔" "R" واقعی اس لڑکی کو رو مینس کے

ار حم منہ میں بڑ بڑاتا تکیہ پہ اوندھے منہ گرنے کے انداز میں لیٹ چکا تھا

۔۔۔

.....

سب لوگ ناشتہ کر چکے تھے۔۔۔ اب سارے ایک ساتھ لاؤنج میں بیٹھے "تھے۔۔۔"

پری، ار حم، سکندر عثمان، حمدان، اور شایان، یہ چاروں رخسار بیگم سے ملنے
" جارہے تھے پری تو انتہا کی خوش تھی۔۔۔

سکندر عثمان کا لہجہ بھی شرمندگی سے بھرپور تھا۔۔۔ کیسے سامنا کریں گے،
وہ وہ تو رخسار بیگم کے مجرم ہیں۔۔۔

فریحہ بیگم کو بھی تھوڑا سا برا لگ رہا تھا، جو بھی تھا سکندر عثمان اس کا شوہر تھا
، اور ایک عورت اپنے شوہر کو کبھی دوسری عورت کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی
، ویسے بھی سکندر عثمان اور رخسار بیگم کی طلاق ہو چکی تھی، وہ بس معافی
مانگنے کے لیے ان کے پاس جارہے تھے۔۔۔

چلیں۔۔۔ "ار حم پری کو لیے نیچے آتے بولا تھا۔۔۔

ہاں چلو۔۔۔! "حمدان اور شایان کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ سکندر عثمان بھی
ان کے پیچھے ہی چل دیے۔۔۔

چاروں ایک ہی گاڑی میں سوار ہوئے، ار حم نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی،
حمدان ار حم کے ساتھ بیٹھا تھا، اور پری پیچھے اپنے بابا اور شایان کے ساتھ
بیٹھی تھی۔۔۔

ار حم نے فرنٹ مرر سے ایک نظربیک سیٹ پہ بیٹھی پری پہ ڈالی۔۔۔ جس
کے چہرے پہ خوشی اور پریشانی کے تاثرات واضح تھے۔۔۔ ار حم نے سر
جھٹکا، اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ اب ان کا رخ رخسار بیگم کے گھر کی طرف
تھا۔۔۔

تقریباً 45 منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد یہ لوگ شاہ والا کے باہر کھڑے تھے
۔۔۔

رخسار بیگم کافی حد تک ٹھیک ہو چکی تھیں، ہاسپٹل سے ڈسچارج بھی ہو گئی
تھیں۔۔۔ تو یزدان انہیں گھر لے آیا تھا۔۔۔

ارحم نے فرنٹ سائیڈ کا دروازہ کھولا اور باہر نکلا، پری نے کوئی حرکت نہیں کی تھی وہ اسی طرح اپنے بابا اور بھائی کے درمیان بیٹھی تھی۔۔۔

حمدان بھی باہر نکلا، ارحم نے ایک نظر اندر بیٹھی پری کو دیکھا۔۔۔ پری آؤ باہر، ارحم نے ان کے سائیڈ کا دروازہ کھولا۔۔۔ پہلے سکندر عثمان باہر آئے پھر انہوں نے پری کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکالا۔۔۔

شایان بھی دوسری سائیڈ سے باہر آیا۔۔۔ اب یہ پانچوں شاہ ولا کے عالیشان دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔۔۔

جیسے ہی گارڈ کی نظر ارحم پہ پڑی وہ آگے کو بڑھا۔۔۔ گارڈ ارحم اور حمدان کو اچھے سے جانتا تھا، کس طرح یہ اس گارڈ پہ پسل تانے اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ لیکن آج ایسا قطعاً نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ کیونکہ آج کی یزدان شاہ "گھر تھا۔۔۔"

دیکھیں آج آپ کسی صورت اندر داخل نہیں ہو سکتے۔۔۔ آج شاہ صاحب گھر پہ ہی ہیں، میں ابھی انہیں بلاتا ہوں۔۔۔ گارڈ پیچھے کو پلٹا۔۔۔

بات سنیں۔۔!" حمدان نے ان کو پکارا، گارڈ نے پلٹ کر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ ہمیں یزدان نے ہی بلایا ہے۔۔ حمدان نے تمہید باندھی

۔۔۔

میں کیسے آپ کی بات کا یقین کر لوں۔۔ مجھے پہلے ان کو انفارم کرنا پڑے گا۔۔ گارڈ اپنی سناتے واپس پلٹ چکا تھا۔۔

حمدان نے ایک نظر ارحم کی طرف دیکھا۔۔ ارحم نے اس بات میں سر ہلایا۔۔ پری تو ٹرانس کی کیفیت میں کھڑی تھی، وہ کنفیوز تھی، کیا اس کی ماما واقعی اسے معاف کر دیں گی۔۔ ہاں وہ معاف کر دیں گی۔۔ پری نے دل میں سوچا۔۔

.....

یزدان ابھی ابھی آنی کو میڈیسن دے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ آنی سکون کی غرض سے لیٹ چکی تھیں۔۔ لیکن ان کو نیند نہیں

آ رہی تھی۔۔۔ ان کی آنکھوں سے ایک آنسو گرا۔۔۔ وہ رو رہی تھیں
 ۔۔۔ وہ رو رہی تو رہی تھیں، اور وہ کر کیا سکتی تھیں۔۔۔

ان کی بیٹی نے ان کو معاف نہیں کیا، ان کی بیٹی ان سے ملنے نہیں آئی۔
 یزدان نے تو وعدہ کیا تھا نا کہ وہ پری کو لے کر آئے گا۔۔۔ لیکن یزدان اپنا
 وعدہ نہیں پورا کر سکا۔۔۔ رخسار بیگم نے پر زور سسکی بھری۔۔۔ ان کی
 پتھریلی آنکھیں کمرے کی چھت پہ ٹکی تھیں۔۔۔
 ایک دفعہ پھر ان کو سکندر عثمان کی بے وفائی یاد آئی تھی۔۔۔

سکندر آپ پلیز میرا یقین کریں۔۔۔ میں آپ سے جھوٹ نہیں بول (
 رہی ہوں۔۔۔ آپ کیوں نہیں میری بات سن رہے۔۔۔ آپ کو ایک دفعہ
 میری بات سننی پڑے گی۔۔۔ آپ کو مجھے ایک موقع دینا پڑے گا۔۔۔ وہ
 بلک بلک کر روتے ہوئے سکندر عثمان کے سامنے فریاد لیے کھڑی تھیں

۔۔۔

یزدان اپنے کمرے میں آتا سیدھا ٹیڑس پہ آیا تھا۔۔۔ وہ اپنا دکھ بھولا نہیں تھا۔۔۔ اسے یاد تھا لیکن وہ بھولنے کی کوشش ضرور کر رہا تھا۔۔۔

آخر اسے اپنی انی کا سہارا بننا تھا۔۔۔ اس کی آنی کو ہر دکھ ہر تکلیف سے نجات دلانی تھی۔۔۔ یزدان سوچ چکا تھا اب اس کو ارحم کے پاؤں میں بھی گرنا پڑا تو وہ گرے گا۔۔۔ لیکن وہ پری کو آنی سے ملوا کر رہے گا۔۔۔

یزستان ٹیڑس پہ لگی گرل پہ دونوں ہاتھ ٹکائے پھر سے آسمان کی طرف متوجہ تھا۔۔۔ باقی دنوں کی بنسبت آج ٹھنڈا تھوڑی کم تھی۔۔۔ سورج نے بھی اپنا دیدار کر دیا تھا۔۔۔ دھوپ کی ہلکی ہلکی کرنیں اس کے چہرے پہ پڑ رہی تھیں، جس کی وجہ سے ہلکی سی اس کی آنکھ چندھیائی تھی۔۔۔ لیکن اسی پل اس نے چہرہ پھیر لیا تھا۔۔۔ اب سورج اس کی سائیڈ پہ تھا۔۔۔

روشنی اس کے چہرے پہ نہیں پڑ رہی تھی۔۔۔ اسی پل اس کے کمرے کا دروازہ نوک ہوا۔۔۔ ملازمہ آئی تھی۔۔۔

اجائیں۔۔۔" یزدان نے بغیر پلٹے جواب دیا۔۔۔ ملازمہ اندر آئی اس نے ایک نظر دیکھا یزدان ٹیرس پہ کھڑا ہے، اس نے تھوڑا سا آگے جا کے کہا

شاہ صاحب باہر وہ اس دن والے صاحب آئے ہیں، اور ان کے ساتھ دو اور آدمی ہیں۔۔۔ اور پری بی بی بھی ان کے ساتھ ہی ہیں۔۔۔

یزدان نے جیسے ہی پری کا نام سنا وہ اچھلتے پلٹا۔۔۔ پری بی بی ان کے ساتھ ہیں۔۔۔ یزدان شوکڈ کی کیفیت میں بولا۔۔۔

جی صاحب وہ پری بی بی جن کو آپ یہاں لے کر آئے تھے۔۔۔ ملازمہ نے سر سری سا جواب دیا۔۔۔

یزدان کا جسم برف کی طرح ٹھنڈا پڑا۔۔۔ جسم پہ کپکپی طاری ہو گئی۔۔۔ وہ کافی دیر اسی طرح کھڑا رہا۔۔۔

شاہ صاحب کیا میں ان کو واپس بھیج دوں۔۔۔ ملازمہ نے دوبارہ سے پکارا

نہیں میں آرہا۔۔۔ ہوں تم جاؤ۔۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی یزدان کی آواز
لڑکھرائی تھی۔۔۔ ملازمہ سر جھکاتی جاچکی تھی۔۔۔

یزدان کانپتے قدموں کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ وہ جیسے ہی شاہ ولا
کے عالیشان دروازے کی طرف پہنچا اس کے قدم رک گئے۔۔۔ وہ پری کا
سامنا کیسے کرے گا، اس نے ایک پل رکتے سوچا۔۔۔ نہیں وہ سامنا کرے
گا، اسے سامنا کرنا پڑے گا۔۔۔

وہ پری سے معافی مانگے گا۔۔۔ بلکہ وہ سب سے معافی مانگے گا۔۔۔ یزدان
نے سوچ لیا تھا۔۔۔

یزدان نے آگے بڑھتے شاہ ولا کا بڑا سا عالیشان گیٹ ایک ہی دفعہ میں
کھول دیا تھا۔۔۔ اس کی پہلی نظر ہی پری پہ پڑی تھی۔۔۔ پری کو ارحم کے
ساتھ دیکھتے ایک دفعہ پھر سے اس کے دل کے سو ٹکڑے ہوئے تھے۔۔۔
اس کا دل ایک دفعہ پھر سے ٹوٹا تھا۔۔۔ وہ کیسے اپنی محبت کو، اپنے عشق کو،

کسی اور کے ساتھ دیکھ سکتا تھا۔۔۔ لیکن اب وہ کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا
 ، اس نے نظریں پھرتے ار حم کی طرف دیکھا۔۔۔
 پری ایک دم سے یزدان کو دیکھتے اپنے بابا کے پیچھے کوچھی تھی۔۔۔
 شایان نے آگے بڑھتے پری کو ہاتھ سے پکڑ لیا تھا۔۔۔
 وہ اب بھی یزدان سے ڈر گئی تھی۔۔۔ یہ دیکھتے یزدان کی آنکھوں میں
 شرمندگی شرمندگی تھی۔۔۔ یزدان کچھ بولا نہیں بس اسی طرح کھڑا ان
 کی طرف دیکھتا رہا۔۔۔
 ار حم آگے بڑھا۔۔۔ کیا ہم اندر آ سکتے ہیں۔۔۔ لہجہ سپاٹ تھا۔۔۔
 یزدان نے ایک نظر ار حم کو دیکھا۔۔۔ وہ نارمل انداز بات کر رہا تھا۔۔۔
 ورنہ جو حرکتیں یزدان نے کی تھی اب تک ار حم اس کو مار چکا ہوتا۔۔۔
 ہاں تم لوگ اندر آؤ۔۔۔ یزدان نے ٹوٹے الفاظ ادا کیے۔۔۔ ار حم نے ایک
 نظر پیچھے دیکھتے سب کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔ یزدان آگے آگے جا رہا تھا۔۔۔
 اور سب پیچھے پیچھے۔۔۔

یزدان ان کو لیتا لاؤنج میں داخل ہوا۔۔۔ پری بھی مرے مرے قدموں سے چل رہی تھی۔۔۔ آج ان پہ یہ وقت تھا کہ کوئی بھی کسی سے نظر نہیں ملا پارہا تھا۔۔۔ ہر کسی کی نظریں اپنی اپنی شرمندگی کے اوس جھکی ہوئی تھیں۔۔۔



یزدان تم آنٹی کو بلا دو۔۔۔ حمدان نے یزدان کو مخاطب کیا۔۔۔ یزدان نے ایک نظر حمدان کو دیکھا۔۔۔ اس کے لہجے میں بھی کوئی نفرت کوئی غصہ نہیں تھا۔۔۔ یزدان کی شرمندگی میں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔۔۔ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، وہ باہر نہیں آسکتیں۔۔۔ اسی لیے آپ سب اندر آجائیں۔۔۔ یزدان چہرہ چکاتے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ یہ پانچوں بھی اس کے پیچھے ہی بڑھے۔۔۔

یزدان نے آنی کے کمرے کے سامنے آتے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔ کمرہ تاریکی میں ڈوبا تھا۔۔۔ پری نے دھیرے سے جھانک کر اندر دیکھا۔۔۔ بیڈ پہ لیتا وجود نیند کے اغوش میں ڈوبا تھا۔۔۔ یزدان دھیرے دھیرے سے اندر کی طرف بڑھا، اور اس نے گردن کی اشارے سے ارجم کو بھی اندرانے کا کہا تھا۔۔۔

آنسو نہیں رہی تھیں، وہ جاگ رہی تھیں، یزدان ان کی آنکھوں کی حرکت سے محسوس کر چکا تھا۔۔۔ یزدان نے دھیرے سے آگے جاتے جھک کر ان کے ماتھے پہ لب رکھے۔۔۔ انہوں نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔۔۔ یزدان دھیماسا مسکرایا۔۔۔

آنسو جاگ رہی ہیں، میں نے آپ کی چوری پکڑ لی، آپ کی باری یزدان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔

پری یزدان کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہی تھی۔۔۔ کتنا پیار کرتا تھا وہ اس کی ماما سے۔۔۔

آنی نے آنکھیں نہیں کھولیں۔۔۔

آنی آنکھیں کھولیں، دیکھیں تو ذرا آپ سے ملنے کون آیا ہے۔۔۔ یزدان کی بات پہ آنی نے فک سے آنکھیں کھولیں۔۔۔ بیماری کی وجہ سے وہ مزید کمزور ہو چکی تھیں۔۔۔ ان کی عمر اتنی نہیں تھی، لیکن ان کے چہرے سے واضح ہو رہا تھا کہ وہ سالوں کی ہاری ہوئی، ایک بوڑھی عورت ہیں۔۔۔ ان کی پہلی نظر یزدان پہ پڑی تھی۔۔۔ لیکن انہوں نے نظریں گھمائیں۔۔۔ انہیں اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آیا۔۔۔ انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔ یزدان نے ہاتھ پکڑتے ان کو سہارا دیا۔۔۔

ان کے سامنے ان کی بیٹی کھڑی تھی۔۔۔ ان کی پری کھڑی تھی۔۔۔ آنی نے صرف پری کو دیکھا تھا۔۔۔ اور کسی پہ ان کی نظر ہی نہیں گئی تھی۔۔۔ یا

پھر شاید پری پہ نظر پڑنے کے بعد وہ اپنی نظریں کہیں اور لے جا ہی نہیں
سکی تھیں۔۔۔

پری نے چہرہ گھماتے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اس کا بازو تھامے کھڑا
تھا۔۔۔ شایان نے انتہائی نرمی سے پری کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

بے اختیار پری کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔ اس کا وجود لرزنے لگا تھا
۔۔۔ رخسار بیگم کی کیفیت بھی پری سے کم نہ تھی۔۔۔

یزدان آنی کا ہاتھ چھوڑ کے کھڑا ہوا۔۔۔ اس نے دوبارہ سے پری کی طرف
نہیں دیکھا تھا۔۔۔

یزدان نے ایک نظر ارجم کو دیکھا۔۔۔ جس کا لہجہ سپاٹ تھا۔۔۔ یزدان
لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل چکا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا جب تک وہ
یہاں کھڑا رہے گا پری آنی کے قریب نہیں آئے گی۔۔۔

یزدان کے کمرے سے نکلنے کی دیر تھی کہ پری بھاگتے ہوئے رخسار بیگم کی طرف آئی۔۔۔ ماما۔۔۔ ماما۔۔۔ وہ روتے ہوئے بے اختیار رخسار بیگم سے لپٹ گئی تھی۔۔۔

رخسار بیگم نے شدت سے اسے خود میں بھینچا۔۔۔ پری پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔۔ رخسار بیگم کے بھی آنسو نہیں رک رہے تھے۔۔۔ ماما پلینز سوری، مجھے معاف کر دیں، ماما مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔ میری وجہ سے آپ کی اتنی طبیعت خراب ہو گئی۔۔۔ مجھے آپ سے اتنی بد تمیزی نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔۔

ماما پلینز مجھے معاف کر دیں۔۔۔ پری نے چہرہ نکالتے ان کے چہرے کی طرف دیکھا تھا، جہاں پہ کہیں بھی خوشی کا کوئی اشار نہیں تھا۔۔۔ وہ سالوں کا تھکا ہوا چہرہ تھا۔۔۔

تم کیوں معافی مانگ رہی ہو۔۔۔ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے نا، میں تمہیں ظالم لوگوں کے پاس چھوڑ کر آئی تھی۔۔۔ جنہوں نے تمہاری قدر نہ کی، رخسار بیگم سختی سے اسے خود میں بھینچتے بولی تھیں۔۔۔

ان کی بات کا رخ سکندر عثمان کی طرف تھا۔۔۔ جس کو وہ دیکھ چکی تھیں۔۔۔ سکندر عثمان نے ان کی بات پہ شرمندگی سے چہرہ جھکایا۔۔۔ یہ الفاظ ان کے لیے بہت کم تھے۔۔۔

شایان اور حمد ان بھی شرمندہ سے لہجے میں کھڑے تھے۔۔۔ ارحم بھی ہاتھ باندھے کھڑا ان کی طرف ہی متوجہ تھا۔۔۔

اما آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہے نا۔۔۔ آپ نے مجھے معاف کر دیا۔۔۔ میں نے آپ کے ساتھ کتنی بد تمیزی کی۔۔۔ پری دوبارہ سے چہرہ نکالتے بولی تھی۔۔۔

پری تم نے بالکل ٹھیک کیا تھا۔۔ تم نے کچھ غلطی نہیں کیا، اور تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا، اس کے بعد میں یہی کچھ ڈیزرو کرتی تھی۔۔۔

میں پل پل پچھتائی۔۔۔ مجھے اپنے فیصلے پہ انتہائی افسوس تھا۔۔۔ مجھے تمہیں نہیں چھوڑ کر آنا چاہیے تھا۔۔۔ کاش میں تمہیں اپنے ساتھ لے آتی، تمہیں اتنا کچھ برداشت نہ کرنا پڑتا۔۔۔

مجھے لگا تھا کہ کسی نہ کسی دن تو تمہارے باپ کے دل میں تمہارے لیے محبت پیدا ہوگی۔۔۔ لیکن میں غلط تھی، میں نے غلط سوچا تھا، مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی پری مجھے معاف کر دو۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولتی چلی گئیں۔۔۔

پری نے تڑپ کر ان کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں ماما، بابا بہت اچھے ہیں۔۔۔

آپ کو پتہ ہے بابا مجھ سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں۔۔۔ پری نے جلدی سے اپنے باپ کی سائیڈ لی تھی۔۔۔

جو بھی تھا وہ اپنے بابا سے بہت پیار کرتی تھی۔۔ سکندر عثمان پری کی بات سنتے مزید شرمندہ ہو چکے تھے۔۔ کتنی اچھی تھی نا ان کی بیٹی، جس نے اپنے باپ کو شرمندہ نہیں ہونے دیا تھا۔۔ کتنی جلدی ان کا بھرم رکھ لیا تھا۔۔۔

مہرناز بیگم نے تلخ نظروں سے سکندر عثمان کی طرف دیکھا۔۔ اسی پل سکندر عثمان نے بھی ان کی طرف دیکھا تھا۔۔ لیکن مہرناز بیگم نے نظریں پھیر لیں۔۔ وہ جانتی تھیں پری صرف ان کا بھرم رکھ رہی ہے۔۔۔

جو کچھ پری نے پہلے کہا تھا، وہ سب سچ تھا۔۔ لیکن مہرناز بیگم کو اپنی بیٹی پہ فخر محسوس ہوا تھا۔۔ اس نے اپنے باپ پہ بات نہیں آنے دی تھی۔۔ مہرناز بیگم کو بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی، پری رشتے نبھانا جانتی تھی۔۔۔ پری کتنی دیر ان کے سینے سے لگتی روتی چلی گئی۔۔ آج مہرناز بیگم کے آنسو بھی نہیں تھم رہے تھے۔۔۔

●●●●●●●●●●

یزدان انی کے کمرے سے نکلتا سیدھا اپنے کمرے کی طرف آیا تھا۔۔۔ وہ کب سے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا تھا

اب تک تقریباً وہ 10 سے 12 سے سگریٹ پھونک چکا تھا۔۔۔ آنکھوں میں لال لکیریں واضح ہو رہی تھیں۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یزدان رویا ہو۔۔۔ آنکھوں سے خون رس رہا تھا۔۔۔ ہاتھوں کی رگیں واضح ہو رہی تھیں۔۔۔

یزدان نے وعدہ کیا تھا کہ وہ پری کو بھول جائے گا۔۔۔ لیکن نہیں، وہ پری کو نہیں بھول پارہا تھا۔۔۔ آج پری کو دیکھتے اس کے زخم پھر سے تازہ ہو چکے تھے۔۔۔ اس کا غم جس کو وہ کئی دنوں سے بھلانے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن نہیں بھول پارہا تھا۔۔۔ آج میں پھر سے وہ غم تازہ ہو گیا تھا۔۔۔

کیسے اس نے اپنے اپنی پری کو ارح۔ کے ساتھ برداشت کیا۔۔۔ یہ صرف
یزدان شاہ ہی جانتا تھا۔۔۔

اگر کوئی عشق کی قیمت جاننا چاہے، تو یزدان سے پوچھے، یزدان اس کو
بتائے گا عشق کی کوئی قیمت نہیں ہوتی، یہ بازاروں میں نہیں بکتا، اس کا کوئی
مول نہیں۔۔۔ یہ آباد سے آباد تر انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔۔۔ عشق نے
اس یزدان کو بھی تباہ کر دیا تھا۔۔۔

یزدان بتائے گا، کہ عشق ظالم ہے، فقط ظالم ہے، بہت ظالم ہے۔۔۔ یوں
"ہی تو نہیں یزدان نے کہا تھا۔۔۔" ظالم عشق

یزدان پتھر لی آنکھوں سے سامنے والی دیوار کو گھور رہا تھا۔۔۔ سگرٹ
جلتی جلتی اس کی انگلیوں کے پوروں کو جلا رہی تھی۔۔۔ لیکن اسے وہ درد
محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ یہ درد عشق کے درد سے کہیں کم تھا۔۔۔
یزدان نے ایک دم سے سیدھا ہوتے اپنے دونوں ہاتھوں میں بال جکڑے
۔۔۔ اسے عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس میں پری کو ارحم کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس کی جان ہی تو نکل گئی تھی
 "۔۔۔ وہ لمحہ قیامت سے کم نہیں تھا۔۔۔"

اس نے ایک دم سے اپنے سامنے ٹیبل پہ پڑاواز اٹھاتے پوری قوت سے
 سامنے والی دیوار میں پٹخا تھا۔۔۔ شیشے کا واز کرچی کرچی ہوتا نیچے گتے
 سینکڑوں تکرڑوں میں تقسیم ہوتا بکھر چکا تھا۔۔۔

"آہہہہ۔۔۔ یزدان چیخا تھا۔۔۔"

کیوں، میرے ساتھ ہی ایسا کیوں۔۔۔ کیا کھوٹ تھا میری محبت میں، "
 "غلطی کیا تھی میری، صرف یہی کہ میں نے عشق کیا تھا، وہ چیختا چلا۔۔۔"

.....

پری کب سے رخسار بیگم کے ساتھ لگی اسی طرح روئے جا رہی تھی۔۔۔
 کتنے عرصے بعد، کتنے سالوں بعد اسے اپنی ماں کا لمس ملا تھا۔ اسے اپنی
 ماں کی محبت ملی تھی۔۔۔

اپنی ماں کے محبت بھرے بوسے ملے تھے۔۔ مہرناز بیگم بھی اسے شدت سے خود میں بھینچے روئے جا رہی تھیں۔۔۔

ارحم نے دھیرے سے آگے بڑھتے پری کو کندھے سے تھاما۔ پری ہلکا سا پیچھے ہوئی تھی، رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔ گالوں پہ اور ناک پہ بھی ہلکی ہلکی سرخی چھا گئی تھی۔۔

پری بس کر دونا، آنٹی کی طبیعت خراب ہے۔۔ اس طرح ان کی اور طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔ ارحم نے دھیرے سے اس کی گال سہلائی۔۔ پری نے اپنے بازو سے اپنا ناک رگڑا، اور ایک سکسی بھرتے اپنی ماما کی طرف دیکھا، جو اپنے آنسو صاف کر رہی تھیں۔۔۔

سکندر عثمان ٹوٹے قدموں سے آگے کی طرف بڑھے۔۔ رخسار میں تمہارا گنہگار ہوں۔۔ میں اپنی بیٹی کا گنہگار ہوں۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ ان کی آواز لڑکھرائی تھی۔۔ الفاظ ٹوٹے تھے۔۔

رخسار بیگم نے چہرہ اٹھاتے، نم پلکیں اٹھاتے، ان کی طرف دیکھا۔
 رخسار بیگم کی آنکھوں میں دنیا بھر کے شکوے، دنیا بھر کی تھکن تھی۔۔۔
 سکندر عثمان نے بھی ان کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ اور وہ تڑپ ہی تو اٹھے
 "تھے۔۔۔"

آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ آپ کو مجھ سے معافی نہیں مانگنی چاہیے
 ۔۔۔ آپ صرف پری سے معافی مانگ لیں، اور میں سمجھ چکی ہوں، آپ
 پری سے معافی مانگ چکے ہیں، اور پری نے آپ کو معاف بھی کر دیا ہے
 ۔۔۔ بیٹی ہے نا، اسی لیے اس نے ماں باپ کو معاف کر دیا۔۔۔
 اگر بیٹا ہوتا تو بتا دے کیا ہوتا ہے۔۔۔ اپنا ایک ایک زخم کھول کر دکھاتا
 ۔۔۔"

لیکن نہیں دیکھو وہ ہماری بیٹی ہے، اس نے ہمیں معاف کر دیا، خود ہمارے
 پاس آگئی۔۔۔ رخسار بیگم اب کی بار پری کی طرف دیکھتی بولی تھی۔۔۔

پری نے اپنے ماما بابا دونوں کی طرف دیکھا، ماں بابا آپ دونوں میرے لیے
سب سے بڑھ کر ہیں۔۔۔ میں آپ لوگوں سے کبھی ناراض نہیں رہ سکتی
۔۔۔ پری دوبارہ سے ان سے لپٹ گئی تھی۔۔۔

.....

تقریباً دو سے تین گھنٹے کے بعد ارحم پری کو لیے گھر کی طرف روانہ ہوا تھا
۔۔۔ پری تو آہی نہیں رہی تھی۔۔۔ لیکن پری جانتی تھی، اسے اپنے گھر
واپس جانا تھا۔۔۔

وہ اپنے ماں باپ کے رشتے کو سمجھ گئی تھی۔۔۔ ان میں طلاق ہو چکی تھی
۔۔۔ اب وہ ایک ساتھ کبھی نہیں رہ سکتے تھے۔۔۔ پری کافی حد تک مایوس ہو
چکی تھی۔۔۔

رخسار بیگم نے بھی بڑی مشکل سے پری کو روانہ کیا تھا۔۔۔ اور انہوں نے
ارحم کو ہزاروں تاکیدیں کی تھیں، کہ وہ پری کا سب سے زیادہ خیال رکھے
۔۔۔

اب سارے دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ایک ساتھ لاؤنج میں بیٹھے تھے

ہیزل اور میرم دونوں کچن میں تھیں۔۔ وہ دونوں ان سب کے لیے چائے
بنارہی تھیں۔۔۔

پری اپنے بابا کے ساتھ لیٹی بیٹھی تھی۔۔ فریجہ بیگم بھی ان کے ساتھ ہی
"بیٹھی تھیں۔۔۔ سب باتوں میں مصروف تھے۔۔۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں شادی کی تاریخ مقرر کر لینی چاہیے۔۔۔ سکندر
عثمان حمزہ صاحب سے گویا ہوئے تھے۔۔ حمزہ صاحب نے مہرناز بیگم کی
طرف دیکھا۔۔ مہرناز بیگم نے بھی سر اسبات میں ہلایا تھا۔۔ شایان کے
چہرے پہ گہری مسکراہٹ چھائی تھی۔۔۔

جی جی سکندر صاحب جیسا آپ کہیں۔۔ دیکھ لیں کوئی مناسب تاریخ رکھ
لیتے ہیں۔۔ انہوں نے جواب دیا۔۔ سکندر عثمان بھی جواباً مسکرا دیے تھے

میرم نے شایان کو گھور کر دیکھا۔۔ کیوں میں کیوں یہاں سے جاؤں۔۔

تم جاؤ یہاں سے۔۔ انہوں نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔

شایان کی بات سنتے ہیزل کی سانس اٹکی۔۔

او تو میری بھابھی جان کو بہت شوق ہے کباب میں ہڈی بننے کا۔۔ شایان

ہاتھ باندھتے بولا تھا۔۔

میرم نے آنکھیں چھوٹی کرتے شایان کی طرف دیکھا۔۔ مجھے کوئی شوق

نہیں ہے کباب میں ہڈی بننے کا۔۔ وہ سرد لہجے میں بولی تھی۔۔

تو پھر اپ یہاں سے جا کیوں نہیں رہیں۔۔ شایان مدے پہ آیا۔۔

ہاں ہاں جارہی ہوں، میرم پیر پٹھکتی باہر جا چکی تھی۔۔ ہیزل میرم کو جاتا

دیکھ سمٹی تھی۔۔

شایان دے قدموں چلتا ہیزل کے قریب آیا۔۔ تم جانتی ہو باہر کیا ہو رہا

ہے۔۔ شایان اس کے کان کے قریب آتے بولا تھا۔۔

" ہیزل اچھل کر پیچھے ہوئی۔۔

تم تو ایسے ڈرے ہو جیسے میں تمہیں کچا کھا جاؤں گا۔ شایان نے منہ بنایا

ہاں تو آپ اس طرح سے آکر بولیں گے تو میں ڈر ہی جاؤں گی نا۔۔ ہیزل
"منمنائی تھی۔۔"

اچھا چھوڑو، تمہیں پتہ ہے باہر کیا ہو رہا ہے۔۔ شایان نے کام کی بات کی

--

نہیں۔۔ "ہیزل نے نفی میں سر ہلایا۔۔"

باہر ہماری شادی کی تاریخ منتخب کی جا رہی ہے۔۔ شایان انتہائی مودبانہ

لہجے میں بولا۔۔

"ہیزل نے اچانک سے سر اٹھا کے شایان کی طرف دیکھا۔۔

کیا ہوا تمہیں اچھا نہیں لگا سن کر۔۔ شایان نے سوال کیا۔۔

نن۔ نہیں۔۔ ہیزل نے نفی میں ہلایا۔۔ نہیں ایسے بات نہیں ہے۔۔

پھر کیسی بات ہے۔۔؟ "شایان مزید قریب آیا۔۔"

"کچھ بھی نہیں۔۔۔ ہیزل ہڑبڑائی۔۔۔"

یار تم شرم کیوں رہی ہو۔۔۔ شایان اس کی گال پہ انگلی پھرتے بولا تھا۔۔۔

"مم۔ میں شرم نہیں رہی۔۔۔ ہیزل نے انکاری کی۔۔۔"

اچھا تو شرم مانے کے بغیر بھی گال بلش کرتے ہیں۔۔۔ شایان سر ہلاتے
حیرانی کے عالم میں بولا تھا۔۔۔

"ہیزل شرم سے نظریں جھکا گئی۔۔۔"

بہت جلد جناب میری دسترس میں آنے والے ہیں۔۔۔ شایان ٹھہرے
ٹھہرے سے انداز میں بولا تھا۔۔۔

"!ہیزل نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔"

یار اب تو بات کر لو۔۔۔ کیونکہ شادی کے بعد تمہیں اس سے زیادہ شرم

آئے گی۔۔۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تم ابھی مجھ سے بات کر لو۔۔۔

شایان شلف پہ پڑے کپ کو گھماتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

مم۔ میں کیا بات کروں۔۔۔ ہیزل ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔

کوئی بھی بات کر لو۔۔ شایان سر سری سے انداز میں بولا۔۔۔

ہیزل خاموش رہی۔۔۔

یار یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔۔ تم کوئی بات ہی کر لو، تم مجھ سے میری چوائس پوچھ سکتی ہو۔۔ میری پسند پوچھ سکتی ہو۔۔ اور تم مجھے اپنی پسند بھی بتا سکتی ہو

۔۔ شایان اب پیچھے کو ہوتا شلف پہ بیٹھ چکا تھا۔۔۔

ہیزل انگلیاں چٹختی تھوڑا سا پیچھے کو ہوئی۔۔ لیکن اسی پل شایان اسے بازو سے پکڑتا واپس کھینچ چکا تھا۔۔ اس جگہ پہ کانٹے لگے ہیں، جو تم بار بار پیچھے

ہوئی جا رہی ہو۔۔ شایان دانت پیستے بولا تھا۔۔۔

"مم۔ میں، نہیں تو۔۔۔"

اچھا ٹھیک ہے، میں جانتا ہوں تم کنفیوز ہو رہی ہو۔۔ ویسے تو میں نے تم سے کہا ہے کہ ابھی سے تمہیں کنفیوز ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

۔۔ شادی کے بعد میں تمہیں اچھی طرح سے کنفیوز کر دوں گا۔۔۔

شایان اپنی بات کہتے ہیں ایک دم شلف سے نیچے اتر اٹھا۔۔۔

ہیزل دوبارہ سے اچھل کر پیچھے کو ہوئی تھی۔۔۔ شایان نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہیزل کی طرف دیکھا۔۔۔

اچھا میں باہر جا رہا ہوں، تم جلدی سے چائے لے کر آؤ، ورنہ سب لوگ سوچیں گے کہ پتہ نہیں میں اندر کیا کر رہے تھے۔۔۔ شایان مسکراہٹ دباتے بولا تھا۔۔۔

"ہیزل نے اچانک سے چہرہ اٹھا کے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔
ہاں ہاں بس ٹھیک ہے، جا رہا ہوں میں۔۔۔ شایان اپنا کالر سیدھا کرتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

ہیزل چہرہ پھیرتے بے اختیار مسکرا دی تھی۔۔۔

.....

شایان کی شادی کی تاریخ منتخب کر دی گئی تھی۔۔۔ شایان تو مانوسا تو ہیں آسمان پہ پہنچ چکا تھا۔۔۔

آج سکندر عثمان، فریحہ بیگم، شایان اور حمدان، سب لاہور واپس جا رہے
تھے۔۔۔

ہیزل، حمزہ صاحب، اور زمل بیگم، کو ار حم اور مہرناز بیگم نے اسلام آباد ہی
روک لیا تھا۔۔۔

ار حم کا کہنا تھا کہ وہ اپنی بہن کو اپنے گھر سے رخصت کرے گا۔۔۔ شایان کو
اسلام آباد بارات لانی پڑے گی۔۔۔ جس کو سن کے شایان نے کافی ہنگامہ
کیا تھا۔۔۔

کیا کچھ نہ سوچا تھا شایان نے، ہیزل کو شاپنگ پر لے کر جائے گا۔۔۔ لیکن
اس کے سارے خواب ار حم نے چکنا چور کر دیے تھے۔۔۔
پری کی خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔۔۔ لیکن وہ اداس بھی تھی اس کے ماما
بابا جا رہے تھے۔۔۔

پری پلیر اب تم رونا مت شروع کر دینا نیچے جا کر۔۔۔ پری ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی، جب ار حم نے اسے مخاطب کیا۔۔۔ ار حم اس کا چہرہ دیکھ کے سمجھ چکا تھا کہ وہ ابھی رو دے گی۔۔۔

ہاں آپ لڑکی نہیں ہے نا آپ اسی لیے بول رہے ہیں۔۔۔ آپ لڑکی ہوتے تو آپ کو پتہ ہوتا کہ ماں باپ سے دور جانا کتنا مشکل ہوتا ہے۔۔۔

پری بھگے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

ہاں لیکن تم اپنے ماں باپ سے دور نہیں جا رہی، تمہارے ماما، بابا یہاں سے جا رہے ہیں۔۔۔ اور وہ تم سے دور نہیں جا رہے، تم جب چاہو ان سے مل سکتی ہو، میں نے تمہیں روکا تھوڑی نہ ہے۔۔۔ ار حم پیچھے سے آتے بولا تھا

۔۔۔

ار حم کیا واقعی مجھ سے اتنا پیار کرتے ہیں۔۔۔ پری نے ہلکی سی گردن موڑتے ہی ہیر برش کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ار حم کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔۔۔ لیکن اسی پل پری نے اپنی بات بولتے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔

ارحم نے غور سے پری کا چہرہ دیکھا، جہاں پہ شرماسٹ اور کنفیوژن کے ملے جلے تاثرات واضح تھے۔۔۔ ارحم نے مزید آگے ہوتے اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں پری کا چہرہ بھرا۔۔۔

کیا ہوا میری بے بی کو، ایسی بات کیوں کر رہا ہے میرا بے بی۔۔۔ تم جانتی ہو میں تم سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔۔۔ تم میرے لیے دنیا میں سب سے بڑھ کر ہو۔۔۔ ارحم نے پیار سے آگے ہوتے پری کی پیشانی پہ لب رکھے تھے۔۔۔

"پری کے پھولے پھولے گال جن پہ اچانک سے سرخی پھیلی تھی۔۔۔ ارحم نے چہرہ اٹھاتے پری کی طرف دیکھا، جو اس وقت سرخ قندھاری بنی ہوئی تھی۔۔۔"

تم تو میرے اتنے سے عمل پی شرماس جاتی ہو، کیا بنے گا تمہارا، ارحم ہاتھ لہراتے بولا تھا۔۔۔ پری نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔ پری کو خاموش دیکھتا "ارحم پھر سے بولا۔۔۔"

"کیا اب تم کوئی جواب دو گی۔۔؟"

ارحم نے کندھے اچکاتے پوچھا۔۔۔ پری کا چہرہ ابھی بھی اس کے ہاتھوں کے پیالے میں تھا۔۔۔

ہاں تو کیا پوچھ رہی تھی تم، کیا میں واقعی تم سے اتنا پیار کرتا ہوں، آخر یہ لفظ تم کتنی بار پوچھو گی، تم مجھے بتا دو تاکہ میں ہر دفعہ تمہیں ایک الگ انداز میں بتاؤں۔۔۔

میں ہر دفعہ الگ الگ الفاظ استعمال کروں، میں نہیں چاہتا کہ جو الفاظ میرے بے بی کے لیے ایک دفعہ استعمال ہو جائے ان کو دوبارہ استعمال کیا جائے۔۔۔ ارحم نے انتہائی نفاست سے اپنے الفاظ کہے تھے۔۔۔

"پری نے ہلکا سا چہرہ اٹھاتے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔"

ارحم کے الفاظوں میں ہی اظہار محبت تھا، ہائے کیسا اظہار تھا یہ، پری کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔

ارحم نے پری کی آنکھیں دیکھتے جھک کے اس کی آنکھوں پر لب رکھے

ایک تو تم میرے چھوٹے سے عمل پہ اتنا شرماتی ہو، اور شرمانے کے بعد
جب یہ والاری ایکٹ کرتی ہو، تو میرا ایمان ڈمگانے لگتا ہے۔۔۔ ارحم کا
"لحظہ شرارت سے بھرپور تھا۔۔۔ لیکن چہرے پہ سنجیدگی تھی۔۔۔
"ارحم۔۔۔! پری جھنجھلاتے بولی تھی۔۔۔

جی ارحم کی جان۔۔۔!! ارحم نے اپنے قدم مزید نزدیک کیے تھے۔۔۔
!! صحیح تو بول رہا ہوں، ایک تو اتنی پیاری بیوی اوپر سے اس کے یہ نخرے
آئے ہائے ہائے۔۔۔" ارحم فرید کے گال پہ لب رکھتے بولا تھا۔۔۔ پری
شرم سے نظریں جھکا گئی۔۔۔

اب اور کتنی دیر شرمانے کے ارادے ہیں جناب کے!! ارحم ایک ہاتھ
ڈریسنگ ٹیبل کے گرد رکھتا دوسرا ہاتھ اپنی کمر پہ ٹکا گیا۔۔۔ پری ڈریسنگ
ٹیبل کے ساتھ جا لگی تھی۔۔۔

"پری خاموش رہی، اس نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔"

ارحم کے پیر مزید قریب کھسکے۔۔۔

ار۔۔۔ج۔۔۔م۔۔۔پری کی آواز لر کھڑائی تھی۔۔۔وہ ارحم کے اتنا قریب

"آنے پہ گھبرا رہی تھی۔۔۔"

ارحم کا زوردار قہقہہ چھوٹا۔ ایک تو وہ پری کے اتنا قریب تھا، اوپر سے

"ہنس بھی رہا تھا۔۔۔پری تو چہرہ اٹھا کے دیکھ بھی نہیں پارہی تھی۔۔۔"

اب تم جواب دے رہی ہو یا میں اپنی چیپ حرکتیں شروع کروں۔۔۔؟"

ارحم پری کے کان کے قریب جھکتے گویا ہوا تھا۔۔۔

ارحم میں نے اپ سے کہا ہے نا میں نہیں شرمارہی، مجھے تو پتہ بھی نہیں ہے

شرماتے کیسے ہیں۔۔۔پری انگلیاں چٹختے انتہائی کم آواز میں منمننائی تھی

۔۔۔

آہ میری کیوٹ چھوٹی سی ڈول۔۔۔" ارحم نے اپنی کمر سے ہاتھ اٹھاتے "

"پر کی ناک دبائی تھی۔۔۔"

تو میرے بے بی کو یہ بھی نہیں پتہ کہ شرماتے کیسے ہیں، ارحم سوالیہ
نظروں سے دیکھتا بولا تھا۔۔۔

"! پری نے آنکھیں ٹٹماتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔"

ارحم پری کو سر ہلاتا دیکھ اسے بغیر موقع دیا اس کی گال پہ جھکا تھا۔۔۔ پری نے
ایک دم سے اپنی سانس روکی۔۔۔ اس کے وجود کا سارا خون اس کے
چہرے میں آن سما یا تھا۔۔۔

سانس لو۔۔۔" ارحم ہلکا سا سراٹھاتے بولا تھا۔۔۔ اس کے لب پری کے گال
سے ٹکرائے تھے۔۔۔ پری نے تو جیسے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔۔۔

"اب تم سانس لے رہی ہو یا میں اپنی چیپ حرکتوں میں اضافہ کروں۔۔۔؟
ارحم کی بات سنتے پری نے ایک دم سے بڑا سا سانس لیا تھا۔۔۔

ہا ہا ہا۔۔۔!" ارحم پیچھے کو چہرہ کرتا ایک زوردار قہقہہ لگا گیا۔۔۔ پری نے گھور
کر ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

بے بی اسے کہتے ہیں شرمانا، ار حم ہنستے ہنستے بولا تھا۔۔۔ پری نے مزید آنکھیں کھولیں۔۔۔

یار پری تم ایسی حرکتیں کر کے نامیری چیپ حرکتوں کو دعوت دیتی ہو۔۔۔ اس لیے پلیز ایسا مت کیا کرو۔۔۔ میں نہیں چاہتا تم میری ہر چیپ حرکت سے واقف ہو۔۔۔ ار حم کافی سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔ وہ بولنے کے بعد دوبارہ سے ہنسنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

ار حم اب میں آپ سے نہیں بولوں گی۔۔۔ پری منہ بگاڑتے لاڈ سے بولی تھی۔۔۔

او میری کیوٹ چھوٹی سی ڈول مجھ سے ناراض ہو گئی ہے۔۔۔ ار حم نے "پری کے گال کھینچے تھے۔۔۔

ہاں میں ناراض ہو گئی ہوں، آپ مجھے تنگ کرتے ہیں نا میں ماما کو بتاؤں گی۔۔۔ پری ناک سکوڑے ہونٹ نکالتے بولی تھی۔۔۔ ہاں تو جب ایسی

حرکتیں کرو گی تو تنگ ہی کروں گا۔۔۔ ار حم بولتے ایک دفعہ پھر سے ہنسا
تھا۔۔۔

ہاااا "میں نے کون سی ایسی حرکت کی۔۔۔ پری ار حم کی بات سنتے صدے
"سے بولی تھی۔۔۔

او تو تمہیں نہیں یاد، کوئی بات نہیں میں تمہیں دوبارہ سے یاد کروادیتا ہوں
"۔۔۔ ار حم اپنی ہنسی دباتے بولا تھا۔۔۔

ہٹیں آپ یہاں سے، جانے دیں مجھے۔۔۔ پری ار حم کو پیچھے کی طرف
"دھکیلتے بولی تھی۔۔۔

ہاں ہاں جاؤ، رات کو تو میرے پاس ہی آؤ گی نا، ار حم پری کی بازو چھوڑتے
بولا تھا۔۔۔

"نہیں بلکل بھی نہیں آؤں گی۔۔۔ پری ایڈیٹیوڈ سے بولی تھی۔۔۔
کہاں جاؤ گی تم؟" ار حم آنکھیں چھوٹی کرتے بولا تھا۔۔۔ ماما کے کمرے میں
، پری نے کندھے اچکاتے جواب دیا۔۔۔

پری خبردار اگر تم نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو، ورنہ میں بنشمنٹ دوں گا
 "۔۔۔ ارحم پری کو ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔
 آپ جو مرضی کر لیں، پری نے شانے اچکائے۔۔۔
 ارحم غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔ پری اپنے شانوں پر دوپٹہ
 "درست کرتی راہ راست سے فرار ہو چکی تھی۔۔۔
 ارحم نے سرخ آنکھوں سے اس کی پشت کو گھورا تھا۔۔۔
 واہ ارحم واہ، کیا کہنے ہیں تمہارے۔۔۔ تمہاری انچ بھر کی بیوی تمہیں "
 دھمکی دے کر چلی گئی اور تم کتنے سکون سے کھڑے ہو۔۔۔ ارحم منہ میں
 "ہی اپنے آپ سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔
 تک کا پتہ نہیں، اور دھمکی "R" واہ کیا بیوی ملی ہے جس کو رومینس کے
 ایسے دے کر جاتی ہے جیسے پتہ نہیں کیا ہو۔۔۔ ارحم منہ میں ہی بڑبڑاتا
 ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھتا برش اٹھاتے اپنے بال برش کرنے لگا تھا

شایان اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔۔ جو بڑے مگن سے انداز میں موبائل کان سے لگائے کسی کو کال کرنے میں مصروف تھی۔۔۔

"ہزل کی پہلی بیل پہ ہی کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔"

"ہاں یار کیسی ہو۔۔۔؟"

آہسہ۔۔۔!"ایزل اتنا بولتے پلٹی تھی کہ اس کی زوردار چیخ نکلی۔۔۔ اس کا موبائل ہاتھ سے چھوٹا زمین بوس ہو چکا تھا۔۔۔"

شایان بھاگتے ہوئے ہیزل کی طرف آیا۔۔ اس نے پورے زور سے ہیزل کے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

چپ کرو بے وقوف لڑکی کوئی سن لے گا۔۔ میں ہوں تمہارا ہونے والا شوہر۔۔۔ چیخ تو تم ایسے مار رہی ہو جیسے پتہ نہیں یہاں پہ کون آگیا ہے۔۔۔"

شایان ہاتھ لہراتے بولا تھا۔۔۔

ہیزل نے اپنے منہ سے شایان کا ہاتھ جھٹکا۔۔ شایان آپ نے میری جان

" نکال دی تھی۔۔۔ ہیزل تیوری چڑھاتے بولی تھی۔۔۔"

اگر تم کہو تو میں تمہاری جان واپس بھی ڈال سکتا ہوں جانے من۔۔۔

شایان قریب ہوتے اس کے کان میں جھکتے گویا ہوا تھا۔۔۔

ہیزل گھبرا کر پیچھے ہوئی۔۔۔ آپ کیوں آئے ہیں یہاں پہ۔۔۔ آپ جائیں

"یہاں سے ابھی۔۔۔ ہیزل نے بار کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

کیوں میں یہاں نہیں آسکتا کیا۔۔۔ یہ میری ہونے والی بیوی کا کمرہ ہے اور

مجھے پورا حق ہے یہاں آنے کا۔۔۔ شایان پورا حق جتاتے بولا تھا۔۔۔

ہونے والی بیوی ہے۔۔۔ ابھی ہوئی نہیں ہے۔۔۔ ہیزل ایک ایک لفظ پہ زور

دیتے بولی تھی۔۔۔

تو ہو جائے گی نا۔۔۔ شایان نے آگے ہوتے ہیزل کا ہاتھ پکڑتے بڑے

رومینٹک سے انداز میں کہا تھا۔۔۔

شایان آپ کی انہیں چھپھوری حرکتوں کی وجہ سے نا آپ مجھے کافی حد تک

ذلیل کروا چکے ہیں۔۔۔ ہیزل نے غصے سے اپنا ہاتھ چھڑوایا تھا۔۔۔

کون سی چھچھوری حرکتیں۔۔؟" شایان انجان بنتا بولا تھا۔۔۔ وہ سمجھ چکا تھا۔۔ ہیزل کیا بات کر رہی ہے۔۔

وہی جو آپ سب کے سامنے بے شرمی دکھاتے رہتے ہیں۔۔ اگر آپ اسی طرح کرتے رہے تو میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔۔ ہیزل انگلی دکھاتے بولی تھی۔۔ شایان نے ہاتھ بڑھاتے ہی دل کی انگلی پکڑی۔۔ اگر اب دوبارہ تم نے یہ بات کی تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا۔ ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا۔ اور پھر تمہیں معذور کرنے کے بعد تم سے ہی شادی کروں گا۔۔ شایان نے ہیزل کی انگلی پکڑتے اپنی انگلی دکھاتے کہا تھا۔ شایان آپ واقعی بہت ڈھیٹ ہیں۔۔ ہیزل غصے سے انگلی چھڑواتے بولی "تھی۔۔۔"

کیا یار۔۔ کیا کچھ نہیں سوچا تھا میں نے۔۔ اور اس ارحم کے بچے نے میرے سارے ارمانوں پہ پانی پھیر دیا۔۔ شایان جھنجھلاتے بولا تھا۔۔

ہیزل کی ہنسی چھوٹی۔۔ اس نے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اپنی ہنسی کا کنٹرول کی
 ---"

ہاں ہاں نکال لو جتنے دانت نکالنے ہیں۔۔ تمہارے دانت تو میں ایک ہی
 دفعہ بند کر واؤں گا۔۔ شایان دان پستے ہوئے بولا تھا۔۔

ہیزل نے شایان کی بات سنتے چہرے پہ سنجیدگی سجائی۔۔

شایان نے نیچے جھکتے ہیزل کا موبائل پکڑا جو اس کے ہاتھ سے گر چکا تھا۔
 ہیزل اپنی دوست کو کال کر رہی تھی۔۔ لیکن اب کال کٹ چکی تھی۔۔
 کس کو کال کر رہی تھی تم۔۔؟ "شایان نے موبائل پکڑتے اس کو ان کیا
 ۔۔ اپنی دوست کو کر رہی تھی۔۔ ہیزل نے مختصر سا جواب دیا۔۔

"شایان نے موبائل ہیزل کی طرف بڑھاتے اشارہ کیا لاک کھولو۔۔
 اگر نہ کھولوں تو۔۔ ہیزل ہاتھ باندھتے بولی تھی۔۔ تو میرے پاس بہت
 سے طریقے ہیں لاک کھلوانے کے۔۔ شایان پیر قریب کھسکاتے بولا تھا

کھول رہی ہوں۔۔ ہیزل نے گھبراتے موبائل پکڑا، اور لاک کھولتے
شایان کی طرف بڑھایا۔۔

شایان نے کانٹیکٹ والا آپشن ان کیا تھا۔۔ تم نے میرا نمبر سیو نہیں کیا۔
" شایان اپنا نمبر دیکھتے بولا تھا۔۔

ٹائم ہی نہیں ملا۔۔ ہیزل نے کندھے اچکائے۔۔
تمہیں ٹائم نہیں ملا اپنے ہونے والے شوہر کا نمبر سیو کرنے کے لیے۔۔
؟ "شایان نے صدمے سے پوچھا۔۔
" نہیں۔۔ "

تمہیں ٹائم نہیں ملا۔۔ شایان اب لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ رکھ چکا
" تھا۔۔

جی بس میں سیو کرنے ہی والی تھی لیکن پھر مجھے ٹائم ہی نہیں ملا۔۔ ہیزل
نے دوبارہ سے جواب دیا۔۔

اپنی دوست کو کال کرنے کے لیے تمہارے پاس ٹائم تھا۔۔ اور اپنے ہونے والے شوہر کا نمبر سیو کرنے کے لیے تمہارے پاس ٹائم نہیں تھا۔۔ شایان نے بولتے بولتے اپنا نمبر سیو کیا اور موبائل ہیزل کی طرف بڑھایا۔۔

پکڑو اور میں تمہیں جب کال کروں گا تم کال اٹھاؤ گی۔۔ اور اگر تم نے کال نہ اٹھائی تو تم جانتی ہو میں کیا کروں گا۔۔ شایان لا پر واہ سے انداز میں " بولتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

اور ہاں میں لاہور واپس جا رہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب میں تمہیں شادی والے دن ہی دیکھوں۔۔۔ تم مجھے ساری پکچر سینڈ کرو گی "۔۔ شایان انگلی دکھاتے وارن کرنے والے انداز میں بولا تھا۔۔ "ہز نے کندھے اچکائے۔۔ دیکھوں گی اگر ٹائم ملا تو کر دوں گی۔۔ "ہیزل کی بات پہ شایان واپس پلٹا تھا۔۔

یہ جو تم اتنا ایڈیٹیوڈ دکھا رہی ہو نا اسے میں ایک منٹ میں مسل کر رکھ دوں گا۔۔ کوئی بات نہیں جتنی آزادی سے گھوم سکتی ہو گھوم لو۔۔ آخر کتنی دیر تک اپنی مرضی کرو گی۔۔ آنا تو تمہیں میری دسترس میں ہی ہے نا۔ شایان پورے حق سے اپنی بات کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر جا چکا تھا۔۔

ہیزل نے لبوں پہ گہری مسکراہٹ سجاتے شایان کی پشت کو دیکھا تھا۔۔ اسے اپنی قسمت پہ بھی رشک ہو رہا تھا۔۔ شایان واقعی بہت اچھا تھا۔۔ ہیزل مسکراہٹ اور شرم کی ملی جلی کیفیت میں بیڈ کی طرف بڑھی تھی۔۔

.....

شایان جیسے ہی سٹیرز کی طرف بڑھا وہ کسی بھاری چیز سے ٹکرایا تھا۔۔ آہہ۔۔! "شایان کا سر بری طرح چکرایا۔۔ شایان نے چہرہ اٹھا کے دیکھا اس کا فک سے رنگ اڑا۔۔

اس کی ٹکرا رہی تھی، اور شاید اب یہ سلامت نہیں بچنے والا تھا۔۔۔ لیکن وہ بھی شایان سکندر تھا۔۔۔

"کہاں سے آرہے ہو تم؟" ارحم آنکھیں چھوٹی کرتے بولا تھا۔۔۔
کیا مطلب ہے کہاں سے آرہا ہوں۔۔۔ یہیں تھا میں کہاں جاؤں گا۔۔۔
شایان اپنا کالر سیدھا کرتے بولا۔۔۔

مجھے بھی نظر آرہا ہے کہ تم یہیں تھے۔۔۔ اور یہیں سے آرہے ہو۔۔۔ تم
ہیزل کے کمرے میں گئے تھے نا۔۔۔ ارحم نے شایان کو کالر سے پکڑا۔۔۔
دیکھو ارحم تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ تم پہلے ہی بہت کچھ کر چکے ہو۔۔۔ تم مجھے
ہیزل سے ملنے سے نہیں روک سکتے۔۔۔ شایان نے احتجاج کیا تھا۔۔۔
بیٹا میں کر تو بہت کچھ سکتا ہوں۔۔۔ لیکن میں کچھ کر نہیں رہا تو اسے میری
شرافت سمجھو۔۔۔ اور یہ جو تم گل کھلاتے پھر رہے ہونا بعض اجاؤ۔۔۔ ورنہ
تم جانتے ہو میں کیا کروں گا۔۔۔ ارحم انگلی دکھاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

یہ دھمکی نہ تم کسی اور کو دو۔۔ کچھ بھی کرنے سے پہلے سود فہ سو چنا پری
میری بہن ہے۔۔ میں چاہوں تو اسے ابھی اپنے ساتھ یہاں سے لے کر جا
سکتا ہوں۔۔ شایان نے بھی برابر کا جواب دیا تھا۔۔
ارحم نے دوسرے ہاتھ سے بھی شایان کے کالر کو جکڑا۔۔ تو تم ایسا کرو گے
۔۔ دھمکی دے رہے ہو تم مجھے؟ "ٹھیک ہے کر کے دکھاؤ۔۔ ارحم نے
چیلنج کیا۔۔

دیکھو ارحم میں نہیں چاہتا کہ ہماری کسی فضول بات پہ بحث ہو۔۔ پہلے ہی تم
بہت کچھ کر چکے ہو۔۔ کیا کچھ نہیں سوچا تھا میں نے تم نے میرے سارے
کیے کرائے پہ پانی پھیر دیا۔۔ شایان نے ایک جھٹکے سے اپنا کمر چھڑوایا تھا
۔۔ اب اسے واقعی ارحم پہ غصہ آرہا تھا۔۔ کتنی آسانی سے ارحم نے ہیزل
"کو اسلام آباد روک لیا تھا، کہ رخصتی اسلام آباد سے ہوگی۔۔
میں نے جو بھی کیا بالکل صحیح کیا۔۔ تم جیسے شخص کا کیا بھروسہ کچھ بھی کر
"دے۔۔ ارحم کا رخ شایان کی حرکتوں کی طرف تھا۔۔

ہاں تو تم بھی کوئی اتنے شریف نہیں ہو۔۔۔ تم یہ مت بھولو کہ تم نے بھی ہمارے گھر میں گھس کے میرے ہی باپ کے سر پہ گن تان کے پری سے "نکاح کیا تھا۔۔۔ شایان نے ار حم کو بہت کچھ یاد کروایا تھا۔۔۔

ار حم نے آئی برواچکاتے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ "تو بالکل صحیح کیا تھا میں نے، اور مجھے رتی برابر اپنے فیصلے پہ شرمندگی نہیں ہے۔۔۔ ار حم بھی "کافی ڈھیٹ تھا۔۔۔

ہاں تو ٹھیک ہے نا تم نے اپنی مرضی کی اب مجھے اپنی مرضی کرنے دو۔۔۔ تمہیں میرے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ شایان اپنی سناتے نکل چکا تھا۔۔۔ ار حم نے اس کی پشت کو گھورا۔۔۔ "ایک سیر تو دوسرا سوا سیر۔۔۔"

.....

تین دن بعد

خان ولا اور سکندر ولادونوں میں ہی زور و شور سے شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں۔۔۔ پری تو مہرناز بیگم کے ساتھ ہر روز بازار جاتی تھی۔۔۔ آخر اس کے بھائی کی شادی تھی۔۔۔ اور اس کی نندا اس کی بھابھی بننے والی تھی۔۔۔

پری کے تو پیر ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔۔۔ ار حم پری کے پیچھے مارا مارا پھر رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ ار حم کو منہ ہی کہاں لگا رہی تھی۔۔۔ وہ تو اپنے "کاموں میں مصروف تھی۔۔۔"

حمدان، میرم، شایان اور ابان بھی شادی کی شاپنگ میں مصروف تھے۔۔۔ "کافی حد تک تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔۔۔ کل مہندی کی رسم تھی۔۔۔"

.....

سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر موجود رات کا کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔۔ "تبھی شایان نے ابان کو مخاطب کیا۔۔۔"

کیا تم میری شادی پہ آرہے ہو۔۔۔؟" شایان بے تاثر سے لہجے میں بولا

۔۔۔

"شایان کی بات نے پہ سب نے حیران ہو کر شایان کی طرف دیکھا۔۔۔
کیا مطلب ہے بھائی میں آپ کی شادی پہ آرہا ہوں۔۔۔ ظاہر سی بات ہے
آؤں گا آپ کی شادی پہ۔۔۔ آپ تو ایسے بول رہے ہیں جیسے میں کوئی
انجان ہوں۔۔۔ ابان ہاتھ لہراتے بولا تھا۔۔۔

صحیح بول رہا ہوں میں۔۔۔ پہلے تو تم مجھے کبھی گھر میں ملتے ہی نہیں ہو۔۔۔
میرا رشتہ تک لینے میرے ساتھ نہیں گئے۔۔۔ کسی کام کے نہیں ہو تم۔۔۔
مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ تم میرے بھائی کیوں ہو۔۔۔ شایان نے شکوہ کیا
تھا۔۔۔

ہاں ہاں بھائی میں جانتا ہوں آپ میری سیٹج سے گزر چکے ہیں۔۔۔ اب آپ
کی لائف بہت پرسکون ہے۔۔۔ اسی لیے آپ مجھے اس طرح کی باتیں کر
رہے ہیں۔۔۔ کوئی بات نہیں میری سٹڈی ختم ہونے والی ہے۔۔۔ اس

کے بعد میں بھی آپ کی طرح ویلا ہو جاؤں گا۔۔۔ اور پھر میں بھی شادی کروں گا۔۔۔ ابان شوخ سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

حمدان نے گھور کر ابان کی طرف دیکھا۔۔۔ ایک کام کرتے ہیں پہلے تمہاری شادی کر دیتے ہیں بعد میں اس فضول انسان کی شادی کر دیں گے۔۔۔ حمدان غصے میں بولا تھا۔۔۔

"اپشن اچھا ہے بھائی۔۔۔ ابان سرہانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔ تم دونوں چپ کرو، پہلے میری شادی ہوگی۔۔۔ شایان نے جلدی سے بچ میں ٹانگ اڑائی۔۔۔

ہاں ہاں بھئی پہلے شایان کی شادی ہوگی۔۔۔ میرم نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔ شایان نے میرم کی بات سنتے بڑی لائیوٹیوڈ سے اپنی گردن اٹھائی "تھی۔۔۔

حمدان نے شایان کی طرف دیکھتے ایک زوردار مکہ اس کی کمر میں رسید کیا "۔۔۔ آہہ۔۔۔! "شایان کی کراہ نکلی۔۔۔

آخر تم کیسے بھائی ہو، تم سے میری خوشی ہضم نہیں ہوتی۔۔ شایان بھڑک
" کی اٹھاتا تھا۔۔۔

اگر کوئی ڈھنگ کی خوشی ہوتی تو میں ضرور ہضم کرتا۔۔ ایسی خوشی مجھے
قطعاً ہضم نہیں ہوگی، جس میں مجھے جگہ جگہ ذلت، رسوائی، شرمندگی، کا
" حصہ بننا پڑے۔۔۔ حمدان ٹیبل پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

سکندر عثمان، اور مہرناز بیگم، تو ان کی گفتگو سن رہے تھے۔۔۔ " تم تو فضول میں ہی شرمندہ ہوتے رہتے ہو۔۔۔ میری بات مت کرو اپنی
بات کرو۔۔ جو ہر وقت۔۔۔

آہہہ۔۔۔! " اس سے پہلے کہ شایان مزید بولتا، حمدان نے دوبارہ سے
اس کی کمر میں مکار سید کیا تھا۔۔۔ حمدان نہیں چاہتا تھا کہ وہ کوئی الٹی سی
بھی بات بولے۔۔۔ میرم کو بھی کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔۔۔
چلو شاباش جلدی سے کھانا ختم کرو، پھر ہمیں بہت سارے کام بھی کرنے
ہیں۔۔۔ فریحہ بیگم نے ان کو کھانے کی طرف متوجہ کیا تھا۔۔۔ جو اس

وقت لڑائی کی فل تیاری کیے بیٹھے تھے۔۔۔ اب سب ہی کھانے میں
مصرف ہو چکے تھے۔۔۔

.....

بے بی جلدی کرو نہ کتنا ٹائم لگاتی ہو۔؟ "ارحم ڈریسنگ ٹیبل کے"
سامنے کھڑا اپنے بال برش کرتا، پری کو بھی آوازیں لگا رہا تھا۔ جو کب سے
وارڈرب میں گھسی نجانے کیا کر رہی تھی۔۔۔
آرہی ہوں! آرہی ہوں، خود تو آپ نے اتنی دیر لگادی تیار ہونے میں اور "
مجھے صحیح سے تیار بھی نہیں ہونے دے رہے۔۔۔" وہ میکسی کے دوپٹے کو
کندھے پر درست کرتی، جھنجھلائی ہوئی آواز میں بولتی ہوئی باہر آئی۔۔۔
تم لڑکیوں کا۔۔۔ "ارحم بولتا ہوا پیچھے مڑا، لیکن پھر جیسے ہی اس کی نظر "
پری کی طرف اٹھی، الفاظ اس کے منہ میں دم توڑ گئے اور دم بخود سا اسے
ہی دیکھے گیا، اسکے ہوش ربا سراپے سے نگاہیں ہٹانا رحم کے لیے محال ہو رہا
تھا وہ مبہوت سا ہو کر اسے دیکھے جا رہا تھا۔ کیونکہ اس نے لائٹ پنک کلر کی

لانگ گھیرے دار میکسی زیب تن کی ہوئی تھی۔ جس کے گلے، دامن اور بازؤں پہ بھاری کام اور نیچے پیچیز لگے تھے، وہ اس کا ہم رنگ دوپٹہ درست کرنے میں الجھی ہوئی تھی، اس لیے اس کی نظرار حم پر نہیں پڑی۔

کیا ہوا خاموش کیوں ہو گئے آپ۔؟ "اس نے کمرے میں پھیلی خاموشی" کو محسوس کرتے ہوئے، جیسے ہی سر اٹھایا، حیران رہ گئی۔ کیونکہ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کی طرف آرہا تھا۔ جبکہ اسکی متلاشی نگاہیں اب اپنے سینڈلز تلاش کر رہی تھیں، کیونکہ اس نے جوتا نہیں پہنا تھا جس کی وجہ سے اس کی لانگ میکسی اس کے پاؤں کے نیچے لگ رہی تھی۔۔۔

اور اسے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ گر جائے گی۔۔۔

ہوا تو بہت کچھ ہے! اب کیا کیا بتاؤں۔۔۔ "وہ اس کے پاس پہنچ کر معنی خیز" نظروں سے اسے تکتے ہوئے بولا۔۔۔

پری نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

وہ اس کے اور قریب ہوا۔۔۔

وہ مم میں ذرا شوز پہن لوں پھر چلتے ہیں۔۔ "وہ اس کو اتنا قریب ہوتے"

دیکھ کر، اس کا ارادہ بھانپ گئی اور پھر جلدی سے بہانا بنا کر وہاں سے نکلنے لگی

--

جب ار حم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔

وہ جو تیزی سے پلٹ رہی تھی۔۔

وہ اس اچانک حملے سے سنبھل نہ پائی اور اس کی میکسی اس کے پاؤں تلے

آگئی، جس سے اس کا توازن بگڑا اور وہ اس کے کشادہ سینے سے آٹکرائی۔۔

کدھر بھاگ رہا ہے میرا بے بی۔؟ "ار حم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہی"

اسے بانہوں میں جکڑا اور پھر اس کے کان کے قریب ہو کر گھمبیر آواز میں

سرگوشی کی۔۔

وہ تو اس کی بانہوں میں خود دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی، اس کے

گلابی گال مزید گلابی ہو چکے تھے، اور دل کی دھڑکن بھی کنٹرول سے باہر

ہونے لگی تھی۔۔

اس نے اتھل پتھل ہوتی سانسوں کو سنبھالنے کی کوشش کی۔
لیکن بے سود۔۔

کیا ہوا۔۔؟ اب بول کیوں نہیں رہی۔؟ "وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر"
اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے، زیر لب مسکراتے ہوئے پوچھ رہا
تھا۔۔۔

پری کی تو جیسے جان پر بنی تھی۔۔

اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں، تاکہ وہ اس کی حالت نہ دیکھ
پائے۔ وہ اس کی غیر ہوتی حالت سے لطف انداز ہوتا، اس کی طرف جھکا۔
"اوہ۔۔!! تو میرے بے بی کو مجھ سے شرم آرہی۔۔"

لل لیٹ ہو رہے ہم۔۔!! سب انتظار۔۔" اس نے بولتے ہوئے، جھٹ"
سے آنکھیں کھولیں، لیکن اسے اپنی طرف جھکا دیکھ کر اس کے باقی الفاظ
منہ ہی دم توڑ گئے، اس نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں۔۔
جانے کیوں وہ اتنی زیادہ گھبرا رہی تھی۔۔۔

ارحم اس کی اک اک ادا پر فدا ہو رہا تھا، اس کی اپنی دھڑکنیں بے ترتیب تھیں۔ وہ خود بہکتا جا رہا تھا اوپر سے کمرے کے خاموش ماحول نے سحر طاری کیا ہوا تھا۔ جس وجہ سے اس کا خود کو سنبھالنا محال ہو رہا تھا۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔ "وہ کہتے ہوئے اس کی طرف جھکا، اور اس کی بند" آنکھوں پر باری باری اپنے لب رکھ دیئے۔ اپنی آنکھوں پر اس کے نرم ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے ہی اس کے اندر اک کرنٹ سادوڑ گیا اور گھبراہٹ سے اس کی سانسیں رکنے لگیں۔۔۔

اس نے خود کو سنبھالنے کے لیے اپنی بند آنکھوں سے ہی ارحم کی شرٹ کو زور سے دبویچ لیا۔۔۔

کیا پری بے بی۔؟ آنکھیں کھولو۔۔۔ "اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے وہ" پیچھے ہوا اور اس کو حصار میں لیے آہستہ سے بولا۔

اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔۔۔

وہ اب بہت متفکر سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کک کچھ نہیں وہ بس۔۔ "اس کی سانسیں ابھی بھی نارمل نہیں ہوئی"
 تھیں۔ ارحم نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔۔
 اتنا گھبرا کیوں رہی ہو؟ اک بات یاد رکھنا پری میں کبھی بھی وہ کام نہیں"
 کروں گا جس میں تمہاری مرضی شامل نہ ہوئی۔ اس لیے گھبرانے کی
 ضرورت نہیں۔ "وہ اسے رسان سے سمجھانے لگا۔

جی۔۔!!۔۔ "پری نے اثبات میں سر ہلایا۔۔"
 گڈ میرا پیارا بچہ۔! آج بہت پیارا لگ رہا، بس اس لیے تھوڑا قریب سے"
 دیکھنے کو دل کر رہا ہے۔۔ "وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے، پھر سے اس کو
 چھیڑنے والے انداز میں بولا۔۔

تو دیکھ لیں، لیکن دور سے۔۔ "اب کی بار وہ بھی مسکرائی تھی، کیونکہ اب"
 وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جہاں شرارت بہت واضح تھی۔۔
 نہ جی نہ۔۔! میں نے تو قریب سے دیکھنا۔۔ "وہ کہتا ہوا اس کی طرف"
 جھکا۔۔

ایسے دیکھنا ہے۔۔!۔۔" پری اس کا ارادہ بھانپ کر فوراً کھڑی ہوئی، اور "اک سیکنڈ میں اس سے چار قدم دور جا کر بیڈ کی سائڈ پر رکھے اپنے سینڈلز اٹھانے لگ گئی۔۔

چھوڑوں گا نہیں اک بار ہاتھ لگو۔۔" جبکہ اس نے سر پر ہاتھ مار کر اسے "گھور کر دھمکی دی۔۔

اور دوبارہ سے ڈریسنگ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔۔ وہ بھی شوز پہن کر اس کے پاس آ کھڑی ہوئی، اب وہ دونوں ہی تیار ہوئے خود کو آئینے میں دیکھ رہے تھے۔۔۔ چلیں۔۔؟" پری نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔

قریب سے دیکھ تو لینے دو۔۔ ار حم نے پری کی کمر میں اپنا بھاری ڈالا تھا۔۔۔

ار حمم۔۔" وہ جھنجھلاتے بولی تھی۔۔۔

"جی ار حم کی جان۔۔۔ وہ گرفت مزید سخت کرتے بولا تھا۔۔

نیچے چلتے ہیں نہ سب آگئے ہوں گے۔۔ پری معصوم سی شکل بناتے بولی تھی۔۔۔

ہاں چلتے ہیں۔۔ لیکن آج رات کو چھوڑوں گا نہیں۔۔ ارحم لب دباتے بولا تھا۔۔۔

پری نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔

چلو اب، ورنہ میرا ایمان ڈگمگا جائے گا۔۔ پھر شکوہ مت کرنا۔۔ ارحم ارحم بولتے پری کا ہاتھ پکڑتا باہر کی طرف بڑھاتا تھا۔۔ پری بھی خاموشی سے چل "دی تھی۔۔

اب انکار خ نیچے کی طرف تھا۔۔ جہاں سارے ار نیچمنٹس کیے گئے تھے۔۔۔

.....

ہیزل تیار ہو چکی تھی، وہ اب زمل بیگم کے پاس بیٹھی تھی۔۔ مہرناز بیگم تو "بار بار اس کی نظر اتار رہی تھیں۔۔۔

سائیڈ پہ ہی فریحہ بیگم، اور زمل بیگم، بیٹھی تھیں۔۔۔

اسی پل پر ی اور ار حم کمرے میں داخل ہوئے۔۔

ماشاء اللہ۔۔ "مہرناز بیگم ان کی طرف دیکھتے کھڑی ہوتی ان کی طرف

بڑھی تھیں۔۔۔

ماشاء اللہ میرے بچے کتنے پیارے لگ رہے ہیں، اللہ نظر بد سے بچائے۔۔

انہوں نے پیار سے پہلے پر ی کی پیشانی چومی، اور پھر ار حم کی پیشانی چومی

۔۔۔

فریحہ بیگم نے بھی آگے آتے اپنی بیٹی کی نظراتاری تھی۔۔ پر ی نے بازو

"کھولتے فریحہ بیگم کو ہگ کیا تھا۔۔

ہیزل آپ کی کتنی پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔ پر ی ہیزل کی طرف بڑھتے

"بولی تھی۔۔۔

ہیزل نے لائٹ یلو کلر کا لہنگا پہنا تھا۔۔ میچنگ دوپٹہ سر پہ ٹکائے، لائٹ سے میک اپ میں وہ بہت زیادہ حسین لگ رہی تھی۔۔ آج تو شایان کے رنگ اڑنے والے تھے۔۔

پری نے آتے ہیزر کو ہگ کیا تھا۔۔ ہیزل نے بھی جواب اس کے پھولے پھولے گال کھینچے تھے۔۔

میں ذرا بے شرم شایان، اوہہ سوری۔۔ ارحم نے لب دبائے۔۔ میں ذرا دلہا صاحب کو دیکھ لوں۔۔ وہ اٹھتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

ارحم کی بات پہ سب کا بے اختیار قہقہہ گونجا تھا۔۔ پری اب ہیزل کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو چکی تھی۔۔

.....

شایان ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔۔ اس نے ہیزل کے ڈریس کے ساتھ کی ہی کرتا شلووار پہنی تھی۔۔

حمدان، ابان، اور ار حم نے میچنگ کی تھی وائٹ شلوار قمیص کے ساتھ گلے میں مفلر لیے تھے۔۔۔

سکندر عثمان اور حمزہ صاحب بھی انکے ساتھ ہی بیٹھے تھے۔۔۔

"ار حم اندر داخل ہوا۔۔

لیں جی ار حم بھائی کو بھی فرصت مل ہی گئی۔۔ ابان سب کو ار حم کی طرف متوجہ کیا۔۔ ار حم مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

سکندر عثمان سب سے پہلے اٹھتے اپنے داماد سے ملے تھے۔۔۔ اب ار حم چلتا "ہوا شایان کی طرف آیا تھا۔۔۔

تم جتنا مرضی تیار ہو لو، لیکن مجھ سے زیادہ ہینڈ سم نہیں لگ سکتے۔۔۔ ار حم شایان کے قریب آتا بولا تھا۔۔۔

شایان جوار حم سے گلے ملنے کے لیے کھڑا ہو ہی رہا تھا کہ ار حم کی بات سنتے "دوبارہ سے واپس بیٹھا۔۔۔

کیا ہوا بیٹھ کیوں گئے۔۔ ار حم نے آئی برواچکائی۔۔۔

وہ اس لیے کیونکہ تم جیسے انسان کو عزت اس ہی نہیں ہے۔۔۔ اسی لیے
 "تمہیں عزت دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ شایان چہرہ پھیرتے بولا تھا۔۔
 شایان کی بات سنتے سکندر عثمان اور حمزہ صاحب کا بے اختیار قہقہہ گونجا تھا

شایان نے گھور کر ان کی طرف دیکھا۔۔۔
 چل بیٹا کوئی بات نہیں تو حوصلہ کر۔۔۔ حمدان نے شایان کا کندھا تھپکا۔۔۔
 "شایان نے ایک جھٹکے سے حمدان کا ہاتھ پیچھے کو پھینکا تھا۔۔۔
 کیا بھائی آپ لوگوں نے میرے بھائی کو ناراض کر دیا ہے۔۔۔ شایان بھائی
 اس کمرے میں موجود سب سے ہینڈ سم بندے کی تعریف کریں اپ۔۔۔
 "ابان کھڑا ہوتا ارحم کے قریب آیا تھا۔۔۔
 "اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ شایان اتراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔
 "جبکہ حمدان نے آنکھیں سکیر کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔

شایان بڑے اسٹیوڈیو سے کھڑا ہوتا دیوار کے ساتھ لگے بڑے سے مرر کے سامنے آیا تھا۔

اب سکندر عثمان اور حمزہ صاحب بھی پوری طرح سے ان کی طرف متوجہ تھے۔

"باباجان۔۔؟"

شایان نے سکندر عثمان کو پکارا۔۔۔ ہاں ہاں میں جانتا ہوں میں بہت پیارا ہوں۔۔ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ مگر چلو بولو۔۔ "سکندر عثمان سراہنے والے انداز میں بولے تھے۔

ان کو جہاں لگ رہا تھا کہ شایان ان کی تعریف کرنے والا ہے، لیکن شایان کے اگلے الفاظ سنتے وہ ٹھٹھکے۔

باباجان آپ آگے سے ہٹیں حمدان کو کور کر رہے ہیں۔۔۔ شایان نے دانت دکھاتے کہا۔۔۔ شایان کی بات پہ ارحم، حمزہ صاحب، اور حمدان، کا کہنا گونجا تھا۔

اوو شایان! "حمدان نے ذرا اثر مارتے ہوئے شایان کی طرف دیکھا۔۔ جو
"چند سیکنڈ بعد اس کی تعریف کرنے والا تھا۔۔

حمدان تھوڑا سا ٹیڈ ہو کے بیٹھو، ابان نظر نہیں آرہا ہے۔۔ شایان کی بات
پہ حمدان کے لب سمٹے۔۔ جو مسکراہٹ سے پھیل چکے تھے۔۔ سکندر
عثمان نے حمدان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے کہا، تم اور بلش کرو۔۔ سکندر
"عثمان کی بات پہ حمدان نے منہ بسورا۔۔۔

"ابان۔۔" شایان نے بے تاثر سے چہرے کے ساتھ ابان کو پکارا۔۔
جی بھائی۔۔ "ابان نے جھٹ سے جواب دیا۔۔ ابان جو دل میں سوچ رہا تھا
کہ شایان اب اس کی تعریف کرے گا، شایان کے اگلے الفاظ سنتے ابان
کے چہرے کی رونق گائب ہوئی۔۔۔

تم کھڑے کیوں ہو، بیٹھ جاؤ۔۔ شایان بولتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے
"لگا تھا۔۔۔

حمدان نے ابان کی طرف دیکھ کے چہرے پہ ہاتھ رکھا تھا۔ جیسے اپنی ہسی
"روکنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔"

ارحم۔۔!" اب شایان نے بڑے ادب و احترام سے ارحم کو پکارا۔ آخر
"ارحم اس کا سالہ پلس بہنوئی بھی تو تھا۔۔۔"

ارے شایان میرے جگری یار، میں جانتا تھا، تم بھی بہت اچھے ہو۔۔۔

ارحم شایان کو سر احنے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

یار ارحم سائیڈ پہ ہو جاؤ، شیشہ نظر نہیں آرہا۔ شایان دانت دکھاتا ارحم کو

"کندھے سے سائیڈ پر دھکیل گیا تھا۔۔۔ ارحم کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔"

ارے تم۔۔۔ ارے ہاں ہاں تم۔۔۔ شایان اپنے آپ کو شیشے میں دیکھتا اپنی

واسکٹ ٹھیک کرتے بولا تھا۔۔۔

"ماشاء اللہ۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔"

اللہ نظر بد سے بچائے۔۔ شایان نے دونوں ہاتھوں سے اپنی نظر اتاری تھی۔۔ تم واقعی بہت پیارے ہو۔۔ شایان اپنے آپ کو شیشے میں دیکھتا بولا " تھا۔۔۔

جہاں شایان بولتا جا رہا تھا وہیں سب کے حیرت سے منہ کھلتے جا رہے تھے۔۔۔

ابے او شرم کی خالی دکان۔۔ ار حم پیچھے سے شایان کا کالر جکڑتے بولا تھا۔۔۔ شکل دیکھی ہے تم نے اپنی ار حم نے دانت پیستے کہا۔۔۔ بیٹا جی شکل اچھی تھی تو اتنی اچھی لڑکی کا رشتہ مل گیا ہے۔۔ شایان بڑے " فخر سے بولتا حمزہ صاحب کو دیکھنے لگا تھا۔۔۔

حمزہ صاحب اٹھ کر چلتے ہوئے شایان کی طرف آئے۔۔ شایان نے ایک جھٹکے سے ار حم سے اپنا کالر چھڑوایا تھا۔۔۔

ارے میرا داماد واقعی بہت ہینڈ سم ہے۔۔ خبردار اگر کسی نے میرے داماد " کو کوئی بات کی تو۔۔ حمزہ صاحب نے بھی شایان کی سائیڈ لی تھی۔۔۔

حمزہ صاحب کی بات سنتے شایان نے بڑے لمبیٹو ڈسے گردن اٹھاتے اپنے باپ اور بھائیوں کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہو تم لوگوں کو تو "میری قدر نہیں میرے سسر کو تو میری بہت قدر ہے نہ۔۔۔"

حمزہ صاحب نے سر ہلاتے شایان کی کمر تھپکی تھی۔۔۔

حمدان اور ابان تو خونخوار نظروں سے شایان کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔ جس نے ان کو تعریف کا لارا لگا کر اپنی تعریف کر دی تھی۔۔۔

اسی پل پر ی، فریحہ بیگم، اور مہرناز بیگم کمرے میں داخل ہوئے تھیں۔۔۔

سکندر بھائی، حمزہ، آپ لوگ باہر آئیں سب لوگ اچکے ہیں۔۔۔ مہرناز بیگم

نے اندر آتے ان کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ جی جی بھابھی چلیں۔۔۔ حمزہ صاحب

اور سکندر عثمان آگے بڑھے تھے۔۔۔

پری تو اندر آتی سب سے پہلے اپنے بھائی شایان سے ملی تھی۔۔ سب سے پہلے پری نے اپنے بھائی کی نظر اتاری۔۔

"ماشاء اللہ۔۔ ماشاء اللہ۔۔ ماشاء اللہ۔۔"

پری نے ایک ہی لفظ تین دفعہ بولا تھا۔۔ شایان نے بھی بہت نرمی سے پری کے سر پہ ہاتھ دیا۔۔ اور پری اس کے سینے سے لگ گئی۔۔

کیا تھا اگر ان تین لفظوں میں سے ایک لفظ تم میرے لیے استعمال کر لیتی "تو۔۔ ار حم جلے کٹے انداز میں بولا تھا۔۔

ار حم کی بات پہ شایان نے ار حم کو ٹھینکا دیا تھا۔۔ شایان کی حرکت ار حم کو مزید تیش دلا گئی تھی۔۔

"! چلو باہر۔۔

ار حم غصے سے بولتا پری کی بازو سے ایک ہی جھٹکے میں اسے شایان سے الگ کر چکا تھا۔۔ جو شایان سے چپکی کھڑی تھی۔۔ شایان نے بڑے ایٹھیوڈ سے اپنا کالا جھٹکا تھا۔۔ اب سب کا رخ باہر کی طرف تھا۔۔

.....

اب سین یہ تھا کہ یہاں پہ لائن میں تین صوفے جوڑے گئے تھے۔۔۔
 سینٹر والا سٹریٹ پڑا تھا۔۔ جبکہ باقی دو سائیڈوں والے ترچھے انداز میں
 "رکھے گئے تھے۔۔۔ ان کے کورز لائٹ یلو اینڈ بلیک کلر کے تھے۔۔۔
 یہ خان ویلا کا گارڈن ایریا تھا۔۔ ڈیکوریشن میں بھی پیلا اور سیاہ کلر کا استعمال
 " کیا گیا تھا۔۔۔

شایان اپنی پوری وجاہت کے ساتھ اپنی ہونے والی بیگم کے (ہیزل) کے
 " ساتھ چپکا بیٹھا تھا۔۔۔

ارحم اور حمدان سے اتنی بے غزتی کروانے کے بعد بھی وہ اپنی حرکتوں سے
 باز نہیں آ رہا تھا۔۔۔ پری کو بھی آج ہی پتہ چلا تھا کہ اس کا بھائی حد سے
 زیادہ بے شرم ہے۔۔۔

شایان کی دونوں سائیڈوں والی صوفوں پہ ایک جگہ پہ میرم اور حمدان بیٹھے
 " تھے، اور دوسری جگہ پہ پری ارحم کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔

ابان بھی یہیں پہ سائیڈ پہ رکھے ایک ون سائیڈ صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔ ابان کو بھی واضح لفظوں میں آج ہی پتہ چلا تھا کہ شایان کس قدر بے شرم انسان ہے۔۔۔

مہرناز بیگم، زمل بیگم، حمزہ صاحب، فریحہ بیگم، اور سکندر عثمان، یہ سب "مہمانوں کے ساتھ مصروف تھے۔۔۔

"! اہم اہم۔۔۔

"! شایان نے گلا کھنگارتے سب کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا تھا۔۔۔

اب تمہاری ایسی کون سی بے شرمی رہ گئی ہے۔۔۔؟" جو تم ہمیں دکھانے والے ہو۔۔۔ حمدان جلے کٹے انداز میں بولا تھا۔۔۔

مان جاؤ کہ تم سے میری شادی ہضم نہیں ہو رہی۔۔۔ شایان نے ہیزل کا ہاتھ پکڑتے لہراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ "ہیزل نے غصے سے شایان سے اپنا ہاتھ چھڑوایا تھا۔۔۔ شایان نے شانے اچکاتے ہیزل کی طرف دیکھا۔۔۔

شایان اور ار حم اخر کرنا کیا چاہتے ہیں۔۔۔ بے شرمی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے
 "، لیکن شاید ان دونوں پہ کوئی حد ہی نہ تھی۔۔۔

سیدھی طرح کہونا تمہاری بیوی تمہیں منہ نہیں لگاتی۔۔۔ شایان میرم کی
 طرف دیکھتا بولا تھا۔۔۔ میرم شرم سے پانی پانی ہوتی چہرہ جھکا گئی تھی۔۔۔
 " اسے شایان سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔۔۔

ار حم میں نہیں چاہتا کہ تمہاری بہن شادی سے پہلے بیوہ ہو۔۔۔ تو لہذا اس بے
 شرم انسان کو چپ کر وادو۔۔۔ ورنہ آج یہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جائے گا
 "۔۔۔ حمدان غصے سے کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔

بھائی یہ بھی کوئی لڑنے کا ٹائم ہے بیٹھ جائیں آپ۔۔۔ پری ہمدان کے قریب
 آتے بولی تھی۔۔۔ حمدان پری کی طرف دیکھتے اپنے غصہ ضبط کر گیا تھا۔۔۔
 ورنہ شاید آج شایان کی خیر نہیں تھی۔۔۔

شایان بھائی آپ ہیزل آپ کے لیے کوئی اچھا سا شعر سنائیں گے۔۔۔ پری
 واپس اپنی جگہ پہ بیٹھتے بولی تھی۔۔۔

تو میرے پاس بھی اپنی بیوی کو سویٹ ہارٹ بولنے کا پورا حق ہے۔۔
"شایان نے احتجاج کیا تھا۔۔

ہیزل تمہاری ہونے والی بیوی ہے۔۔ ابھی ہوئی نہیں ہے۔۔ ارحم نے
دانت پیسے تھے۔۔

تو ٹھیک ہے پھر! "تم بھی آج کے بعد میری بہن کو بے بی نہیں بولو گے
۔۔ اب شایان بھی غصے سے کھڑا ہو چکا تھا۔۔

اس کو دیکھتے اب ان اور حمد ان بھی کھڑے ہو چکے تھے۔۔ ارحم کو تو سمجھ
نہیں آرہی تھی کہ اس نے پری کو بے بی بولتے سنا کب۔۔

تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے۔۔ ارحم انگلی دکھاتا آگے کی طرف
بڑھاتا تھا۔۔ لیکن پری نے ایک دم سے اٹھتے اسے بازو سے پکڑ لیا تھا۔۔
اب ہیزل بھی گھبرا چکی تھی۔۔

بھائی ہوں میں پری کا۔۔ شایان ایڈیٹیوڈ سے بولا تھا۔۔

چپ کر جاؤ بے شرموں۔۔ شرم نام کی کوئی چیز بچی ہے تم دونوں میں
 ۔۔ حمدان ان دونوں کو گھورتے بولا تھا۔۔ جو بیوی اور سویٹ ہارٹ لفظ پہ
 لڑ رہے تھے۔۔

اوو تم مجھے شرم سکھاؤ گے۔۔ اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا۔۔؟"
 شایان کا رخ اب حمدان کی طرف تھا۔۔ پتہ نہیں اب شایان کیا کرنے والا
 تھا۔۔

تم نے جو بابا کے سامنے میرم بھا بھی کوڈار لنگ بولا تھا، وہ کس کھاتے میں
 ۔۔؟"

شایان کی بات پہ میرم کا حیرت سے منہ کھلا۔۔ اسے بالکل بھی شایان سے
 اس بات کی توقع نہیں تھی۔۔ شایان کی بات سننے ار حم کا دل چاہا تھا کہ وہ
 زوردار کہہ لگائے۔۔ لیکن اس وقت سچویشن کافی سیریس تھی۔۔ تو ار حم
 نے کافی حد تک کنٹرول کیا تھا۔۔

میں نے بابا کے سامنے اپنی ذاتی بیوی کو ڈار لنگ بولا تھا۔۔ تمہاری طرح
"اپنے سسرال میں بیٹھ کے بچوں کی بات نہیں کی تھی۔۔۔
اگر شایان نے حمد ان کو ذلیل کروایا تھا تو حمد ان کا بھی پورا حق تھا شایان کو
ذلیل کروانے کا۔۔ حمد ان کی بات سنتے ار حم کو زبردست جھٹکا لگا تھا۔۔
شرم کی خالی دکان لعنت ہے تیری شکل پہ۔۔ ار حم نے اپنے ہاتھ سے
شایان کو لعنت دی تھی۔۔۔ شایان نے کالر جھٹکتے نظریں چرائیں۔۔۔
ہیزل بیچاری شرم سے پانی پانی ہوتی اپنا چہرہ جھکا گئی تھی۔۔
ابان جو کب سے ان کی لڑائی انجوائے کر رہا تھا اس بات پہ اسے بھی تھوڑی
شرمندگی ہوئی تھی۔۔۔ اسے لگتا تھا کہ حمد ان ہی بے شرم ہے، لیکن ابان
غلط تھا، شایان حمد ان سے چار ہاتھ آگے ہے۔۔ اس نے ابھی چند منٹ پہلے
اندازہ لگایا تھا۔۔۔

حمدان، شایان اور ار حم، تینوں ہی کافی حد تک بے شرم تھے۔۔ ان تینوں نے ہی ایک دوسرے کے راز کھولتے کھولتے اپنی بیویوں کو ذلیل کر وادیا تھا۔۔۔

یہ تم لوگ لڑکیوں رہے ہو۔۔ مہرناز بیگم ان کے پاس آتی بولی تھیں۔۔۔ فریحہ بیگم، سکندر عثمان، حمزہ صاحب، اور زمل بیگم، بھی ان کے پیچھے ہی آئی تھیں۔۔۔

کچھ نہیں ماما آپ آئیں بیٹھیں۔۔ میرے خیال سے اب ہمیں رسم شروع کر دینی چاہیے۔۔ ار حم انتہائی شرافت سے بولا تھا۔۔۔ باقی سب کی شکلوں پہ بھی شرافت کا لبا بہ اڑھ چکا تھا۔۔۔

ہیزل، میرم اور پری، نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔ ورنہ شاید آج وہ کتنا اور "ذلیل ہو جاتی۔۔ ہاں بیٹا چلو رسم شروع کرتے ہیں۔۔۔

رسم شروع ہو چکی تھی۔۔ سب سے پہلے پری اور ار حم نے رسم کی تھی۔۔ اس کے بعد میرم اور حمدان نے۔۔ اور پھر آہستہ آہستہ مہرناز بیگم، فریحہ

بیگم، زمل بیگم اور پھر دوسرے مہمان بھی آہستہ آہستہ رسم کرنے لگے

شایان کے چہرے سے تو مسکراہٹ ہی نہیں جا رہی تھی۔۔ ہیزل تو بار بار شایان کی نظروں سے شرمارہی تھی۔۔ جو اس کے چہرے پہ ہی مرکوز تھیں۔۔۔

کچھ دیر میں رسم ختم ہو چکی تھی۔۔ سب کافی حد تک تھک چکے تھے۔۔۔ مہمان بھی جا چکے تھے۔۔ اور اب سکندر فیملی کو بھی لاہور کے لیے نکلنا تھا۔۔ آخر ان کو صبح بارات بھی تو لے کر آنی تھی۔۔۔

پری ہمارے ساتھ جا رہی ہے۔۔ حمدان آگے آتے بولا تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے پری تمہارے ساتھ جا رہی ہے۔۔ پری کیوں تمہارے ساتھ جائے گی۔۔ ارحم نے شوکڈ نظروں سے حمدان کی طرف دیکھا

کیوں کیا اس بات کا کوئی مطلب ہونا چاہیے۔۔۔ پریشان کی بہن ہے، اور ظاہر سی بات ہے شایان کی شادی ہے، تو پری تو ساتھ جائے گی ہی۔۔۔ حمدان نے تفصیل دی۔۔۔ آخر اس کو صبح اپنے بھائی کی بارات کے ساتھ بھی آنا ہے۔۔۔

حمدان کی بات سنتے ار حم کے تن بدن میں آگ لگ چکی تھی۔۔۔ ہاں تو کیا ہوا بھائی کی شادی ہے تو۔۔۔ وہ نہیں جائے گی۔۔۔ پری یہاں پہ ہی رہے گی "۔۔۔ وہ ہمارے ساتھ ہی ہال میں جائے گی۔۔۔"

حمدان کی بات سنتے ار حم کی تو جیسے سانس اٹک گئی تھی۔۔۔ ہاں ہاں بیٹا پری ہمارے ساتھ ہی ہال میں آئے گی۔۔۔ مہرناز بیگم نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔ ار حم نے بھی اپنی ماما کی طرف دیکھتے زور زور سے اس بات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

پری کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی بارات کے ساتھ آئے۔۔۔ لیکن "یہاں تو الٹا ہی ہو گیا تھا۔۔۔ ار حم اس کو جانے نہیں دے گا۔۔۔"

ارحم پلیز جانے دیں نا۔۔ میں صبح بارات کے ساتھ آؤں گی۔۔ اتنا مزہ آئے گا نا شایان بھیا کی بارات کے ساتھ آنے پہ۔۔ پری کھلکھلاتی ہوئی بولی تھی

تم نہ چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔۔ بلکہ تم یہاں سے اندر چلو۔۔ چلو شاباش جاؤ، سونے کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔ ارحم نے اندر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ پری نے منہ بسور کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔

تم میری بہن کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔۔ پری ہمارے ساتھ ہی جائے گی۔۔ شایان نے آگے بڑھتے پری کا ہاتھ پکڑا۔۔

شایان میں کہہ رہا ہوں اس کا ہاتھ چھوڑ دو میں نہیں چاہتا کہ میری بہن شادی سے پہلے ہی بیوہ ہو۔۔ ارحم کی بات سنتے سب نے حیرت سے ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔

ہاں ہاں رکھو تم اپنی بیوی کو اپنے پاس۔۔ کوئی شوق نہیں ہے مجھے اسے لے کر جانے کا۔۔ شایان نے جلدی سے پری کا ہاتھ چھوڑا۔۔

اب کی بارپری نے حیرت سے شایان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ کتنا مطلبی تھا
"اس کا بھائی۔۔"

ہاں ہاں جاؤ جاؤ۔۔ ارحم نے آگے بڑھتے پری کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔ اور شایان
کو باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

فریحہ بیگم، مہرناز بیگم اور زمل بیگم سے ملتی باہر کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔
باقی سب بھی باہر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔ میرم نے پری کو گلے لگا کر اس
کی گال پہ کس کی تھی۔۔

اداس نہیں ہونا کوئی بات نہیں۔۔۔

پری نے میرم کی بات سننے دھیمے سے اس بات میں سر ہلادیا تھا۔۔ وہ سب جا
چکے تھے۔۔ پری بھی عجیب سامنہ بناتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔
چلیں ماما آپ لوگ بھی سو جائیں۔۔ کافی رات ہو گئی ہے۔۔ ارحم نے بھی
سب کو اندر چلنے کا کہا تھا۔۔۔

سبھی اب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔۔ آج سب کافی تھک چکے تھے۔۔۔ مہندی کا فنکشن کافی بڑا رکھا گیا تھا۔۔۔ اب کل مین ایونٹ تھا

بارات۔۔۔

.....

ارحم جیسے ہی کمرے میں آیا اس کی نظروں نے پری کو تلاش کیا۔ اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔ اس کے سامنے ہی پری واش روم سے باہر آرہی تھی۔

اس کے چہرے سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔۔۔ کچھ دیر پہلے جو بال چٹیا میں بندے تھے وہ اب کھلے اس کے شانوں پہ پھیلے تھے۔۔۔ پری بلیک کلر کے نائٹ ڈریس میں ملبوس چہرے پہ ادا سی سجائے دے دے قدموں سے بیڈ پہ اپنی سائیڈ کی طرف آئی۔۔۔

"ارحم پری کے چہرے پہ ادا سی نوٹ کر چکا تھا۔۔۔"

ارحم چلتا ہوا پری کے قریب آیا۔۔۔ میرا بے بی ناراض ہے۔۔۔ ارحم نے دھیرے سے جھکتے پری کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔ جو لیٹنے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔

آپ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔ پری نے دھیمے سے اداس سا جواب دیا تھا۔۔۔

پری اب بھلا اس میں کوئی ناراض ہونے والی بات ہے۔۔۔ ارحم جھنجھلاتے "بولا تھا۔۔۔"

کیوں نہیں ہے اس میں ناراض ہونے والی بات۔۔۔ میں جب سے یہاں آئی ہوں آپ نے مجھے ایک دفعہ بھی ماما بابا کے پاس نہیں جانے دیا۔۔۔ پری کی آنکھوں کے کنارے نم ہو چکے تھے۔۔۔

او میرے بے بی کو ماما بابا کے پاس جانا ہے۔۔۔ کوئی بات نہیں شایان کی شادی کے بعد میں تمہیں خود لے کر جاؤں گا۔۔۔ ارحم انتہائی نرمی سے پری کے گال تھپکتے بولا تھا۔۔۔

نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔ مجھے پتہ ہے آپ نہیں لے کر جائیں گے۔۔ پری نے اپنے ہاتھ سے اپنی ایک آنکھ صاف کی تھی۔۔ جہاں سے ایک موٹا آنسو بہتا اس کی گال پہ پھسلا تھا۔۔

پری اب رونے والی بات ہے کیا۔۔ تمہیں مجھ پہ یقین نہیں ہے۔۔ جب میں تمہیں کہہ رہا ہوں نا۔۔ میں تمہیں لے کر جاؤں گا یا ر۔۔ ارحم نے اپنے دونوں بھاری ہاتھوں سے پری کی آنکھیں صاف کی تھیں۔۔۔

پکا۔۔ "پری کسی چھوٹے بچے کی طرح بولی تھی۔۔۔"

ہاں پکا۔۔! "ٹھیک ہے۔۔ پری نے ہلکا سا سراسبات میں ہلایا تھا۔۔

اب سونا ہے مجھے میں تھک گئی ہوں۔۔۔

پری کا تھکن سے برا حال ہو رہا تھا۔۔ اس کی آنکھیں نیند سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔ اس کو انتہائی نیند آرہی تھی۔۔ اس کے پاؤں ہیل پہننے کی وجہ سے دکھ رہے تھے۔۔۔

ایسے کیسے سو سکتی ہو تم۔۔ میری نیندیں حرام کر کے میڈم کو سونے کی پڑی ہے۔۔ خبردار اگر تم سوئی تو۔۔

کس نے کہا تھا اتنی تیاریاں کرو۔۔ بہت شوق چڑھا ہوا تھا بھائی کی شادی کا

"۔۔۔ ارحم ہاتھ لہراتے غصے سے بولا تھا۔۔

ہاں تو میرے بھائی کی شادی تھی کیا میں اتنی تیاریاں نہ کرتی۔۔؟" پری نے آنکھیں چھوٹے کرتے ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔

مجھے کیا جو مرضی کرو۔۔ لیکن تم ابھی نہیں سو سکتی۔۔ ارحم نے اپنا فیصلہ

"سنایا تھا۔۔

کیوں نہیں سو سکتی۔۔ سونے لگی ہوں میں۔۔ اور آپ پہ چپ کر کے سو جائیں۔۔ پری بیڈ کی طرف بڑھی تھی۔۔ ارحم نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔

چپ، ایک دفعہ منع کر دیا ہے تو کر دینا منع۔۔۔ دیکھو آج موسم کتنا اچھا ہو رہا ہے۔۔۔ ستارے بھی نکلے ہیں۔۔۔ آؤ ہم بالکنی پہ چلتے ہیں۔۔۔ ار حم پری کا ہاتھ کھینچتے زبردستی بالکنی کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

نہیں ار حم مجھے سونا ہے۔۔۔ مجھے بہت زیادہ نیند آرہی ہے۔۔۔ آپ پلیز مجھے سونے دیں۔۔۔ پری نے اپنی نیند کے لیے احتجاج کیا تھا۔۔۔

تم بولتی رہو میں تمہاری ایک نہیں سننے والا۔۔۔ ار حم اپنی سناتے بالکنی کا دروازہ کھولتے اندر کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔۔

وہاں پہ دو کرسیاں موجود تھیں۔۔۔ ایک پہ ار حم نے پری کو بٹھایا اور دوسرے پہ خود براجمان ہوا۔۔۔ پری اس کے برابر ہی بیٹھی تھی۔۔۔ ار حم نے چاند کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تم زیادہ پیاری ہو یا وہ "چاند۔۔۔ ار حم چہرے پہ گہری مسکراہٹ سجاتے بولا تھا۔۔۔

پری شرم سے جھنپ سی گئی تھی۔۔۔ ار حم نے سوالیہ نظروں سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ جو سمت ٹی سی بیٹھی تھی۔۔۔

ارحم نے آئی برواچکائی۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو کیا بات ہے۔۔ پری نے دھیرے سے سر نفی میں ہلایا تھا۔۔

ہائے ارحم تو اس کی ادا پہ ہی مر مٹا تھا۔۔

تم مان کیوں نہیں جاتی کہ میں جب بھی تمہارے پاس آتا ہوں تو تم شرم مانے لگ جاتی ہو۔۔ ارحم کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔

ہاں تو کیا آپ کی طرح بے شرم بن جاؤں۔۔؟ "پری ہلکا سا من منائی تھی۔۔۔ ارحم پری کا اشارہ سمجھ چکا تھا۔۔۔

اگر بیوی کے قریب جانا بے شرمی ہے، تو ہاں میں بے شرم ہوں۔۔ ارحم نے بات کرتے کرتے اپنے چہرے کے نیچے ہاتھ ٹکایا تھا۔۔ وہ بیٹھا تو اپنی کرسی پہ تھا لیکن اس وقت وہ پورا پری کی طرف جھکا ہوا تھا۔۔

ویسے نا آپ کچھ زیادہ ہی بے شرم ہیں۔۔۔ پری ارحم کی نظروں سے کنفیوز "ہوتی بولی تھی۔۔

چلو اب اگر تم نے مجھے بے شرم بول ہی دیا ہے تو کیوں نہ میں اپنا بے شرمی کا ثبوت بھی تمہیں دکھا دوں۔۔۔ ار حم نے ہاتھ بڑھاتے پری کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں بھرا تھا۔۔۔ پری مزید گنفسیوز ہو گئی تھی۔۔۔

ار حم جیسے ہی پری کے چہرے کی طرف جھکنے لگا پری نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔۔۔

ار حم ایک دم سے پیچھے ہوا تھا۔۔۔ پری ہنستی چلی جا رہی تھی۔۔۔ ار حم نے "انتہائی مایوسی سے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔

پری کیا تم کبھی میری فیلنگ نہیں سمجھ سکو گی۔۔۔ ار حم افسردگی سے بولا تھا۔۔۔

"پری نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔ وہ ابھی تک ہنسنے میں مصروف تھی۔۔۔

پری سیریسلی کیا تم میری فیلنگز کو نہیں سمجھتی ہو۔۔۔ اب ار حم کا لہجہ تھوڑا سنجیدہ تھا۔۔۔ اور آواز میں تھوڑا غصہ بھی تھا۔۔۔

پری نے اپنی ہنسی کنٹرول کی۔۔۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے، میں آپ کی فیلنگ سمجھتی ہوں۔۔۔ پری شرمیلے سے انداز میں بولی تھی۔۔۔

ہاں میری فیلنگ سمجھتی ہو۔۔۔ اسی لیے جب بھی میں قریب آتا ہوں تو

"میرے رومینس کا بیڑا غرق کر دیتی ہو۔۔۔ ارحم منہ بگاڑتے بولا تھا۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں ارحم ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ آپ حرکتیں ہی ایسی کرتے

ہیں مجھے خود بخود ہنسی آ جاتی ہے۔۔۔ پری کی اگلی بات سنتے ارحم کو جھٹکا لگا

کیا مطلب ہے کیسی حرکتیں کرتا ہوں میں۔۔۔؟" ارحم صدمے کی کیفیت

"میں بولا تھا۔۔۔

نہیں ارحم میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ پری نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا

نہیں تمہارا وہی مطلب تھا۔۔۔ پری بس بہت ہو گیا اب میں مزید کوئی
گستاخی برداشت نہیں کروں گا۔۔۔ ار حم انگلی دکھاتا بولا تھا پری خاموش ہو
گئی تھی۔۔۔

ار حم پری کی لرزتی آنکھوں میں دیکھتا اس کے چہرے پہ جھکا تھا۔ اس نے
"بہت نرمی سے پری کے لبوں کو چھوا تھا۔۔۔"

پری نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔ ار حم نے چہرہ اٹھاتے مسکراتے
ہوئے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ پری کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا
تھا۔۔۔ میرے خیال سے یہ وقت تمہاری آنکھیں بند کرنے کا نہیں، ہنسنے
کا تھا۔۔۔؟" ار حم نے پری کو کچھ یاد دلایا تھا۔۔۔

لیکن اب پری میں آنکھیں کھولنے کی ہمت بھی نہیں بچی تھی۔۔۔ ہا ہا ہا ہا ہا
۔۔۔ ار حم زوردار قہقہہ لگا گیا تھا۔۔۔ پری مزید شرم سے جھنپ سی گئی تھی
۔۔۔"

چلو سونا نہیں ہے۔۔ آنکھیں بند کر کے یہیں پہ بیٹھنے کا ارادہ ہے۔۔؟"

ارحم مزید پری کو تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے کھڑے ہوتے پری کو ہاتھ سے اٹھایا تھا۔۔ پری خاموشی سے ارحم کے ساتھ اندر آگئی تھی۔۔

اندر آتے ہی ارحم سیدھا واش روم میں گیا تھا۔ پری تو جلدی سے کمبل میں گھستی خود کو کور کر گئی تھی۔۔

ارحم نے پیچھے کو پلٹتے پری کی حرکت کو نوٹ کیا تھا۔ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔

Zubi Novels Zone

.....

اگلادن شروع ہو چکا تھا۔ آج بارات تھی۔۔ ہیزل کے چہرے پہ بھی ایک الگ سی رونق تھی۔۔ زمل بیگم کافی اداس اداس پھر رہی تھیں۔۔۔

مہرناز بیگم بھی اداس تھیں۔۔۔

سکندر و لا میں بھی سب تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔۔۔ بس بارات کے لیے نکلنے ہی والے تھے۔۔۔

شایان نے بلیک کلر کی شیر وانی پہنی تھی۔۔۔ آج شایان خوبصورت سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ آج تو حمدان نے بھی شایان کی نظر " اتاری تھی۔۔۔

مذاق اپنی جگہ لیکن واقعی حمدان کو شایان کے لیے بہت زیادہ خوشی تھی۔۔۔ فریحہ بیگم تو بار بار شایان کی نظر اتار رہی تھیں۔۔۔

سکندر صاحب، ابان اور حمدان نے سیم ڈریسنگ کی تھی۔۔۔ میرم نے ریڈ کلر کی میکسی پہنی تھی۔۔۔

بابا چلے نا ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ شایان سکندر عثمان کو اشارہ کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ لیکن بولنے سے پہلے وہ سوچ چکا تھا کہ یہ بولنے کے بعد اسے دو تین سلاواتیں بھی سننے کو ملیں گی۔۔۔ لیکن اس کے سوچ کے برعکس ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔

آج سکندر عثمان نے اسے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔۔۔ شایان نے حیران ہوتے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔ حمدان مسکراتے ہوئے آگے آیا تھا۔۔۔ اس نے شایان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ آج تمہارے لیے بہت خاص دن ہے۔۔۔ اسی لیے ہم تمہیں کچھ نہیں کہہ رہے۔۔۔ لیکن زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے صرف آج کے لیے تمہاری بخشش ہو گئی ہے

۔۔۔ "حمدان کی بات پہ سب مسکرائے تھے۔۔۔"

"مطلب کی بات کی ہے تم نے۔۔۔ شایان نے منہ بسورا۔۔۔"

تم شکر مناؤ میں نے بات کر دی ہے۔۔۔ مطلب سے تمہیں کوئی غرض

"نہیں۔۔۔ اور اب چلونیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔۔۔"

ہاہاہا۔۔۔ سکندر عثمان، ابان، فریحہ بیگم، میرم، سب ہی باہر کی طرف بڑے

"تھے۔۔۔"

ان کا یہ خوبصورت سفر روانہ ہوا تھا۔۔۔ قطار میں یہ 1210 گاڑیاں
اسلام آباد کی طرف روانہ ہوئی تھیں۔۔۔ سب سے آگے ایک گارڈز کی
گاڑی تھی۔۔۔ اس کے پیچھے شایان کی گاڑی تھی، شایان کی گاڑی کا کلر بلیک
تھا۔۔۔ باقی سب گاڑیاں وائٹ کلر میں تھیں۔۔۔

یہ گاڑیوں کی قطار شایان کی بارات لے کر جا رہی تھی۔۔۔ یہ گاڑیوں کی
بارات ہیزل حمزہ کو، ہیزل شایان بنانے جا رہی تھی۔۔۔

.....

بڑے سے ہول میں سارے ارنجمنٹس کیے گئے تھے۔۔۔ ہیزل دلہن کے
عروسی جوڑے میں ملبوس برائیڈل روم میں بیٹھی تھی۔۔۔
آج پری نے بلیک کلر کی میکسی پہنی تھی۔۔۔ ارحم نے بھی اس سے ملتی جلتی
بلیک شیروانی پہنی تھی۔۔۔

آج پری کافی شرمائی شرمائی پھر رہی تھی۔۔۔ ارحم کی طرف تو دیکھ ہی نہیں
رہی تھی۔۔۔

شایان اپنی گاڑی سے اتر اٹھا۔۔ باقی سب بھی آہستہ آہستہ اترتے آگے کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔

شایان نے گاڑی سے نکلتے سب سے پہلے ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔ اس نے " بڑے بیٹیوڈ سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

ارحم نے دل میں بے اختیار ماشاء اللہ کہا تھا۔۔ ارحم آگے بڑھا، اور اس نے شایان کو گلے لگا لیا۔۔ ارے واہ صالح صاحب آج تو بڑا چمک رہے ہو۔۔ " ارحم شوخ سے لہجے میں بولا تھا۔۔

ہاں ہاں تھوڑا دور ہو کے کھڑا ہو۔۔ شایان نے ارحم سے گلے ملتے جلدی " سے اس سے فاصلہ قائم کیا۔۔

ارحم نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔۔ حمزہ صاحب آتے شایان سے گلے ملے
"تھے۔۔۔"

.....

نکاح کا وقت آچکا تھا۔۔۔ ہیزل بڑی سی چادر سے گھونگھٹ لیے بیٹھی تھی
"۔۔۔ اس کے برابر میں ہی شایان بھی بیٹھا تھا۔۔۔"

شایان نے ہیزل کی طرف دیکھا، جو سمٹی بیٹھی تھی۔۔۔ بہت سی لڑکیاں
کہتی ہیں کہ لڑکے ٹائم پاس کرتے ہیں، دیکھو آج میں نکاح نامہ ساتھ لے
کر آیا ہوں، بسم اللہ کرو۔۔۔ شایان دھیرے سے جھکتے اس کے کان میں
بڑبڑایا تھا۔۔۔ ہیزل شایان کی بات سنتے مزید سمٹ گئی تھی۔۔۔
"باقی سب آس پاس بکھرے بیٹھے تھے۔۔۔"

سکندر عثمان نے سوالیہ نظروں سے حمزہ صاحب کی طرف دیکھتے ہلکا سا سر
ہلاتے انہیں اشارہ کیا تھا۔۔۔ جو اب حمزہ صاحب نے بھی سر اسبات میں ہلایا
تھا۔۔۔

مولوی صاحب نکاح شروع کریں!!! "سکندر عثمان نے مولوی صاحب کو مخاطب کیا تھا۔۔۔"

"مولوی صاحب نے بسم اللہ پڑھ کر نکاح پڑھوانا شروع کیا۔۔۔
ہیزل، ولد حمزہ خان کیا آپ کو شایان سکندر ولد سکندر عثمان کے ساتھ
بعوض حق مہر پچاس لاکھ سکہ رائج الوقت، تمام گواہوں کی موجودگی میں
"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔؟"

مولوی صاحب کی بات سنتے ہیزل کے جسم میں سنسنی سی دوڑی۔۔۔ حمزہ
صاحب نے ہاتھ بڑھاتے ہیزل کا ہاتھ تھاما۔۔۔

بولو بیٹا جواب دو۔۔۔ حمزہ صاحب نے انتہائی نرمی سے اس کی پیشانی "چومتے کہا۔۔۔"

"اق۔ قبول ہے"

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔؟"

"! قبول ہے"

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟"

"جی۔۔ قبول ہے۔"

حمزہ صاحب نے ہیزل کے گرد حصار بناتے اسے سینے سے لگا لیا تھا۔۔

شایان سکندر، ولد سکندر عثمان کیا آپ کو ہیزل ولد حمزہ خان، کے ساتھ

بعوض حق مہر پچاس لاکھ حق مہر سکھ رائج الوقت، تمام گواہوں کی

"موجودگی میں، کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔؟"

"(تم میری زندگی میں آئی پہلی اور آخری لڑکی ہو)

"! جی قبول ہے"

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟"

میں ہر مشکل وقت میں تمہارے ساتھ تمہاری ڈھال بن کر کھڑا ہوں گا،)

"(یہ شایان سکندر کا وعدہ ہے

"! جی قبول ہے"

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟"

ہیزل شایان سکندر آج سے تم صرف میری ہو، صرف اور صرف شایان)
 "(سکندر کی، اور یہ سکندر تم پہ پوری دنیا لٹانے کو تیار ہے
 " ! جی قبول ہے

شایان تیسری مرتبہ بولتے کھڑا ہوا تھا، حمزہ صاحب نے آگے آتے سب
 " سے پہلے شایان کو گلے لگاتے اس کی پیشانی چومی تھی۔

مہرناز بیگم، زمل بیگم، سب باری باری شایان سے ملے تھے۔۔ اب ارحم
 " بھی مسکراتا ہوا شایان کی طرف آیا تھا۔

شایان تم واقعی بہت اچھے ہو۔۔ اور مجھے پوری امید ہے کہ تم میری بہن کا
 " بہت زیادہ خیال رکھو گے۔۔ ارحم شایان سے گلے ملتے بولا تھا۔۔

مبارک ہو جی۔۔ حمدان بھی آگے آتے شایان سے گلے ملا تھا۔۔ بھائی آپ
 کو بہت بہت مبارک ہو۔۔ ابان نے بھی آتے شایان کو مبارکباد دی تھی
 "۔۔

خیر مبارک، خیر مبارک، شایان نے گہری مسکراہٹ سے ان سب کو
"جواب دیا تھا۔۔۔"

فائنلی تو بھی میرا سالہ بن گیا۔۔۔ شایان مسکراتے بولا تھا۔۔۔ شایان کی
"بات پہ سبھی مسکرا دیے تھے۔۔۔"

.....

حمزہ صاحب اور ارحم خان کی طرف سے بہت اچھے سے مہمان نوازی کی گئی
تھی۔۔۔ اس دعوت میں آس پاس، دور دیگر، تمام رشتہ داروں کو مدعو کیا
گیا تھا۔۔۔

نکاح کے بعد رخصتی کا وقت آچکا تھا۔۔۔ ایونٹ کو بہت زیادہ انجوائے کیا گیا
تھا۔۔۔ اور اب رخصتی کے وقت پہ سب کی آنکھوں میں ہی نمی اتر آئی تھی
۔۔۔"

زیمیل بیگم تو ہیزل کے گلے لگے روئی جا رہی تھیں۔۔۔ مہرناز بیگم بھی
"ارحم کے گلے لگے رونے میں مصروف تھیں۔۔۔"

ارحم کو تو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اتنا روئے کیوں جا رہی ہیں۔۔۔ چچی جان بس کر دیں، ارحم جھنجھلاتے بولا تھا۔۔

پری نے گھور کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ آپ لڑکی نہیں ہیں نا، اسی لیے بول رہے ہیں۔۔۔ پری کی آنکھوں میں بھی نمی تھی۔۔۔

ارحم پری کی آنکھوں میں نمی دیکھتے تپ اٹھا تھا۔۔۔ اب تم کیوں رونا شروع ہو گئی ہو۔۔۔ آگے میں ان کو چپ نہیں کروا پارہا، اور تم نے بھی رونا شروع کر دیا ہے۔۔۔ ارحم کی اپنی آواز لڑکھڑاہی تھی۔۔۔ لیکن وہ سب کو ہمت دینے کی وجہ سے اس طرح بول رہا تھا۔۔۔

"ارحمم" پری جھنجھلاتے بولی تھی۔۔۔

ارحم آگے بڑھتا ہیزل کی طرف گیا تھا۔ اس نے زیمیل بیگم کو پیچھے کرتے ہیزل کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔ بس میرا بچہ، بس کر دو اور کتنا رونا ہے۔۔۔ شایان اپنا ہی بندہ ہے تم جب چاہو آسکتی ہو۔۔۔ اور تم نے شایان پر حکم چلانا ہے حکم، سمجھ رہی ہونا۔۔۔ ارحم باور کرنے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

شایان نے گھور کر ار حم کی طرف دیکھا۔ تم میری بیوی کو پٹیاں مت پڑھاؤ۔ شایان گھورتے بولا تھا۔ شایان کی بات پہ سب ہی نم آنکھوں سے مسکرا دیے تھے۔۔۔

ار حم کا موبائل فون بجا تھا، اس نے ہیزل کی کمر تھکتے اسے پیار سے دور کیا تھا۔ بس اب نہیں رونا سمجھی، ار حم انگلی دکھاتے بولا تھا۔۔۔

ہیزل نے دھیمے سے اس بات میں سر ہلا دیا۔ ار حم موبائل لیتا سائیڈ کی طرف گیا تھا۔ حمدان بھی اس کے پیچھے ہی گیا۔

کیا ہوا کس کی کال ہے۔۔؟ "حمدان اس کے پاس آتے بولا تھا۔ پتہ نہیں

ار حم نے بولتے کال اٹھائی، اب حمدان بھی اسی کی طرف متوجہ تھا۔۔۔

ار حم جیسے جیسے کال سن رہا تھا اس کے چہرے کا رنگ اڑتا جا رہا تھا۔ جی

میں آرہا ہوں۔ اتنا کہتے ار حم نے کال کاٹی۔۔

"کیا ہوا ار حم۔؟" حمدان نے بے چینی سے پوچھا۔

"حمدان یزدان کو ہارٹ اٹیک آیا ہے۔۔

کیا۔۔!" حمدان حیرانی کے انداز میں بولا تھا۔۔

ہاں ہمیں ابھی جانا ہو گا۔۔ لیکن ہم کسی کو بتائیں گے نہیں ابھی پلیز۔۔ ار حم
"حمدان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے بولا تھا۔۔

ہاں وہ تو ٹھیک ہے، لیکن ابھی رخصتی کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔ حمدان پریشانی کے
عالم میں بولا۔۔

"چلو کچھ کرتے ہیں۔۔"

.....

ار حم بیٹا بتا دو جا کہاں رہے ہو۔۔ مہرناز بیگم نے فکر مندی سے پوچھا تھا

۔۔۔

اما آپ لوگ بالکل بھی پریشان مت ہوں مجھے اور حمدان کو ایک کام ہے ہم
لوگ کچھ دیر میں واپس آجائیں گے۔۔ شایان پیار سے ان کے چہرے پہ
ہاتھ رکھتا بولا تھا۔۔

لیکن بیٹا مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔۔

ماما میں آپ سے بول رہا ہوں ناہم ابھی کچھ ٹائم تک آجائیں گے۔۔۔
 ہاں تو آپ بتا کر جائیں نا، آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔ پری منہ بناتے بولی تھی
 ۔۔

ہاں بے بی میں تمہیں آکر بتا دوں گا میں کہاں گیا تھا۔۔۔ چلو شاباش اب تم
 لوگ گھر چلو۔۔۔ ار حم نے سکندر عثمان کو بتا کر بارات کو بھجوا دیا تھا۔۔۔
 شایان نے کافی دفعہ ان سے پوچھا تھا لیکن ار حم نے نہیں بتایا۔۔۔ ار حم
 نہیں چاہتا تھا کہ شایان اس وقت کوئی ٹینشن لے۔۔۔ اسی لیے ار حم اور
 حمد ان نے بات سنبھالتے ان کو لاہور کی طرف روانہ کر دیا تھا۔۔۔ اور اب
 "یہ لوگ ہسپتال کی طرف جا رہے تھے۔۔۔"

ار حم بیٹا تم ہمیں کوئی تھوڑی سی بات ہی بتا دو۔۔۔ ہم پیچھے پریشان ہوتے
 رہیں گے۔۔۔ زمل بیگم ار حم سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔
 ہاں بیٹا ہم پیچھے سے پریشان ہوتے رہیں گے۔۔۔ حمزہ صاحب نے بھی بعد
 "میں حصہ لیا تھا۔۔۔"

چچا جان یزدان کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔۔ رخسار آنٹی نے فون کیا تھا، وہ ہمیں بلارہی ہیں اسی لیے ہمیں جانا ہے۔۔۔ ارحم نے چہرہ جھکاتے کہا تھا

یا اللہ خیر اسے کیا ہوا، مہرناز بیگم پریشانی سے بولی تھیں۔۔۔ "ماما اب ہم جا رہے ہیں نا تو پتہ چلے گا۔۔۔"

ہاں بیٹا چلو میں بھی تم لوگوں کے ساتھ چلتا ہوں، اکیلے کیا کرو گے۔۔۔ حمزہ صاحب بولے تھے۔۔۔

Zubi Novels Zone

جی چچا جان آجائیں۔۔۔

.....

ارحم نے ہسپتال داخل ہوتے ریسیپشن سے روم نمبر پوچھا تھا۔۔۔ روم نمبر پوچھتے وہ برق رفتاری سے اندر کی طرف بڑھا تھا، حمدان اور حمزہ صاحب "بھی اس کے پیچھے ہی تھے۔۔۔"

"یہ تینوں روم میں ہی آئے تھے، رخسار بیگم بھی وہیں پہنچیں۔۔۔"

ارحم جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا یزدان کی اس پہ نظر پڑی تھی۔۔ یزدان نے نظریں جھکا لیں، وہ بمشکل ہلکا سا پلو کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔

"اسے ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔"

مہرناز بیگم بھی اس کے پاس ہی سر جھکائے بیٹھی شاید کچھ بول رہی تھیں۔۔ کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے انہوں نے ذرا سا سر اٹھاتے دروازے کی طرف دیکھا تھا۔۔ ارحم کو اندر داخل ہوتا دیکھ وہ ایک سائیڈ پہ کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔

پہلے ارحم داخل ہوا، پھر حمدان اور حمزہ صاحب بھی اس کے پیچھے ہی داخل ہوئے تھے۔۔ ارحم چلتا ہوا یزدان کے بیٹھ کے قریب کچھ فاصلے پر آیا۔۔

"پورے کمرے میں خاموشی کا سماں پھیل چکا تھا۔۔ یا پھر یوں کہنا زیادہ بہتر ہو کہ یہاں پہ موجود کسی بھی شخص کے پاس بولنے کے لیے کوئی الفاظ نہ

"تھے۔"

میں جانتا تھا تم ضرور آؤ گے۔۔ یزدان نے اس خاموشی کو توڑا تھا۔۔۔ ار حم کو یزدان پہ غصہ تھا لیکن انسانیت بھی کوئی چیز تھی۔۔

ار حم خاموشی سے کھڑا اس کا چہرہ تکیے لگا۔۔ حمدان اور حمزہ صاحب بھی ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔۔ یزدان نے جو کچھ کیا تھا اس کے بعد اس کو معاف کرنا بنتا تو نہیں تھا، لیکن ان کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ اس کی حالت کا سن "کر اس طرح سے یہاں کیوں آ گئے۔۔

ار حم میں نہیں جانتا میری کتنی سانسیں باقی ہیں۔۔ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ اب مجھے تمہیں ہر حقیقت سے آگاہ کرنا ہے۔۔ مجھے تمہیں بہت سی باتیں بتانی ہیں۔۔ یزدان سر جھکائے بولتا چلا جا رہا تھا۔۔

رخسار بیگم نے تڑپ کر یزدان کی طرف دیکھا۔۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ رات بھر سونہ پائی ہوں۔۔۔

بولو میں سن رہا ہوں۔۔!" ار حم نے مختصر سا جواب دیا۔۔ اب حمدان اور حمزہ صاحب بھی یزدان کی طرف ہی متوجہ تھے۔۔۔

یزدان نے بولنا شروع کیا۔۔ ار حم میں جانتا ہوں میری غلطی قابل معافی نہیں ہے، لیکن پھر بھی میں تم سے ایک دفعہ معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔

تمہارا دل چاہے تو تم مجھے معاف کر دو ورنہ۔۔!" یزدان ٹھہرا، اور پھر بولا

تمہاری مرضی "وہ سر کو ہلکی سی خم دیتے بولا تھا۔۔۔"

"میں تمہیں معاف کر چکا ہوں، ار حم نے سر سری سا جواب دیا۔

یزدان نے ار حم کا جواب سنتے مزید گردن جھکائی۔۔ تمہیں مجھے معاف نہیں کرنا چاہیے، میں نے غلطی نہیں میں نے گناہ کیا تھا۔۔ میں بہت زیادہ

"شر مندہ ہوں۔۔ یزدان کی آواز بھرائی تھی۔۔

یزدان مجھے خوشی ہوئی کہ تم نے اپنا جرم قبول کیا، اور تم نے معافی مانگی۔
میں تمہیں سچے دل سے معاف کر چکا ہوں۔۔۔ ار حم تھوڑا سا آگے اس کے
"قریب جاتے بولا تھا۔۔۔

ار حم احمر کا قتل نہیں اس کا ایکسیڈنٹ۔ ہوا تھا، یزدان کی آواز لڑکھرائی تھی
۔۔۔

یزدان کی بات سنتے ار حم نے ایک جھٹکے سے چہرہ اٹھا کے اس کی طرف
" دیکھا تھا۔۔۔ حمدان اور حمزہ صاحب بھی اس کی بات پہ چونکے تھے۔۔۔
لک۔ کیا مطلب ہے تمہاری بات کا، ار حم کی آواز لڑکھرائی تھی۔۔۔
ار حم احمر کا قتل نہیں ہوا تھا اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔۔۔ میں نے زاویار
کے ذریعے تمہارے تک خبر پہنچائی تھی کہ احمر کا قتل کیا گیا ہے۔۔۔
یزدان اپنی بات بولتے دوبارہ سے خاموش ہو چکا تھا۔۔۔
تم نے ایسا کیوں کیا۔۔۔؟ " حمدان یزدان سے مخاطب ہوا۔۔۔

حمدان کی بات پہ ارحم نے بھی سر ہلاتے یزدان کی طرف دیکھا تھا، جو سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا۔

جب تک تم بزنس انڈسٹری میں نہیں تھے تب تک میرا بہت بڑا نام تھا۔
پروجیکٹس میرے پاس آتے تھے۔ (All Big) لاہور کے
Multinational (لیکن جیسے ہی تم نے اپنی برانچ لاؤنج کی
componieies or Corporation (MNC)) کی
کمپنیز سارے پروجیکٹس تمہیں دینے لگیں۔

دن بدن میرا ریک گرتا جا رہا تھا، اس کام میں بھی اللہ کی ہی کوئی حکمت تھی
۔۔ لیکن اس وقت میں نہیں جانتا تھا، میں تم سے حسد کرنے لگا۔ میں کسی
بھی طرح تمہیں اس انڈسٹری سے گرانا چاہتا تھا۔ میں تمہارے اور ارحم
"کے درمیان لڑائی کروانا چاہتا تھا۔

اسی لیے جب مجھے پتہ چلا کہ احمر کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے تو میں نے ارحم
کے پاس پیغام پہنچایا کہ حمدان نے احمر کا قتل کر دیا ہے۔ میں تم دونوں

کے درمیان ایک بدگمانی پیدا کرنا چاہتا تھا، اور شاید میں اس میں کامیاب ہو
 "چکا تھا۔"

میرے پاس کسی چیز کی کمی نہیں تھی، لیکن میں اپنا نام گرتا ہوا نہیں دیکھ
 سکتا تھا۔ میں اپنے سالوں کی محنت کو برباد ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔
 میں اس بات سے انجان تھا، کہ دینے والی ذات بھی اللہ ہے، اور لینے والی
 ذات بھی اللہ ہی ہے۔۔۔ لیکن اب مجھے اس بات کا احساس ہو گیا ہے، پلیر
 تم مجھے معاف کر دو۔۔۔ یزدان کی گال پہ آنسو پھسلنا شروع ہو چکے تھے۔
 اس کی سانسیں بھی تیز ہو رہی تھیں۔۔۔

رخسار بیگم نے آگے ہوتے یزدان کو اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔ ارحم، حمدان
 اور حمزہ صاحب یزدان کی بات سنتے ساکت ہو چکے تھے۔۔۔ ارحم کا گم شاید
 ایک دفعہ پھر تازہ ہو چکا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی اترتے دیکھتے حمدان
 "اور حمزہ صاحب آگے بڑھے تھے۔"

حمدان نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا، ارحم نے اپنی مضبوط مردانہ ہتھیلی سے اپنی آنکھیں مسلیں۔۔

ایک دفعہ پھر خاموشی چھا چکی تھی۔۔ یزدان نے ایک دفعہ پھر اس خاموشی کو توڑا۔۔ میں اس وقت ایک خود غرض انسان بن چکا تھا۔۔

میرے پاس کوئی نہیں تھا، بچپن میں میرے ماں باپ مجھے چھوڑ گئے تھے۔۔ مجھے آنی نے پالا تھا۔۔ میرا کوئی بہن بھائی نہیں تھا۔۔ میں رشتوں کی اہمیت جان ہی نہ سکا۔۔

میں کبھی غلط اور صحیح کا اندازہ نہ لگا سکا۔۔ تم مجھے معاف کر دو، میں تمہارا گنہگار ہوں۔۔ میں پریشے کا گنہگار ہوں۔۔ پلیز تم سب مجھے معاف کر دو۔۔ میں تم سب کا گنہگار ہوں۔۔ یزدان اب دبی آواز میں رونا شروع ہو چکا تھا۔۔۔

آننی نے تڑپ کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔۔ نہیں میرا بچہ تم اکیلے نہیں ہو، میں تمہارا سب کچھ ہوں۔۔ میں ہوں نہ تمہارے پاس، میں

تمہارے بابا، تمہاری ماما، تمہارا بھائی، تمہاری بہن، میں تمہارا سب کچھ ہوں۔۔ آئندہ یہ بات مت بولنا، رخسار بیگم کا لہجہ بھی درد بھرا تھا۔۔۔ یزدان۔۔ ارحم بولتے یزدان کی دوسری سائیڈ کی طرف بڑھا تھا۔ اس نے آگے آتے یزدان کا ہاتھ تھاما۔۔

یزدان آج سے میں تمہارا بھائی ہوں، حمدان، شایان، ابان، ہم سب تمہارے بھائی ہیں۔۔ تم کبھی اکیلے نہیں ہو۔۔ ارحم کی بات سنتے حمدان اور "حمزہ صاحب بھی مسکراتے ہوئے یزدان کی طرف بڑھے تھے۔۔ یزدان پیٹا ارحم نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔۔ تم اکیلے نہیں ہو ہم سب تمہارے ساتھ ہیں، حمزہ صاحب بھی مسکراتے ہوئے پر جوش لہجے میں بولے تھے۔۔

کیوں آنٹی ٹھیک کہانا میں نے۔؟" اب ارحم رخسار بیگم سے مخاطب ہوا تھا۔۔ رخسار بیگم بھی نم آنکھوں سے مسکرائی تھیں۔۔

مت کرو اتنی مہربانی، اس قابل نہیں ہوں میں۔۔۔ یزدان انتہائی کم آواز میں بولا تھا۔۔۔

اس کا فیصلہ تم نہیں کرو گے۔۔۔ ارحم انگلی دکھاتے بولا تھا بلکہ اب تم کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کرو گے۔۔۔ اب تمہارے بھائی ہیں یہاں پہ وہ جانتے ہیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔۔۔ ارحم حکمیہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔ ارحم کی بات سنتے سب ہی مسکرا دیے تھے۔۔۔

مجھے لگتا ہے اب تمہیں بھی مسکرا دینا چاہیے۔۔۔؟ "حمدان بھی یزدان سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔ یزدان نے چہرہ اٹھا کے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا تم بھی مجھے معاف کر چکے ہو۔۔۔؟" یزدان نے آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھا۔۔۔

کیا بات کر دی تم نے تم میرے بھائی ہو، آخر میں تم سے ناراض کیسے رہ سکتا ہوں۔۔۔ حمدان کی بات پہ یزدان نے ایک دفعہ پھر سے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔

تم لوگ واقعی بہت اچھے ہو۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا میں نے اتنے اچھے
لوگوں کے ساتھ اتنا غلط کیسے کر دیا۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔۔ میں پل
تڑپا ہوں۔۔۔ یزدان ایک دفعہ پھر سے شروع ہو چکا تھا۔۔ لیکن اس بار
ارحم نے اسے مزید بولنے نہیں دیا تھا۔۔

بس بس اب چپ کر جاؤ۔۔ زیادہ اور سمارٹ بننے کی ضرورت نہیں ہے
۔۔ بس اب جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ تاکہ گھر جاسکو۔۔ دیکھو آنٹی نے رورو
کے کیا حال کر لیا ہے۔۔ اور تم فضول میں ہی بولے جا رہے ہو۔۔ ارحم نے
اس کے کندھے پہ ہاتھ مارتے چھیڑنے والے انداز میں بولا تھا۔۔ یزدان
نے دھیماسا مسکراتے چہرہ جھٹکا۔۔

اسی پل نرس کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔ آپ کی میڈیسن کا ٹائم ہو چکا
ہے۔۔ اس نے یزدان کو مخاطب کیا تھا۔۔ یزدان نے رخسار بیگم کی طرف
دیکھا۔۔

کیا آنی اب مجھے یہ میڈیسن بھی کھانی پڑے گی۔۔ یزدان بچوں والے انداز میں بولا تھا۔۔ یزدان کی بات سنتے سب کا ہی قہقہہ گونجتا تھا۔۔

ہاں ہاں کھانی پڑے گی تمہیں۔۔ کھاؤ چلو شام میں ڈاکٹر سے بات کر کے آتا ہوں۔۔ ار حم بولتا ہوا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

آنی۔۔۔ اب یزدان نے نم آنکھیں اٹھاتے ان کی طرف دیکھا تھا۔۔ آنی نے مسکراتے اسے دوبارہ سے اپنے سینے میں بھینچا۔۔

مجھے بہت اچھا لگا میرے بیٹے نے سب سے معافی مانگ لی۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔۔ یزدان نے بھی ان کے گرد ہلکا سا حصار باندھا تھا۔۔

.....

یزدان ہسپتال سے ڈسچارج ہو چکا تھا۔ اس کی حالت اب کافی حد تک بہتر تھی۔۔ ار حم کھڑا ڈاکٹر سے بات کر رہا تھا جب رخسار بیگم اس کے قریب آئیں۔۔ حمدان بھی پاس ہی کھڑا تھا۔۔

ڈاکٹر جیسے ہی بات کر کے گیار خسار بیگم ار حم سے مخاطب ہوئیں۔۔۔ ار حم بیٹا
 پری کیسی ہے۔۔۔؟" انہوں نے جھجکتے پوچھا تھا۔۔۔
 الحمد للہ آنٹی پری بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ آپ لوگ آئیں نا کبھی اس سے ملنے،
 اسے بہت اچھا لگے گا۔۔۔ ار حم نے خوش دلی سے جواب دیا تھا۔۔۔
 جوابار خسار بیگم خاموش ہو گئی تھیں۔۔۔ آنٹی واقعی آپ آئیں گی تو پری کو
 بہت زیادہ اچھا لگے گا۔۔۔ حمد ان ان کو خاموش دیکھتا اب کی بار مخاطب ہوا
 تھا۔۔۔

"ہاں ہاں بیٹا میں ضرور کوشش کروں گی۔۔۔"

میں رخسار بیگم نے پھکی سے مسکراہٹ سجاتے کہا تھا۔۔۔ ار حم نے
 مسکراتے ہوئے ان کو گلے لگایا۔۔۔

چلیں آنٹی اب ہم چلتے ہیں، انشاء اللہ کل گھر ضرور آؤں گا میں۔۔۔ ار ح ان
 کی کمر تھکتے بولا تھا۔۔۔ رخسار بیگم نے بھی خوش دلی سے اس بات میں سر ہلا
 دیا۔۔۔

میں اچھے سے جانتی ہوں یہ کام میرا نہیں ہے لیکن میں اپنی پری کی ذمہ داری پوری ایمانداری سے نبھاؤں گی سمجھے تم۔۔!" اب جلدی سے اپنی جیب خالی کر ورنہ تم اندر نہیں جاسکتے۔۔ میرم بھی اپنے فیصلے پہ اٹل تھی۔۔"

واہ میرم بھابھی اللہ اللہ کر کے شادی ہوئی ہے اور یہاں پہ آپ نے مجھے روک لیا ہے۔۔ میرے پاس اس وقت پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے آپ کو دینے کے لیے۔۔ اسی لیے آپ یہاں پہ کھڑی ہو کر اپنا ٹائم ضائع مت کریں۔۔ شایان آئی برواچکاتے بولا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میں بھی یہاں سے نہیں جانے والی۔۔ میرم بھی نظریں گھماتی بولی تھی۔۔۔

ماما یار کیا مصیبت ہے، ایک تو آپ لوگوں نے شادی کرنے میں اتنی دیری کر دی۔۔ اور اب یہ آپ کی بہو مجھے اندر نہیں جانے دے رہی۔۔ شایان فریجہ بیگم کو مخاطب کرتے بولا تھا۔۔۔

میری بہو بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔ پیسے دو اور چلے جاؤ، فریحہ بیگم نے
 "بھی میرم کی سائیڈ لی۔۔۔ میرم نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔
 ہاااا۔۔۔ مطلب آپ سب ملے ہوئے ہیں؟" شایان نے منہ بنایا۔۔۔
 ہاں ہاں ہم سب ملے ہوئے ہیں۔۔۔ بھائی آپ کو بھی تو پتہ چلے شادی کرنے
 کے لیے خود کو کتنے مشکلات سے گزارنا پڑتا ہے۔۔۔ ابان نے بھی بات میں
 حصہ لیا تھا۔۔۔

تم چپ کر جاؤ۔۔۔ تم سے میں نے بات نہیں کی اور آپ سب یہاں کیوں
 کھڑے ہیں جائیں یہاں سے۔۔۔ یہ میرا اور میرم بھابھی کا آپس کا معاملہ
 "ہے۔۔۔ شایان نے یہاں پہ موجود سب کو اشارہ کیا تھا۔۔۔
 یہی بات۔۔۔ یہی بات شایان میں تمہیں بول رہی ہوں کہ جلدی سے پیسے
 دو اور بات ختم کرو۔ تاکہ میں بھی یہاں سے جاسکوں، اور تم بھی یہاں
 سے جاسکو۔۔۔

شایان نے میرم کی بات سنتے ایک بے بسی سی نظر اپنے باپ پر ڈالی۔۔ جو مسکراتے ہوئے اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

بابا یار آپ ہی ان سے کچھ کہیں۔۔ میرے پاس اس وقت ایک روپیہ بھی نہیں ہے۔۔ شایان بے بسی کی انتہا سے بولا تھا۔۔

سوری شیان میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔۔ شاید سکندر عثمان نے بھی میرم کی ہی سائیڈ لے لی تھی۔۔

اچھا چلو ایک ڈیل کرتے ہیں۔۔ تم مجھے 50 ہزار کی جگہ 40 ہزار دے دو۔۔ میرم نے اپنا فیصلہ سنایا۔۔

واہ واہ میرم بھابھی کیا بات کر دی آپ نے۔۔ میں تو ساری زندگی آپ کا شکر گزار رہوں گا۔۔ آپ نے 10 ہزار روپیہ کم کر کے میری سب سے بڑی مشکل آسان کر دی۔۔ شایان ہوا میں ہاتھ لہراتے اش اش کراٹھا تھا۔۔۔

میں نے تمہیں آفر دینی تھی، دے دی اب آگے تمہاری مرضی۔۔ میرم شاید ابھی بھی اپنے فیصلے پہ اٹل تھی۔۔۔
 ٹھیک ہے مجھے آپ کی یہ آفر قبول ہے۔۔ لیکن آپ کو اس میں سے 10 ہزار اور کم کرنے ہوں گے۔۔ اور باقی کے 30 ہزار آپ کو صبح مل جائیں گے۔۔۔

چلیں اب ہٹیں یہاں سے۔۔ شایان جلدی سے بات ختم کرتا دوبارہ سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔
 کہاں کہاں رکیں واپس۔۔ ابان نے اس کو پیچھے سے شیر وانی سے کھینچا تھا۔۔۔"

ابان میں نے تم سے پہلے بھی کہا ہے کہ تم اپنا منہ بند رکھو، یہ نہ ہو کہ میں تمہارے سارے کے سارے دانت توڑ دوں۔۔ شایان اس کو غصے سے گھورتے بولا تھا۔۔۔

شایان تم ادھر مجھ سے بات کرو۔۔ اب ان پہ کیوں برس رہے ہو۔۔ یہ تمہارا اور میرا معاملہ ہے تم میرے ساتھ بات کرو۔۔ مزید ایک روپیہ بھی کم نہیں ہوگا 40 ہزار فائل رقم ہے اور مجھے ابھی چاہیے۔۔ میرم شایان کو گھورتے بولی تھی۔۔

بھابھی آپ نا مجھے بہت ہلکے میں لے رہی ہیں۔ شایان نے بولتے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تھا۔۔ اگلے ہی پل شایان نے جیب میں سے ہزار ہزار کے نوٹوں کی دو گٹھیاں نکال کے میرم کی طرف بڑھائیں۔۔ میرم نے آنکھیں کھولے شایان کی طرف دیکھا۔۔

میں جانتا ہوں آپ مجھے کب سے تنگ کر رہی تھیں۔۔ آپ کو لگ رہا تھا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔ یہ پکڑیں آپ اپنے پیسے، اور اب آپ ہٹیں یہاں سے۔۔ شایان ایڈیٹیوڈ سے بولتا اپنے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔

اب کی بارہیزل نے اسے نہیں روکا تھا۔۔ کیونکہ وہ پیسے دیکھ کر ہی کافی حد تک حیران ہو گئی تھی۔۔۔

چلیں بھا بھی اب 50.50 پر سنٹ کرتے ہیں۔۔ اب ان آگے آتے بولا تھا۔۔ کیوں بھئی کیوں 50.50 پر سنٹ۔۔ چلو یہاں سے شاباش رات ہو رہی ہے سو جاؤ جا کر۔۔ میرم اکیلے ہی پیسے ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

بھا بھی یہ بہت غلط بات ہے۔۔ میں کب سے یہاں پہ کھڑا آپ کا ساتھ دے رہا تھا۔۔ اور آپ میرے ساتھ نا انصافی کر رہی ہیں۔۔ اب ان روہانسی ہوتے بولا تھا۔۔۔

جو مرضی سمجھو، میرم بولتی پیر پٹکتی یہاں سے جا چکی تھی۔۔ میرم ابھی شایان کو اور تنگ کرنا چاہتی تھی وہ سمجھ رہی تھی کہ شایان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔ لیکن یہاں تو شایان نے اس کے پلان کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔۔ اپنی جیب سے پورے 40 ہزار روپے نکال کر۔۔۔

اب کھڑے شکل کیا دیکھ رہے ہو؟" چلو یہاں سے۔۔ سکندر عثمان نے
 ابان کو کہا تھا۔ شایان تو بڑے ایڈیٹیوڈ سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کرتا
 اندر غرق ہو چکا تھا۔۔

ابان بھی معصوم سی شکل بناتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

.....

ارحم، حمدان اور حمزہ صاحب کورات آنے میں کافی دیر ہو گئی تھی۔ حمدان
 اور حمزہ صاحب سونے جا چکے تھے۔ اور اب ارحم بھی مہرناز بیگم کے
 کمرے سے ہوتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

شایان جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اس کی نظر بیڈ پر سچی سنوری بیٹھی
 "ہیزل پر پڑی۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا بیڈ کی طرف بڑھا۔
 کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے ہیزل سمٹ سی گئی تھی۔

اسلام علیکم کیسی ہیں آپ جناب۔۔!" شایان اس کے قریب بیڈپہ
 "!" براجمان ہوتا بولا تھا۔۔

وعلیکم السلام۔۔!" ہیزل نے انتہائی دھیمے لہجے میں جواب دیا۔۔
 شایان نے ہاتھ بڑھاتے ہیزل کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔ ہیزل
 شرماتے سے مزید سر جھکا گئی۔۔

تمہارا بہت بہت شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے۔۔ ہیزل حمزہ سے
 ہیزل شایان بننے کے لیے۔۔ شایان نے بولتے انگلی کی مدد سے تھوڑی
 سے اس کا چہرہ اوپر کواٹھایا تھا۔۔

ہیزل کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں۔۔ شایان کی نظریں اس کے
 "چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔

اب تم کچھ بولو گی بھی یا نہیں۔۔؟" شایان اسے خاموش دیکھتے دوبارہ
 مخاطب ہوا تھا۔۔

مم۔ میں کیا بولوں۔۔ ہیزل نے مختصر سا جواب دیا۔۔

کچھ بھی بولو کچھ پوچھ لو مجھ سے، لڑکیاں تو اتنے سوال کرتی ہیں کیسی لڑکی کو تم یار۔۔ شایان ایک ہیزل کے ہاتھ میں پہنی رنگ کے ڈائمنڈ کو چھوتے بولا تھا۔۔

"مجھے نہیں پتا لڑکیاں کون سے سوال کرتی ہیں۔۔

یار تم مجھ سے میری گرل فرینڈز کے بارے میں پوچھ سکتی ہو، اسی طرح اور بھی بہت کچھ پوچھ سکتی ہو، جو تمہارا دل چاہے۔۔ شایان نے بولتے بغور ہیزل کا چہرہ دیکھا۔۔ جہاں شرماہٹ اور گھبراہٹ کے ملے جلے تاثرات واضح تھے۔۔

میرے شوہر کی کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔۔ ہیزل اتراتے بولی تھی۔۔
اوو و!" کیا گار نٹی ہے تمہارے پاس، تمہارے شوہر کی کوئی گرل فرینڈ نہیں۔۔ شایان سراہنے والے انداز میں بولا تھا۔۔
"گار نٹی نہیں یقین ہے۔۔

اور مجھے اس یقین پہ فخر ہے۔۔ "اوہاں تم نے تو اپنی منہ دکھائی مانگی ہی نہیں کوئی بات نہیں میں خود دے دیتا ہوں۔۔ شایان نے اپنی سائیڈ پاکٹ میں سے ریڈ کلر کی ویلوٹ میں ایک خوبصورت سی ڈبی نکالی۔۔ اس ڈبی کو "اکھولتے شایان نے ہیزل کے سامنے کیا۔۔ تمہاری منہ دکھائی۔۔ واؤ شایان یہ بہت پیاری ہے۔۔ ہیزل جیسے ہی اسے پکڑنے لگی شایان نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔۔ ہیزل نے سوالیہ نظروں سے شایان کی طرف دیکھا۔۔ میں پہناتا ہوں نا، شایان بولا اور اس خوبصورت سی ڈائمنڈ کی رنگ کو ڈبی سے نکالا۔۔ ہیزل نے جلدی سے مسکرا کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔ شایان نے انتہائی نرمی سے ہیزل کا ہاتھ تھامتے اس کی انگلی میں رنگ پہنائی۔۔۔ یہ عام سی رنگ تمہاری انگلی میں آنے کے بعد بہت قیمتی ہو گئی ہے۔۔ شایان نے بولتے اس کے ہاتھ پہ بوسہ دیا۔۔۔

تھینک یو سوچ شایان۔۔ آپ بہت اچھے ہیں۔۔ ہیزل خوشی سے چہکتے بولی تھی۔۔

اب تم بھی اس اچھے انسان پہ کچھ مہربانیاں کر دو۔۔ شایان زو معنی انداز میں بولا تھا۔۔ ہیزل نے نا سمجھی سے شایان کی طرف دیکھا۔ کیا مطلب؟ "وہ زیر لب بڑبڑاتی۔۔"

سمجھا دوں گا، سمجھا دوں گا۔۔ سارے مطلب بہت اچھے سے سمجھا دوں گا۔۔ پہلے تم جلدی سے اٹھ کر کپڑے چینج کر لو بہت زیادہ تھک گئی ہو گی۔۔ شایان ایک سائیڈ کو ہوتے بولا تھا۔۔

.....

ہیزل ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں برش کر رہی تھی۔۔ اس نے لائٹ ساپنک کلر کا ڈریس پہنا تھا۔۔ خود پہ شایان کی نظریں "محسوس کرتے اس نے شایان کی طرف دیکھا۔ کیا دیکھ رہے ہیں۔۔؟" کچھ نہیں۔۔! بس اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں۔۔ "وہ سر پر ہاتھ مار آنکھ " دباتے ہوئے شرارت سے بولا۔۔

او کے دیکھتے رہیں میں جا رہی ہوں سونے۔۔! میں تو بہت تھک گئی اتنا"

بھاری لہنگا پہنا ہوا تھا میں نے۔۔" وہ برا سامنہ بنا کر کہتی بیڈ کی طرف

بڑھی۔۔ تو شایان نے ہیزل کا بازو پکڑ لیا۔۔

"ابھی نہیں پلیر۔۔"

کیوں۔۔۔؟" اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر سوال کیا۔۔"

کیونکہ ابھی میں نے دیکھنا ہے تمہیں جی بھر کے۔۔" اس نے ہنستے

ہوئے بتایا۔۔

آپ ساری عمر دیکھتے رہے گا مجھے۔۔ لیکن ابھی میں نے سونا ہے۔۔" وہ"

بچوں کی طرح منہ بسور کر بولی۔۔

نہیں ابھی دیکھنا ہے میں نے تمہیں۔۔۔" گھمبیر آواز میں کہتے ہوئے"

شایان نے اسے اپنی طرف کھینچا اور وہ جو اس کے لیے تیار نہیں تھی اس

کے سینے سے آگئی۔۔

آ۔۔۔آ۔۔۔آپ۔۔۔"اس کے پرفیوم کی محسوس کن خوشبو اور خمار"
بھری آواز نے اسے حواس باختہ کر دیا۔

میں تمہارا ہی ہوں جانِ من۔۔۔"وہ تھوڑا اس پر جھکا 'تو وہ گڑ بڑا گئی۔ اور"
ساتھ ہی اس کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہو گئیں اور سانسیں بھی اعتدال
پر نہ رہیں۔۔۔ وہ اس کی بانہوں میں ہلکا سا کسمسائی۔۔۔

کیا تم میری نہیں؟"خمار آلود آواز ہیزل کے کانوں سے ٹکرائی۔ لیکن وہ"
سانس روکے سنتی رہی۔۔۔

بولو۔۔۔؟"اس کی خاموشی محسوس کر کے اس نے ہیزل کے چہرے"
کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر کیا اس کی آنکھیں بند اور ہونٹ ہولے
ہولے لرز رہے تھے اس نے مسکراتے ہوئے اپنے لب اس کی ٹھنڈی
پیشانی پر رکھے اور پھر ایسے ہی اسے اپنی بانہوں میں اٹھا کر چلتا ہوا بیڈ کی
طرف آگیا۔۔۔ وہ بھی بنا کچھ بولے مسکراتے ہوئے اس کے سینے میں سر
!چھپا گئی۔۔۔

اتنی لمبی مسافت طے کرنے کے بعد اب دونوں مسافر ہی اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے تھے۔۔ اور دونوں ہی بہت خوش و مطمئن تھے۔۔
 انہیں خوش اور مطمئن دیکھ کر باہر آسمان پر لاکھوں ستاروں کے بیچ چمکتا چاند بھی اُن کے حسین ملن پر مسکراتا۔ ان کی دائمی خوشیوں کی دعا کر رہا
 "!! تھا۔۔۔"

.....

یزدان آہستہ آہستہ کافی حد تک بہتر ہو رہا تھا۔۔ ڈاکٹر نے رخسار بیگم کو بہت سخت ہدایات دی تھیں، یزدان کو اس وقت پر سکون ماحول کی ضرورت تھی۔۔ اور ڈاکٹر نے کہا تھا ہو سکے تو یزدان کچھ ٹائم کے لیے کسی دوسری کنٹری چلا جائے۔۔ کچھ وقت کے لیے وہ ٹینشنوں سے دور ہو جائے۔۔۔

رخسار بیگم نے بھی یہی مناسب سمجھا تھا۔۔ وہ بھی سمجھ چکی تھی کہ یہاں رہ کر یزدان زیادہ ٹینشن لے گا۔۔۔

وقت جیسے تیسے کر کے گزر جاتا ہے، لیکن یادیں کبھی نہیں بھلائی جاتیں۔۔۔
 یزدان نہیں جانتا تھا کہ وہ کبھی اپنی زندگی کے اس مراحل کو بھول پائے گا
 "کہ نہیں، لیکن وہ ایک دفعہ کوشش ضرور کرنا چاہتا تھا۔۔۔"

.....

اس نے تھکے ہارے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا، ٹھٹھک سا گیا، کیونکہ
 سامنے ہی اس کا پیار سا بچہ، اس کی جان، اس کی زندگی پریشے ار حم خان،
 دبے پاؤں کی بلی کی طرح ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔
 اس کے دلکش چہرے پر تھکن سے زیادہ پریشانی کے آثار تھے، وہ بہت
 بے چینی سے چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔
 ار حم کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا، اس تک پہنچا۔۔۔

لیکن وہ اس کی آمد سے بے خبر ویسے ہی چل رہی تھی، ار حم نے آہستہ سے
 اس کے پاس جا کر اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔۔۔

کیا ہوا میرے بے بی کو اتنا پریشان کیوں ہے۔؟ "وہ اس کی آواز پر رک کر" اس کی سمت خفگی سے دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھیں نم تھیں، جیسے وہ ابھی کہ ابھی رونے کو تھی۔ کیونکہ اسے نہیں پتہ تھا رحم کہاں گیا تھا، وہ بہت زیادہ پریشان تھی اس کے لیے۔

لیکن بولی کچھ نہیں، بس خفگی سے اسے تکتی رہی۔۔۔

کیا ہوا۔۔!! میرا بچہ۔؟ ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔ "اس نے پھر سے پوچھا۔۔" یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں؟ "وہ اسی خفگی سے دیکھتے آنکھیں سکڑ کر" بولی۔۔

آپ کہاں گئے تھے۔؟ اتنی دیر بعد آئے اور مجھے بتا کر بھی نہیں گئے، پتہ "ہے کتنی پریشان ہو گئی تھی میں، جان نکل رہی رہی تھی میری۔۔ مرنے والی ہو گئی تھی میں۔۔" اب وہ بنار کے تیز تیز بولنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

مرے تمہارے دشمن۔!! خبردار جو دوبارہ ایسی بات کی تو۔۔۔ "اس" نے تیزی سے بولتی پری کے منہ پر ہاتھ رکھا اور پھر اسے ہیل کرنے کے

لیے گلے لگا لیا۔ "کام ڈاؤن میرا بچہ۔! میں ابھی سب کچھ بتاتا ہوں، بس لمبا سا سانس لے کر خود کو ریلیکس کر و شاباش۔" وہ اس کو خود سے لگائے، اس کی کمر تھپک کر، پیار سے بولتا اسے پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ اور مزے کی بات وہ اس کی پناہوں میں جا کر کچھ دیر پہلے والی خفگی، ہر پریشانی اور ٹینشن بھولنے لگی تھی، اس کی صحبت ایسی ہی تھی۔۔۔ سب کچھ بھلانے والی، اوپر سے اس کے کپڑوں سے اٹھتی، اس کے برانڈڈ کلون کی مہک اسے شانت کر رہی تھی۔۔۔

وہ لمبا سانس لیتی اس مہک کو اپنے اندر اتارنے لگی

پھر آہستہ سے بولی۔۔۔

اب بتائیں پھر کہاں گئے تھے آپ۔؟ "ارحم نے بھی اب اسے مزید پریشان کرنے کی بجائے بتانے کا سوچا۔۔۔"

"پری میرا بچہ ہم ہسپتال گئے تھے۔۔۔"

واٹ ہسپتال کیوں۔؟ کیا ہوا کون ہے وہاں۔۔؟ سب خیریت ہے۔؟ مم"

میری ماما تو ٹھیک ہے نہ۔۔؟" اس کے منہ سے ہسپتال کر سن کر کرنٹ کھا

کر اس کے حصار سے نکل کر تار بڑ توڑ سوال کرتی۔ متوحش نظروں سے اس

کی سمت دیکھنے لگی۔ اس کے ذہن میں اپنی ماں کا خیال گونجنے لگا۔۔

آئی بالکل ٹھیک ہیں میرا بچہ۔!! لیکن یزدان۔۔۔" وہ بات کرتے"

کرتے رکا، کیونکہ یزدان کا سنتے ہی پری کے چہرے پر اک عجب سادہ اٹھا

تھا۔ وہ اس کے قریب آگیا اور پھر اس کی کمر کے گردن باز و جمائل کر کے

اسے بالکل اپنے ساتھ کر لیا۔

کک ہوا یزدان کو۔؟ کک کچھ کہا تو نہیں اس نے آپ کو۔۔؟" وہ بولتے"

ہوئے، خوف سے لڑکھڑاسی گئی۔

کیونکہ اس کے ذہن میں وہ سب کسی فلم کی مانند چلنے لگا، جو یزدان نے اس

کے ساتھ کیا تھا، ایک بار پھر ایک خوف اس کے وجود میں سرایت کر

گیا۔۔۔

نہیں نہیں بے بی۔!! وہ تو خود ڈاکٹروں کے رحم کرم پر ہے اس نے مجھے "
 کیا کہنا۔" اس نے پری کوریلیکس کرنے کے لیے اس کے ہاتھوں کو اپنے
 ہاتھوں میں تھاما اور ایسے چلتا ہوا اسے بیڈ تک لے آیا اور پھر اسے بیڈ پر بٹھا
 کر خود بھی پاس بیٹھ گیا۔

کک کیوں کیا ہوا۔؟ آپ پوری بات بتائیں پلیز ز۔" وہ اسے دیکھ کر بولی۔"
 یزدان کو ہارٹ ٹیک آیا ہے پری، وہ ہسپتال ہے، آنٹی نے مجھے کال"
 کی۔ اس وقت رخصتی کا وقت تھا، تو میں لیٹ پہنچا، تب تک اسے ہوش آچکا
 تھا، لیکن اس کی حالت ابھی بھی خراب ہی ہے وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا۔"
 وہ کچھ توقف کے لیے رکا۔

ہارٹ ٹیک۔۔؟" وہ بڑبڑائی۔۔ جو بھی اس نے کیا اس کے باوجود بھی وہ "
 اس کے ہارٹ ٹیک کا سن کر شذر رہ گئی۔" وہ ٹھیک تو ہے نہ؟ آنی کیسی
 "ہیں وہ تو بہت زیادہ پریشان ہوں گی۔۔؟

ہاں! پریشان تھیں، لیکن جب ہم نے یزدان کو معاف کیا تو وہ بہت " پر سکون تھی اور میرے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اب کوئی میری وجہ سے دکھی اور پریشان نہیں رہے گا۔۔۔" اس نے بات پوری کر کے پری کو دیکھا۔

معاف۔!!۔۔؟؟؟" اس نے بس اتنا کہا اور خاموش ہو گئی۔۔۔"

ارحم نے پھر بولنا شروع کی۔ "ہممم! معاف۔ وہ بہت تکلیف میں تھا، شر مندہ تھا اور سب سے بڑھ کر بستر مرگ پر۔ اس نے مجھ سے معافی مانگی اور میں نے سچے دل سے اسے معاف کر دیا، کیونکہ اللہ معاف کرنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے پری، وہ بہت شر مندہ ہے اپنے کیے پر اور پھر اس نے مجھے سب کچھ سچ سچ بتایا، کہ احمر کا قتل تو ہوا ہی نہیں تھا، بلکہ وہ ایک حادثہ تھا، جسے اس نے قتل کا رنگ دے کر حمدان کا نام لگا دیا، صرف ہم دونوں کو دور کرنے کے لیے۔۔۔ حسد کرتا تھا وہ ہم سے، ہماری دوستی سے، ہماری کامیابی سے۔ میرا قیمتی اثاثہ تو لٹا ہی، اس چکر میں اس نے مجھے وحشی درندہ بنا دیا، اور میں قیمتی رشتوں سے نفرت کرنے لگا، بہت برا کیا ہے اس

نے، اور پھر میں بھی اس جیسا بن گیا۔ "اس نے آہستہ آہستہ پری کو سب کچھ تفصیل سے بتا دیا تھا، لیکن احمر کا نام اور اس سے جڑی سب باتیں یاد تھا اور آواز بھرا گئی، جو پری سے نہ چھپ آتے ہی اس کے اندر درر جاگا سکی تھی، اس نے ار حم کے ہاتھوں میں دبے اپنے ہاتھ نکالے اور آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر ار حم کا رخ اپنی طرف کیا۔

میں جانتی ہوں بہت بڑا دکھ ہے یہ آپ کا، جو کبھی ختم نہیں ہوگا، بہت " برے وقت سے گزر رہے ہیں ہم، لیکن شکر ہے وہ سب گزر گیا، اب ہمارا اچھا وقت ہے اسے سنبھال کر اور بھی اچھا کرنے کی کوشش کریں۔ "اس نے رسائیت سے بولتے ہوئے، ار حم کا سراپنے کندھے پر رکھ دیا۔ ہم سہی کہہ رہی ہو تم۔ "وہ آہستہ سے بولتا اس کے کندھے پر سر ٹکا کر " آنکھیں موند گیا۔

"کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔ "پری ایک بات کہوں۔۔؟" جی کہیں۔۔۔ "وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی ہوئی بولی۔"

تم بھی یزدان کو معاف کر دو۔!! میں جانتا ہوں یہ سب اتنا آسان " نہیں، لیکن میں نے اسے معاف کر دیا ہے اور میں چاہتا ہوں اب تم بھی اسے معاف کر دو۔" اس نے پری کو سمجھایا۔۔۔

میں اسے پہلے ہی معاف کر چکی ہوں۔!! لیکن وہ سب بھولنے میں ابھی " وقت لگے گا۔ آپ چیخ کر لیں۔ بہت تھک چکے آپ۔۔" وہ بہت زیادہ سنجیدہ تھی۔

کمرے کے خاموش ماحول میں اک تناؤ سا آگیا۔۔۔

ہوں۔!! سہی کہا۔" ارحم نے آنکھیں کھول کر، اس کے کندھے سے " سراٹھا کر اس کا بغور جائزہ لیا، بلیک کلر کی نائٹی میں بہت تھکی تھکی سے پری، اس کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی، میک کے مٹے مٹے نشان اور آنکھیں سرخ۔۔۔

وہ چیخ کر چکی تھی۔۔۔

آدھی رات۔۔۔۔۔ بند کمرے کا خاموش و خوابناک ماحول۔۔۔

دو محرم ایک دوسرے کے بالکل ساتھ بیٹھے تھے۔۔

اس کے دل میں پری کو قریب سے محسوس کرنے کی خواہش ایک دم سے جاگی۔۔۔

تو وہ اچانک ہی کھڑا ہو گیا۔۔

کیونکہ وہ اسے اس کی اجازت کے بغیر نہیں چھونا چاہتا تھا اور اس کی بے لگام خواہشیں اسے بہت کچھ کرنے پر مجبور کر رہی تھیں۔۔

وہ بہت بے چین سا ہو گیا۔۔۔

اس نے اپنا کوٹ اور ٹائی اتار کر صوفے پر اچھال دی۔۔

کیا ہوا۔۔؟ "پری بھی پریشانی سے اٹھی۔۔"

بہت کچھ ہوا۔۔ "وہ کہتا ہوا تیزی سے اس کے قریب ہوا، اور اس کی کمر"

میں بازو ڈال کر اسے اک جھٹکے سے اپنے قریب کیا۔۔

وہ بھی لہرا کر اس کے سینے سے آگئی۔۔۔

پری۔۔۔؟ میرا بچہ۔۔۔" اس نے گھمبیر آواز میں اسے پکارا، ماحول کا

فسوں بری طرح سے اس کے سر پر چڑھ چکا تھا۔۔۔

اس کی بھکی آواز، گرم سانسوں کا لمس، پری کو اپنی گردن پر محسوس ہونے

لگا۔ جس سے اس کی سانسیں بے ترتیب ہونے لگیں، اور آواز بالکل

بند۔۔۔

میں تمہیں قریب سے محسوس کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ میں تمہارے وجود"

سے، اپنے وجود کی تکمیل چاہتا ہوں۔۔۔ میرا ساتھ دو پلیز" وہ بولتے ہوئے

اس کے مزید قریب ہوتا سارے فاصلے ختم کرتا، اس کی گردن پر اپنے

دھکتے لب رکھ گیا۔۔۔

پری کے دل کی دھڑکنوں میں بھی اک عجب سا شور برپا ہوا۔ ماتھے پر پسینے

کی بوندیں۔۔۔

اور نگاہیں شرم سے جھکتی چلی گئیں۔۔۔

وہ تو اس کی اتنی سی قربت پر بھی کچھ نہ بول پائی۔۔۔

اور پگھلتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

دو گئی نہ میرا ساتھ۔۔۔؟ "اب اس نے پری کو کندھوں سے پکڑ کر اپنے"
سامنے کیا۔ اس کا چہرہ شرم سے لال، آنکھیں گھنیری پلکوں میں چھپی
ہوئیں۔۔۔

دل کی دھڑکنیں تیز اور بے ربط۔۔۔

اور ادھ کھلے گلابی لب کپکپا رہے تھے۔۔۔۔
جو اسے اور بھی زیادہ بہکنے پر مجبور کر گئے تھے۔۔۔

بولو نہ پلیز ز۔!! میری دھڑکنیں تمہارا اقرار چاہتی ہیں۔۔۔ "وہ کہتا"
ہوا۔ اس کے ادھ کھلے لبوں پر جھکا اور پھر اپنے لب اس کے لبوں سے جوڑ
دیے۔۔۔

پری جو آنکھیں بند کیے کھڑی تھی۔۔۔
"اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔

اس کے اندر سنسنی سی دوڑ گئی، اور اتنی ہمت بھی نہ ہوئی کہ وہ اسے خود سے پرے کرتی۔۔

کیونکہ اس کا اپنا دل بھی بغاوت پر اتر آیا تھا۔۔

وہ بھی اس کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔

اس کے ساتھ حسین پل بتانا چاہتا تھا، وہ تو اس کی ماننے کو تیار ہی نہ تھا۔۔

بولو میرا بچہ۔۔!! میں تمہاری ہاں کا منتظر ہوں۔" اس نے پری کے لبوں "

سے اپنے لب ہٹا کر، اس کی گھنیری پلکوں کے اٹھتے گرتے، رقص سے

محفوظ ہوتے ہوئے، دوبارہ پوچھا۔۔

اب کی بار پری نے بھی اسے تڑپانے کی بجائے، بند آنکھوں سے سر ہلا کر

اقرار کر لیا۔۔

اور پھر شرم کے مارے اسی کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔

اومائی بے بی۔۔!! میرا پیار اسابچہ۔ "وہ تو اس کے اقرار پر، اسے کندھوں سے پکڑ کر والہانہ انداز میں اس کے چہرے کو تکتا، اس کے قریب ہو کر گستاخیاں کرنے لگا۔

جبکہ وہ شرم کے مارے لال ہوتی، اسی کے سینے میں پناہ لے رہی تھی۔۔۔
ارحم نے اسے بہت آہستہ سے اٹھایا اور چلتا ہوا بیڈ تک لے آیا،
اور پھر اسے بیڈ پر لٹا دیا۔۔

یہ ان کی زندگی کی حسین ترین رات تھی۔۔۔
یہ ان کے ملن کی رات تھی۔۔

یہ دو محبت کرنے والوں کے ایک ہونے کی رات تھی۔۔۔
جوا نہیں اور بھی زیادہ قریب کرنے والی تھی۔۔

جوا نہیں زندگی کا اصل مطلب بتانے والی تھی، کہ اصل میں زندگی کتنی
دلفریب تھی۔۔

ارحم اس رات کو اور بھی خوبصورت بنانے کے لیے اپنی پری کی طرف جھکا، اور پھر اپنی بے چینوں، بے قرار یوں اور اپنی بڑھتی ہوئی درافتگیوں کا اظہار، بڑے والہانہ انداز میں کرنے لگا۔۔۔

پری بھی اس کی قربت کے حصار میں خود کو خوش قسمت ترین عورت محسوس کر رہی تھی۔۔۔

اور ارحم بھی خود کو خوش قسمت مرد تصور کر رہا تھا۔۔۔
 بہت شکریہ میرا بچہ۔!! ہماری زندگی کو مکمل کرنے کے لیے۔۔۔ "بہت"
 وقت کے بعد ارحم نے سینے پر سر رکھ سوئی پری کے کان میں سرگوشی کی
 اور آہستہ سے لب اس کے ماتھے پر رکھ کر اسے خود میں بھینچ لیا،
 وہ ہلکا سا کسمسائی اور پھر اس کے سینے میں منہ چھپا کر نیند کی وادیوں میں اتر
 گئی۔۔۔

بہت سکون تھا اس کے چہرے پر۔۔۔
 ارحم بھی مسکراتا ہوا، آنکھیں موند گیا۔۔۔

آج وہ بھی بہت نہال تھا۔۔۔

اور باہر کھڑکی کے پار چمکتا چاند بھی ان کے اس حسین ملن پر مسکراتا ہوا،
دن کا تعاقب کر رہا تھا۔۔۔

ان کو کہاں رہتی ہے طلب پھر کسی اور کی "
" جن کی اپنی محبوبہ ہو شہر لاہور کی

.....

کچھ دن بعد



یزدان کی فلائٹ کا وقت ہونے والا تھا، وہ اس وقت ایئرپورٹ پہ موجود تھا
"۔۔۔ رخسار بیگم بھی اس کے ساتھ ہی تھیں۔۔۔"

کچھ عرصے کے لیے یزدان نے اپنا بزنس بھی امریکہ میں ہی سیٹ کر لیا تھا
۔۔۔ اور اب وہ وہیں پہ جا رہا تھا، اس نے زاویار کو کال کر کے بتا دیا تھا کہ وہ
"سب کو بتا دے۔۔۔"

یزدان کو اسلام آباد سے امریکہ کی ارجنٹلی کوئی فلائٹ نہیں ملی تھی۔۔۔ اسی لیے اس نے لاہور سے فلائٹ بک کروائی تھی۔۔۔ وہ اس وقت لاہور کے بڑے سے عالی شان ایئرپورٹ پہ کھڑا بلیک گلاسز لگائے غیر مرئی نقطے پہ نظریں گاڑے ہوئے تھا۔۔

اس کے برابر پہ ہی بیچ پہ رخسار بیگم بھی بیٹھی تھیں۔۔۔ کچھ فاصلے پہ دو تین گارڈز بھی کھڑے تھے۔۔۔

تکتے ہوئے ہر شے کو بہت غور سے گزرے، " " ہم بعد تیرے جب بھی لاہور سے گزرے

یزدان نے اچانک سے اپنی نظریں گھمائیں۔۔۔ اسے عجیب سی تھکاوٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔ عجیب سی بے چینی۔۔۔

میں نے کہا ایک محبت اور صحیح "

" دل نے کہا اس بار لاہور سے ہی

یزدان نے بے اختیار اپنی پیشانی پہ ہاتھ پھیرا، جہاں پانی کے چند قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔۔ اسی پل پورے ہول میں لیڈی ہوسٹ کی آواز گونجی تھی۔۔۔ فلائٹ کا ٹائم ہو گیا تھا، یزدان نے نہ محسوس سے انداز میں آنی کی طرف دیکھا۔۔۔

آنہی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔ چلیں آنہی ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔ اس کی آواز "لڑکھڑائی تھی۔۔۔ جو کہ آنہی نے بخوبی محسوس کیا تھا۔۔۔

سنا ہے وہاں دل والے رہتے ہیں، "

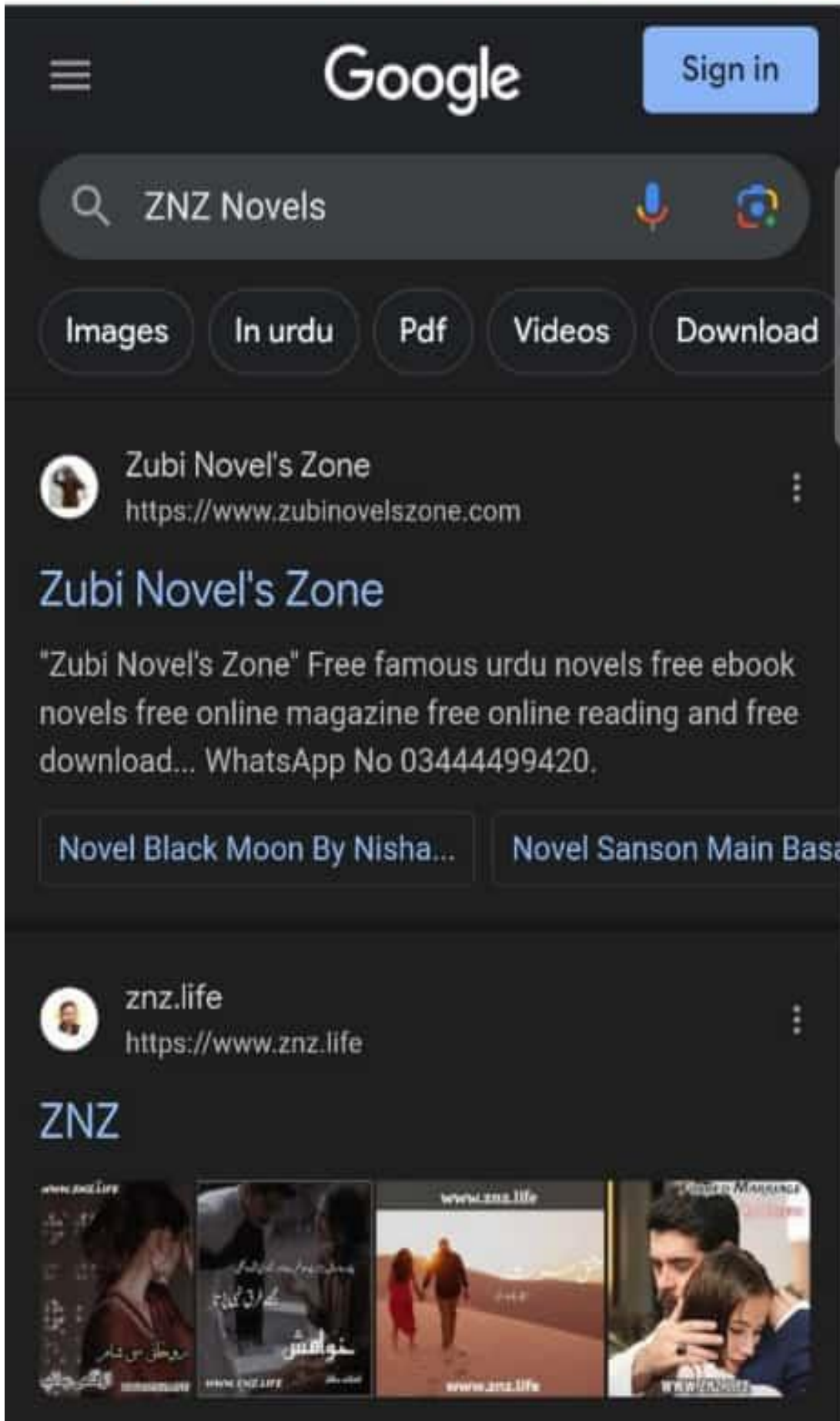
" ایک شہر جسے لاہور کہتے ہیں

یزدان تلخ سی مسکراہٹ سے چہرہ جھٹکتے ہوئے آنہی کو لیے آگے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

ختم شد

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مزید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.znzlibrary.com/>

<https://www.znz.today>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>